Abū al-Faẓl

Akbar-nāmah.

v. 1

اردو ترجمہ اکبرنامہ جلد اوّل

مؤلفہ

...لامہ ابوالفضل ابن شیخ مبارک میر منشی وزیر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان

جس کو

...بادیونیورسٹی نے بی۔ اے۔ کے امتحان ۱۶-۱۹۱۵ء کے پرپیڈریڈنگ کے لئے منظور فرمایا...

مترجمہ

جناب مولوی مرزا جان صاحب پروفیسر عربی فارسی مش...

منشی محمد اسمٰعیل منیجر مطبع کے ...

مطبع الوا...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حَامِداً وَّمُصَلِّیاً وَّمُسَلِّماً

اللہ بہت بڑا ہے (واہ واہ) کیا ہی گہری دریافت ہے اور کیا ہی بڑی پہچان کہ صبح ایسا روشن دم
کھنے والوں پاک دل باریکی کے پہنچنے والوں ہر بات کی اصل کے جاننے والوں نے کہ موجودات کے نقشہ
ں باریکیاں دیکھنے والے اور دانائی اور بینائی کی تختی کی مشکلیں دور کرنے والے یا دانائی اور بینائی کی تختی
ے رونق دار بنانے والے ہیں اُنھوں نے عنصری بناوٹ اور مادّہ کی بنی صورت میں کوئی ایسا بیش قیمت
سکّہ اور اور کوئی ایسا بلند اصل گوہر کہ قیمت کے ڈھانچہ میں نہ سماوے اور اندازے اور خیال کی ترازو میں
نہ تُلے اور گھٹنے کے پیمانہ میں نہ آوے اور فکر کی حد سے باہر ہو سوائے بات یا کلام کے کہ ایک حرکت کرنیوالی
نرم ہوا اور لہرانے والی ہوا ہے نہیں پایا ہے اور کیوں ایسا نہ ہوا اسلئے کہ نہ باطنی یا اندرونی بادشاہت کا
سرانجام بغیر اُس کی (کلام کی) مدد کئے ہو سکتا ہے اور نہ ظاہری ویرانے سے بھرے گھر کی آبادی اُس کی
ہی کے بغیر خیال میں گذرتی ہے۔ **مثنوی**۔ یہ کیا کلمہ (اس جگہ مراد ہے کُن، جو خدائے تعالیٰ نے
پیدا کرنے عالم کے فرمایا اور سب کچھ موجود ہو گیا) تھا کہ ظاہر ہوا یعنی کیا عجیب کلمہ تھا کہ جُوں ہی
نے فرمایا اٹھارہ ہزار کا پردہ اُلٹ دیا یعنی اٹھارہ ہزار عالم موجود ہو گیا۔ اس محفل (دُنیا) میں اُس کے
برابر سرمستی میں نہیں ہے یعنی اس دُنیا کے اندر کوئی چیز ایسی بیخود بنانے والی نہیں ہے جیسے کہ کلمہ یا کلام
بیخود بنانے والا ہے۔ کوئی زبردستی میں اُس کی جوڑ نہیں ہے یعنی کلام کے برابر کوئی چیز زبردست اور زور آور
نہیں ہے۔ اس کارخانے (دُنیا) میں کام کا سُلجھانے والا یا انجام دینے والا وہی یعنی کلمہ یا کلام ہے۔
اس بارگاہ (دُنیا) میں وہی یعنی کلمہ یا کلام صدر نشین (سب سے اوپر بیٹھنے والا) ہے۔ جو کچھ کہ عقلمندوں کے
دل میں بات آتی ہے۔ دل زبان سے کہتا ہے اور زبان کان کو پہنچاتی ہے۔ دل ہی کے دروازے سے
دل کے دروازے کی طرف اُس کی راہ ہے بولنے اور سُننے کی قوتیں اُس کا میدان ہیں یا گھومنے کا مقام یا سیرگاہ
ہیں عقل کی رصدگاہ (وہ اونچا چبوترہ جو ستاروں کا حال دریافت کرنے کو بناتے) میں کلمہ یا کلام کی مشرق

اورمغرب زبان اور کان کی ہے اور بس یعنی عقلمندوں کے نزدیک کلمہ یا کلام کے چاند کے نکلنے اور چھپنے کی
جگہ زبان اور کان ہے کہ زبان سے نکلتا اور کان میں چھپتا ہے۔ نہ اُس کی یعنی کلمہ یا کلام کی مبارک بنیاد تک
آسمان کی سیڑھی پہنچ سکتی ہے (یعنی آسمان کی سیڑھی جو ایسی بلند اور اونچی اور نَو ڈنڈے کی ہے کلمہ یا کلام
کی حقیقت تک پہنچنے سے کوتاہ ہے اور لطف یہ ہے کہ پایہ نردبان میں مناسبت ظاہر ہے اور آسمان چونکہ نَو ہیں
لہذا اُن کو نَو ڈنڈے کی سیڑھی بتایا ہے مطلب یہ ہے کہ جب کہ کلمہ یا کلام آسمان سے پہلے ہے تب آسمان اُس کی
اصل کیا بتا سکتا ہے) نہ عقل کا ہَوا ناپنے والا یعنی بے فائدہ چکّر لگانے والا تیز چلنے والا قدم اُس کی یعنی کلمہ یا کلام
کی ذات یا اصل یا جڑ تک جا سکتا ہے یعنی عقل بھی اُس تک کے آغاز کا راز بتانے سے عاجز ہے۔ آگ کا مزاج رکھنے والا
ہَوا ذات ہے اور خاکی اصل رکھنے والا پانی ایسا ہے (یعنی کلمہ یا کلام مزاج رکھتا ہے آگ کا اور طبیعت رکھتا ہے
ہَوا کی۔ اس لئے کہ اُس میں تیزی ہے آگ کی سی کہ آناً فاناً میں صفاچٹ کر دیتا ہے اور ہَوا ذات اسلئے کہ سانس
ہی تو ہے۔ اور خاکی اصل اسلئے کہ انسان سے جو خاک کا بنا ہے یا زبان سے جو خاکی انسان کی ہے ظاہر ہوتا
ہے اور پانی کے مثل و مانند اس لئے کہ روانی اور صفا اور آب و تاب رکھتا ہے) اُس کے یعنی کلمہ یا کلام کے
نکلنے کا مقام دل کا آتش خانہ ہے اور اُس کے اُڑنے کی اونچی جگہ ہَوا کی سطح ہے اُس کے بازار کی گرماگرمی
(رونق) پانی کے ساتھ مقابلہ کرتی اور اُس کی آرام کی جگہ صفحۂ خاک ہے (یعنی کاغذ پر لکھا جاتا ہے اور کاغذ
اس خاکی جہان کے ساتھ تعلق رکھتا ہے پس کاغذ خاک ہے) قسم قسم کی نادر چیزوں کے مرتبہ پہچاننے والوں
۲ نے اپنی دانائی اور پہنچ کے موافق (ترجمہ صفحہ ۲ میں از اکبرنامۂ کشوری) کلمہ اور کلام کو باطنی لشکر کا سپہ سالار
بلکہ سچّا بیٹا (سپوت) دل کا جانا ہے اور دل کے آتشخانہ کی حکمت اور دانائی کا بڑا سردار بلکہ دل کا آدم
سمجھا ہے (یعنی جو کچھ کہ دل سے پیدا ہوتا ہے سب سے پہلے کلمہ اور کلام ہے جیسے کہ حضرت آدم سب کے
اول تھے) خاص کر کے وہ کلمہ یا کلام کہ فخر و بزرگی کی کتاب کی فہرست کی زینت اور بلندیوں کے مجموعہ کے
دیباچہ کی آرائش ہو یعنی آسمان اور زمین کے آقا اور مالک کی تعریف اور جان عطا کرنے والے اور جسم پیدا کرنیوالے
کی ستایش جو آغاز و شروع کے لئے بھی سربلندی کا درجہ اور انجام و آخر کے لئے بھی دل کو سربلند کرنے یا دل
خوش کرنے کا زیور ہے۔ خوش بیانوں کے قافلہ کا سردار بھی ہے اور خوش بیانی کا بادشاہ بھی ہے اندھیرے میں
بیٹھنے والوں کے جھونپڑے کا چراغ ہے تنہائی اختیار کرنے والوں کی تنہائی خانہ کا غمخوار ہے۔ خدا تلاشی
کے کوچہ کے اشتیاق رکھنے والوں کے باطن کا درد بڑھانے والا ہے۔ بے صبری کے کونے کے زخمی دل رکھنے والے
کے ناسور کا مرہم باندھنے والا ہے۔ حسرت کے آنسوؤں کے تلخ پانی پینے والوں کے لئے نوشدارو ہے۔
خامشی کے گوشہ کے ٹوٹا دل رکھنے والوں کے لئے مومیائی ہے۔ عشق کے میدان کے دلیروں کی محفل

آراستہ کرنے والا ہے۔ دریافت کے پیاسا ہونٹ رکھنے والوں کو پیاس لگانے والا ہے۔ تلاش کے جنگل کے
بھوکا دل رکھنے والوں کی بھوک بڑھانے والا ہے۔ یہی تو وجہ ہے۔ کہ جاگتا دل رکھنے والے عقلمندوں نے
شوق کی شورش اور عشق و محبّت کی بے آرامی کے باوجود فکر کے ہاتھ خدا کی بزرگی کے ڈولے کے پردے
سے کوتاہ رکھا ہے اور پیاسے لب اور آبلہ بھرے پاؤں کے ساتھ ہزاروں طرح کی بے چینی اور فریاد کو نگل کر خاموشی
کی مُہر لب پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور انصاف کی مدد سے ادب کا پاؤں عاجزی کے دامن میں لپیٹ کر اُس چیز
کے پیچھے کہ جس کی قابلیت اور استعداد تقدیر کے عطیہ خانہ سے اُن کو نہیں عطا ہوئی تھی نہیں پڑے ہیں۔
بیت (اے خدا) تیرے کمال کے راستہ میں حرف اور نقطے ریگستان کی ریت کی طرح بے قدر ہیں۔ اور تیرے
علم کے جہان کے مقابلہ میں کلام کا شہر گاؤں ہے۔ تیرے دروازے پر غیرت کا محافظ فکر و خیال کے مُنہ پر
حیرت کے طپانچے اور اُس کی گدّی پر نادانی کے دھول مارتا ہے یعنی بے مثل خدا کی تعریف قدرت کے
احاطے سے باہر ہے۔ اور بے مانند خداوند کی توصیف موجودات کے گھیرنے سے زیادہ ہے۔ **اشعار**
جس جگہ کہ خدا کے پہچاننے کا ذکر ہے۔ ہمارا تعریف کا خیال یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم ناشکر گذاری کر رہے ہیں۔ تو اُس
دلیری کو دیکھ کہ دلی ارادہ اس جوش میں ہے کہ ایک بوُند (ناچیز ہمّت) دریا (خدا کی تعریف) کو اپنی گود
میں لے لیوے۔ تو یہ خیال مت کر کہ اُس کی تعریف (خدا کی تعریف) کتاب میں لکھی جا سکتی ہے۔ اسلئے کہ
اُس کی تعریف ماہتاب اور کاغذ کتان ہے (پس جب یہ حال ہے تب کیسے ممکن ہے کہ خدا کی تعریف کاغذ
پر لکھ سکیں اسلئے کہ ماہتاب کے صرف مقابلے میں کتان پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ چہ جائے آنکہ اُس پر لکھا جائے)
کب تک خدا کی تعریف کرنے کے لئے کلام کے کجاوہ کو آراستہ کرے گا (تعریف کو دُلہن اور کلام کو کجاوہ کے
ساتھ استعارہ کیا ہے) عاجزی کے اقرار کے ساتھ یہاں قدم رکھ یا ٹھہر۔ جبکہ اہل زمین کا اہل آسمان کے ساتھ مناسبت
کا سلسلہ گُم ہے یعنی زمینی اور آسمانیوں کے درمیان کوئی سلسلہ نسبت کا نہیں ہے اور خاکیوں (آدمیوں)
کا آسمانیوں کے ساتھ گفتگو کا راستہ بند ہے۔ محدودوں کو غیر محدودوں کے ساتھ کیا نسبت ہوگی یعنی کچھ بھی
نسبت نہ ہوگی ظاہر ہے کہ اس حال میں مجھ خاک کے بیٹھنے والے (ناچیز) کا حصّہ پاکی کے جہان روشن
کرنے والے سورج کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے۔ جو کہ ناپید ہونے والا ہے اور نو پیدا ہے ایسے میدان میں جو
دائمی اور ہمیشگی والا ہے کیا قدرت رکھتا ہے کہ قدم دھرے اور ایسا پروانہ کہ آوارہ اور بے سر و پا جہان کے
روشن کرنے والے بڑے روشن ستارہ کی شعاع میں سوائے دو سنداری کے کون سا حصّہ پا سکتا ہے
اور شبنم کا قطرہ موج مارنے والے سمندر اور جھڑی سے برسنے والے ابر کے مقابلے میں سوائے ڈینگ ہی ڈینگ
کے کیا وقعت حاصل کر سکتا ہے (صفحہ سو میں از اکبر نامہ کشوری) ایک تعجب کی بات ہوگی اگر ایک پروانہ ہستی

کی محفل کے روشنی بخشنے والے کا وصف کرے۔ جبکہ اُس کو نہیں پہچانتا ہے اور اُس کی تعریف نہیں کرسکتا ہے مگر اُس کی تعریف کرتا ہے اور اُس کو ڈھونڈھتا ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے تاریکی کے بھرے چھوٹے سے آنگن کو نور کے میدان کے ساتھ کیا نسبت ہوسکتی ہے اور بالکل ناپید ہونے والے کو لازوال ذات کے ساتھ کیا لگاؤ ہوسکتا ہے۔ مخلوق جبکہ مخلوق سے ایسی شناسائی نہیں حاصل کرسکتا ہے (یعنی جبکہ ایک پیدا ہوا ہوا ایک دوسرے پیدا ہوئے ہوئے کی حقیقت کو ایسی خوبی کے ساتھ نہیں جان سکتا ہے) کہ چند دم اُس کی پوشیدہ نادر تعریف کی ہوائیں مار سکے (یعنی اُس کی پوشیدہ نادر صفات کے بارہ میں کچھ لکھ سکے) یا چند قدم اُس کی عمدہ دریافت کے میدان میں چل سکے پس اُس کو پیدا کرنے والے کی تعریف کے محل میں داخل ہونا کیونکر اور کس طرح جائز اور روا ہوسکتا ہے۔ ایسے شخص کو جو دخل نہ پائے ہوئے ہے بادشاہ کے خلوت خانہ کا حال بیان کرنا اپنی آپ کو لوگوں کا ٹھٹول بنانا اور عام لوگوں کے جھگڑے کا مسخرہ بنانا ہے۔

شعر۔ کلام کی رسائی کا کہ ہاتھ لمبا ہے یعنی کلام کہ اپنی بڑی دستگاہ ظاہر کرتا تھا۔ تیری بارگاہ کے آستانے کے پتھر نے اُس کا سر توڑا یعنی کلام کو بے عزت اور ذلیل کیا۔ اگرچہ کلام فربہ یعنی دیکھنے میں بہت عمدہ اور جان کا پرورش کرنے والا ہے۔ مگر جبکہ تیرے خوان تک پہنچتا ہے دُبلا یعنی بے وقعت اور بھونڈا نظر آتا ہے۔ اے وہ خدا کہ تو وہموں اور عقلوں کی کُرسی سے بہت زیادہ اونچا ہے اور اے وہ خدا کہ تو عُنصروں (اربعہ عناصر کے بنے جسموں) اور جرموں (نُور کے بنے جسموں یعنی آسمانی چیزوں) سے بہت بلند ہے جبکہ تو نے اپنی صفتوں اور ذات کی شناسائی نہیں بخشی ہے معلوم ہوگیا کہ تو نے اپنی شکرگزاری ہماری ہمت پر لازم نہیں کی اور جبکہ تو نے بے انتہا نعمت (اپنی ذات و صفات کے پہچان کی) عنایت نہ کی سمجھ میں آگیا کہ تو نے ہم پر اپنی شکرگزاری واجب نہیں فرمائی۔ جبکہ میں نے گفتگو کا دروازہ بند دیکھا عمل کا کھلایا یا میں نے بیخودی کے عالم میں اپنے آپ سے کہا کہ اگر گفتگو کرنے کی قدرت تجھکو نہیں ہے اور فضول گوئی تو کر نہیں سکتا ہے۔ تو تو آزردہ مت ہو۔ اسلئے کہ یہ طریقہ خالی ہاتھ رکھنے والے چکنی چپڑی باتیں بنانے والوں کا ہے۔ کہ لفظ کو معاوضہ کے فریب سے معنی کے مول پر بیچتے ہیں یعنی دھوکے بازی سے لفظوں کو معنی بتا کر معنی کا مول لیتے ہیں۔ وہ حمد جو آدم کے بڑے گھرانے یعنی آدمیوں کے ذمّے بادشاہ عقل کے جہان کے اطاعت کئے گئے حکم کے موافق واجب ہے وہ ہے کہ دانائی کے رات کے چمکنے والے موتی کو کہ خدا کی بہت بڑی بخششوں سے ہے روشنی کا چراغ بنا کر صاف کرنے اور جھاڑنے میں ظاہر اور باطن کے کوشش کریں۔ اگر قضا و قدر کے کارخانے کے انتظام کرنے والوں نے آدم کے بیٹوں سے کسی بیٹے کو آزادی اور تنہائی کے لباس میں رکھا ہے چاہیئے کہ اپنے سدھارنے کے لئے کمر باندھے (آمادہ ہو) پھر دوسروں کے اچھے بنانے میں کوشش کرے اور اگر

تعلق اور کثرت کی جمعیت آبادی یعنی دُنیا کے جھگڑے کی طرف کہ بنتی بگڑتی دُنیا کے بندوبست کے سلسلے میں اُس سے
بھی چارہ نہیں ہے لائے ہیں اگر حاکم یا بادشاہ ہے تو دوسروں کی اصلاح کو اپنی اصلاح (بھلائی) پر مقدم
رکھے کہ چرواہی سے غرض ریوڑ کی چوکیداری ہے یعنی چرواہے کا فرض یہ ہے کہ ریوڑ کی رکھوالی کرے اور سلطانی
سے مراد سب کی نگہبانی ہے اور فرمانبردار یعنی رعایا ہے تو پہلے چاہئے کہ اس فقرہ پر کہ جس کے لئے حکم ہے یعنی
جو کہ حق حکومت رکھتا ہے یا بادشاہ ہے عمل کرے یعنی اپنے آپ کو بادشاہ کا مطیع بناوے۔ پھر اپنے دل کے
تہ خانہ کو بھاری قدم رکھنے والی خواہش اور ہلکا سر رکھنے والے غصّے سے خالی اور پاک کرے تاکہ اس طرح
زندگانی کرنے اور اس طرح کی چال چلنے سے باطن اور ظاہر کے پرورش کرنے والے اور بے مانند خدا کی تعریف
کو ظاہر اور ثابت کرے (ترجمہ صفحۂ چار میں از نولکشوری) جب میرے اور دل کے درمیان بات اس حد تک ۴
پہنچی۔ میری پریشان گمراہ عقل کو منزل دُور نظر آئی اور میرے خیال کو کسی قدر خوشی حاصل ہوئی میرا حیرت
کا مارا ہو دل اگرچہ راہ کے دراز اور دشوار ہونے کی وجہ سے رنجیدہ تھا لیکن راستے کے سامان کے ارادہ
اور پہنچنے کی خوشخبری سے خوش وقت رکھنے والا تھا یا لیکن راستہ کے باجے کی الاپ سے پہنچنے کی خوشخبری
پاکر خوش تھا کہ یکایک پھر میرے دُور تک نظر کرنے والے دل کے اندیشہ اور فکر کا پانو ٹھوکر سے ٹھکرایا یعنی
یہ خیال میرے دل میں گزرا۔ کہ خدا کی تعریف کرنے کا مطلب اور منشا یہی نہیں ہے کہ اُس کی کامل صفتوں
کو بخوبی سمجھ کر اُن کو (کامل صفتوں کو) اُس کی درگاہ کی طرف نسبت دیوے (یا منسوب کرے) یا خدائے قدیم
و دائمی کی بے انتہا اور بے حد نعمتوں کا شمار لگا کر اُن کو اپنی نو پیدائی کا عیب رکھنے والی تعریف کی پونجی
کے ساتھ ظاہر کرے یعنی خدا کی لازوال بے ابتدا و بے انتہا نعمتوں کو اپنے لچر و ناپائدار و زوال پذیر و نو پیدا
الفاظ میں بیان کرے سمجھے کہ انسانی قدرت سے بڑھکر کام کیا ہے اور شکر گزاری کے میدان کے پیچھے رہنے والوں
سے ایک بنے یا اپنی آراستگی یعنی اپنے کلام کی زیبائش پر مغرور ہو کر اپنے غرور کا نام خدا کی تعریف رکھے اور راہ کے
تاریک اور مقصد (پہنچنے کا مقام) کے باریک ہونے کی وجہ سے شکستہ خاطر ہووے اور بہانہ ڈھونڈھنے والا دل
اس کو غنیمت سمجھ کر خدا کی حمد سے باز رہے۔ اور اُس چیز میں شروع کرے کہ جس کو وقت کے حیلہ گر نے ضروری مقصد
ظاہر کیا ہے۔ بلکہ حمد الٰہی سے اصلی غرض یہ ہے کہ اس نفس امّارہ کو جو اپنی تعریف سُننے کو دوست رکھتا ہے اور
اپنے آپ کو آراستہ کرتا ہے اور اپنے آپ کو اچھا دکھا کر بھاری مول پر بیچتا ہے عاجزی اور تواضع کے درجہ میں
رکھکر اپنے آپ کو نظر کرنے کی محراب سے گرا دیوے یعنی اس خود بینی کے خیال سے اُس کو باز رکھے تاکہ اُس کی
بیچارگی کی حالت فروتنی اور حاجتمندی کی صورت میں آراستگی پاوے اور اُس کا ظاہری اور باطنی حال فروتنی
اور بے بسی کے زیور سے زینت پاکر مقصود کی آغوش کی یعنی اپنے مطلب دلی تک پہنچنے کی قابلیت کا سزاوار بنے

اور جان پیدا کرنے والے خدا کی تعریف کی طرف مائل ہو۔ اور جبکہ یعنی اور آپ کہ یہ بات قرار پائی اس شکر گزاری
اور تعریف کی پونجی انسانی ذخیرہ میں بہت کثرت سے ہے خاص کر کے اس لکھنے والے کے بازار میں بے اندازہ
اور بیحد ہے۔ پھر کیوں خدا کی حمد اور تعریف سے باز رہوں اور خدائے دائمی کے شکر سے کوتاہی اور سستی کروں
وہی بہتر اور مناسب ہے کہ اس اپنے آپ کو تعریف کرنے کی دھوکہ دینے والی آفت اور بلا سے نکال کر اپنے آپ
کو بلند بنیاد رکھنے والے شکر و تعریف کے لئے تیار و آمادہ کروں چونکہ یہ مقصد و ارادہ بہت اونچا تھا اور یہ مطلب
بہت شاندار تھا دل بات بنانے والی زبان یعنی لچر پوچ بکنے والی زبان کو اجازت نہیں دیتا تھا اور نہ عقل
و دانائی روا رکھتی تھی کہ پیروی کے جھگڑے کے نادانوں کی طرح حرف اور آواز کی مددگاری سے بزرگ بزرگی والے
خداوند کی تعریف کرنے کے آنگن میں داخل ہو کر مانگے ہوئے استعاروں اور ذلیل و خوار عبارتوں پر خوش اور
قناعت کرنے والا ہووے اور نہ میرا دلی ارادہ جو خدا کے شکر و سپاس و تعریف کو دوست رکھتا ہے اس پر راضی
ہوتا تھا کہ پست ہمّت نادانوں کی طرح دل کو اُس کی تلاش سے باز رکھکر لب کو اُس کے شکر کے ذکر سے بند رکھے۔
اور ایک ناقص ادھورے اقرار سے کہ معاملے میں اُس کے برخلاف طریقہ جاری رکھتا ہے (یعنی کبھی خود تو
ناقص اقرار پر راضی نہیں ہوتا ہے لیکن اب خود ہی اُس کے برخلاف یہ کرے کہ) عاجزی کا اظہار کر کے اپنے آپ کو سچ
بولنے والے نیک اندیشوں سے ظاہر کرے بہت مدّت تک اسی حیرانی میں رہا نہ بولنے ہی کی قدرت رکھتا تھا نہ
۵ چپ ہی رہنے کی طاقت رکھتا تھا (ترجمہ صفحہ ۵ بجمیں اونکشوری) کہ یکایک وکیلان قضا و قدر نے عقل کے وسیلے
سے کہ موجودات کی روشنی اُسی سے ہے روشنی کا ایک دروازہ کھولا۔ اور بیہودہ چکّر لگانے والے دل کی امید کی گردن
مقصد کی کمند میں بندھی توفیق کے کان میں پیغام الٰہی پہنچا کہ اے معنی کے نگارخانے کے نقش آراستہ کرنے والے
تو کوئی کتاب تصنیف نہیں کر رہا ہے جس کے دیباچہ کو حمد الٰہی سے آراستگی دیوے۔ تو تو زمین و زمان کے فرمان روا
بادشاہوں کے تاج کے گوہر کا حال لکھتا ہے اور یہ حقیقت میں خدا کی شکر گزاری لکھی جا رہی ہے اور خدا کی تعریف کی
صورت بنائی جاتی ہے پس حمد کے لئے حمد لکھنے کی حاجت نہیں ہے اسلئے کہ صانع (کاریگر) کے کام پاک خدا کی کامل
تعریف ہیں جو بے زبانی کی زبان سے ادا ہو رہی ہے۔ پاک باطن و ثبندل رکھنے والوں کو اس دریافت (یعنی مخلوق
کے کاموں کی حقیقت کے دریافت) کے وسیلے سے نورِ مطلق کا حصول ہوتا ہے اور اُس حمد کرنے کے بلند درجہ
ساپہ تک کہ اپنی ذات سے آپ ہی اکیلے (عقلمندوں نے بلاواسطہ) وجوب وجود (جس کا ہونا واجب ہو۔ خدا تعالےٰ
اعلیٰ اور بلند منصب (رتبہ، عہدہ جلیل القدر) ہے پہنچاتا ہے اور ظاہر ہے کہ عالم عنصر (دنیا) میں بلند
شوکت رکھنے والے بادشاہوں کی بزرگ ذات سے کہ ظاہری عالم کے سلسلہ کا انتظام اُن کی پاکی کی چپقل زد ہونے
یعنی پاک ہمّت کی مددگاری یا وسیلے سے بندھا ہے کوئی زیادہ بزرگ گوہر اور کوئی شاندار نشان نہیں بتایا گیا

اور یہ یقینی بات ہے کہ سارے جہان کا کام ایک شخص کے حوالے کرنا اور ایک عالم کا بڑا کام ایک آدمی کے ذمے
رکھنا باطنی جہان اُس کے اندر رکھنا ہے بلکہ باطنی جہان کی جان بنانا ہے (یعنی اس میں شک نہیں ہے کہ جبکہ خدا
نے ایک شخص کو اتنا بڑا سارے جہان کا کام سونپا ہے تو ضرور اُس کو باطنی خوبیوں اور قوتوں سے آراستہ کیا ہوگا تاکہ
اس کام کو انجام دے سکے۔ حاصل یہ ہے کہ بیشک خدائے تعالیٰ ایسے شخص کو اپنی قدرت کاملہ کا ایک مظہر بناکر یہاں عالم
کے انتظام کے واسطے بھیجتا ہے پس یہ شخص گویا کہ مظہر خدا ہوتا ہے) خاص کرکے ایسا دُنیا کا آراستہ کرنے والا (بلو شکلو) کہ معنوی
(باطنی) بہارستان کی نسیموں (نرم ہواؤں) کی خوشبوؤں کے پانے کا ارادہ رکھ کر کامروائی کے تخت پر سربلند ہوا
ہو۔ خاص کر کے زمانہ کا صاحب کہ ان دو بزرگ حالتوں کے ساتھ باطن کے سرچشمے سے سیراب دل اور شاداب خاطر
ہووے۔ خاص کرکے وہ خدا آگاہ لوگوں (خدا کے بھید جاننے والوں۔ عارفان الٰہی) کا قبلہ کہ خدا کی مدد سے ان
مرتبوں سے زیادہ بلند ہوکر معانی کے نگارین خانہ (وہ گھر جو نقش و نگار سے آراستہ ہو) کا رنگ آمیز (نقاش۔ آراستہ
کرنے والا) اور حقیقتوں کے شب خانہ (رات کے رہنے کا مکان) کی محفل روشن کرنے والا ہوکر وحدت کے پاکیزہ
مکان کا اُنس کرنے والا (ہمدم) اور شہود کے خلوت خانے کا رازدار (شہود۔ صوفیہ کی اصلاح میں ایک درجہ
ہے جس میں سالک مراتبِ کثرت اور موہومات صوری سے گزر کر توحیدِ عیانی کے مقام کو پہنچ جاتا ہے اور اُس کو
تمام موجودات میں جلوۂ حق بلکہ ہر شے عین حق نظر آنے لگتی ہے حضورِ حق) بنتا ہے اور جاگتے نصیبہ کے
ساتھ اقبال کے تخت پر بیٹھتا ہے اور صورت و معنی (ظاہر اور باطن) کی فرماں روائی اور ظاہر اور باطن کی عقدہ کشائی
(گرہ کا کھولنا) اُس کے سپرد ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے مبارک زمانے کے شاہی تخت کا آراستہ کرنے والا اور
خدا کے سایہ کے جھنڈے کا بلند کرنے والا ہے۔ کہ سمجھ اور عقل کے نقشبندوں کا مجموعہ بلکہ ازل اور ابد کے صنعت گروں
کا کارنامہ ہے ایسے خدا کی حمد کے بہت سے اسباب کے ہوتے ہوئے کہ تو رکھتا ہے کس لئے اس دوڑ دھوپ
(تلاش و جستجو) میں پریشان ہو رہا ہے اس جان کے پرورش کرنے والے پیغام کے سُننے سے دولت (اقبال
و سعادت) کی صبح نکلی ہمیشگی کی نیکبختی کا سرمایہ حاصل ہوا۔ امید کی آنکھ روشن ہوئی۔ صورت (ظاہر) کے عالم
نے رواج پکڑا معنی (باطن) کے ملک نے خوشی پائی مقصود کا دامن ہاتھ میں پڑا یا آیا۔ مطلوب کا چہرہ نظر
میں آیا اللہ پاک ہے یہ کیا ہی نادر راز ہے کہ زمانے کی کتابوں میں پاک خدا کا شکر یا تعریف کتاب کی آرائش
کے لئے لایا گیا یا لکھا گیا ہے اور یہاں کتاب کو جان پیدا کرنے والے کی تعریف کے لئے آراستہ کیا گیا ہے (ترجمہ صفحہ
ششم ازکشوری) جہان والے (دُنیا کے لوگ) اپنی کتابوں میں حمد کو مقصود کے طفیل میں زبان پر لائے ہیں اس ۶
نادر کتاب (اکبرنامے) میں مقصود تعریف کے طفیل میں لکھا گیا ہے۔ پرانی روش (پرانے دستور) میں حضرت معبود
(خدائے تعالیٰ) کی تعریف گفتار تھی اس عقل کی تازہ بارگاہ میں تعریف کرنے کی شاہراہ کردار (فعل عمل) ہے

اگلے وقتوں میں خدا کی حمد و صفت کے اندر سخن کے وسیلے سے پناہ ڈھونڈھتے تھے اس نادر تحریر دیباچہ میں کامل
انسان کے وسیلے سے کہ خدا کا پرستش کرنے والا بادشاہ ہے پناہ لے جاتے ہیں یعنی وہ جہان کا صاحب کہ اُس کی
خدایابی (خدا کو پانے) اور خداجوئی (خدا کو ڈھونڈھنے) کی بدولت ظاہر اور باطن کے درمیان سے پردہ اُٹھ گیا
ہے۔ اور ارباب تجرّد (دُنیا سے قطع تعلق کرنے والوں) اور اصحاب تعلق (دُنیا سے علاقہ رکھنے والوں) کے فرقہ میں
محبت پیدا ہو گئی ہے اور ظاہر اور باطن کے آگے سے پردہ اُٹھ گیا ہے غفلت (بے خبری) کہ ہشیاری کے مخالف
راستہ میں چلتی تھی اُس راستہ سے واپس آکر شعور (دانائی) کے لازم پکڑنے والوں سے ہے تقلید (پیروی کرنا بے جانے
بوجھے کسی چیز کی حقیقت کے) کہ تحقیق کی اقلیم سے نکل کر شور انگیزی (دُند مچانا) کرتی تھی آج کے روز جادۂ تحقیق کی کندھے
پر ڈال کر درگاہ کے رہنمائی چاہنے والوں سے ہے خود پرستی جو اندھے دل کی تھی کہ خدا پرستی کو چھوڑ کر مخلوق کی پرستش
کرتی تھی بینا (دیکھنے والی) آنکھ پاکر سر جھکائے ہوئے اور شرم کھائے ہوئے خدا پرستی کی عبادت گاہ کی طرف آئی
ہے حسد (ڈاہ) اور ناتوان بینی (ڈاہ کرنا۔ حسد کرنا) کہ مالیخولیا (خیال خام۔ دیوانگی) سر میں اور جنون کا سودا
(پاگل پن) دماغ میں رکھتی تھی اور خدائے دانا اور قادر کے ساتھ جھگڑے اور مقابلے کا دم مارتی تھی رہنمائی کی
عقل حاصل کر کے بخشائش کی درگاہ کے بخشش چاہنے والوں کے گروہ سے اور دولت (سعادت) کے لشکروں کے
مددگاروں کی جماعت سے ہے تلاش کا درد کہ دائی تندرستی وہی ہو سکتا ہے لنگڑے پن سے نکل کر رفتار میں آیا ہے
اور مقصود بھی بنا اور مقاصد بھی بنا کر رہا ہے اور کیوں ایسا نہ ہونا چاہئے اسلئے کہ اُس دانائی کے بڑھانے والے
زمانے میں جہان کے سب خانہ کا چراغ اور آدم کے خاندان (گھرانے) کا نور غیب کے (چھپے ہوئے) بھیدوں کا پردہ
اُلٹنے والا اور بے عیب کی صورتوں کا چہرہ کھولنے والا (ظاہر کرنے والا) ہے اور کس طرح یہ بات دُور بین ہوشمندوں کی
نگاہ میں بعید (دُور عجیب) ہو سکتی ہے اسلئے کہ شہنشاہی ادب (قاعدہ ل۔ قانون) کا انتظام کرنے والا۔ خدا کے بندوں
کی روزیوں کا تقسیم کرنے والا موشگافی (بال چیرنے۔ باریک بینی) کی باریکیوں کی باریکی دیکھنے والا اور پرکھنے اور جانچ
پڑتال کرنے کے جوہروں کا پرکھنے والا (کھرائی لینے والا) ہے جب تک کہ ہستی کے عالم (دنیا) میں ارباب تجرّد (عارفان الٰہی
خداشناس لوگوں) کا پیشوا کہ جس کو ولایت (خدا کا ولی اور مُقرّب بندہ ہونا) کہتے ہیں اور اصحاب تعلّق (دُنیا داروں)
کا مقتدا (پیشوا) کہ جس کو سلطنت (بادشاہی) کہتے ہیں جُدا جُدا انواع (قسم۔ اور وہ کُلّی جو یکساں حقیقت رکھنے والے
افراد کو شامل ہو جیسے انسان کہ زید۔ عمر۔ بکر۔ خالد۔ ولید وغیرہ پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے) کے درمیان مخالف
(جُدا جُدا ہونے) کی کشاکش (کھینچا تانی) باطنوں (دلوں) کو پریشان رکھتی تھی۔ آج کے روز کہ فراخ حوصلہ ہونے
(بلند ہمت ہونے) کی پیش بینی کی بلند پایی سے اور مہربانی کے شامل حال خاص و علم ہونے سے اور سب کی قدر جاننے
سے اور نہایت درجہ کے خداشناس ہونے سے یہ دو بڑے درجے اور عہدے کہ ظاہر اور باطن کے انتظام کے قائم کرنے والے ہیں

اس عقلمندی کے خزانوں کی گرہ کھولنے والے اور خداوند کے خزانوں کی کنجی رکھنے والے کو عنایت ہوئے ہیں اگر اس کی
پاک ذات یہ خاصیت بخشے تو بیشک بہت تھوڑا سا یہ ہے باطنی پوشیدہ جگہوں سے ظہور کی امن کی جگہ میں
آیا ہوگا (ترجمہ صفحہ ہفتم از کشوری) کو کچھ جانتا ہے کہ یہ جہان کی روشن کرنے والی جگمگاہٹ (روشنی) کس کے نورانی
نفس (دم۔ سانس) سے ہے اور کس کے مبارک قدم نے یہ سعادت بخشی ہے (میں تجھ کو بتاؤں) یہ ہمارے زمانے
کے جہان کے پناہ دینے والے بادشاہ کی حق پرستی اور نور ہونے کی بدولت ہے۔ یعنی وہ شہنشاہ کہ معرفتوں
(خداشناسیوں) کی فوج رکھنے والا اور خدا کی قدرت کا ظاہر کرنے والا۔ اور بے انتہا کرامت کی اُترنے کی جگہ اور خدا کی
بے نیاز درگاہ کا یکتا بندہ اور واحد خدا کی بارگاہ کا مُقرّب بندہ اور شاہنشاہی کی کان کا گوہر اور خدا کے ہاتھ کی
انگوٹھی کا نگینہ اور گورگانی (امیر تیمور خاندان) کا روشن کرنے والا۔ اور صاحبقراں (امیر تیمور) کے گھرانے کا چراغ اور
بیمثال خدا کا رازدار اور ہمایوں کے تخت کا وارث اور جہان کی نگہبانی کے قانونوں کا ایجاد کرنے والا۔ اور ملک لینے
کے قاعدوں کا بنانے والا اور ہدایت (رہنمائی) کی صبح کی پیشانی کی روشنی اور ولایت کے آفتاب کی آنکھ کی روشنی یا رو
اور آدم کی اصل یا نسل کا بزرگ بنانے والا اور بڑے نورانی ستارے (آفتاب) کا ولیعہد (قائم مقام۔ نائب) اور قضا و قدر
کے مجموعہ کا انتخاب اور فتح و ظفر (فتحمندی) کے لشکروں کے آگے کا لشکر اور راتوں اور دنوں کے ملنے کا نتیجہ اور عنصروں
اور اجرام (آسمانی جسموں۔ ستاروں وغیرہ) کے نتیجوں کا خلاصہ اور فضل و احسان و بخشائش کے جہان کی آنکھ اور
سلطنت اور اقبال کے رخسار کا تل اور خلافت (بادشاہت) کے شخص کی پشت (پیٹھ) کی قوت اور انصاف اور مہربانی
کے سینے کی خوشی اور خوش قسمتی کے نصیب کے گوہر کا روشن کرنے والا۔ اور تاجداری کے تخت کے پایہ کا بلند کرنے والا۔ اور
عقلمندوں کے جوہر کا قدر جاننے والا۔ اور بلند ہمتوں کے گوہر کی قیمت پہچاننے والا اور عاجزوں (ناچاروں) کے کام کی
گرہ کھولنے والا۔ زخمیوں کے دل کے ناسور کا مرہم باندھنے والا۔ صاحبدل (عقلمند) روشن رائے رکھنے والا جان کا
بخشنے والا جہان کا آراستہ کرنے والا۔ روح کی تصویر اور عقل کا جسم۔ جہان کی جان اور جان کا جہان۔ روشن دل تیز
دیکھنے والا۔ راہ راست کا پسند کرنے والا راستی کا اختیار کرنے والا۔ ہمیشہ آگاہ رہنے کی حقیقت میں ہوشیاری کے ساتھ چلنے والا
صبح کے وقت کے تخت کا بیدار بیٹھنے والا۔ نور کے خلوت خانہ کا یکتا شخص۔ حضور الٰہی کے پوشیدہ مکان کا نور بڑھانے والا
راہوں کے طور و طریق کا پہچاننے والا۔ صلح کُل (کسی مذہب والے کے ساتھ دشمنی نہ رکھنی۔ سب کے ساتھ صلح برتنی۔ خیرخواہ کُل
ہونا۔ بے تعصبی) سے مقصد ور عجیب عجیب کرامتوں کے اُترنے کی جگہ۔ بلند درجوں اور مقاموں کا صاحب۔ سفیدی اور
سیاہی (نیکی اور بدی) کے بھیدوں کا رازدار۔ دُنیاوی اور خدائی حقیقتوں کا ظاہر کرنے والا۔ اطلاقی (آزادی۔ بے تعلقی)
اور تقیّدی (پابندی۔ علاقہ داری) کے علاقوں کا دیکھنے والا۔ عالم اجسام اور عالم ارواح کے بھیدوں کا جاننے والا۔ وصال
(خدا کی قربت اور نزدیکی کے تلاش کرنے والوں) کے پیاسوں (مشتاقوں) کا سرچشمہ کمال کے راستے کے مُتیسّرون

(حیرت رکھنے والوں) کا مقصد۔ بڑے بڑے نکتوں (باریک باتوں) اور بڑی بڑی معرفت کی باتوں کا جائے ظہور (ظاہر ہونے کی جگہ) علم لدُنّی (وہ علم جو بغیر کوشش کے صرف خدا کی عطا سے حاصل ہو جائے۔ وہ علم جو صرف طبیعت اور ذہن کی تیزی سے حاصل ہو جائے) اور الہامی بھیدوں کے اُترنے کی جگہ۔ وطن (گھر) کے اندر سفر کی محفل آراستہ کرنے والا یعنی عقل و دانائی سے گھر بیٹھے سفر کے حالات دریافت کرنے والا یعنی وہ تجربے جو دوسرے لوگوں کو سفر کرنے کے بعد حاصل ہوتے ہیں اُس کو عقل و دانائی کی بدولت گھر بیٹھے حاصل ہیں۔ جلسے اور محفل (لوگوں کے درمیان) خلوت کی شمع روشن کرنے والا یعنی ظاہر میں لوگوں کے درمیان بیٹھتا ہے مگر دل سے خدا کے ساتھ رہتا ہے۔ جھٹ بات کو سمجھ جانے والا مگر اپنی بُردباری سے سزا دینے میں دیر لگانے والا۔ بہت بخشنے والا اور تھوڑا قبول کرنے والا یعنی خود بخشتا ہے تو بہت کثرت کے ساتھ دیتا ہے اور دوسروں سے تھوڑی چیز کو بھی اُن کے دل بڑھانے اور خوش بنانے کے لئے بڑی عزت کے ساتھ قبول فرماتا ہے۔ کُن مکُن (حکومت۔ امر و نہی۔ بادشاہی) کی کشتی کا نگہبان۔ بے سروپا (بے ابتدا و انتہا) کے سمندر کی کشتی یعنی دریائے معرفتِ الٰہی کی کشتی کہ لوگوں کو کنارہ تک یعنی خدا کے قرب تک پہنچانے والا ہے۔ حفظ مراتب (مرتبوں کی نگہبانی کرنا۔ جو جس مرتبہ کا ہو اُس کو اُس کے موافق سمجھ کر اُس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنا) کی باریکی پہچاننے والا۔ رواتب (جمع راتبہ۔ وظیفہ۔ مقررہ روزی) کی تقسیم کی باریکی کو پہنچنے والا۔ مبارک رائے مبارک صورت۔ مبارک طالع (اختر۔ نصیب) بلند اختر۔ بُردبار (بھاری بھرکم۔ ہر بات میں عقل و دانائی سے آہستگی کرنے والا) اور باوقار صاحب شوکت بلند دانائی رکھنے والا۔ عقل کا آراستہ کرنے والا اور آزادی کا مرتبہ فراز کرنے والا۔ دوست کا پرورش کرنے والا۔ دشمن کا پگھلانے والا۔ ملک کا فتح کرنے والا جہان کا آراستہ کرنے والا (ترجمہ صفحہ ہشتم از کشوری) دشمن کا باندھنے والا ملک کا کشایش بخشنے والا۔ بزرگی اور بڑائی کے تختوں کا چڑھنے والا۔ حشمت (شوکت) اور اقبال کی مسندوں کا بلند کرنے والا دولت اور دین کا پاسبان (چوکیدار) تخت اور نگینہ کا نگاہبان۔ ساتوں اقلیموں کا آراستگی دینے والا۔ تخت اور تاج کا بلند کرنے والا۔ شہسوار صف کا شکست دینے والا۔ شاہباز شیر کا شکار کرنے والا۔ جہاد اکبر (نفس کشی۔ اپنے آپ کو دُنیاوی خواہشوں سے خالی کرنا) کے میدان کا لڑنے والا یعنی خدا کی عبادت اور خدا کی رضا جوئی سے اپنے نفس کو خدا کے احکام کا مطیع بنانے والا ساتوں ولایتوں کے میدان کا بہادر لڑنے والا۔ سلطنت اور سرداری کی بنیاد کا مضبوط بنانے والا۔ تربیّت (پرورش) اور سیاست (قوانین انتظامی ملکداری) کے رُکنوں (ستونوں) کی بنیاد رکھنے والا۔ مضبوط دستے (خدا کے احکام) کا پنجہ مارنے والا۔ کامل عقل رکھنے والا۔ یا کامل عقل کے مضبوط دستے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے والا۔ شامل انصاف (وہ انصاف جو سب کے حال کو شامل ہے) اُس کی مضبوط رسّی پکڑنے والا۔ بزمگاہ (مجلس عیش و عشرت) کے اندر تمامی نظر یعنی عیش و عشرت کے عالم میں بھی خدا ہی کی طرف نظر رکھنے والا ہے۔ لڑائی کے میدان میں تمام جگر (دلیری۔ بہادری) ہے۔ عشرت کی محفل میں دریا کا بہانے والا ابر ہے یعنی بہت جود و سخاوت کرنے والا ہے۔ لڑائی کے میدان میں فتحمندی کا سمندر ہے خون بہانے والا دلیری کے میدان میں کھنچی تلوار ہے۔ حق اور جوانمردی کے میدان میں صاف چمکدار نیزہ ہے عطا و بخشش کے جہان کا موج انگیز سمندر ہے۔ لڑائی کے

میدان کا آگ برسانے والا بادل ہے - اُس کے سانس - روح (جان) کی محفل کے انگیٹھی گھمانے والے یعنی خوشبودار اور مہکدار بنانے والے ہین - اُس کی مہربانیان کشایشون کی صبح کا پنکھا ہلانے والی ہین - یعنی فتحون کی صبح کو خوشبودار بنانے والی ہین - اُس کا عدل (انصاف) فروردین (موسم بہار) کے اعتدال (برابری) کے موافق طبیعتون سے عیب وزشتی کو دُور کرنیوالا ہے - اُس کا خُلق (خوشخوئی) اُردوے بہشت (ماہ بہار) کی نرم ہوا ہے ہنسی سے لبریز - اُس کی ذات کا عُنصر مشکلون کے کھولنے مین مشقّت کرنے والا اور اپنے اوپر محنت گوارا کرنیوالا ہے - اُس کی بے عیب عقل دُشواریون کے حل کرنے مین ایک ایماندار (راستباز) مشورہ دینے والا شخص ہے - اُس کا ظاہر جمشید کی سی شوکت اور فریدون ایسا دبدبہ رکھنے والا ہے - اُس کا باطن سقراط ایسی دانائی اور افلاطون ایسی عقل وبینائی سے پُر ہے - اُس کا ظاہر و باطن دونون ریاضت و مشقت پسند ہین - اُس کی آنکھ اور اُس کا دل خدا کی طرف لگا ہے - دل کو زبان کے ساتھ موافق کئے ہوئے ہے - وحدت کو کثرت کے ساتھ شریک کئے ہوئے ہے یعنی خداے یکتا کا خیال دُنیاوی کاروبار مین ہر وقت اُس کے ساتھ ہے - اُسکی بیداری نفس امّارہ کی نگہبانی مین گذرتی ہے اُس کی بلند حوصلگی ہوا وہوس پر پاؤن رکھے ہوئے ہے - اُس کے معاملے کی سچائی مکر و فریب کے دُکانچہ (چھوٹی دُکان) کو پھینکے ہوئے یا برباد کئے ہوئے ہے - اُس کی دانائی کی کسوٹی ملمّع کی کھوٹائی کو موتی جڑے زیور سے جُدا کئے ہوئے ہے - حیرت مین پڑنے کی چادر بلند ارادون کے سر پر پھاڑے ہوئے ہے - یعنی ایسے بلند ارادے اُس سے ظاہر ہوتے ہین کہ آیندہ لوگون کو ایسے ارادون کا ظاہر ہونا حیرت مین نہ ڈالے گا - معافی کی چادر گناہون کے سر پر کھینچے ہوئے ہے - بزرگی کی چمک دمک اُس کی مہربانی کی پیشانی سے ظاہر ہونے کی جگمگاہٹ باہر دئے ہوئے ہے - مہربانی کی چمک اُس کے قہر کے شعلون سے نور کی زبان نکالے ہوئے ہے - یعنی اُس کے قہر سے بھی لُطف آشکارا ہوتا ہے اس لئے کہ قہر بھی اصلاح و دُرستی کے لئے ہے نہ اپنی نفس کی خواہش کے پورا کرنے کے لئے اُس کے دبدبے نے پتھر ایسی جان رکھنے والوں کا کلیجہ پگھلایا ہے - اُس کی ہیبت نے لوہے کے جگر رکھنے والون کا زہرہ (پتّہ) پانی کیا ہے اُس کی ابرو کی گرہ کا ایک اثر ہے زمانے کی دلتنگی یعنی اگر اُس کی ابرو مین گرہ پڑتی ہے تو زمانہ کے لوگون کو دلتنگی حاصل ہوتی ہے - اُس کی خوش خصلت کی شگفتگی کی ایک جھلک زمانہ کی کشادگی یعنی خوشی ہے - اُس کی بقا (زندگی) کی دعا چھوٹے اور بڑے کی زبان پر جگہ پکڑے ہوئے ہے - اُس کی وفا اور محبّت جوان اور بوڑھے کے دل پر آرام پائے ہوئے ہے - اُس کے نام کی بلندی اطراف کے نامورون کو پست کئے ہوئے ہے - اُس کی دولت کی پائداری طرفون کے سردارون کو بے حوصلے کئے ہوئے ہے - اُس کے اقبال کا اولزہ دُنیا کے سلطانون کے ہوش کے کان کو کھولے ہوئے ہے - اُس کی بزرگی کا نشان گرو ہونکے بادشاہونکے باہر چہار طرف کے بادشاہون کے خیال کو پست کئے ہوئے ہے - اُس کا بلند شہرہ چکّر کھانے والے گنبد (آسمان) مین لپٹا ہوا ہے (گونج رہا ہے) اُس کی

شوکت کا آوازہ اس کنارہ سے اُس کنارہ تک پہنچا ہوا ہے (ترجمہ صفحہ ہم از کشوری) اُس کی عطا و بخشش کا آوازہ چھے طرفون (شمال۔ جنوب۔ مشرق۔ مغرب۔ تحت۔ فوق) کی انتہا سے گزرا ہوا ہے۔ اُس کی بلند درگاہ ساتون ولایتون کے برگزیدہ (چنے ہوئے) لوگون کا وطن بنی ہوئی ہے۔ اُس کی روزافزون دولت (روز بروز بڑھنے والی دولت) زمانون اور دورون (عہدون) کا کارنامہ (تاریخ۔ دستور العمل۔ ایکٹ) بنی ہوئی ہے۔ اُس کا ہمایون (مبارک) طالع (اختر نصیب) ثابت (وہ ستارے جو گردش نہین کرتے) اور سیار (وہ ستارے جو گردش کرتے جن مین مشہور۔ ماہ۔ آفتاب۔ مریخ۔ زہرہ۔ مشتری۔ زحل۔ عطارد ہین) کی سعادت کا دیباچہ (سرنامہ) ہے۔ ترجمہ مثنوی کا۔ وہ شہنشاہ آسمان ایسا پایہ (درجہ۔ مرتبہ) رکھنے والا ہے۔ اُس کے اقبال کا چتر آسمان ایسا سایہ رکھنے والا ہے (کہ سب اچھے بڑون کو اپنے سایہ کے نیچے لئے ہوئے ہے) وہ چمن آراستہ کرنے والا دانائی اور عقلمندی کا ہے وہ مرتبہ بڑھانے والا تاج اور تخت کا ہے۔ اُس کے قدر اور مرتبہ کا تخت دولت و اقبال کو عطا ہوا ہے یعنی دولت و اقبال اُسکے قدر اور مرتبہ کے تخت کا پاسبان اور نگہبان ہے۔ اُس کے بخت (اقبال و نصیب) کا شخص کشادہ (کھلی ہوئی۔ ہنستی) پیشانی رکھنے والا ہے۔ اُس کی بارگاہ حق کے تلاش کرنے والون کی قبلہ گاہ ہے۔ اُس کی مہربانی پیاسا لب رکھنے والون کے لئے بڑا چشمہ ہے۔ ایک سوچنے (صاحب توحید ہونے) کے سبب سے نیچے پاؤن کے گئے ہے۔ شاہی کے تخت اور درویشی کے بچھونے کو (نطع۔ وہ چمڑا جو درویش لوگ بچھاتے) نو آسمان اُس کی مراد کے موافق چکر کھانے والے ہین۔ ساتون ستارے اُس کے کام کے انجام دینے کے لئے گردش کرنے والے ہین۔ وہ ہوشیاری کے ساتھ زمانے کی محفل کو آراستگی دینے والا ہے۔ وہ بیدار مغزی کے ساتھ جہان کی نگہبانی کرنے والا ہے۔ اُس کی محبت اور قہر محفل اور میدان جنگ کے اندر خون اور شراب کا چھلکتا جام دینے والا ہے۔ اُس کی خو (مزاج) کی گرمی سے خاقان (چین و ترکستان کے بادشاہون کا لقب ہے) خون کھانے والا ہے اُسکی ابرو کے شکن (چین بہ جبین ہونے) سے قیصر (روم کے بادشاہ کا لقب ہے آجکل ہر بڑے شہنشاہ کو کہتے ہین) ڈرنے والا ہے۔ آسمان ایسی جھلک رکھنے والا یا عظمت رکھنے والا اور زمین ایسی بردباری رکھنے والا ہے عقل کل (عقل اول) حضرت جبرئیل) کا آقا ہے نام اُس کا جلال الدین ہے۔ آفتاب کا نور ذات اور خدا کا سایہ۔ تاج و تخت کا گوہر (آراستگی) اکبر شاہ۔ یہ پرانا جہان اُس سے نیا ہو جیو۔ اُس کا ستارہ آفتاب ایسا نور رکھنے والا ہو جیو۔ یہ خالی ہاتھ رکھنے والا (مفلس) کہ تعریف کے بے سرمایہ ہونے کی وجہ سے نہ جگہ بیٹھنے کی اور نہ پاؤن (قدرت) کھڑے ہونے کا رکھتا تھا اس درست نیت (ارادے) اور پکے ارادے کی برکت سے ایکبارگی پیدا کرنے والے کی تعریف کے خزانون کا خزانچی ہو گیا ایک تعجب کے قابل خزانچی ہے کہ نقد کے خرچ سے جمع بڑھاتا ہے اور جمع کرنے سے نقصان اُٹھاتا ہے۔ مین اخلاص (سچی دوستی اور وفاداری) کی بدولت کیمیاگر ہو گیا اور مین نے مفلس دل کو مالدار بنایا۔ مین نے بخشش کا ہاتھ بڑھایا۔ اور خزانہ کا دروازہ کھولا۔ نیکبخت تھا۔ دولتمند ہو گیا۔ بات بنانے والا تھا

یعنی واہی تباہی بکنے والا تھا۔ تعریف کرنے والا ہوگیا میں نے مجاز کے آستانہ پر حقیقت کا دروازہ کھولا۔ سادہ لوح (کوری تختی رکھنے والا یعنی عقل سے خالی) تھا باریک باتون کا لکھنے والا ہوگیا۔ مراد کا دروازہ کہ میرے رُخ پر بند تھا خدا کے فیض و برکت سے کھُل گیا۔ عاجزی سربلندی کے ساتھ بدل ہوئی میرا نہ کیا ہوا کئے ہوئے کے ساتھ شمار کیا گیا۔ اور میرا نہ کہا ہوا کہے ہوئے کے ساتھ ادا کیا گیا یا سمجھا گیا۔ دربارِ عام سے دولتسرائے خاص مین لایا گیا اور مجھ بے زبان کو بات کہنے کی زبان عطا کرکے بات کہنے کی اجازت دی گئی مین نے چاہا کہ مقصد کے شروع کرنے سے پہلے جیسا کہ جہان کے گروہون سے ہر گروہ کے اگلے لوگون کا دستور ہے کہ کتاب کے عنوان (آغاز۔ سرنامہ) کو خدا کی حمد کے بعد اُن پاک بلند نسل رکھنے والون اور خدا کی شریعتون کے یا احکام کے عمل مین لانے والون (یعنی انبیاؤن اور اولیاؤن) کی دعا کے ساتھ کہ جو جہان کے شب خانہ مین ہدایت (رہنمائی) اور فیض رسانی کی شمع روشن کرکے نیستی کے تہ خانہ کی طرف چلے گئے ہین۔ کیا عام لوگون کے طریقہ پر اور کیا خاص لوگون کی طرز پر آراستہ کرتے ہین۔ اس خدا کی تعریفون کے مجموعہ کو بھی اس طور پر آراستہ کرون۔ اور اُس گروہ کے لئے دُعا کہ اُس عاجز شخص کی دریافت کے صحن مین (یعنی علم کے موافق) بزرگ ہونے اور خداشناس ہونے کے اندر جگہ رکھتے ہین یعنی جو مجھ عاجز بندے کے خیال مین بزرگ اور خداشناس تھے۔ ایسی عبادت مین کہ دل چاہتا ہے ادا کرون لیکن چونکہ یہ اصل بات کا سمجھنے والا اصل اور نقل کے فرق کو پہچانتا ہے کہ اگر کوئی بدعقل سلطنت کی بارگاہ مین دخل پاکر میدان کے سپاہ سالارون کی سفارش کرے اور اپنے وسیلے سے چاہے کہ اُس سلطنت کے امیر الاُمرا کو زمانے کے حاکم کا مقبول بنادے بیشک دُنیا کے لوگ اُس کو کم عقل یا پاگل بتائین گے۔ ترجمہ شعر۔ کیا قدرت ہے سُہا (بہت چھوٹا ستارہ ہے کم روشن) کو کہ روشن چاند کی سفارش نورانی آفتاب کو لکھے۔ اُس کے مرتبہ کی یہی بلندی بس (کافی) ہے کہ اپنے آپ کو۔ اُس بارگاہ مین ذرّہ سے کمتر لکھے۔ ایسی بارگاہ کہ جس مین اُس درگاہ کے نوازش پائے ہوئے (مقبول) کو عرض معروض کرنے کی اجازت نہین عطا کی گئی ہے اور ایک چھوٹی چیونٹی کی سفارش کی قدرت نہین دی گئی ہے مجھ ایسے عاجز بیکس بلکہ راستہ نہ پائے ہوئے سے کہان لائق ہے یا زیب دیتا ہے کہ اُس درگاہ کے مقبولون کے لئے درخواست رحمت اور سلامتی کے کرے اور اُنکی بخشائش اور خوشنودی کے لئے عرض کرے۔ اور ناسمجھ ہونے کی وجہ سے دلیری کی زبان دراز کرے تمیز کی عدالت گاہ (یعنی عقلمند تمیز دارون) مین کس نام سے پکارا جاوے اور انصاف کی بازپرس (پوچھ گچھ) مین یعنی منصف لوگون کے نزدیک کس طعن سے طعنہ دیا گیا ہووے اس لئے مین نے دل کو اس خیال سے باز لاکر اپنے آپ کو اس بات کے لئے آمادہ کیا کہ اگر ہمّت دستگیری (مدد) کرے اور توفیق خدا کا فضل و کرم) مددگاری کرے تو ظاہر اور باطن کے بادشاہ اور دین و دُنیا کے پیشوا کا مبارک احوال لکھا ہوا بیان کے قلم کا کرون اور اُس خدا کے مقبول بندے کی پاکیزہ عادتون اور بزرگ عبادتون اور

عجیب عجیب لڑائیون اور نادر نادر محفلون اور کامل ہونے اور بزرگ ہونے کی خوبیون اور جمال جلال کی صفتون
۱۰ کو بغیر اس کے کہ نظم و نثر لکھنے والون کے مانند مبالغہ اور تکلّف کرون جمع لاؤن (ترجمہ صفحہ دہم ز کشوری) تاکہ اپنے
آقاے نعمت کے عقیدت اور بندگی کے حق کو بجالایا ہوا ہون اور بھی عالم ظہور (دُنیا) کے نئے پہنچنے والون اور
ہستی کے قافلون کے آنے والون پر ایک اپنی شکرگزاری کا حق ثابت کئے ہوئے ہون یعنی ان خیالون کی وجہ
سے جو میرے دل مین گزرے مَین نے یہ ارادہ کیا کہ اگر ہمّت میری مدد کرے اور خدا کی توفیق میری مددگار رہے تو
اس ظاہر اور باطن کے بادشاہ اور دین اور دُنیا کے پیشوا (اکبر شاہ) کا مبارک احوال لکھون اور اس خدا کے مقبول
بندے کے (بادشاہ کے) جمال اور جلال کی صفتین اور کمال اور بزرگی کی تعریفین اور محفل کی عجیب باتین اور
لڑائی کی نادر خبرین اور عبادتون کی بزرگیان اور عادتون کی خوبیان بغیر اس کے کہ اس مین نثر کے لکھنے والون
نظم کے آراستہ کرنے والون کا سا تکلّف یا مبالغہ کیا جاوے جمع کرون تاکہ ایسا کرنے سے اس آقاے نعمت کے
بندگی کے حق کو اور عقیدت کے حق کو جو مجھ پر ہے ادا کر سکون اور بھی دُنیا کے نئے آنے والون پر اپنی شکرگزاری
کا حق ثابت کر سکون اس لئے کہ جب وہ یہ حالات پڑھین گے تو میرے دل و جان سے شکرگزار ہونگے کہ مَین
اُن کے واسطے ایسی عمدہ باتین لکھ کر چھوڑ گیا ہون۔ اگرچہ ان چار چیزون سے ہر ایک قوی باعث یا سبب تھی
کہ بلند مرتبہ کام کے انجام دینے کے لئے سبقت کرون یا آگے بڑھون۔ لیکن چونکہ یہ مقصد بلند تھا یعنی یہ خیال
ایک بہت بڑا اونچا خیال تھا اور یہ کام ایک بڑا بلند کام تھا اور میرا دلی ارادہ پست تھا یہ دولت (سعادت) میسّر
(حاصل) نہین ہوتی تھی اور یہ آرزو حاصل ہوتی تھی یہانتک کہ کارکنان الٰہی نے میرے دل کے صحن پر جو خلاص (خلوص دوستی۔ وفاداری)
کے ظاہر کرنے کی جگہ تھا ایسا جلوہ دیا یا ایسا ظاہر کیا کہ اس بڑے کام مین جس طرح سے کہ تو مخلوق کا حق ادا کر رہا ہے
خالق کا حق بھی تو بجالا رہا یا پورا کر رہا ہے۔ اگرچہ تو ظاہر مین نعمت کے پانے کے حقون اور عقیدت کے حاصل
کرنے کے ضروری آداب کو ادا کر رہا ہے لیکن باطنی طور پر جہان پیدا کرنے والے خدا کی حمد و تعریف مین قیام
کر رہا ہے اس لئے روز بروز یہ ارادہ پختہ ہوتا گیا اور نیکبختی کے اسباب تیار ہوتے گئے یہانتک کہ فضل و احسان کی
بارگاہ (خداے تعالیٰ کی بارگاہ) خاص کر کے اس عقل کے منظورِ نظر کی تربیت یعنی بادشاہ اکبر کی تربیت۔ اور عام
کر کے سعادت کی استعداد رکھنے والون کی مہربانی سے اس پر کہ اخلاص (سچی دوستی اور وفاداری) کے لحاظ سے
ارادت اور عقیدت کے بڑے راستے پر چلنے والون سے آگے بڑھنے والا یا آگے قدم رکھنے والا ہے اور مُراد کی عزّت
کے اعتبار سے یعنی اس اعتبار سے کہ اب تک اپنی مراد کا میاب نہین ہوا ہے۔ سعادتمندون
کے قافلون سے بہت پیچھے رہنے والا ہے اور وہ ابوالفضل بیٹا مبارک کا ہے جو دل کے سر پر ارادت (عقیدت و
اخلاص) کی ٹوپی دُنیا اور آخرت کے چھوڑنے اور اپنے روحانی اور جسمانی تعلقات سے مُنہ موڑنے کے لئے رکھے

ہوئے ہے یعنی اخلاص شاہی کے سبب سے دُنیا و آخرت اور اپنی جان و جسم سب کو چھوڑے ہوئے ہے اور عقیدے کی ساتھ نقش رکھنے والی آستین اٹھارہ ہزار عالم پر جھٹکے ہوئے ہے۔ اشارہ کی روشنی چمکی۔ کہ ہماری سلطنت بڑھانیوالی فتوحات (فتحون) کی خبرین اور اقبال سے نزدیک ہونے والے احوال کا بیان سچائی کے قلم سے لکھ ہین کیا کہون کہ یہ حکم گزری ہوئی باتون کے لکھنے کے لئے تھا یا لکھنے کی ہمّت بخشنے کے لئے تھا۔ اجازت فرمائی یا کہ میرے دل کو سعادت بخشی۔ اُس نے (اُس اجازت یا حکم نے) بزرگ آثار کا واقعہ نویس بنایا یا میری بے تُکی بات بکنے والی زبان گو بات کی خوش بیانی عطا کی نہیں بلکہ اُس نے (اُس حکم نے) میری بات کو بازو اور میرے قلم کو پاؤن بخشے۔ غیبی فرشتہ تھا کہ جس نے عالم بالا سے جان بخشی کا مژدہ پہنچایا یا ناموس اکبر (لقب حضرت جبرئیل فرشتہ کا کہ بزرگی اور جلال کے جہان کی وحی (حکم خدا) لایا۔ ناچار مین نہایت دوڑ دھوپ اور بیحد تلاش اپنے حضرت شاہنشاہ کے واقعات کے صحفون اور احوال کے دفترون کے جمع کرنے مین بجالانے لگا اور مین مدت تک اس سلطنت کے ملازمون اور اس اقبالمند خاندان کے قدیمون یعنی سچّے بولنے والے عقلمند بوڑھون اور نیک چلین بیدار مغز جوانون سے پوچھتا رہا۔ اور لکھنے کی قید مین لاتا رہا۔ اور ملکون کی طرفون مین اُن لوگون کے نام کہ جنکی درستی اور راستی پر پُرانی خدمت کے ساتھ بعضے یقین رکھتے تھے اور بعضے گمان کرتے تھے شاہی فرمان صادر ہوئے کہ اپنے مسوّدون کے نقلون اور یادداشتون کو بادشاہ کی بارگاہ مین بھیجین اگرچہ اس نیکبختی بڑھانیوالی آرزو نے کامل طور پر مراد کا پورا کرنا نہ پایا تھا اور اس خواہش نے جیسا کہ چاہئے انجام نہ پکڑا تھا کہ دوسرا حکم پاک بارگاہِ شاہی سے چمکا۔ کہ جمع لائی ہوئی باتین کہ مسوّدہ مین آچکی ہین صاف کرکے شاہی کان مین پہنچاوے (بادشاہ کو پڑھ کر سُناوے) اور جو کچھ کہ اس کے بعد لکھا جاوے اُس کو اس بزرگ کتاب (اکبرنامہ) کا ضمیمہ بنائے یعنی اس مین داخل کرے۔ اور اس طرح مفصل طور پر کہ احوال کی حقیقتون کی باریکیون اور چھوٹی چھوٹی باتون سے بھی کوئی باقی نہ رہے اُس کو فرصت کے وقت اُس کے بعد قلمبند کرے۔ اس لئے شاہی حکم کے موافق کہ خدا کے حکم کا ترجمہ کرنے والا ہے مین اُس خیال سے جو میرے دل مین تھا باز رہا اور مین نے مسوّدہ کو عبارت کے نقش و نگار کی آرائش سے سادہ اور صاف (یعنی خالی) تحریر کی لڑی مین کھینچنا شروع کیا (یعنی لکھنا شروع کیا) اور سال اُنیسوین (۱۹) الٰہی سے کہ واقعہ نویسی کا قانون میرے شاہنشاہ کی جہان آراستہ کرنے والی رائے کی روشنی سے ظاہر ہونے کی روشنی پائے ہوئے تھا مین نے واقعات کے دفتر کو حاصل کیا اور اُن دولت و اقبال کے صحیفون سے بہت سے بزرگ واقعات کی تاریخون کی حقیقت مجھکو معلوم ہوئی۔ اور بڑی کوشش کی گئی تب اکثر شاہی فرمان کہ تخت نشینی کے آغاز سے ابتک کہ اقبال کی صبح کا شروع ہے جاگیر شاہی کی حدون مین جاری یا قلمرو شاہی مین جاری ہوئے تھے۔ کیا تو اصل ہی اور کیا اُن کی نقل ہاتھ آئے اور اُن کے بہت سے

پاک مضامین اس بزرگ کتاب (اکبرنامہ) کا سرمایہ ہوئے اور مین بڑی کوشش عمل مین لایا تب مین نے اُن بہت سی عرضیون کو جو سلطنت کے سردارون یا وزیروں اور سعادت واقبال کے آستانے کے نسبت رکھنے والو یعنی شاہی کارکنون نے سلطنت کے کاروبار اور باہری ملکون کے واقعات کے متعلق عرض کی تھین اس مضامین کے خزانے کے ساتھ شامل کیا اور میرے مشکل پسند دل کو جانچ پرتال اور دریافت کرنے اور کھوج لگانیکے اسباب کے وسیلے سے اطمینان حاصل ہوا اور مین نے بہت کوشش کی تب زمانے کے دانشمند باخبر لوگون کی بیاضین (وہ کوری کتابین جن مین یادداشت کے لئے عمدہ واقعات درج کرتے اور لکھتے) اور مسوّدے (وہ عبارت جو سرسری طور پر پہلی بار کسی کاغذ پر لکھی جاوین) جمع ہوئے اور مین نے اُن کو بھی اس سلطنت کے باغ کی تروتازگی اور شادابی کا ذخیرہ بنایا لیکن باوجود اس سب اسباب (سامان) اور مطلبون کے خزانون کے خزانچی بننے کے - چونکہ مدت دراز سے نقل کا گھر (تاریخ کا حال) خراب (ویران) ہے اور اخبار و آثار (خبر وں اور بیانات) مین اختلاف اور مخالفت ظاہر و آشکار ہے اس لئے اُن پر کفایت نہ کرکے (بس نہ کرکے اُن کو کافی نہ سمجھکر) مین نے اپنے حضرت شاہنشاہ (اکبرشاہ) سے اپنی کامل یادداشت کی قوّت یا یاد کی قوت کے سبب سے واقعات اور حوادث کے جزئیات اور کلّیات کو ایک برس کی عمر سے کہ عقل ہیولانی (مادّۂ عقل) جنبش مین ہوتی ہے یعنی اپنا کام کرنا شروع کرتی ہے - آج کے روز تک کہ عقل کے بڑھنے کی وجہ سے حقیقت بین کامل نظر رکھنے والون کے پیشوا ہین پاک دل مین منقوش رکھتے ہین اپنی سُنی ہوئی باتون کے صحیح کرنے کے لئے التماس کرکے کتنی ایک مجلسون مین (یعنی کئی بار مین) بار بار عرض کرکے اُن کو صحت تک پہنچایا اور مین نے شبہون اور شکون کو تحقیق اور یقین کرنے کی چھُری سے چھیل ڈالا - اور جب میرے دل کو ایک طرح کا اطمینان حاصل ہوگیا تب مین نے اپنے اخلاصمند (سچائی کے بھرے) دل کو کمال درجہ کی کوشش کے ساتھ اس بلند مطلب کے انجام دینے کی طرف متوجہ کیا امید ہے کہ اس خدمت کے اخلاص کی مدد سے اُس کو تمامیت کو پہنچاؤن اور جو کچھ کہ اس موجودات کے چمن کے نئے میوے یا نئے پودے کی عجیب باتون سے اور اس مخلوقات کے کارنامے کی فہرست کی نادر باتون سے ہے اور مین نے اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق سمجھا اور دریافت کیا ہے ظاہر کرون تاکہ تاریک دلون کے واسطے ایک بینائی دل کی شمع عقل کے راستے کے سر پر رکھی جاوے اور روشن دل رکھنے والون کے لئے آگاہی کی زیادتی کا سرمایہ (ذریعہ یا وسیلہ) ہووے - خدا پاک ہے (واہ واہ) یہ کیا ہی مبارک بات ہے کہ خدا کی عبادت کو بادشاہی خدمت کے پردے مین ادا کر رہا ہون اور ظاہری اور باطنی اور بادشاہی اور بندگی کے آداب کا دستورالعمل سب لوگون کے لئے خواہ بادشاہ ہو یا فقیر ترتیب دے کر اپنے لئے ایک دائمی دولت کا سرمایہ حاصل کرتا ہون - چونکہ اس کتاب مین کہ خدا کی حمد کی کتاب ہے ہر وقت اس دنیا کے بلند شوکت رکھنے والے بادشاہ

کا نام صاف صاف طور پر لینا ادب سے دور سمجھتا ہون اسلیے حضرت شاہنشاہی کے نام سے عبارت کو بزرگ بناتا ہون اور بادشاہ غفران قباب آنحضرت کے (اکبر شاہ کے) بزرگوار والد کے لئے حضرت جہانبانی جنت آشیانی پر کفایت کر کے بات نہین بڑھاتا ہون۔ اور اُس پاک نسل کی حضرت والدۂ ماجدہ کو حضرت مریم مکانی کے ساتھ کہ میرے حضرت شاہنشاہ کے روشن دل مین یہ پاک خطاب گزرا ہے اشارہ کرتا ہون اور اس جہان کے صاحب یا آقا کے بزرگ دادا کو حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے ساتھ تعبیر کر کے عبارت کو کوتاہ کرتا ہون۔

بعضی غیبی بشارتون اور پاک اشارون کا بیان کہ میرے حضرت شاہنشاہ کی مبارک پیدائش سے پہلے ظاہر ہوئے

دُور اندیش دانشمندون اور یقین (سچائی) کی پوشیدہ جگاہون کے رازدارون پر کہ آئینے ایسے صاف روشن دلون پر کہ الہام کے پردون کے پیچھے کی چھپی باتون کے ظاہر کرنے والے اور عنصرون (جسمانی چیزون) اور آسمانی جسمون (ستارون وغیرہ) کے بھیدون کے پردہ کھولنے والے ہین پوشیدہ اور چھپا ہوا نہین ہے کہ بزرگ بزرگی والی پیدا کرنے والے کی کامل قدرت کے عجائبات اور پوشیدہ حکمت کے نادرات کا تقاضا (خواہش) یہ ہے یا یہ ہوتی ہے کہ اباے علوی (بلندی کے باپ مراد سات ستارون یا نو آسمانون سے ہے) اور اُمہات سفلی (نیچے کی مائین مراد چار عنصرون۔ پانی۔ آگ۔ خاک۔ ہوا سے ہے) کے باہم ملنے کے وسیلے سے اور علوی اور سفلی (مخفی نہ رہے کہ اہل ہیئت نے سیّارون کی دو قسمین کی ہین علوی اور سفلی۔ علوی وہ جن کا مدار آفتاب سے اونچا ہے اور سفلی وہ جن کا مدار آفتاب سے نیچا ہے) نزدیکیون اور استقلال (پائداری) اور اجتماع (جمع ہونے) اور اتصال (باہم ملنے) اور افتراق (باہم جُدا ہونے) کے کتنے ایک دورون (چکرون) اور ستارون کے نکلنے اور چھپنے اور ظاہر ہوتے اور سورج گرہن پڑنے اور چاند گرہن پڑنے اور شرف پوشیدہ نہ رہے کہ آفتاب کا شرف برج حمل کے اُنیسوین درجے مین ہوتا ہے اور ماہتاب کا برج ثور کے تیسرے درجے مین اور عطارد کا برج سنبلہ مین اور زہرہ کا حوت مین اور مریخ کا جدی مین اور مشتری کا سرطان مین اور زحل کا میزان مین اور ہبوط (ہُبُوط۔ نیچے اُترنا۔ ضد ہے شرف کی یعنی جبکہ ستارے ہبوط مین پڑتے اُن منسوبات کا احوال پستی مین آتا ہے) کے خواص اور اوج (بلندی) اور حضیض (پستی) کی تاثیرات وغیرہ کے بعد کہ ایجاد و ابداع کے کارخانے (دُنیا) کی بنیاد رکھنے والے اور تکوین (پیدا کرنا) اور اختراع (نئی چیز کا پیدا کرنا) کے نگارخانہ (دُنیا جہان) کے نقشبند ہین پوشیدگیون کے خیمہ کے خلوت نشینون سے ایک یکتا شخص ظاہر ہونے کی بارگاہ مین چہرہ دکھا کر اور ہستی کے پوشیدہ گھر کے پردہ نشینون سے ایک بے مانند شخص ہستی کے گروہ کی انجمن مین جلوہ فرما کر کون و فساد کے سلسلہ کے انتظام کا سبب اور ستم و داد کے

چہار بازار کی تمیز (جانچ پڑتال) کا باعث ہووے - اسلئے کہ (اگر امور مذکورہ بالا عمل مین نہ لائے گئے ہون اور اس طرح سے یہ شخص نہ پیدا کیا گیا ہو اور ایسی خاص باتون کے ساتھ مخصوص نہ ہوا ہو) اسلئے کہ انتظام ایک عالم کا اور بندوبست ایک جہان کا ایک اکیلا شخص سے کس طرح جاری ہو سکتا یا انتظام پا سکتا ہے کیونکہ ہر ایک کی ذات کی بنیاد ضدون کے مجموعہ سے بنائی گئی ہے اور ہر سر مین بڑی خودی سمائی ہے اور انصاف نایاب ہے اور محبت گم ہے اور خواہش مٹائی پر ہے اور خواہش نفس روز بروز بڑھنے مین ہے -

دُور اندیش عقلمند جانتا ہے ہر ایک زمانے مین ایسے حاکم کی ذات سے کہ خدا کی مددون سے مدد پایا ہوا اور دائمی مبارکبون سے سعادت مند ہو چارہ نہین ہے اور خبردار ہوشمند پہچانتا ہے کہ یہ دولت (سعادت و مبارکی باطنی (روحانی) بازو کے زور و قوت پر موقوف ہے - اور تجربہ کار آدمی سمجھتا ہے کہ جبکہ اتنے سال پرورش پاتا ہے تب لعل کان کی جھلی یا بچہ دان مین جوانی اور کمال کی حد تک پہنچتا ہے - اور شاہی تاج کے لائق ہو سکتا ہے - یہ ایسا بیش قیمت گوہر اور یکتا جوہر کہ کوئی چیز اُس کے برابر نہین ہو سکتی - کتنے زمانون اور مدتون کی درازی چاہتا ہے کہ خاص تربیت کا پرورش کیا ہوا ہووے - تاکہ ترقیون کے زینون پر اپنی قابلیت کے کمال کے موافق چڑھے یا پہنچنے والا ہووے - تجربہ کار باریک شناس جانتے ہین کہ مد یعنی خدا سے مدد پانے کی مدت کی درازی رعایا کی کثرت کے شمار کے برابر ہونا چاہئے یا ہو گی اسلئے کہ جس قدر رعایا کا شمار زیادہ ہو گا اُسی قدر اختلاف اور تفاوت زیادہ ہو گا اور اُس زمانے کے بادشاہ کی بزرگی اور بڑائی بخوبی ظاہر ہے کہ جہان اور جہان والون کے بوجھ کو خدا کی مدد کی مددگاری سے اپنی ہمت کے سر پر اُٹھا کر جہان والون کو فساد سے بچاتا ہے اور جہان اور جہان والون کے کام اپنی دانائی کی مدد سے باسامان کرتا ہے اور اُن کو سرانجام دیتا ہے اور جبکہ سچے کارفرما کی کامل حکمت کا تقاضا اس بات کی خواہش کرتا ہے کہ ظاہر اور باطن کا انتظام اور عالم اجسام اور عالم ارواح کا آباد کرنا انسانون مین سے ایک انسان کے ہاتھ مین رکھے - اس بزرگ حوصلے بلند دریافت کی تربیت کی مدت انسانی خیال اور قدرت کے دائرہ مین کہان سما سکتی ہے - چنانچہ ہمارے زمانے کے تجربہ کار روشن دل لوگ اس بزرگ بخشائش (یعنی عالم ظاہر و باطن کے بادشاہ بنائے جانے) کو اس جہان کے بادشاہ (اکبر شاہ) کی نورانی پیشانی کی تحریر سے معلوم کرتے ہین اور نہایت انصاف رکھنے کی وجہ سے اُس کی خوبیان بیان کرنے سے عاجزی کا اقرار کرتے ہین اور اس جماعت کے لئے یہی سعادت کافی ہے کہ خدا کی توفیق کی موافقت سے یہ بات اُن کو معلوم ہو گئی ہے کہ ایسے ایک بڑے شہنشاہ کے مرتبہ کا معلوم کرنا انسانی طاقت کی حد نہین ہے اور اس بڑے درجہ کے شخص کی عزت اور بزرگی کرنے کو خدا کی قدرت کی بزرگی کرنا سمجھ کر اپنے خدا کی پرستش کرتے ہین - اور ساری دلی توجہ اُس کی (بادشاہ اکبر کی) خوشنودی کے حاصل کرنے مین کہ بیشک و شبہ بے مانند خدا کی خوشنودی کا حاصل کرنا اُس کے اندر ہے مشغول رکھتے ہین - کون سی

سعادت اس نعمت سے بڑھکر ہوسکتی ہے اور کون سی دولت اس بخشش سے زیادہ پسندیدہ ٹھہر سکتی ہے۔ دُور اندیش روشن دل کہ جس کی عقل و دانائی کی آنکھ انصاف کے سرمے سے روشن ہے نیکبختی کے ستارے کی رہنمائی سے جانتا ہے کہ جب کتنے ہزار برس پُشت بعد از پُشت تربیّت کے گہوارے مین گزر چکے حضرت آلنقوا کو زندگی کا نقش عطا ہوا تاکہ وہ (آلنقوا) اُس جہان کی روشن کرنے والی روشنی کے لائق ہووے کہ جس کی شرح (مفصّل بیان) اگلی داستانون کے سرنامہ کی آرائش اور راستبازون کی تاریخون کی عمارتون کا کتابہ ہوئی ہے یا بنی ہے اور پہچانتا ہے کہ وہی نور کہ جس نے بغیر بشری (انسانی) وسیلے اور کُشتی تعلّق کے (یعنی باپ کے پُشت کے علاقے کے بغیر) حضرت آلنقوا کے پاک بچّہ دان کے اندر ظہور پایا انتقالتی اور مدّتون کے پرورش پانے کے بعد کہ پاک پاک باطنون مین دوسروں کے کامل بنانے کے لئے چلتا پھرتا رہا تھا آج کے روز پاک عنصر (مبارک بدن) مین اُس خدا پرست خداشناس یکتا سے جھلک رہا ہے یہ شعر کا ترجمہ۔ کتنے زمانے گزرتے ہین کتنے قرن (۳۰-۸۰-۱۰۰ سال کم کتنے) ختم ہوتے ہین۔ تب کہین یہ سعادت اور اقبالمندی کا ستارہ آسمان سے طلوع کرتا ہے یعنی ہزار سال کے بعد ایک ایسا مبارک شخص کہ انتظام ظاہر و باطن دونون اُس کے متعلّق ہوتا ہے۔ یہ ایک پُرانی رسم اور مقررہ عادت یا دستور ہے کہ دائمی دارالسلطنت کے خوشخبری پہنچانے والے اور کرم و بخشائش کے دروازے کے کھلنے کی خبر دینے والے ہر ایک زمانے مین ایسے برگزیدہ (چیدہ۔ منتخب) کے ظاہر ہونے سے پہلے کہ ہزارون برس کے بعد ایک ایسا شخص پیدا ہوتا ہے جاگتے نصیب رکھنے والے اقبالمندون کو اُس کی رہنمائی رکھنے والے قدمون کے آنے کی خوشخبری سے خوش وقت بناتے ہین اسلئے کہ ہر ایک نئی ظاہر ہونے والی بات ایک خاص وقت کے پردہ کے پیچھے نگاہ رکھی گئی یا ٹھہرائی گئی ہے ایک اور خاص زمانے کے اندر پوشیدہ کی گئی اور چھپی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ اس امر کے ثابت ہونے یا ظاہر ہونے سے پہلے وکیلان قضا و قدر عالمِ غیب کا ایک دریچہ اس عالم ظاہر کی سمجھ اور دانائی کے راستون کے مقابل کھولتے ہین اور دریافت کرنے کی قوّتون کے جھروکے کے سوراخ کے سامنے یا رُو در رُو رکھتے ہین۔ کبھی تو یہ جلوہ عالمِ ظہور مین دکھاتے ہین اور کبھی عالمِ مثال مین کہ عالمِ دُنیا جہان کا ایک نقش ہے۔ تاکہ شوق کے بڑے راستہ مین اُمیدوار ہو کر قصد کئے گئے (خواہش کئے گئے) روشن ستارہ کا انتظار کرنے والے اور مبارک ستارے کے نکلنے کے اُمیدوار رہین اسلئے کہ انتظار شوق کا بڑھانے والا ہوتا ہے اور شوق نیکبختی اور مبارکی کا آراستہ کرنے والا۔ اور جو چیز کہ طلب کرنے والے کی کوشش اور خواہش کے بعد ظاہر ہوتی ہے اور تلاش مین انتظار کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے اُس کے لئے ایسی لذّتین ہوتی ہین کہ جو اُس کے برعکس مین نہین ہوتین۔ اور اس کی ایک مثال یہی ہے کہ حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون شاہ) جب سے آنحضرت کے ظاہر ہونے سے واقف ہوئے تھے۔ ہمیشہ خاکساری کی خاک پر فروتنی کا سر رگڑ کر

غبار سے بھرار کھتے تھے اور عاجزی کا سر حاجتون کے کعبے کی چوکھٹ پر رکھ کر اور اُمید کا رُخ مناجاتون کے قبلہ کی جانب لا کے عاجزی اور خاکساری کرتے ہوئے اس تازہ سعادت کی درخواست کہ حقیقت مین مبارک اختر اور روز بروز بڑھنے والی زندگی مراد اسی سے ہے کہ فرماتے تھے - کہ - ترجمہ مثنوی کا - اے خداوند اپنی ذات کی شمع کی روشنی کے طفیل سے - اور اپنی صفات کے دریا جواہر کے طفیل سے - اور اُن پاک لوگون کے طفیل سے کہ جو گُل کی طرح سے پاک اُگے - اور اُنھون نے اپنے اندر کو آفتاب کے چشمے سے دھویا یعنی وہ پاک بندے جو گل کی طرح پاک اس عالم مین ظہور پذیر ہوئے اور جنھون نے تیرے نور سے اپنے دل کو معمور کیا + میرے دولت اور سعادت کے تاج کو ایک بیش قیمت گوہر عطا فرما - میرے بلندی کے آسمان کو ایک مبارک ستارہ عنایت کر میرے شب خانہ کو ایسے چاند سے روشنی عطا کر - کہ جو (چاند) جہان کی اندھیریون کو دور کرے - ایسے ایک آفتاب سے میری ذات کو روشن کر - کہ تو آسمان میرے سجدے مین گرین یعنی میری تعظیم و تکریم بجا لا وین - میری اس عمر کو قبول کرنے والی جان کو ایسی زندگی عطا کر - کہ اگر سَو بار بھی موت آئے تو مین نہ مرون + سچ تو یہی ہے کہ ایسی چیز کہ بے بَدل زندگی کا بَدل ہو سکتی ہے اور گذرنے والی زندگانی کا عوض بن سکتی ہے سپوت بیٹا اور بزرگی کی مسند کا جانشین ہی ہے کہ زندگانی کے باغ کا میوہ اور آسمانی شیشہ کا چراغ ہوتا ہے کہ خدا کی مہربانی کی زینت سے روشنی لینے والا ہو کر باپون سے لے کر دادا پردادا وغیرہ تک کے چراغ کو پُشت بہ پشت روشن کر کے بخت و اقبال کے تخت پر قرار پکڑنے والا ہوتا ہے اور انصاف اور بزرگی کا سایہ جہان والون کے سر پر دراز اور پھیلا ہوا کرتا ہے خاص کر کے ایسے کامل ذات نامور شخص کو اور ایسے کامل حق شناس کو اگر ولیون کے قطبون کا سر دفتر کہین تو لائق ہے - اور اگر بزرگ سلطنت کے سلسلہ کی لڑی کا بالپون کا باپ اور بڑا دادا نام رکھین تو بہت ٹھیک بات ہوگی - اور بیشک ایک ایسا بادشاہ کہ جو پُشت در پُشت فرماندہی اور فرمانروائی اور جہانگیری اور عالم آرائی کی مسند پر ثابت اور برقرار رہا ہو لائق سپوت بیٹے کے بہت لائق ہو سکتا ہے اور اُسکو اس بلند مطلب کی تلاش مین سب سے زیادہ بے قرار ہونا چاہیے یہانتک کہ ۹۴۹ھ ہلالی مین حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون شاہ) نے خداوند تعالی کی طرف توجہ کرنے کے بعد جون ہی کہ سر آرام کے تکیہ پر رکھا تھا اور آرام کے بچھونے پر لیٹے تھے یکایک مبارک خواب کے پردے مین کہ غیب کا خلوت خانہ اسی سے مراد ہو سکتی ہے مشاہدہ فرمایا کہ پاک خدا ایک ایسا نامور سپوت بیٹا عطا فرماتا ہے کہ جس کی اقبال کی پیشانی سے بزرگی کی چمک چمکتی ہے اور جس کے احوال کی پیشانی سے بزرگی اور سرداری کی چمک دمکتی ہے اور جس کی رہنمائی کے نور سے عقلون اور وہمون کے اندھیرے مقام روشن ہو گئے ہین اور جس کے انصاف کی روشنی سے راتون اور دنون کے صفحے نورانی بن گئے ہین اور اس کے بعد کہ غیب کے جہان کے خوشخبری

دینے والون نے آنحضرت (اکبرشاہ) کے مبارک انجام احوال سے خبر دی اُس خدا کے کارنامہ کے بزرگی بھرے نام کو جیسا کہ آج کے روز ممبر اور فرمانِ شاہی اُس سے (اُس نام سے) سربلند ہین اور درہمون اور دینارون کے چہرے یا رُخ اُس سے چمک اور رونق رکھنے والے ہین بیان فرمایا - اور جب حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) دولت و اقبال کے سوتے بیدار ہوئے اُنھون نے اس بزرگ دولت اور مبارک نعمت کی خوشخبری سے خدا کے شکر کے سجدے پیش پہنچا کر اُس کی کیفیت شاہی بارگاہ کے رازدارون اور اخلاص کے آستانہ کے ملازمون سے ظاہر کی - ترجمہ شعر - یہ خواب کہ جان کی آنکھون کے آگے سے پردہ توڑنیوالا یا اُٹھانے والا تھا - خواب اُس کو نہین کہہ سکتے ہین اسلئے کہ وہ دل کے جاگنے کی دلیل تھا - شمس الدین محمد خان آتگہ کے بھائی شریف خان سے سُنا گیا کہ شمس الدین محمد خان نے بائیس برس[٢٢] کی عمر مین غزنین کے اندر خواب مین دیکھا کہ چاند اُن کی بغل مین آیا اُنھون نے اس واقعہ کو اپنے بزرگ باپ میر یار محمد غزنوی سے کہ درویش طبیعت خانہ دار تھا بیان کیا اُس کے بزرگ باپ اس نیکبختی بڑھانے والے واقعہ کو سُنکر بہت خوش ہوئے اور یہ تعبیر دی کہ برتر خدا ایک ایسی بڑی دولت اور سعادت تجھ کو عطا فرمائے گا کہ جو ہمارے خاندان کی بلندی کا باعث ہووے گی - اور ایسا ہی ہوا کہ اس قدر اور مرتبہ کے آسمان کے چودھوین رات کے چاند کی روشنیون کی برکتون سے اس خاندان کی عزّت کا درجہ خاک کی پستی سے آسمانون کی بلندی پر چڑھنے والا ہوا

دوسرے درست اندیش راست بازون سے معلوم ہوا کہ جس وقت مین کہ حضرت مریم مکانی اُس کی بزرگی کا سایہ ہمیشہ رہے - آنحضرت (اکبرشاہ) کے پاک عنصر سے حاملہ تھین ایک عجیب روشنی اُن کی (حضرت مریم مکانی والدہ اکبرشاہ کی) روشن پیشانی سے آشکارا تھی - بہت وقتون کے اندر اس خدا کے نور سے نظر کرنے والون کو یہ شبہ ہوتا تھا کہ آئینہ پیشانی پر حضرت مریم مکانی کے ہے - جیسا کہ پاکدامنی کے خیمے کی زیور پہننے والیون کا دستور ہے کہ پیشانی کے نزدیک ایک آئینہ باندھتی ہین یعنی ایک ایسا زیور جس مین آئینہ جڑا ہوتا ہے پیشانی پر باندھتی ہین - اور اقبال کا ستارہ حال کی زبان سے یہ گیت گاتا تھا - شعر کا ترجمہ - مین نے نصیب کے راستے مین اپنی تاریک پیشانی کو رکھا (بس میرا پیشانی کا اس راستے مین رکھنا تھا) کہ مین نے اپنی پیشانی پر ہزار آئینے لٹکا لئے یعنی اس قدر پیشانی نورانی بن گئی کہ گویا ہزار آئینے اُس پر باندھ لئے ہین - ایک روز مبارک پیدائش کے زمانے کے قریب حضرت مریم مکانی اونٹ کے کجاوہ مین سوار جارہی تھین راستے کے درمیان اُن کی نگاہ آمون کے باغ پر پڑی چونکہ اس حال مین طبیعت ترش شربتون اور کھٹے میٹھے میوون کی طرف راغب ہوتی ہے اُنھون نے خواجہ معظم سے کہ اُن کا برادر مادری تھا فرمایا کہ اُس باغ سے چند آم لے آ خواجہ چند آم لاکر اُن کے مبارک ہاتھ مین دے رہا تھا کہ اُس کی نگاہ مین اُن کی روشنی بخشنے والی پیشانی کی جھلک سے آئینہ کا شبہ ہوا اُس نے پوچھا کہ تم نے اپنی پیشانی پر آئینہ باندھ رکھا ہے اُنھون نے فرمایا نہین مین نے تو آئینہ نہین باندھا ہے تم یہ کیسے کہتے ہو

خواجہ نے جب غور سے دیکھا آنحضرت کی نورانی پیشانی کو خدا کے نور سے چمکتا پایا تعجب میں ہوا اور اُس خدائی نور سے دنگ رہ گیا اور اُس نے خدا کی درگاہ کے رازدار بندون مین سے بعض کے روبرو یہ بات بیان کی۔اور خواجہ کا اس کی بابت پوچھ گچھ کرنا اس لئے تھا کہ خدا کے نورون کی شعاع جو روشن پیشانی سے چمکتی تھی خواجہ مین وہ قدرت نہ تھی کہ اُس کو نگاہ بھر کر دیکھ سکے۔

دوسرے خانِ اعظم میرزا عزیز کوکلتاش کی بزرگ والدہ سے جو آنحضرت (اکبر شاہ) کے اتگہ ہونے کی بزرگی سے مشرف ہے سُنا گیا کہ اُس سے پہلے کہ مین بزرگ دولت سے سعادتمند ہون۔صبح کا وقت (نور کا تڑکا) تھا کہ اچانک ایک بڑا نور میری طرف رُخ لایا اور میری آغوش مین آگیا مین نے گمان کیا کہ آفتابِ عالمتاب میری آغوش مین ہے ایک عجیب حالت ظاہر ہوئی اور ایک بڑی حیرت واقع ہوئی۔کہ وجد (دل مین کیفیت پانا) و شوق کی لذت سے میرے بدن کے سارے اعضا اور اجزا حرکت اور جنبش مین آئے اور اُس لذّت کا مزا اب تک میرے بال بال کو گھیرے ہوئے ہے اور اُس وقت سے مین اُس جلال و جمال کی صبح کی سفیدی اور اس دولت و اقبال کے شگوفے کے گل کا انتظار کرنے لگی اور مین خیال کرتی تھی کہ اے پروردگار اس بزرگ حالت کا نتیجہ کیا ہوگا۔یہانتک کہ مین اس بزرگ خدمت سے کہ دین اور دُنیا کی دولت کا سرمایہ ہے سربلند ہوئی اور مین نے اس ہمیشگی والی نعمت کے شکر کے سجدے سے سربلندی پائی۔ترجمہ مصرع کا۔دولت تو وہی ہے کہ بغیر دل کے خون بننے (دل کی تکلیف اُٹھانے) کے آغوش مین آوے (حاصل ہووے) خدا پاک ہے (واہ واہ) کیا بزرگ سعادت تھی کہ میری آغوش مین آئی اور کیا ہی اقبال تھا کہ جس کو مین نے آغوش مین لیا۔اگرچہ مین ظاہر مین اُس بزرگ نسل گوہر (اکبر شاہ) کی پرورش کی خدمت کے ساتھ قوی پُشت ہوئی لیکن حقیقت مین دولت میری طرف رُخ لائی اور مجھے میرے قبیلے کے ساتھ پرورش کرنے لگی۔جس وقت کہ مین آنحضرت (اکبر شاہ) کو کندھے پر اُٹھاتی تھی سعادت مجھکو خاک سے اوپر کی طرف کھینچتی تھی۔چنانچہ اس خدمت کی برکت سے کہ میری تقدیر مین لکھی تھی۔قوی طالع (زبردست اختر یا ستارہ یا نصیب) اور بڑی سعادت نے مجھ پر احسان رکھا اور مین اپنے قبیلے (خاندان) سمیت ساتون ولایتون مین روشناس (مشہور و معروف) ہوئی۔

دوسرے مولانا نورالدین ترخان اور بہت سے لوگون سے کہ مبارک رکاب کے حاضرباش یا ہمیشہ ساتھ رہنے والے تھے سُنا گیا کہ اس اقبال کے بہت نورانی ستارے کے ظاہر ہونے کے قریب حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) ایک چھت دار مکان مین جس کے اندر جالی دار کھڑکیان تھین عیش کرنے والے تھے اور بزرگ پیدائش کے ظاہر ہونے کا ذکر ہو رہا تھا اچانک اُس دولت خانہ (مکان) کی جالی دار کھڑکی سے خدا کے نور کی شعاع چمکنے لگی اس طرح پر کہ درگاہ شاہی کے مقرّب کہ حاضر ہونے کی سعادت رکھتے تھے خواہ چھوٹے اور خواہ بڑے اس جہان کے

روشن کرنے والے نور پر آگاہ ہوئے اور اُن لوگون نے کہ بات کرنے کا مرتبہ رکھتے تھے حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) سے اس بات کو دریافت کیا۔ اُنھون نے فرمایا کہ یقیناً بہت جلد بادشاہت کے گلاب کے درخت سے تازہ پھول شگفتہ ہوگا۔ اور مرتبہ اور بزرگی کے پوشیدہ گھر اور عزّت اور اقبال کے آراستہ مکان سے ایک ایسا نور کا پرورش پایا ہوا اور ایک ایسا نصیب کا روشن بنانے والا ہستی کے دائرے مین قدم رکھے گا جس کی بزرگی کی شوکت سے سلطنت کے بدخواہون کے دل سُستی اور درماندگی کی گھریامین یا کٹھالی مین پگھلین گے۔ اور اس بلند خاندان اور عالی خاندان کو نئے سر سے ایک طرح کی شوکت اور رونق حاصل ہوگی۔ بلکہ جہان کے شب خانہ کو اُس کے جہان روشن کرنے والے عکس یا نور سے ایک تازہ روشنی اور چمک دمک مُنہ دکھائے گی۔

اور دوسرے میر عبدالحیٔ صدر کہ بلند مرتبہ رکھنے والے پاک نسل لوگون سے تھا نقل کرتا تھا کہ ایک صبح کو حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون شاہ) مراقبہ (مراقبہ۔ آنکھین بند کرکے دل کو خدا کی طرف متوجہ کرنا) مین تھے اور گمان ہوتا تھا کہ اُن کی (بادشاہ ہمایون کی) مبارک آنکھ گرم یا سُرخ ہو گئی ہے یعنی آنکھ لگ گئی ہے اور سو گئے ہین۔ کہ آنحضرت نے کچھ دیر کے بعد سر اُٹھایا اور فرمایا کہ سب تعریف اور شکر خدا ہی کے لئے ہے۔ کہ ہماری سلطنت کے خاندان کا چراغ نئے سر سے روشن ہوا (میر عبدالحیٔ صدر کہتا ہے کہ) مین نے اس شکرانے کا سبب پوچھا۔ آنحضرت (ہمایون شاہ) نے فرمایا کہ مجھے اس خواب اور بیداری کے عالم یا حالت مین ایسا دکھایا گیا کہ ایک نورانی ستارہ نے فلان جانب سے (اور اس وقت ہمایون شاہ نے اشارہ اُس آباد مقام کی طرف کہ بہت بزرگ پیدائش کی جگہ تھا فرمایا) طلوع کیا اور دمبدم بلند ہونے لگا اور جُون جُون بلند ہوتا تھا اُس کا نور بڑھتا جاتا تھا اور اُس کا جسم بھی بڑا ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ جہان کے بہت سے حصّہ کو اُس کے نور نے گھیر لیا (آئینے مین ہمایون فرماتے ہین کہ ایک روشن دل شخص مجھ کو نظر آیا) مین نے روشن دل رکھنے والے شخص سے پوچھا کہ یہ نورانی جسم کیا چیز ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ مجسّم (سرتاپا) نور تیرا سپوت بیٹا ہے اور جس قدر زمین کا حصّہ کہ اس جہان کے روشن کرنے والے نور کی شعاع سے چمک رہا ہے وہ سب اُس کے قبضے اور حکومت مین داخل ہوگا اور وہ ملک اُس بزرگ نسل رکھنے والے کے عدل و داد کی روشنیون سے آباد ہوگا اس غیبی بشارت (خوشخبری) کے دو روز بعد امید کے اُفق (آسمان کا کنارہ) سے مبارک ستارے کے نکلنے کی خبر پہنچی۔ اور جبکہ اُس روحانی مُعاینے اور مبارک سچے خواب کے وقت کا مقابلہ کیا گیا تو ظاہر ہوا کہ مبارک پیدائش کے حاصل ہونے اور تعجب بھرے بشارت کے ظاہر ہونے کا وہی ایک وقت تھا (اب اس پر ابوالفضل کہتے ہیں کہ) ایک ایسا بزرگ کہ جس کو ایک ایسا مبارک بیٹا نصیب ہو۔ کیون یہ نمائش اور یہ آگاہی اُس کو عطا نہ کی جاے (یعنی ضرور یہ نمائش اور یہ آگاہی اُس کو عطا ہونا چاہیئے) اور جس جگہ کہ ایسی بڑی بخشش اور عطا آرہی ہو اس طرح کا مراقبہ اور انکشاف (انکشاف۔ ظاہر ہونا) کس واسطے ظاہر نہ ہو (یعنی ضرور ظاہر ہونا چاہیئے) اور اگر ظاہر پر نظر کرنے والون اور صرف ظاہری محسوسات پر

اعتقاد رکھنے والون کے لئے اس طرح کے واقعات تعجب دلانے والے ہون تو کچھ اچنبھے کی بات نہین ہے لیکن دور اندیش پاک خصلت رکھنے والون کو واقع ہونے سے پہلے کے گمان اور حاصل ہونے کے بعد کے یقین کے سبب سے ثابت ہو گیا ہے کہ یہ شعاع اُسی جہان کے روشن کرنے والے ستارے کی ہے اور وہ خوشخبری اسی بہت روشن سورج تاریکی کے جلانیوالے کی ہے۔ اور جو لوگ کہ اس جہان کے بادشاہ (اکبر شاہ) کی ملازمت کی دائمی سعادت پائے ہوئے ہین یعنی جو لوگ کہ ہمیشہ بادشاہ کے پاس رہتے ہین اور اس سبب سے کہ اُس کی عادتون کی بزرگیون پر آگاہ ہین اس طرح کی باتون کا ظاہر ہونا اُن کے لئے کچھ شک وشبہ یا تعجب کے پیدا ہونے کا سبب نہ ہوگا یا نہین ہے۔ اور باریک بین باریکی جاننے والون پر پوشیدہ نہ رہے کہ اگرچہ مولانا شرف الدین علی یزدی ظفرنامہ (تاریخ تیموری) کے اندر قاچولی بہادر کا سچّا خواب اور تومنہ خان کی تعبیر (تعبیر۔خواب کا حال بیان کرنا) کو ظاہری اعتبار سے میرے حضرت صاحبقران (امیر تیمور) کی ذات کے لئے لایا ہے چنانچہ اُس نے اُس آٹھوین نورانی ستارے سے کہ جس کے نور سے جہان روشن ہو گیا اور وہ قاچولی بہادر کی جیب (عربی مین جَیب کے معنی گریبان ہین اور فارسی مین وہ کیسہ ہے جس مین روپیہ وغیرہ رکھتے اور چونکہ ابتدا مین وہ گریبان کے نزدیک پیرہن کے سینہ پر رکھا گیا تھا اس لئے اس نام سے موسوم ہوا جیسے آجکل پاکٹ ہے کہ سینہ پر گریبان کے نزدیک ہے اس جگہ گریبان سے مراد ہے) سے باہر آیا یا طلوع کرنیوالا ہوا۔ اشارہ میرے حضرت صاحبقران کی ذات پر کیا ہے کہ اُن حضرت کے آٹھوین دادا ہین لیکن علم تعبیر کے دور بینون کے نورانی باطن پر اور عالم مثال (ایک عالم ہے لطیف تر بہ نسبت اس عالم اجسام کے جو چیز کہ اس عالم مین نظر آتی ہے اُس کی نظیر اُس عالم مین پائی جاتی ہے) کے پوشیدہ راز کے جاننے والون پر ظاہر ہے کہ سات ستارون سے سات ایسے شخص مراد لینا کہ جنھون نے فرمانروائی کے تاج سے سربلندی نہ پائی ہو اور دولت آرائی (سلطنت کرنے) کی مسند نے بزرگی نہ دیکھی ہو علم تعبیر کے میدان اور عالم مثال کے اشارہ سے دور و بعید معلوم ہوتا ہے بلکہ وہ سات ستارے سات جہان کے آراستہ کرنے والے بلند مرتبہ بادشاہ ہین اور اُس جہان کی روشن کرنے والی شعاع سے مراد میرے حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کی پاک ذات ہے جس نے اپنی نہایت بلند ذات کی روشنی سے جہان اور جہان والون کو روشن کیا ہے اور چمکنے والا بلند نور یہی سعد اکبر (بڑا مبارک ستارہ) ہے کہ جس نے اُس سعادت کے برجیس (برجیس مشتری ستارہ کو کہتے ہین جو سعد اکبر کہلاتا ہے) کی جیب سے سر نکالا تھا اگرچہ وہ سولھوان دادا شمار کی راہ سے آنحضرت کا ہے لیکن اُن کے درمیان بزرگی کے برج کے وہ سات ہی ستارے ہین کہ جن کے حال کی پیشانی مین اس دُنیا کے روشن کرنے والے شہنشاہ کے نور نے ظاہر ہونے کے کمال کو ظاہر کیا ہے یا اس دُنیا کے روشن کرنے والے شاہنشاہ کا نور کامل طور پر ظاہر ہوا ہے۔ اور انھین سات شخصون نے ان اٹھارہ شخصون کے درمیان بزرگ ہوتے ہین اور دُنیا کے آراستہ کرنے مین بڑی سربلندی پائی ہے اور اس بلند شوکت رکھنے والے گروہ کی

آٹھوین میرے حضرت شاہنشاہ کی پاک ذات ہے کہ جن کے عدل و داد کا نور دُنیا جہان کو نورانی رکھتا ہے اور ان اٹھارہ بزرگون کے بلند سلسلے مین اس خدا کی قدرت کے کامل جامے ظہور کو ظاہری اور باطنی سلطنت کا بزرگ وقیمتی خلعت عطا کرکے باطن اور ظاہر کے عالم کا نورانی بنانے والا بنایا ہے اور سچائی کے نشانون کی باریکیون کے تلاش کرنے والون پر یہ مضمون پوشیدہ نہین ہے چنانچہ مختصر طور پر اس بلند گروہ کے کمالون کا حال اس بزرگ کتاب (اکبرنامہ) کے اندر بیان ہوگا۔ اور بیدار بخت ہوشمندون پر اس بات کی حقیقت ظاہر ہوگی اور جو کوئی کہ آج کے دن ان مبارک انجام بزرگون کا بزرگ احوال ہوشیاری اور باریک بینی کی نظر سے مطالعہ کرکے زمانے کے خلیفہ (قائمقام۔ جانشین) کے عہد (زمان سلطنت) پر غور کرے گا اور جہان کے بادشاہ کے بلند درجون کے مرتبون پر واقف و آگاہ ہووے گا اس میرے دریافت کی تعریف کرے گا۔ افسوس افسوس مین سخن فروش (بات کا بیچنے والا) نہین ہون کہ لوگون سے تعریف کی اُمید رکھون۔ اس سے زیادہ پسندیدہ کونسا انعام اور عوض ہوسکتا ہے کہ میرا اخلاص اختیار کرنے والا دل حقانی نقطون (باریکیون) کے نکلنے کی جگہ ہوگیا ہے اور میری باریکی جاننے والی عقل ان خدا کی باریکیون کی اُترنے کی جگہ بن گئی ہے ان رات کے روشن کرنے والے جواہر سے بزرگ قیمتی گوشوارے (آویزے جو کانون مین لٹکاتے ہین آرائش کے واسطے) دانش کے پسند کرنے والے سعادتمندون کے ہوش کے کان کی آرائش کے لئے یادگار چھوڑتا ہون۔

نورِ اعظم (بہت بڑے نور) کے طلوع (نکلنے) اور سعد اکبر (بہت بڑے مبارک ستارے) کے بلند ہونے یعنی میرے حضرت شاہنشاہ اور میرے سایۂ خدا (اکبر شاہ) کی مبارک پیدائش کا بیان۔ ارادت (خواہش) کی مشیمہ (وہ جھلی جس کے اندر مان کے پیٹ مین بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے) سے امیدون کے نتیجے کا ظاہر ہونا اور سعادت (نیک بختی) کے مطلع (ستارے کے نکلنے کی جگہ) سے اقبال کے روشن ستارے کا نکلنا یعنی میرے حضرت شاہنشاہ کی مبارک پیدائش جو بلند نقاب اور پاک پردے سے ایسی بزرگ مرتبہ بیگم کے پاکدامنی کے گنبد کی بیٹھنے والی۔ پرہیزگاری کی نقاب باندھنے والی۔ پاکی کے پردہ مین رہنے والی۔ تنہائی کے ساتھ نسبت رکھنے والی یا پاکدامن خلوت نشین۔ زمانہ کی ولیہ (ولیہ۔ خدا کی مقرب بندی) دُنیا کے اندر اپنے ہمسرون سے خوبی مین بڑھی چڑھی۔ زمانہ کی مالکہ۔ کامل تعلیم و تربیت کرنیوالی۔ پاکدامن عورتون کی پیشوا۔ خوبصورت عورتون سے برگزیدہ۔ صاف نیت رکھنے والی پاک دل کامل طبیعت رکھنے والی کامل عورت۔ پاک عادتین رکھنے والی شہزادی۔ آسمانی برکتین رکھنے والی مالکہ۔ زمین اور زمان کی برگزیدہ۔ دُنیا اور جو دُنیا کے اندر ہے اُس کے لئے برکت۔ قدم (دائمی ہمیشگی جو خدائے تعالیٰ کی ایک صفت ہے) کے دریا کی لہر۔ کرم (جود و سخاوت و بخشش) کے سمندر کے سیپی۔ ولایت (حکومت۔ خدا کا مقرب بندہ ہونا) کے خاندان کا چراغ۔ ہدایت (رہنمائی) کے خاندان کی روشنی عبادت کی

حلیم (شکستہ۔ کعبہ کا پتھر جو رُکن اور زمزم کے درمیان ہے کعبے کی مغربی باہر والی دیوار جہاں پرنالہ ہے) کی چراغ سعادت کی حریم (خانہ کعبہ کا گرداگرد) کی قندیل (ایسا خیال ہوتا ہے کہ مصنّفِ علامہ نے اس جگہ یہ دونوں لفظ حطیم اور حریم بیرونی اور اندرونی یا ظاہری اور باطنی معنی کے لئے لکھے ہیں کیونکہ حطیم کعبہ کا وہ حصّہ ہے جو اُس سے جُدا ہے اور حریم کعبے کے گرداگرد کو کہتے ہیں۔ پس یہ ترجمہ ہوگا۔ کہ عبادتِ ظاہری کی چراغ اور سعادتِ باطنی کی قندیل یعنی عبادت ظاہری اور باطنی ہر دو اُس کی ذات کے نور سے معمور ہیں یا وہ کہ خواہ ظاہری عبادت کرنے والیاں ہوں اور خواہ باطنی عبادت میں مشغول ہونے والیاں ہوں دونوں کے لئے باعثِ ہدایت اور رہنمائی ہے) خدا کی عبادت کی پیشانی پانشان رکھنے والے۔ دائمی سلطنت کی پرتگمہ۔ بلندی کے تخت کی پایہ یا بلندی کے تخت کی قرار پکڑنے والی۔ برتری کی کرسی کی بنیاد یا برتری کی کرسی کی بیٹھنے والی۔ بلندی کے منصّہ (تخت یا چوکی جس پر دُلہن کو بٹھا کر جلوہ کرواتے ہیں) کی بیگم۔ دولت کے ڈولے کی ملکہ۔ عزّت کے ہودج کے پردے میں ٹھہرنے والی۔ پاکدامنی کی چادر کو بلندی بخشنے والی۔ عالم بالا (فرشتوں کا عالم) کی بلند عُلیہ۔ خدائے برتر کی رحمت کا خزانہ۔ ربّانی دسترخوان پُر از طعام کی بڑی نعمت۔ آسمانی بخشائش کی بڑی دولت فضل و افضال (فضل۔ زیادتی۔ افزونی بخشش۔ افضال اُس کی جمع ہے) کے دائرہ کی نقطہ دولت اور اقبال کا بڑا چمکدار موتی۔ عدالت کی بہارستان کا شگوفہ۔ بزرگی کے نگار خانے کی تختی۔ ولایت اور ولا (ولایت۔ حکومت۔ خدا کا ولی ہونا۔ ولا۔ دوستی۔ محبّت) کے بُرجوں کی چمکدار شعاع۔ بزرگی اور برتری کے نورانی ستارے کی چمک۔ کسبی (وہ چیز جو انسانی کوشش سے حاصل ہو) اور وہبی (وہ چیز جو محض بخشش خدائی سے حاصل ہو) مبارکیوں یا برکتوں کی خلاصہ۔ سِرّی (منسوب بہ سِرّ۔ چھپانے کے قابل بات۔ رازِ پوشیدہ یعنی وہ باتیں جو پوشیدگی کے ساتھ تعلّق رکھتی ہیں۔ یا وہ باتیں جو رازِ الٰہی کے ساتھ علاقہ رکھتی ہیں) اور قلبی (منسوب بہ قلب۔ دل۔ وہ باتیں جو قلب و دل کے ساتھ لگاؤ رکھتی ہیں) پوشیدہ جگاہوں کی انتخاب کی ہوئی (چیدہ و برگزیدہ) دانائی اور آگاہی کی لڑی کا بڑا موتی۔ کونی (منسوب بہ کون۔ ہونا۔ ہو جانا۔ ہستی۔ دُنیا۔ وہ چیزیں جو دُنیا جہان کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں) اور الٰہی (منسوب بہ اِلٰہ وہ چیزیں جو ذاتِ خدا کے ساتھ لگاؤ رکھتی ہیں) سلسلہ کے انتظام کی ذریعہ یا سبب۔ برگزیدگی اور پاکیزگی کا پاکیزہ درخت۔ پاکی اور بزرگی کا بزرگ پھل یقین کی صورت کی سچائی دکھانے والا آئینہ۔ دولت اور دین کی بلند جگاہوں پر بلند ہونے یا چڑھنے کی سیڑھی۔ سرسبزی اور کامیابی کے درخت کی جڑوں کی جڑ۔ اقبالمندی کے باغ کا بزرگ چھوارے کا درخت۔ بُردباری اور شرم و لحاظ کی اُوڑھنی کی اوڑھنے والی۔ بزرگی اور عزّت کی اوڑھنی کی پردہ نشین۔ غیب (پوشیدہ) اور شہادت (ظاہر ہونا) کے نُور کے ظاہر ہونے کا ذریعہ۔ دولت اور سعادت کی صُبح کے ظاہر ہونے کا وسیلہ۔ آسمانی پردوں کی پردہ نشین حضرت مریم مکانی دُنیا اور دین کی پاکدامن حمیدہ بانو بیگم خدا اُسکی بزرگی کے سایہ کو ہمیشہ رکھے۔ کہ پاک ثنا ہے ایسے شخص کی کہ وہ بڑے بڑے

خدا کے مقرّب بندون کا پیشوا ہے اور بڑے بڑے قطبون (قطب - سردارِ قوم - یکتا شیخ وقت - ایک بڑا مقرّب بندہ
خدا کا) کا قطب (مرکز) ہے - ناسُوت (عالمِ اجسام - مراد دُنیا کبھی مجازاً شریعت اور ظاہری عبادت پر بولا جاتا ہے)
کے بے حد میدان کا سیر کرنیوالا ہے عالم لاہوت (عالمِ ذاتِ خدا) کے دریا کا تیرنے والا ہے - روح کے پوشیدہ مقامون
کا چراغ ہے - کشایشون کے خزانون کی کنجی ہے - تجلّی (روشنی - نورِ الٰہی) کے باغون کا پھول توڑنے والا ہے یعنی
(باطن) کے پھولون کا باغبان ہے - ریاضت (نفس کشی) کے عبادت خانے کا پیشوا ہے - فیض رسانی کے شراب خانے
کا شراب پلانے والا ہے - تجرید (تنہائی - دُنیا جہان سے بے تعلّقی) کی منزل کا دریا دل ہے توحید (خدا کو ایک جاننا)
کے شراب خانے کا دریا نوش ہے (دریا پینے والا یعنی بالکل توحیدِ الٰہی سے سرشار ہے) مجاہدے رنج و مشقت
اٹھانا - بزور اپنے نفسِ امّارہ کو دبانا) کے سمندرون کا مستغرق (ڈوبا ہوا - محو و بیخود) ہے مشاہدے (دیکھنا صوفیون
کی اصطلاح مین انوارِ الٰہی کا دیکھنا) کے چمکارون مین محو و از خود رفتہ ہے - طریقت (راہ - صوفیون کی اصطلاح مین
باطن کی صفائی کا طریقہ - دل کی صفائی - تزکیۂ باطن) کے شب خانہ کا مشعل رکھنے والا ہے حقیقت (سچائی)
کے بڑے راستے کا قافلہ سالار (قافلہ کا سردار) ہے - ذاتی تجلّیات (خدا کے ذاتی انوار) کی ظاہر ہونے کی
جگہون مین سب سے کامل تر جگہ ہے - صفاتی انوار (خدا کی صفتون کی روشنیون) کی ظاہر ہونے کی جگہون
مین سب سے زیادہ ظاہر جگہ ہے اصحابِ کشف و شہود (کشف - کھولنا - ظاہر کرنا - صوفیہ کی اصطلاح مین وہ
درجہ ہے کہ جس پر پہنچکر غیب کے راز کھُل جاتے ہیں - شہود - حاضر ہونا - صوفیہ کے اصطلاح مین ایک درجہ ہے
جس مین سالک مراتبِ کثرت اور موہومات صوری سے گزر کر توحید عیانی کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور اُس کو
تمام موجودات مین جلوۂ حق بلکہ ہر شے عینِ حق نظر آنے لگتی ہے) کے رازون کا پرکھنے والا ہے اربابِ وجد
و وجود (وجد - غمگین ہونا - شیفتہ ہونا - صوفیون کی اصطلاح مین وہ حالت اور کیفیت ہے جو یادِ الٰہی مین دل پر
چھاکر انسان کو بیخود کر دے - ذوق اور شوق کی حالت - وجود - ہستی - زندگی - ذاتِ خدا) کے دلون کا جانچنے
والا ہے روحون اور دلون کے مشہدون (مشہد - حاضر ہونے کی جگہ - شہادت گاہ) کا سیر کرنے والا ہے - بدنون
اور کالبدون کے پوشیدہ مقامون کا نظر کرنے والا ہے - تاریکی کے ابر کے کھُل جانے کا سبب ہے - گناہون
کے نشانون کے مٹ جانے کا وسیلہ ہے - ظہور (ظاہر ہونا) اور بطون (پوشیدہ ہونا) کے آمیزش کے
علاقون کا پہچاننے والا یا ظاہر اور باطن کے ملنے کے تعلّقون پر آگاہ ہے - ظہور اور پوشیدگی کے بھیدون
کے چمکارون کا ظاہر کرنے والا ہے - ترجمہ رباعی کا - وہ ایسا قطب ہے کہ جس نے آسمان کے دونون قطبون
(قطب شمالی و قطب جنوبی) کو پیغام بھیجا ہے - ہوس کے شیرون کے (مُنہ مین) ادب کی لگام ڈالی ہے -
دل کے جنگل مین مدہوش رفتار رکھنے والا ببر شیر - یعنی حضرت ژندہ پیل احمد جام کہ عشق و محبت کا دریا چڑھانیوالا

ہے۔ اُس کا راز پاک کیا جاے واقع ہوئی یعنی پیدائش اکبر شاہ ایسی بیگم کے بطن سے جو خود ایسی ایسی ہے اور
ایسے بڑے خاندان سے ہے واقع ہوئی۔ شعری شامیہ کے ارتفاع کے موافق کہ چھتیس ۳۶ درجہ تھا رات کے اوّل
کے آٹھ گھڑی ایس دقیقے گزرنے کے بعد آٹھوین آبان ماہ جلالی ۴۶۴ چار سو چوسٹھ موافق اُنیسوین اسفندار
زماہِ قدیمی سال ۹۱۱ نوسو گیارہ مطابق شب یکشنبہ پانچوین رجب سال ۹۴۹ نوسو اُنچاس ہلالی چھٹی ماہ کاتک سال
ایک ہزار پانسو اُنیس ۱۵۱۹ ہندی سولھوین تشرین اوّل رومی سال ایک ہزار آٹھ سو چوّن ۱۸۵۴ چار گھڑی اور بائیس ۲۲
دقیقے ذکر کی گئی رات سے باقی رہے تھے بزرگی کا حصّہ رکھنے والے شہر اور نیکبختی کے گھرے حصار امرکوٹ مین کہ دوسری
اقلیم سے ہے اور اُس کا عرض خطِ استوا سے پچیس درجہ اور اُس کا طول جزائر خالدات سے ایک سو پانچ ۱۰۵ درجہ
ہے اُس وقت مین کہ شاہی لشکر توجّہ کا رُخ ولایت ٹھٹّہ کے تابع کرنے کے لئے رکھتا تھا اور اقبال کا ڈولہ اُس
دولت کے قلعے اور نیک بختی کی چار دیواری میں اُس دُنیا کی روشن کرنیوالی روشنی کے نکلنے کے زمانے کے
قریب ہونے کے سبب سے توقف فرمائے ہوئے تھا۔

اور اُن عجیب باتون سے جو نورانی ستارے کے ظاہر ہونے کے زمانے کے قریب ظاہر ہوئی ہین
وہ ہے کہ اس مبارک گھڑی سے پہلے طبیعت کو خواہش بچّہ جننے کی ہوئی مولانا چاند نجومی کہ طالع کے مقرر اور
مخصوص کرنے کے لئے بادشاہی حکم کے موافق پاک آستانہ پر حاضر تھا گھبرا اُٹھا کہ یہ وقت منحوس ساعت رکھتا
ہے چند ساعت کے بعد ایسی مبارک ساعت کہ ہزارون برس کے بعد پھر ظاہر ہو گی آنیوالی ہے کیا خوب
ہو کہ اس وقت بچّہ پیدا نہ ہو۔ موجودہ لوگون نے اُس کی بات کی حقارت کی یا اُس کو نادان تبلایا کہ اس
گھبرانے کا کیا موقع ہے حالانکہ اس طرح کی باتین اختیار سے باہر ہین۔ اسی حال کے نزدیک وہ خواہش
جاتی رہی اور منجم کا دل اُس منحوس گھڑی کے گزر جانے سے کسی قدر مطمین ہوا۔ اور اس بہت بڑے عطیہ (یعنی
اس منحوس وقت مین بچّہ پیدا نہ ہونے) کا ظاہری سبب وہ تھا کہ اُس وقت مین ایک بچّہ جنانے والی دائی
اُسی شہر سے لائی گئی کہ اس خدمت کی ذمہ دار ہووے (یعنی بچّہ جنائے) چونکہ وہ صورت کی بھونڈی تھی
حضرت مریم مکانی کے پاک دل نے اُس کے دیکھنے سے نفرت کی اور اُن کا معتدل مزاج بند ہونے والا
ہوا یعنی مزاج مین انقباض پیدا ہوا اور وہ خواہش طبیعت میں نہ رہی اور جب برگزیدہ گھڑی آئی اس
خیال سے کہ وہ گھڑی نہ گزر جاوے مولانا منجّم متفکّر یا بے آرام اور بے قرار تھا۔ پاک زنانخانے کی رازدار دل نے
کہا کہ اس وقت حضرت مہدِ عُلیا (اونچا گھوارہ یا اونچے گھوارے کی سوار ہونے والی بیگم۔ لقب ہے والدہ اکبر شاہ
کا) بہت تکلیف کے بعد آرام پاکر اونگھ گئی ہین جگانا مناسب نہین ہے جو کچھ کہ خدا کی مرضی ہے ظہور مین آئیگی
یا جو کچھ کہ خدا نے اپنے اراوے مین مقرر کیا ہے ظاہر ہو گا۔ اسی بات چیت مین تھے کہ حضرت مریم مکانی کو درد

کی زبادتی نے جگا دیا اور اُس مبارک گھڑی مین وہ خلافت کا یکتا گوہر یا جاگتا نصیب رکھنے والا بچہ پیدا ہوا یا کہ دنہی
کے نیمے اور عزّت کے ڈیرے مین خوشی کا فرش بچھایا گیا اور شوق اور خوشی کا جشن ترتیب دیا گیا یا آراستہ کیا گیا محل
شاہی کی پردہ نشینون اور بادشاہی زنانخانے کی پاک دامن عورتون نے اُمید کی آنکھ نے شوق کا سرمہ ڈالا
یا لگایا یعنی امید کی آنکھ شوق کے سرمے سے نورانی بنائی۔ شوق کی ابرو پر خوشی کا وسمہ لگایا۔ خوشخبری کے کان
کو مُراد کے آویزہ سے آراستہ کیا۔ آرزو کے چہرے پر عیش کا ابٹن مَلا۔ تمنّا و آرزو کی کلائی مین مقصود کا کنگن پہنایا
رقص کے پاؤن کو جلوے کی پازیب مین ڈال کر خوشی اور خُرمی کے ٹہلنے کے مقام مین داخل ہوئین۔ اور
مبارکی اور مبارکبادی کے گیت گانے لگین صندلی کلائی رکھنے والی پنکھا ہلانے والیان ہوا کو خوشبودار
اور مہکدار بنانے لگیں۔ عنبر ایسی زلفین رکھنے والی خوشبو بکھیرنے والیون نے زمین کو تازہ صورت بنایا گلچہرہ
خدمتگار عورتون نے گلاب چھڑک چھڑک کر شوق کو تازہ آبرو دی۔ ہنس مکھ ارغوانی لباس رکھنے والیون نے
زعفران چھڑک چھڑک کر یا بکھیر بکھیر کر چاندی ایسا بدن رکھنے والیوں کو سونے مین منڈھ دیا یا چھپا دیا۔ گلاب
ایسی خوشبو اور چنبیلی ایسے رُخسار رکھنے والیون نے کافور ملے ہوئے صندل سے جلوہ کی تیز رفتارون کو
اعتدال بخشا یا معتدل بنایا سونے کی انگیٹھیان فرش کے کونون مین خوشبو نکالنے والی کین۔ اور عنبر کے
بھرے عود سوزون سے سرپوش اُٹھا دیئے۔ گیت گانے والی ڈومنیان ایک طرح کے بیہوش بنانے والے جادو
کی بنیاد ڈالنے والی ہوئین اور نغمہ گانے والی گائنون نے بیہوش بنانے کا منتر پھونکنا شروع کیا۔ مثنوی
کا ترجمہ۔ نازک آواز ہندی عورتین۔ ہندی مورون کی طرح جلوہ کرنے والی تھین۔ تیز اور چالاک عورتین چینی
باجے کی بجانے والیان۔ بے شراب کے پیالے سے مست بن رہی تھین۔ خراسان کی قانون باجہ بجانیوالیان
مشکل پسند کے دل کو آسانی سے لبھانے والی تھین۔ عراقی گیت گانے والیان۔ باقی عمر کی مبارکباد کا نغمہ
گانے والی تھین۔ سچ تو یہ ہے کہ ایک ایسی مجلس ہوئی کہ جو آزاد ذات پاکون (فرشتون) کے جہان کی طرح
نہایت قرار اور آرام والی تھی۔ اور ایک ایسی محفل آراستہ تھی کہ پاک نسل رکھنے والے روحانیوں (فرشتون) کی
محفل کی طرح شراب اور پیالے سے بے حاجت تھی بہتر گروہ (فرشتون) کے تماشا کرنے والے بغیر دیکھنے
کی قوت کے واسطہ یا آلہ کے سیر و تماشا کرنے والے ہوئے۔ اور عالم بالا (عالم فرشتگان) کے نظر کرنیوالے
بے زبانی کی زبان سے اس نغمہ کے ساتھ نغمہ گانے والے ہوئے۔ شعر کا ترجمہ۔ یہ کیا مستی ہے کہ بغیر شراب اور
پیالے کے یہان ہے۔ وہ شراب کہ پیالے سے پیتے ہین یہان حرام (ناجائز و ناروا) ہے رنگ برنگ کے میوہ کے
خوان کھینچے گئے۔ اور طرح طرح کی نعمت کے دسترخوان چُنے گئے رنگ برنگ کے خلعت عطا کئے گئے۔ اور پوشاکون
کی گٹھریان کی گٹھریان بانٹی گیئن اس شگفتگی اور خوشحالی کا کیا ذکر کرون کہ بیان کرنے اور ظاہر کرنے کی حاجت

نہین ہے۔ اگرچہ مین عالم بالا (عالم فرشتگان) کے مقصود کے پورا ہونے کا تھوڑا سا حال کہہ سکتا ہون کہ اُنھون نے اتنی دوڑ دھوپ اور جستجو کے بعد باطنی ملک کے انتظام بخشنے والے اور عالم ظاہری کے بندوبست عطا کرنے والے کو ہستی یا موجودگی کا بیش قیمت خلعت پہنایا اور خدا کی قدرت کی پوشیدگیون کے گہوارے اور پاک خلوت خانون سے نادرات کے ظاہر ہونے کی چوکی یا تخت اور انسانی جلوہ گاہون پر لائے۔ یعنی فرشتون نے ایسے شخص کو جو قدرت الٰہی کے پردے اور اُس کے پاکی کے خلوت خانے مین پوشیدہ تھا اُس کو وہان سے نکال کر ایسی چوکی پر کہ جہان بالخصوص انسانی مظہر کا ظہور ہے لا کر بٹھایا۔ لیکن برتر گروہ (فرشتون) کی خوشی اور آزادو نسل رکھنے والے روحانیون کی کامروائی کا بیان تو میری گویائی کے اندازے اور حد سے باہر ہے۔ جس وقت یا اُسی دم کہ بزرگی کے نورانی ستارے نے اقبال کی مشرق سے طلوع فرمایا۔ تیز قدم قاصد اور تیز رفتار سوار اقبال کے خیمہ گاہ اور بزرگی کے لشکر گاہ کی طرف کہ یہان سے وہان تک چار فرسخ کا فاصلہ تھا اس جہان بڑھانے والی خوشخبری اور دل خوش کرنے والی مبارکباد کے پہنچانے کے لئے تیز دوڑے اور اُس رات کی صبح کو کہ نیکبختی اور سعادت کے دن سے حاملہ تھی یا نیکبختی کا روز پیدا کرنے والی تھی۔ بہت سویرے اُس منزل سے دولت و اقبال کے ساتھ بادشاہ کا کوچ ہو گیا تھا اور دوپہر کے قریب منزل کے نزدیک ایسی سرزمین مین کہ نہایت دل کی خوش کرنیوالی اور اچھی ہموار رکھنے والی تھی اور صاف پانی اور دل رُبا درخت رکھتی تھی حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ) خوش بختی کے ساتھ تکیہ لگائے تھے اور بلند تخت کے مقربون سے کتنے ایک لوگ حضور کی خدمت مین موجود تھے۔ ترجمہ مثنوی کا۔ تازہ درخت خاک پر چتر لگانے والے تھے۔ ہما کے سایہ (بادشاہ ہمایوں) کے سر پر سایہ بچھانے والے تھے۔ جنگل یا سبزہ زار کے پرندون کا بیحد ارغلغلہ۔ بیفکری اور عیش و آرام کی آوازے محفل کو گونج مین لائے تھا۔ اچانک پیچھے سے ایک تیز رفتار سوار کی چھائین یا عکس نظر آیا مہتر سنبل نے کہ قدیم غلام حضرت جہانبانی کا تھا اور پیرے حضرت شاہنشاہ کی مہربانیون سے اُس کے بعد صفدر خانی کے خطاب سے بلند نام ہوا اس سیاہی یا عکس و چھائین سے کہ دونون جہان کی سفید روئی اُس کے اندر پوشیدہ تھی آگاہ ہو کر پاک غرض مین پہنچایا۔ حضرت (ہمایون شاہ) نے فرمایا کہ اگر یہ سوا سلطنت کے نور چشم کی پیدا ہونے کی خوشخبری لانے والا ہو گا تو مین تجھ کو امیر ہزار (وہ سردار کہ جس کو ہزار سوار رکھنے کی جاگیر عطا کرین) بناؤن گا۔ شعر کا ترجمہ۔ جہان کے بادشاہون کے لئے زیب دیتا ہے اگر ساتون ولایتین ایسے اقبال کی خوشخبری کے خوشخبری پہنچانے والے کو انعام کے طور پر دے دیوین۔ اس طرف سے بھی ہوا رفتار تیز چلنے والے نہایت خوشی کے سبب سے باگین ہاتھون سے چھوڑ کر اُس کے آگے کی طرف دوڑے اور وہ سعادت کے گھوڑے کا سوار بھی نزدیک آ پہنچا نہایت شوق کے مارے بلند آوازون کے ساتھ

جہان کے بادشاہ اور جہان والون کو ہمیشہ کی خوشی کا مژدہ دیا اور بزرگی کے نورانی ستارے کے نکلنے کی خوشخبری اُمید کے اُفق (آسمان کا ستارہ) سے پہنچائی۔ کہ صبح سویرے مراد کی صبح آرزو کے موافق نکلی اور اقبال کی بہار کے سروبُن (درخت سرو) نے اُمید کی مواقق سر نکالا۔ اُسی دم آنحضرت نے اپنا سر شکر کے سجدے کے لیے خداوند تعالےٰ کی درگاہ مین رکھا۔ شعر کا ترجمہ۔ بلندی کا تاج آسمان پر اور عبادت کا مُنہ زمین پر۔ دولت و اقبال کا قدم تخت پر اور شکر گزاری کا سر سجدہ مین شکر و سپاس کے قاعدون کے ادا کرنے کے بعد بلند لشکر گاہ مین آکر آسمان ایسی بارگاہ مین داخل ہوئے جہان یا اہل جہان کے لئے عشرت (خوشی) کا جشن اور دولت کا آئین (قاعدہ۔ دستور) تازہ ہوا۔ اور عیش و شادی کا نقّارہ کیقباد کے جشن و خوشی کے دستور کے موافق بلند آوازہ ہوا۔ ایک ایسی بارگاہ ہمایون شاہ کے قاعدہ اور دستور کے موافق آراستہ ہوئی۔ کہ کیومرث کے جشن اور فریدون کی محفل سے دلکش زیادہ تھی۔ ترجمہ رباعی کا۔ اے آنکھ آ بے مثل خدا کی قدرت کو دیکھ۔ اور اور اس بزم گاہ کو اندر اور باہر سے دیکھ۔ اگر تو دونون جہان کے تماشے کا ذوق شوق رکھتی ہے۔ اس ہمایون کے جشن کی آرائش کو دیکھ۔ بوڑھے جہان نے ساز و سامان جوانی کا نئے سرے سے پکڑا۔ اور رنجیدہ جہان نے بھلائے ہوئے عیش و خوشی کو پھر یاد دلایا۔ ترجمہ رباعی کا۔ ساقیون نے صاف شراب کے پیالے پر ہاتھ لپکایا یعنی صاف شراب پیالون مین بھر بھر کر پلانا شروع کیا۔ حضرت خضر (نام ایک ولی کا) کو اس آگ کے چشمہ (سُرخ تیز شراب) کا پیاسا (مشتاق) بنایا۔ یہ کیسی شراب تھی کہ ساقی نے پیالہ مین بھری۔ کہ مسیح اور خضر نے رشک سے باہم چھینا جھپٹی کی۔ نغمہ گانے والے مطربون اور جادو کی آواز نکالنے والے۔ گوئیون نے طرح طرح کے ساز (باجے) بجانے شروع کئے اور طرح طرح کے گیت گانے لگے چنگ بجانے والے چنگ بجا بجا کر آرزو کیا کیا گیت گانے لگے۔ عُود (ایک باجے کا نام ہے) بجانے والون نے جہان کے غمون کو گوشمالی دی۔ قانون (نام ہے باجے کا) بجانے والون نے مراد کی زلف کے تار باندھے۔ گرم نفس بانسری بجانے والون نے درست و راست الاپ رکھنے والے نفس (سانس) نکالے۔ مچک (کمانچہ ایک باجہ ہے) بجانے والون نے دلون کو مطلوب کی زلف مین لٹکایا۔ دائرہ (ایک باجہ کا نام ہے) پر گانے والون نے اقبال کا آئینہ رو (چہرہ) کے مقابل رکھا۔ کامل ظریفون (ظریف۔ خوش طبع) نے نادر بات کہنے والے باریکی تولنے والون کی خوش طبعی کی بات پیدا کرنے والی زبان بند کردی نادر بات کہنے والے ندیم (مصاحب) لطیفہ (چٹکلہ۔ نادر بات) کہہ کہہ کر اہل مجلس کے لبون کو شوق کے قہقہہ مین لائے۔ جہان کے فتح کرنے والے سپہ سالارون اور صف کے آراستہ کرنیوالے سرداروں نے گروہ گروہ آکر مبارکباد کی تسلیم پیش کی۔ اور بڑے بڑے لوگ اور اور آدمی بڑے بڑے فاضل اور مولوی مبارکباد اور تعظیم کی رسمین بجا لائے۔ اور سکندر کے پسند کئے ہوئے حکیم اور رصد بنانے والے

اصطرلاب وان کہ ہمیشہ باطنی محفل کے ہمنشینون اور آسمانی رازدن کے رازدارون سے تھے مبارک بچّہ کے
طالع کے زائچہ کو روشنی کے بھرے دل کا آئینہ بناکر ستارون کی نظرات (زائچہ کے وقت جو سیّارے باہم
ناظر ہون اُن کی سعادت و نحوست پر بچّہ کے حق مین خوبی و بدی کا حکم لگاتے ہیں اسی طرح اتصال (ملاپ اور
باہم ملنا) بھی ملحوظ ہوتا ہے) اور کُلّی اتصالات اور احکام کی تفصیلون اور آثار کے انجامون سے سلطنت کے
درجون اور خلافت کے زینون یا سیڑھیون پر چڑھنے کی بلندی اور بقا (باقی رہنا۔ پائداری۔ زندگی) کی
درازی کا بیان عرض کرنے والے ہوئے جیساکہ کچھ بیان اُن جدولون سے مختصر طور کے صفحہ پر لکھا جائیگا۔
اور وہ جو حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون شاہ) نے کہ علوم ریاضی میں بلند مرتبہ اور آسمان سے
تعلّق رکھنے والی فکر رکھتے تھے اور آنحضرت کا باریک بین دل اسکندر کا دل کھولنے والا آئینہ اور جمشید کا
دُنیا کا دکھلانے والا جام تھا اپنی بلند دریافت سے عجیب عجیب باتون کا نکالنا اور اس خدائی کارنامے کے
طالع کے نتیجون کا دریافت کرنا فرمایا اور اُنھون نے (حضرت ہمایون شاہ نے) اُس کا اُن باتون کے ساتھ
کہ دوسرے دانشمندون نے بسایطِ افلاک کی تاثیرات اور اجسام اور اجرام کے نتیجون سے پوشیدہ رمزون
کی طرف سُراغ لگایا تھا مقابلہ فرمایا۔ سب کو موافق اور مددگار ایک دوسرے کا پایا۔ یعنی باہم متفق پایا۔
اور اس بلند جشن کے فراغ پانے کے بعد غیبی بشارت اور ربّانی اشارت کے موافق کہ جس کا بیان ہو چکا
اس پاک گوہر کو اُسی بہت بلند لقب اور بہت بڑے نام کے ساتھ لقب دیا گیا اور نام رکھا گیا۔ اور
سعادت کے صحیفون اور دولت واقبال کے صفحون مین مرقوم اور لکھا گیا۔ اور دو سال چار مہینے کے بعد
سچائی کے زیور رکھنے والے خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی (اللہ اکبر) اللہ بابرکت ہے۔ کیا ہی خوب یہ بلند نام اور بزرگ
طلسم ہے کہ بزرگی کے آسمان اور نور وروشنی کے آسمان سے نیچے آیا یا نازل ہوا۔ کہ مشرق سے مغرب
تک کو اس نام کی روشنی اور اس نام رکھے گئے کی شعاع نے گھیر لیا اور اس عجیب رمزون سے بھرے نام
کی بزرگیون سے ایک وہ ہے۔ کہ میرے بہت بڑے بھائی ظاہری اور باطنی کمالون کے جمع کرنے والے
مَلِک الشّعرا شیخ ابو الفیض فیضی نے اپنی بعض نادر تحریرون (کتابون) مین بیان کیا۔ کہ حرفون کی پوشیدہ
عجیب نسبتون سے کہ بلند کلمے ہین اور مفرد ہونے اور مرکب ہونے کی حالت مین اُن کے اثر اور نتیجے کامل
طور پر درجون کے فرق اور ربط و نسبت کے موافق ظاہر ہوتے ہیں وہ ہے۔ کہ آفتاب کے بیّنات حروف
کہ دو سو تیئیس عدد ہیں اکبر کے حروف کے عدد کے ساتھ موافق ہیں رباعی کا ترجمہ۔ جو نور کہ جہان کے
روشن کرنے والے آفتاب سے ظاہر ہے۔ بلند شاہنشاہ کی پیشانی سے ظاہر ہے۔ اکبر کہ آفتاب کے ساتھ
نسبت رکھتا ہے۔ یہ نکتہ (باریک پوشیدہ بات) بیّنات اسماء سے ظاہر ہے۔ اُس کی (ابو الفیض فیضی کی)

بات تمام ہوئی۔اور دوسرے اس بزرگ نام کی بزرگ باتون سے یا عمدہ باریک باتون سے وہ ہے کہ جفر اور تکسیر (جفر۔ایک فن ہے جس سے آیندہ کے حالات نکالتے ہین۔تکسیر۔توڑنا۔اور نقش بھرنا طالب و مطلوب کے نام موافق کرکے) کے بھیدون کے واقف کار اور حرفون کی ترکیبون اور نتیجون کے پہچاننے والے اور لفظون اور کلمون کے خواص جاننے والے کہ ہویت (خالص مرتبہ ذات حق۔پھر صفات اور ظہور سے تنزلات (اُترنے) کے مراتب ہین) کے پوشیدہ مقامون اور تنزلات کے ظاہر ہونے کے درجون سے خبردار ہین اور حرفون کے نورانیت اور ظلمانیت کے عالم سے بے نقطہ ہونے اور با نقطہ ہونے کے اعتبار یا لحاظ سے واقف ہین انھون نے ان ابجد کے اٹھائیس ۲۸ حرفون مین سے سات سات حرفون کو چار عنصرون سے ہر عنصر کے ساتھ نسبت دیا گیا رکھا ہے اور اس بزرگ نام کے اعتدال سے ملے ہوئے حروف چارون مرتبون کے جمع کرنے والے ہین اور جمال اور جلال اور ساری صفتون فضل و کمال کے جامع ہونے کا حال بیان کرتے ہین۔چنانچہ الف آتشی اور کاف آبی اور با بادی اور را خاکی ہے اور جبکہ کوئی اسم اپنی بناوٹ کی برابری کے لحاظ سے ایسے حرفون سے بنایا جاتا ہے کہ نہ اُس مین کوئی عنصر کم ہوتا ہے اور نہ کوئی عنصر دوبارہ آتا ہے۔بیشک و شبہ یہ اسم اپنی حدِ ذات مین (ذات کے اندر) نہایت اعتدال مین ہوتا ہے۔اور یہ اعتدال مسمیٰ (نام رکھے گئے) کے لئے باعث ہوتا ہے اُس کی اچھی صفات یا اچھی خصلت اور بدن کی تندرستی اور عمر کی درازی اور دولت و اقبال کی بلندی اور دائمی خوشی کا۔اور اسی شمول مین ایک اور بات دریافت کی کھڑکی پر جلوہ گر ہوئی ہے یعنی میرے خیال مین آئی ہے۔کہ اگرچہ اس سعدِ اکبر (بہت بڑے بہت مبارک ستارے۔مشتری کو کہتے ہین۔اس جگہ مراد اکبر شاہ ہین) کے مختلف طرفون سے دشمن پیدا ہووین یا ظاہر ہووین لیکن وہ سب نیست و نابود و پراگندہ ہوجاینگے اسلئے کہ اس اسم کے حروف اپنی ترکیب اور نظم (ملنے اور ترتیب پانے) مین اس طرح ہین کہ وہ میان کے دو حرف یعنی کاف و با سے کاف آبی ہے اپنے اوپر کے دشمن کو آتش (آگ) ہے اُٹھاتا ہے دُور و دفع کرتا ہے۔اور با کہ بادی ہے نیچے کے دشمن کو کہ خاک ہے پراگندہ کرتا ہے۔بھیدون کی باریکیون کے پہچاننے والون کو چاہئے کہ اس نادر اسم کے بلند اشارون کی باریکیون کی پوشیدہ باتون سے واقف ہوکر مسمّیٰ (نام رکھے گئے مراد اکبر شاہ) کی عجیب عجیب بزرگیون اور مبارکیون کے فیض و برکت سے فائدہ اُٹھانے والے ہون۔

مبارک زائچہ کی صورت کا ذکر کہ بہت بزرگ پیدائش کے وقت مین یونانی اصطرلاب کے ارتفاع کے موافق لکھا گیا تھا

اے آسمان کے تولنے والے رصد بند آ۔آسمان کی جزئی عقل کے ساتھ نگاہ کر۔صاحب قرآن کے طالع کی خوبی مین دیکھ۔

دونون جہان کا سعادت نامہ دیکھ، اس مبارک فرمان مین تماشا کر۔ سعادت پر سعادت اور نور پر نور، حصار امرکوٹ سے فتحمند جھنڈون کے کوچ کرنے کے وقت (بادشاہ نے امرکوٹ سے روانہ ہونے کے وقت) مولانا چاند نجومی کو کہ اصطرلاب کی شناسائی اور زیچ کی باریک بینی اور تقویم کے دریافت کرنے اور احکام کے نکالنے مین بڑی مہارت اور کامل مشق رکھتا تھا سعادت کے زمانے کے جانچنے اور پیدائش کے وقت کی حقیقت جاننے کے لئے پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی کی بارگاہ کا حاضر باش کیا تھا اور اس نے شاہی لشکرگاہ کو ایسا لکھکر عرض رکھا کہ یونانی اصطرلاب کے ارتفاع اور گورگانی زیچ کے حساب کے موافق مبارکیون کے نکلنے کی جگہ طالع سنبلہ نکالا گیا ہے اور مبارک زائچہ کی صورت یہ ہے۔ اگرچہ سنبلہ دو بدن والا برج ہے مرکب ثبات اور انقلاب سے۔ لیکن اس اقبال کے زمانے مین طالع کا ثبات گہری نظر کرنے اور خوب غور کرنے سے دو وجہون سے ثابت ہوا ہے ایک وجہ وہ کہ جزو طالع درجۂ ہفتم ہے (طالع کا جزو ساتوان درجہ ہے) ثُلث اوّلِ برج سے۔ اور وہ نجومیون کے اتفاق کے موافق ثبات رکھتا ہے۔ دوسری وجہ وہ کہ ارضی برج ہے اور ثبات عنصرون مین ارض (زمین) کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ اور یہ دو دلیلین ہین سلطنت کے تخت کی پائداری پر۔ اور خلافت کی مسند کے قرار پکڑنے پر۔ اور صاحب طالع عطارد اس اچھے مین بزرگ تر مثل سعد اکبر (مشتری) اسلئے مشتری کہ سعد اکبر ہے اُس کے ساتھ ہے اور عطارد ایک ایسا سیارہ ہے کہ سعد (مبارک ستارے) کے ساتھ سعد تر (زیادہ مبارک) ہو جاتا ہے اور زہرہ کہ سعد اصغر (چھوٹا مبارک ستارہ) ہے اُس کے خانے مین ہے جس طرح کے عطارد زہرہ کے خانے مین ہے کہ وہ میزان ہے۔ اور عقل اور دانائی اور قیافہ شناسی اور زیرکی (تیزی دانش) کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ اور وہ برابری کے اعتبار سے بھی اور برج ہونے کے لحاظ سے بھی دوسرے خانے مین ہے۔ کہ اسبابِ معاش اور قوامِ زندگانی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے کمال عقل و دانائی کی فیض رسانی صاحب طالع پر کئے ہے۔ کہ معاش و معاد کے امور مین عالم کو عقل کے نور سے آراستہ کر کے اور دین اور دولت کی گرہون کو اپنی اُنگلی کے سر سے کھولے اور زہرہ کہ سعادت اور میمنت (مبارکی) کے ساتھ مشہور اور عیش و طرب (خوشی) کے ساتھ منسوب ہے۔ اس طالع مین آیا ہوا ہے ہمیشہ شوق و سرور کے اسباب اور ذوق و حضور کے ذریعے آمادہ رکھتا ہے۔ اور عجیب باتون سے یہ ہے کہ صاحب طالع خانۂ معاش مین بیٹھا ہوا ہے۔ اور صاحب خانۂ معاش طالع مین ہے اور دونون ذاتی اور عرضی سعادت رکھتے ہین۔ اور زندگانی کے زمانے کو عیش و کامرانی کے ساتھ انتظام بخشتے ہین اور مشتری کہ سعد اکبر ہے اور عدل و دینداری اور بلند حوصلگی اور طبیعت کی استقامت (راستی) اور جہان کی تعمیر (آباد کرنے) کی طرف منسوب ہے۔ بھی دوسرے خانے مین ہے ناظر بخانۂ چہارم (چوتھے گھر کی طرف نظر کرنے والا) کہ خانۂ عاقبت ہے۔ عشرت اور کامرانی کے اسباب کامل طور پر انجام خاتمہ تک۔ آنحضرت کے مبارک انجام حال کے نزدیک رکھتا ہے۔ اور عطارد ممتزج المزاج سعد اکبر کے ساتھ نزدیکی کی وجہ سے بزرگ سعادت پائے ہوئے ہے اور

سعادت پر سعادت زیادہ کئے ہوئے ہے۔ اور دلالت کئے ہے اس پر کہ صاحب طالع ہمّت کی بلندی اور مرتبہ
کی اونچائی مین سب پر فوقیت رکھنے والا ہوگا۔ اور عقل و دانائی والے اور زیرک و تیز دانش رکھنے والے لوگون کے
ساتھ بیٹھے گا یا صحبت رکھے گا۔ اور زمانے کے دانشمند اور ہر گروہ کے عقلمند اُس کی دانائی کی پناہ دینے والی
درگاہ کے ملازم ہون گے اور روے زمین کے ہنرمند اپنے وطنون کو چھوڑ کر اُس کے بلند آستانہ کے گرد گھومنے
کا قصد کرین گے اور جو کچھ کہ اُس کے الہام کے اُترنے والے دل مین موجودگی کی شعاع ڈالے گا عقل کے
موافق اور کار کی حقیقت کے مطابق ہوگا اور وہ انصاف اور عدل کے دروازے جہان والون کے مُنہ پر
کھول کر تمام باتون مین دینداری اور حفاظت کے مرتبون کی نگہبانی کرے گا اور ایسی عالیشان عمارتون کے
بنانے اور ایجاد کرنے مین کہ اگلے بادشاہون کو بہت کم نصیب ہوئی ہونگی توجہ کرینگا اور ان دلپسند عمارتون مین
طرح طرح کی خوشحالی اور خوشی اور قسم قسم کی آزادگی اور بیغمی کے ساتھ زندگی بسر کرے گا۔ اور عجیب باتون سے
وہ ہے کہ زہرہ عطارد کے خانے مین ہے اور عطارد زہرہ کے خانے مین۔ اور تین سعادتین جمع ہوئی ہین ایک
سعادت مشتری کی۔ اور دوسری سعادت زہرہ کی اور تیسری سعادت عطارد کی کہ دو مبارک ستارون (زہرہ
اور مشتری) سے حاصل کی ہے اور یہ بہت کم واقع ہوتا ہے اور جہان کا عطیہ بخشنے والا آفتاب کہ جہان والون
کے کاروبار کا انتظام بخشنے والا ہے خاص کر کے بزرگی اور قدرت اور شوکت اور اعتبار کا عطا کرنے والا
ہے خانۂ سوم مین برج ثابت مین واقع ہے بلندی اور بزرگی اور بڑائی اور شوکت عطا کئے ہوئے ہے
اور چونکہ ہبوط (پستی) سے نکل کر شرف (بزرگی) کی طرف رُخ رکھتا ہے۔ اُس کی شرافت (بزرگی) کو روز افزون
کئے ہوئے ہے۔ اور چونکہ نظر کرنے والا ہے طرف خانۂ نہم کے کہ خانۂ سفر ہے۔ ہمیشہ اُس کے فتحمند جھنڈے
سفر مین سربلند ہو کر زمانے کے آسیب اور آشوب سے حفظ و حراست (نگہبانی) کی پناہ مین جہان کا روشنی
بخشنے والا ہوگا اور خانۂ سوم کہ اقربا کے ساتھ نسبت پائے ہے عقرب ہے۔ اقارب سے جو مثل عقارب (جمع عقرب
بمعنی بچھو) کے ہین خبر دیئے ہوئے ہے۔ اور زحل وہان اُن نزدیکانِ دُور کو نحوست اور نکابت (رنج و سختی) کے ساتھ
گمراہی اور ہلاکت کے گڑھے مین پہنچائے ہوئے ہے اور قوس وتد رابع ہے اور وہ خانہ ہے کامون کے انجام کا اور
مشتری کہ اُس کا صاحب ہے نظر تسدیس رکھتا ہے۔ اور متصل ہے مبارک عطارد کے اور اپنی حد مین اور اپنا
مثلثہ ہے جس کام مین کہ وہ توجہ فرمائے گا بہت آسانی کے ساتھ انجام کی روشنی پائے گا اور اُس کے کام
کا انجام کامروائی کے ساتھ ہوگا اور خانۂ پنجم کہ خانۂ فرزندان ہے جدی ہے اور وہ ایک برج ہے بہت فرزند
کا۔ اور مریخ کہ کواکب سیاہ ہے وہان ہے۔ اور کدخدائے طالع ہے (طالع کا صاحب خانہ ہے) کہ عمر کے قانون کا
دارومدار اس پر ہے۔ اور بڑی باتون سے وہ ہے کہ یہ کواکب الحبش (شنکر کا ستارہ) بیت الشرف مین ہے ابھی

وجہ اور مثلثہ اور دریجان اور ادرجان اور اثنا عشریہ مین - دراز عمر سے فائدہ حاصل کرنے والا کرے گا اور بہت اولا
اور احفاد (جمع حافد - پوتا) سے حصہ پانے والا کرے گا اور برخوردار کامگار فرزندون سے قوت بازو بخشے گا - اور دُنیا
کی دوڑ لگانے والی سپاہ کو فتح اور مدد کا حصہ پانے والا رکھے گا - اور اچھے اتفاقون سے ایک وہ ہے میرے حضرت
صاحبقران (امیر تیمور) کے طالع کے زائچہ مین بھی مریخ پانچوین مین ہے جیسا کہ ظفرنامہ مین لکھا گیا ہے اور تجربہ
کار حکمت کے پرورش کرنے والے سلاطین کے طالع مین مریخ کی قوت کا اعتبار کئے ہوئے ہین - اور اس قوی
حال پاک مثال زائچہ مین صاحبقران کے طالع سے زیادتی ہے - کہ یہ بزرگ سیّارہ اُن قوتون کے ساتھ کہ جن کا
بیان ہوابیت الشرف مین ہے چنانچہ یہ بات قدر کی بزرگی اور شان کی بڑائی اور رتبے کی بلندی سے ملکون کے
فتح کرنے اور تابع کرنے مین آگاہ کرتی ہے - اور اشارہ کرتی ہے اس کی طرف کہ صاحب طالع کی جون جون عمر
بڑھتی جائے گی اُسی قدر اُس کا مرتبہ بڑھتا جائے گا اور جوانی کے زمانے سے بہتر ہوگا - اور چاند کی علویات اور
سفلیات کی تاثیر کا واسطہ ہے زائد النور (نور کا زیادہ کرنے والا) آیا ہے روز افزون دولت کی طرف رہنمائی
کرتا ہے اور ہیلاج بھی وہی ہے کہ مثل روح کے ہے اور پرورش کرنے والا بدن کا - پانچوین خانے مین ہے
متصرف مریخ سے ساتھ تثلیث زہرہ کے واسطہ ہمیشگی کی صحت اور تندرستی مزاج اور بدن کی قوت کا ہوا ہے
اور خانۂ ششم دلو ہے منسوب طرف لشکر کے اور اُس کا صاحب کہ زحل ہے سوم (تیسرے) مین واقع ہوا ہے کہ
خانۂ اعوان و انصار (اعوان جمع عون - مددگار - انصار جمع ناصر - مددگار) ہے اور راس اس مین ہے - لشکریوں کو
مخلصون اور فدائیون کے گروہ سے رکھے ہوئے ہے - و تدِ سابع حوت ہے درجۂ ہفتم مین کہ حظ زہرہ ہے - اور
اُس کے مثلثہ اور ادرجان سے ہے پاکدامنی کی چاردیواری کی پردہ نشینون کا رضاجوئی کے لوازم اور خدمت گاری
کے آداب مین ثابت قدمی عطا کئے ہے اور نیکو خدمتی سے دولت اور سعادت کا کامیاب کئے ہوئے ہے
اور خانۂ ہشتم حمل ہے - اُس کا صاحب مریخ کہ سعادتِ مذکورہ رکھتا ہے اور طالع مین نظر کرنے والا تثلیث کی نظر
سے ہے اشارہ خدا کی حمایت پر خوف کے مقامون اور خطرہ کے جگہون مین کئے ہوئے ہے - خانۂ نہم خانۂ سفر
ہے - اُس کا صاحب زہرہ طالع مین قرار پکڑے ہوئے ہے سامان سرور و جمعیت کا دُور کے سفرون مین تیار رکھتا
ہے اور ملک کی زیادتی کا سبب ہوتا ہے اور سہم السعادت وتدِ عاشر مین ہے کہ دولت اور اقبال کا خانہ ہے
اور اُس کا صاحب مسعود و ناظر تثلیث اور اسی طرح سعد اکبر (مشتری) ناظر بنظر تثلیث - بزرگ سلطنت اور عقل اور
عدل کے کمال پر دلالت کئے ہوئے ہے - اور زمانے کے خزانے اس کے تصرف کے احاطہ اور قدرت کے قبضہ
مین لائے ہوئے ہے - گیارھوان خانہ کہ امید کا خانہ ہے اُس کا صاحب چاند نور کا زیادہ کرنے والا پانچوین
طالع مین بواسطۂ نظر تثلیث لطالع (طالع کے اندر تثلیث کی نظر کی وجہ سے) امیدون اور آرزوؤن کے حاصل

ہونے کا سبب ہوا ہے اور بارھوین خانہ مین کہ دشمنون کا خانہ ہے ذنب جا پڑا ہے۔ دائمی جزمی دولت کے دشمنون کی نگونساری اور خواری مین اہتمام رکھتا ہے۔ ہرایک بدبخت کو کہ فرمانبرداری کے قبلے سے گردان ہوا ہستی کے بیابان مین سرگردان کئے ہوئے ہے اُس کا صاحب کہ آفتاب ہے تیسرے خانے مین کہ مددگارون کی جگہ ہے جگہ پکڑے ہوئے ہے۔ اور بہت سے مخالفون کو پشیمان کئے ہوئے ہے۔ اور بندگی اور جانسپاری کی راہی مین لائے ہوئے ہے۔ اور اس طالع کی عجیب باتون سے یہ ہے کہ عاشر کہ خانۂ دولت اور سلطنت ہے جوزا ہے کہ اُس کا صاحب صاحب طالع ہے۔ اور مقرر ہے کہ ہر صاحب طالع چاہتا ہے کہ اپنے منسوب کو بلند رتبے پر پہنچاوے لیکن بسبب موانع (جمع مانعہ روکنے والی بات) کے قوت (باطن) سے فعل (ظہور) مین نہین آتا ہے اور اس مبارک طالع مین وہ خانۂ دولت اور سلطنت کی جگہ واقع ہے جبکہ دولت اپنے خانہ مین رکھتا ہوگا کس طرح اپنے منسوب سے مضائقہ رکھے گا۔

میرے حضرت شاہنشاہ کے آسمان کی آراستگی دینے والے طالع کے زائچہ کی تصویر اور ایک مختصر سے احکام ہندوستان کے اخترشناسون کے قاعدہ کے مطابق

آنحضرت کا نیکبختون کے نکلنے کی جگہین رکھنے والا طالع ہندوستان کے نجومیون کے حساب کے موافق اسد قرار پایا ہے کہ برج ثابت ہے۔ اور کمال غلبہ اور دبدبہ اور بلندی رکھتا ہے۔ اور آفتاب کے سارے عالم کے لوگون سے اُس کی تربیت کی نظر سلاطین پر پڑ چکی ہے۔ صاحب طالع واقع ہوا ہے۔ اور یہ ایک روشن نشان ہے کہ صاحب طالع بڑے مرتبہ رکھنے والے حاکمون اور نامور بادشاہون پر غالب اور غلبہ کرنیوالا ہوگا۔ اور روز بروز اُس کی سرداری اور سلطنت کے ستون مضبوطی اور پائداری قبول کرین گے اور اُس کی شوکت اور بلندی کے پاے ہمیشگی اور پائداری کے ساتھ ملین گے۔ اُس کے قہر کا پنجہ بداندیش گردن کشون کے ہاتھ کو مروڑے گا۔ اور اُس کی لڑائی کے نقارہ کا آوازہ شیر مردصف کے پھاڑنے والون کا پتا پانی بنائے گا اور پاک زائچہ کی صورت ہندوستان کے نجومیون کے اعتبار کے لائق شخص جوتگڑا کے لکھنے کے موافق کہ شاہی آستانے کے حاضرباشون سے تھا بیان کے قلم کی لکھی ہوئی ہوتی ہے میرے حضرت شاہنشاہ کی نہایت درجہ بے تعینی اور بے تکلفی کے باوجود اتنی بزرگی اور بڑائی کی شعاعین جو اُس کی دبدبے کی پیشانی سے چمکتی ہین دلالت کرتی ہین کہ ہندوستان کے نجومیون کا قول کہ بہت بزرگ طالع کو اسد بتاتے ہین حقیقت کے نزدیک ہے یا واقعی بات ہے اس گروہ کے احکام کی کتابون مین مقرر ہے کہ اس طالع کا

صاحب بہت مالدار اور دشمنون پر غالب اور گنہگارون پر بخشائش کرنے والا ہوتا ہے اور عدل و انصاف کے
قاعدے کی طرف میل کرتا ہے۔ اور کامون کو اپنی قوی عقل اور استوار راے کی مدد سے سرانجام دیتا ہے اور
سفر کی طرف مائل ہوکر سفر سے فائدہ اُٹھانے والا ہوتا ہے۔ اور رضاجو (خوشنودی تلاش کرنے) اقبالمند بیٹون
کا باپ ہوتا ہے اور مشتری اور زہرہ دوسرے خانے مین جمع ہوئے ہین صاحب طالع کو طرح طرح کی ہنرمندی
اور قسم قسم کی دانشمندی کی طرف رہنمائی کرنیوالے ہوئے ہین۔ اور چونکہ سعد اکبر عُطارد کے خانہ مین ہے ساتھ عطا
کرنے حُسن صورت اور مناسبت ترکیب عنصری اور سنجیدگی سخن اور آراستگی مجلس اور بلند عقل اور بلند اندیشہ
ہونے کے خداشناسی اور خداپرستی اور نیکوکاری مین اور شائستگی کے ساتھ ہر کام کے انتظام مین ممتاز و سربلند
کئے ہوئے ہے۔ اور زہرہ سنبلہ مین آراستہ کرنے مین اقبال کے خیمون کی پردہ نشینوں کے اور زیادہ کرنے
مین زیور حُسن و جمال کے اہتمام کئے ہے۔ اور بڑا نورانی ستارہ (آفتاب) تیسرے مین ہے جو کچھ بڑے کامون
سے چاہے گا بغیر کسی کے ملاحظہ کے پورا کرے گا اور قادر (قدرت رکھنے والا) ہووے گا۔ اور بھائی اُس کے
درجے تک نہ پہنچین گے ملکہ بھائیون کے طالع کا ستارہ جلا ہوا ہووے گا۔ اور جہان کے لوگ اُس کی خیرخواہی
پر اتفاق کرنے والے اور اتفاق کرنے والے ہووین گے۔ اور چونکہ عطارد تیسرے مین ہے ہنرمند اور کاردان
ہوکر بیکاری کو پسند نہ کرے گا مشقت کرنے والا اور دشمن کا ہلاک کرنے والا ہوگا اور الہیات اور دوسرے
حکمت کے فنون مین اُس کی باریک مین فکرین ذوق و وجدان کے مرتبہ مین ہووین گی اور چونکہ میزان مین
ہے وہ جہان مین مشہور ہوگا اور پسندیدہ کام بہت سے جانتا ہوگا۔ اور مدت دراز تک بادشاہی اور جہان
کی نگہبانی کرے گا اور راست و درست تدبیرین اور باریکی کو پہنچنے والی فکرین کرے گا۔ اور زحل چونکہ تیسرے
مین ہے آرام اور چین بہت دیکھے گا۔ اور مرضی کے ڈھونڈھنے والے خدمتگار بے حساب رکھتا ہوگا۔ اور ذاتی شجاعت
کے ساتھ اپنی کامل عقل کے وسیلے سے کام کرے گا اور چونکہ میزان مین شرف ہے جہان کے خزانون کا مالک
ہوگا اور چونکہ آفتاب جہانتاب کے بزرگ سایہ مین ہے اُس کے بے انتہا خزانے مدتون دراز اور زمانون دراز
تک برقرار رہین گے۔ اور دل کی خواہش کے موافق بہت سے سفر مقصدوری اور کامیابی کے ساتھ کرے گا
اور اُس سے زیادہ بزرگ روے زمین پر نہ ہووے گا۔ اور بڑے قدوالے سیاہ رنگ کے جانور (ہاتھی)
اُس کی درگاہ پر رہین گے جس قدر عمر اور سال مین بڑھے گا اُس کی قدر زیادہ بزرگ ہووے گی اور بغیر اُس کی
مشقت اور کوشش کے اس کے مرتبہ اور دولت کا کمال اور سپاہ کی کثرت حاصل ہوگی اور دولت و اقبال
کے ساتھ مدت دراز تک رہے گا اسلیئے کہ اُن سے زیادہ آہستہ چلنے والا کوئی سیارہ نہین ہے نیکبختی کا پھیلاؤ
اور سلطنت کی ہمیشگی اور زمانے کی درازی اُس کی عطاؤن سے ہین اور بڑا نورانی ستارہ اور زحل اور عطارد

یک بُرج مین ہین دوست کا پرورش کرنے والا اور دشمن کا گھٹانے والا ہووے گا اور دوستی اور دشمنی کے قوانین
بست اچھی طرح جانے گا اور مریخ قوس مین ہے جہان والے اُس کی تعریف کرین گے۔ اسلئے کہ مثلثہ مین طالع اپنے
دوست کے خانے مین ہے دوستی قوی حال کہ وہ سعد اکبر ہے وہ جہان کے گروہون کے غمون اور اندیشون کو
دور کرے گا اور خوش دل اور مقصد کا روا کرنے والا ہوگا اور ظاہری اور باطنی اور ذاتی اور عرضی قوت سے بزرگون کا
بزرگ اور بادشاہون کا بادشاہ ہوگا اور اُس کی شہرت کی روشنی جہان کی گھیرنے والی ہوگی اور اُس کی عظمت کی
شہرت ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچے گی بہت سے سلطان اور حاکم اُس کے حکم کے تحت مین ہونگے
اور اُس سے ڈر کر مطیع اور فرمانبردار ہون گے اور اُس کی آستانے کی خاک کو اپنی اطاعت کی سجدہ گاہ بناوین گے
اور چاند چھٹے مین ہے اُس کے دشمن بزرگ لوگ ہووین گے لیکن اُس تک پہنچ نہ سکین گے اور اُس کے قہر اور
عظمت کی بجلی کی برداشت نہ لاسکین گے اور ہمیشہ اُس کی دوستی کو ترتیب دین گے تاکہ اُس کی موافقت کی وسیلہ
سے حاصل کرنے سے آفتون سے سلامت رہین اور چونکہ جدی مین ہے اور وبال دشمنون کے حال کی کمزوری پر
دلالت کرتا ہے اور صاحب طالع کے لئے مزاج کے موافق ہوگا۔ کہ جھگڑون کا فیصلہ عدل کے موافق اور واقعی
امر کے مطابق کرے گا اور مختلف دینون اور متفرق مذہبون کی تحقیق کرکے ہر ایک گروہ کو نکوکاری کی طرف رہنمائی
کرے گا اور اُس کی خواہش یہ ہوگی کہ تقلید (پیروی) کے پست مقام سے نکل کر تحقیق (حقیقت جاننے) کے سیدھے
راستے کی طرف مائل ہون اور چونکہ مشتری اُس پر نظر کرتا ہے اُس کی بادشاہی کی قدرت اور قوت قیاس کے اندازے
سے زیادہ ہوگی اور لائق اولاد والا ہوگا اور چونکہ زہرہ ناظر ہے مبارک چار بزرگ طبیعت پرہیزگار عورتین اُس کی خدمت
مین دراز عمرون کے ساتھ رہین گی اور نیک ذات مرضی ڈھونڈھنے والے بیٹون سے مقصدور ہووے گا اور چند
قاعدے ہندوستان کے حکیمون کی کتابون سے کہ اس پاک زائچے کے مرتبے کی بزرگی پر دلالت کرتے ہین۔ وہ بھی
ذکر کئے جاتے ہین جبکہ چاند کا بارھوان ایک چلنے والے ستارون سے واقع ہوتا ہے مولود درازِ زندگانی کے ساتھ
خوش مقصدور عیش کا ہوتا ہے اور عارضہ کا غبار اس کی سلامت کے دامن تک بہت کم پہنچتا ہے اور جبکہ وہ عین تحویل
مین ہوکر آرام اور چین نیکبختی کی ترازو مین شرف رکھتا ہوگا بزرگ بادشاہی پاوے گا اور زندگی کی درازی
اور برکتون کی زیادتی کے ساتھ عالیشان عمارتون اور بلند بنیاد سکانون کے اندر خوشی کو آراستہ کرنے والا ہووے گا
اور چونکہ اس زائچہ مین چاند کا بارھوان مریخ ہے ان باتون کا حاصل ہونا کامل طور پر صورت پذیر ہوگا اور فتحمند
لشکرون کا صاحب ہوکر لڑائی کے میدانون مین صف کا شکست دینے والا اور دشمن کا پچھاڑنے والا ہووے گا
اور جس شخص پر غصہ کی نظر ڈالے گا وہ اُس کی بزرگی کے حملے یا دبدبے سے پگھل جائے گا اور جبکہ آفتاب کا
بارھوان کوئی مبارک ستارہ واقع ہووے گا مولود (بچہ) بزرگ بادشاہ سلیم طبع۔ سخن گزار۔ دانش پذیر قوی حال

اور صاحب اقبال ہووے گا اور ایسی جگہ مین کہ بڑے بڑے لڑنے والے اور بہادر لوگ خوف زدہ ہووین گے
اس سعادت کا صاحب ہرگز ڈگمگانے والا نہ ہووے گا۔ اور وقار کا پاؤن ثابت قدمی اور دلیری کے دامن مین
کھنچا ہوا رکھے گا اور خوف و ڈر کی خوشبو اور تغیر کی آمیزش اُس کی احتیاط کے میدان مین راہ نہ پاوے گی اور اس
مبارک زائچہ مین دو مبارک ستارون کا اُترنا بارھوین مین آپڑا ہے سعادت کی فیض رسانی کر رہا ہے جب صاحب طالع
نیّر اعظم (بڑا نورانی ستارہ۔ آفتاب) تیسرے مین واقع ہوگا بہت بزرگ مولود (بچّہ) کو بہت بڑی سلطنت کے مرتبہ
مین پہنچاوے گا۔ جیسا کہ اس دیباچہ مین سعادت کی شعاع چمک رہی ہے اور جب مشتری اور زہرہ اور عطارد تینون کے تینون
ناظر ہون گے مولود کے کشورکشا ہونے اور فرمانروا ہونے پر آگاہی بخشین گے۔ جیسا کہ اس آراستہ سرنامہ مین دولت
کا چراغ روشن کرتے ہین۔ اور اگر طالع یا قمر کے سوا برج کے نوین حصّہ مین ہوگا اور چار سیّارے یا زیادہ قمر کی طرف
ناظر ہووین گے بائیس سلطنتین صاحب طالع کے ساتھ تعلّق رکھنے والی ہون گی اور بہت سے ملک اُس کے اقتدار
کے قبضے اور تصرّف کے دائرے مین ہمیشگی قبول کرین گے اور اس طالع مین طالع کے سوا ہونے کے ساتھ اور
قمر کے اپنے نُو حصّہ مین ہونے کے قمر کو پانچ سیّارے نظر کرنے والے ہین نیّر اعظم (بڑا نورانی ستارہ۔ آفتاب)
سعد اکبر (مشتری) سعد اصغر (زہرہ) زحل، عطارد اس پاک زائچہ مین صاحب طالع خانۂ سوم مین ہے پاک مولود
(بچّہ) کا اگر کوئی بھائی ہوگا دیر تک نہ رہے گا اور جان صدقے کرنے والے دوست حاصل ہون گے اور وہ نیکوکار
اور بخشش کرنے والا اور قوی حال ہوگا اور بے گزند سلطنت اور بے انتہا سعادت سے حصّہ پانے والا ہوگا
اور صاحب دوم سوم مین واقع ہے بڑے بڑے کام کرے گا۔ اور بڑے بڑے کام ظہور مین لاوے گا اور قوانین
اور حکمت کی ایجاد کرے گا اور بد اندیشون کو تنبیہ فرمائے گا اور اس سے کسی طرح کا اندیشہ اُس کے بلند دل کے
گرد نہ پھٹکے گا اور صاحب سوم دوم مین ہے۔ عاجز بیکسون کی مدد کرے گا اور نیک بختی کے بڑے عزیزون کے ساتھ
مہربانی سے پیش آئے گا اور سارے نیک اندیشون کو فیض و احسان سے حصّہ پانے والا کرے گا اور وہ اُس کے
افضال و اکرام کے باغون سے میوے توڑین گے اور مقرر ہے کہ اگر صاحب سوم سعد ہوتا ہے بزرگ مولود بلند
سلطنت کو پہنچاتا ہے چنانچہ پاک زائچہ مین صاحب سوم سعد اکبر (مشتری) ہے بیشک دلالت رکھتا ہے بزرگ
خلافت اور بڑی سرداری پر۔ اور صاحب چہارم کہ مریخ ہے پانچوین مین جگہ پکڑے ہے بلند مرتبہ باپ اُس کے
بزرگ وجود (ذات) سے غیبی مددون سے مدد دیا گیا ہوگا اور اُس کے بلند نسل رکھنے والے بیٹے بڑی بڑی عمر
کے ہون گے اور دولت والے اور بڑے اقبال والے ہووین گے اور صاحب پنجم کہ مشتری ہے دوم مین ہے
اُس کے خزانے بہت ہووین گے اور بڑے بڑے ملک تحتِ تصرّف مین لاوے گا اور چونکہ زہرہ بھی دوم
مین ہے موسیقی کی باریکیون اور دورون کے دقیقون اور نغمون کی پوشیدہ باتون مین باریک بین اور

موشگاف ہووے گا۔ اور صاحب ششم زحل سوم مین ہے اُس کی درگاہ کے بعضے ملازم نالائق اندیشے سوچین گے اور اقبال کے زبردست حاکم کے پاؤن مین روندے جاوین گے اور صاحب ہفتم زحل سوم مین ہے شوکت اور سرداری کے کام اپنی درست وراست تدبیر سے انتظام دیوے گا اور اس کے دل مین یہ آرزو جگہ کریگی کہ میرے ایک بھائی نہ ہوا کہ میری خدمت مین سربلند ہوتا اور صاحب ہشتم مشتری دوم مین ہے اپنی بلند تدبیر سے بہت سے مال اور بے اندازہ خزانون کو تصرف میں لانے والا ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ میراث بھی اُس کے ہاتھ لگے اور صاحب نہم مریخ پنجم میں مشتری کے خانے مین ہے دلالت قوّتِ حافظہ پر کرتا ہے اور یادداشت قوی رکھتا ہوگا۔ اور جو کچھ مخلوق کے ساتھ کرے گا معقول کرے گا اور خالق کی پرستش پسندیدہ کرے گا اور نیک قاعدہ کے ساتھ رعیت پروری اور معدلت گستری مین گزارے گا اور اُس کے بیٹے دولتمند حق پرست ہووین گے اور آداب اطاعت اور رضاجوئی کے ساتھ ادب سیکھے ہووے ہوونگے۔ صاحب دہم زہرہ دوم مین ہے اپنے والدین اور اپنے بزرگ سالون (وہ لوگ جو عمر مین بڑے ہون) کے ساتھ ادب اور رضاطلبی کے ساتھ ہوگا۔ اور صاحب یازدہم عطارد سوم مین ہے خدمتگارون اور درگاہ کے ملازمون کو دوست رکھے گا اور جہان والون کے لئے پناہ ہووے گا اور اُس کے دشمن بغیر اُس کی محنت اور مشقت کے نیست نابود ہوجاوین گے اور صاحب دوازدہم قمر ششم مین اُس کے مخالف اور منافق بہت ہون گے اور دولت واقبال کے نقّارے کی آواز کے دھمکے اور اُس کی بزرگی کی لڑائی کے شور وغوغا سے پریشان اور پراگندہ ہوجاوینگے اور ناامید اور نقصان پانے والے ہوکر نیستی کے فراموش خانے کی طرف متوجہ ہووین گے اور اگر مشتری زحل کے ساتھ دوم مین واقع ہوتا ہے مبارک بچّہ بڑا بادشاہ ہوتا ہے اور دشمنون پر غالب ہوتا ہے اور بھی جبکہ قمر جدے مین کہ خانہ زحل کا ہے واقع ہونا پاتا ہے اور زحل کے لوین حصّہ مین جگہ پکڑتا ہے دلالت کرتا ہے کہ اکثر عالم تعریف کئے گئے بچّہ کا فرمانبردار ہووے گا اور اُس کے ملکون کے اطراف دریاے شور تک پہنچنے والے ہووین گے اور اُس کی مبارک سلطنت کا زمانہ درازی پاوے گا اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ جب پیدائش کے زائچہ مین زحل درجہ شرف مین ہوتا ہے بہت بزرگ بچّہ بڑی بادشاہی اور درازعمر کے ساتھ مقصدور ہوتا ہے اور یہ سب ضابطے اور دلیلین اس مبارک زائچے مین ظاہر ہونے کا نشان رکھتے ہین۔

اُس نیکبختی کے نشان رکھنے والے زائچہ کا بیان کہ زمانے کے زبردست عالم امیر فتح اللہ شیرازی نے استخراج (نکالنا) کیا

اس سال مین کہ زمانے کے عالمون کا پیشوا اور تعلیم دینے والے فلسفیون کا برگزیدہ علمون کی باریکیون کی

درست تراز و سمجھون کی مشکلات کی کنجی۔ بلند درجون پر چڑھنے والا۔ چیزون کی حقیقتون کا ظاہر کرنے والا۔ معانی کے جواہر کا پرکھنے والا۔ یونانی پوشیدہ باتون کا حل کرنے والا۔ روشنی اور تاریکی کے رابطون کا پردہ پھاڑنے والا اجرام اور اجسام کی حرکت اور سکون کی باریکی تبانے والا۔ بلند پروازی کی بلندی کا عنقا۔ زمانہ کا بڑا عالم سلطنت کا قوتِ بازو۔ امیر فتح اللہ شیرازی جاگتے نصیب کی رہنمائی سے بہت بلند اور بہت اونچے تخت کے پایہ کے نزدیک استادہ ہونے سے مُشرَّف (شرف و بزرگی دیا گیا) ہوا اور اُس نے بلند مرتبون اور بلند درجون سے سربلندی کا خلعت پایا ایک روز اس نادر کتاب (اکبرنامے) کے لکھنے والے نے ذکر کیا کہ مبارک طالع کا زائچہ مختلف طور پر نظر آتا ہے آرزو یہ ہے کہ آپ بھی بہت درست غور و فکر کے ساتھ ملاحظہ فرما کر حقیقت کو جانچیں مُشار (میر فتح اللہ شیرازی) نے بڑی باریک بینی کے ساتھ فارسی قاعدون اور یونانی قانونون کے موافق بہت بزرگ طالع کا استنباط (نکالنا) کر کے۔ اسد (شیر۔ ایک برج کا نام) قرار دیا۔ چونکہ لکھنے والے کے اعتماد کے موافق یہ سارے زائچون سے زیادہ اعتبار کے لائق ہے اُس کی صورت کو ایک نمونے کے ساتھ مع احکام کے لکھتا ہے۔

مرکز طالع اشرف۔ اس پاک زائچہ مین کہ ثوابت اور سیّارے کے دورون کا روزنامچہ ہے۔ اٹھائیس ۲۸ درجہ چھتیس ۳۶ دقیقہ اسد ہے اور قائم الاوتاد واقع ہوا ہے۔ اور چونکہ مبارک طالع کا مرکز نیرّ اعظم (آفتاب) کے خانہ سے ہے۔ کوئی صاحب شرف سیّارہ اُس کا خانہ نہیں ہے اور حد مرّیخ ہے اور اُس کے مثلثہ کا رب (خداوند صاحب) سعد اکبر (مشتری) ہے۔ نیرّ اعظم (آفتاب) کی شرکت مین۔ اور خدمت زحل و وجہ و دریجان مریخ و دوازدہ مشتری و آدرجان و ہفت بہر مریخ و اثنا عشریہ قمر و وبال زحل ہے اور یہ درجہ مذکر ہے اور بہت نورانی۔ اور نحوست سے خالی۔ اور غالب اس طالع پر نیرّ اعظم (آفتاب) ہے ایک طور پر شرکت زحل اور زہرہ سے۔ برج سنبلہ کے اندر چھبیس ۲۶ درجے تیئیس ۲۳ دقیقے سینتیس ۳۷ ثانیہ ہین۔ اور سہم الولد (اولاد کا حصہ) ایک قول کے موافق چوبیس ۲۴ درجے تیئیس ۲۳ دقیقے ہین۔ اور سہم المال (سہم = حصہ۔ سہم المال۔ مال کا حصہ) پچیس ۲۵ درجے سترہ دقیقے ہین اور سہم الموت ۲۴ چوبیس درجے تیئیس ۲۳ دقیقہ ہین اور سہم الاخوۃ (اخوۃ جمع اَخ۔ بھائی) آٹھ ۸ درجے اور سینتالیس ۴۷ دقیقہ ہین اور سہم عدو الاخوۃ چودہ ۱۴ درجہ اور بارہ ۱۲ سنبلہ ہے۔ **مرکز خانہ دوم** اٹھائیس ۲۸ درجہ تینتالیس دقیقہ سنبلہ ہے خانہ اور اشرف عطارد ہے۔ اور حد زحل۔ اور خداوند اُس کے مثلثہ کا قمر ہے زہرہ کی شرکت مین۔ اور خدمت مریخ و وجہ عطارد و دریجان زہرہ نہ بہر عطارد و وادرجان قمر و اثنا عشریہ نیرّ اعظم ہے بہرو ہبوط زہرہ و وبال مشتری ہے اور غالب اس خانہ پر قمر ہے اور یہ درجہ مذکر ہے خالی تاریکی اور نور اور نحوست اور سعادت سے۔ اور مشتری پندرہ ۱۵ درجہ اور تیرہ ۱۳ دقیقے اور ساٹھ ثانیہ مین۔ اور عطارد پچیس درجہ چوبیس ۲۴ دقیقے ہین میزان کے

ہے اور سہم الرجا (امید کا حصہ) بارہ درجے اور ترپن دقیقے مین اور سہم النصرۃ والظفر (فتحمندی کا حصہ) ایک درجے
سترہ دقیقے مین میزان کے ہے - اور جزو اجتماع بیس درجے اور چار دقیقے مین میزان کے ہے - مرکز خانۂ سوم
اٹھائیس درجہ اور ایک دقیقہ میزان کا ہے اور زہرہ کا خانہ ہے اور شرف زحل - اور حد مریخ اور اُس کے مثلثہ
کا رب (خداوند) عطارد ہے زحل کی شرکت مین - اور خدمت مشتری و وجہ مشتری و دریجان و نہبہر و اثنا عشریہ و ہفت بہر
عطارد و ادریجان و ہبوط نیر اعظم و وبال مریخ ہے اور غالب اس خانے پر زحل ہے اور یہ درجہ مونث ہے
اور خالی نحوست اور سعادت سے - اور زحل دس درجے اور چالیس دقیقے اور تینتیس ثانیہ مین عقرب کے
ہے اور سہم الغیب سترہ درجے پندرہ دقیقے مین اور سہم السعادۃ بطلیموس اور محی الدین مغربی کے قول کے
موافق اٹھارہ درجے نو دقیقے مین - اور سہم الاصدقا والنجر و سہم العبید ایک قول کے موافق تیئیس درجے
بارہ دقیقے مین اور سہم الامراض ایک قول کے موافق ستر درجے اور اکیس دقیقے مین - اور نیر اعظم صفر درجہ اور
پینتالیس دقیقے اور ستاون ثانیہ مین عقرب کے ہے - ذکر خانۂ چہارم - ستائیس درجہ اکیس دقیقہ عقرب
ہے اور یہ وتد قائم ہے اور خانۂ مریخ اور حد زحل و وجہ و اثنا عشریہ و وبال زہرہ و رب مثلثہ مریخ ہے شرکت
مین زہرہ کے و خدمت قمر و دریجان عطارد و نہبہر و ہفت بہر مشتری اور غالب اس خانہ پر مریخ ہے اور یہ
درجہ مذکر و قیمہ و خالی نحوست و سعادت سے ہے اور سہم سفر البر بارہ درجے اٹھائیس دقیقہ مین قوس کے
ہے اور سہم الخصومات ستائیس درجہ اور بتیس دقیقہ مین عقرب کے ہے - مرکز خانۂ پنجم - ستائیس درجہ اور
گیارہ دقیقہ قوس ہے - خانہ اور نہبہر مشتری و شرف ذنب و حد مریخ و وجہ زحل و رب مثلثہ اس کے کا شمس ہے
شرکت مین شمس کے - اور خدمت زحل ہے اور دریجان شمس اور ادریجان زہرہ - اور اثنا عشریہ مریخ اور
نہبہر مشتری اور ہفت بہر زحل اور ہبوط راس اور وبال عطارد ہے غالب اس خانہ پر مشتری ہے بطور ایک
شرکت کے زحل سے اور یہ درجہ مذکر ہے اور قیمہ اور نحوست اور سعادت سے خالی - سہم السلطنۃ والملک
اٹھائیس درجے اور انتالیس دقیقے مین قوس کے ہے منقار الدجاجہ اور نسر طائر پچیس درجے مین اور مریخ
دس درجے اور اڑتالیس دقیقے اور تیئیس ثانیہ مین اور قمر انیسوین درجے اور اڑتالیس دقیقے اور چودہ
ثانیہ مین جدی کے ہے - مرکز خانۂ ششم - چھبیس درجہ اور اڑتالیس دقیقہ جدی کا ہے خانہ زحل کا ہے
اور شرف اور حد مریخ اور وجہ شمس اور رب مثلثہ اس کے کا قمر ہے شرکت مین زہرہ کے اور خدمت مریخ اور
دریجان اور نہبہر عطارد اور ادریجان اور اثنا عشریہ اور ہبوط مشتری اور ہفت بہر اور وبال قمر کا ہے غالب
اس خانہ پر مریخ ہے شرکت مین زحل اور قمر کی اور یہ درجہ مذکر ہے اور تیرہ اور نحس ہے اور راس ستائیس
درجے انتیس دقیقے اور تیرہ ثانیہ مین دلو کے ہے اور سہم المجلس والاساری چوبیس درجے چوالیس دقیقے

مین جدی کے ہے اور سہم موت الاخوۃ دو درجے ایک دقیقے مین دلو کے ہے۔ **مرکز خانہ ہفتم** اٹھائیس[۲۸] درجہ چھتیس[۳۶] ہزار دقیقہ دلو ہے خانۂ احد و اثنا عشریہ[۲] زحل اور رب مثلثہ اسکے کا عطارد ہے اور خدمت مشتری اور درجہ قمر او دریجان زہرہ اوداور جان وبہر عطارد او ہفت بہر مشتری او وبال شمس ہے غالب اس خانہ پر زحل ہے عطارد کی شرکت مین اور ایک طور کی شرکت مشتری سے اور یہ درجہ مذکر اور تاریک اور خالی نحوست سے ہے الفت اور لقا اور ثبات اور محبت کا حصہ بیس[۲۰] درجے آٹھ دقیقے مین حوت ہے۔ **مرکز خانہ ہشتم** اٹھائیس[۲۸] درجہ تینتالیس[۴۳] دقیقہ حوت ہے خانہ وبہر مشتری و شرف زہرہ و حد و درجہ دریجان[۱] و اوداور جان ورب اس کے مثلثہ کا مریخ ہے شرکت مین زہرہ کے۔ وخدمت قمر و حد و ہفت بہر اثنا عشریہ زحل و ہبوط عطارد ہے غالب اس خانہ پر زہرہ ہے شرکت مین مریخ کے اور ایک طرح کی شرکت قمر سے اور یہ درجہ مذکر اور قمیہ خالی نحوست اور سعادت سے ہے اور سہم الشرف بیس[۲۰] درجے اور آٹھ دقیقے مین حمل ہے اور سہم الشجاعۃ دو[۲] درجہ ترپن[۵۳] دقیقہ حمل کا ہے۔ **مرکز خانہ نہم** اٹھائیس[۲۸] درجہ اور ایک دقیقہ حمل ہے خانۂ مریخ اور شرف نیر اعظم (آفتاب) وحد زحل وہبوط و اوداور جان و وجہ و وبال زہرہ کا ہے اور اُس کے مثلثہ کا صاحب مشتری ہے شرکت مین نیر اعظم کے اور خدمت زحل اور دریجان اور نہ بہر اور اثنا عشریہ اور ہفت بہر مشتری ہے غالب اس خانہ پر مریخ ہے شرکت مین مشتری کے۔ اور ایک طرح کی شرکت زحل سے۔ اور یہ درجہ مذکر ہے اور تاریک اور درجات ابار سے ہے سہم الولد المذکر ایک قول کے موافق تئیس[۲۳] درجہ اور اُنچاس[۴۹] دقیقہ ثور ہے اور سہم سفر البحر دو[۲] درجے چھتیس[۳۶] دقیقہ مین اور سہم الآلام پانچ درجے ثور ہے۔ **مرکز خانہ دہم** ستائیس[۲۷] درجہ اکیس[۲۱] دقیقہ ثور ہے خانہ و اوداور جان زہرہ و شرف ورب اس کے مثلثہ کا قمر شرکت مین زہرہ کے۔ اور خدمت مریخ و دریجان زحل و بہر و ہفت بہر عطارد و اثنا عشریہ وحد و وبال مریخ کا۔ غالب۔ اس خانہ پر زہرہ۔ شرکت کاملہ و قمر اور ایک شرکت مریخ سے۔ اور یہ درجہ مذکر اور تاریک اور خالی نحوست اور سعادت سے ہے سہم السعادۃ (نیکبختی کا حصہ) بطلیموس اور محی الدین مغربی کے غیر کے قول پر جوزا کے نو درجے بائیس[۲۲] دقیقے مین ہے۔ اور سہم العقل والنطق (عقل اور گویائی کا حصہ) جوزا کے نو[۹] درجے اکاون[۵۱] دقیقے مین ہے اور سہم المرض (بیماری کا حصہ) جوزا کے پچیس[۲۵] درجے ستائیس دقیقے مین ہے اور سہم الولد المذکر (بیٹے کا حصہ) ایک قول کے موافق ثور کے اُنتیس[۲۹] درجے چالیس[۴۰] دقیقے مین ہے اور سہم الورع (پرہیزگاری کا حصہ) چار درجہ اور صفر دقیقہ۔ اور سہم الاملاک اُنیس[۱۹] درجہ چھتیس[۳۶] دقیقہ اور سہم الاعدا ایک قول کے موافق پچیس[۲۵] درجہ اور ساٹھ دقیقہ جوزا کا ہے۔ **مرکز خانہ یازدہم** جوزا کا چھبیس[۲۶] درجہ اور گیارہ[۱۱] دقیقہ ہے خانہ و نہ بہر عطارد و رب اُس کے مثلثہ کا وہی (عطارد) ہے شرکت مین زحل اور خدمت مشتری۔ اور شرف راس اور حد اور دریجان زحل اور وجہ شمس اور اوداور جان مشتری و

اثنا عشریہ وہفت بہر زہرہ کا ہے اور یہ درجہ مونث اور قیمہ اور خالی سعادت اور نحوست سے ہے اور سہم عواقب الامور وسہم التزویج سرطان کے چودہ درجے مین ہے غالب اس خانہ پر عطارد ہے شرکت مین زحل کی۔ **مرکز خانہ دوازدہم**۔ سرطان کا چھبیس درجہ اور چھیالیس دقیقہ ہے۔ خانہ و وجہ قمر و شرف ونہ بہر و دریجان مشتری وحد و وبال زحل کا ہے اور اُس کے مثلثہ کا رب (صاحب) مریخ ہے شرکت مین زہرہ کے اور خدمت قمر اور ادرجان اور اثنا عشریہ وہفت بہر وہبوط مریخ ہے غالب اس خانہ پر قمر ہے شرکت مین مشتری و مریخ و زہرہ و زحل کی۔ اور یہ درجہ مونث اور تیرہ اور خالی سعادت اور نحوست سے ہے اور ذنب ستائیس درجہ اُنتیس دقیقہ اور تیرہ ثانیہ مین اسد کے ہے۔ اور سہم العلم (دانش کا حصہ) والحلم (بردباری کا حصہ) والغلبۃ (غلبہ کا حصہ) والنصرۃ (فتحمندی کا حصہ) اٹھارہ درجہ اور بائیس دقیقہ اور سہم الولد (اولاد کا حصہ) ایک قول کے موافق دو درجہ اور اُنچاس دقیقہ اور سہم الخوف (ڈر کا حصہ) والشدۃ (اور سختی کا حصہ) بائیس درجہ اور پندرہ دقیقہ۔ وسہم الحیاۃ (اور زندگی کا حصہ) دو درجہ اور اُنچاس دقیقہ اور سہم الاب (باپ کا حصہ) اٹھارہ درجہ اور بائیس دقیقہ مین اسد کے ہے اور اس زائچہ مین ہیلاج اوّل جزو اجتماع مقدم ہے پس سہم السعادۃ پس درجۂ طالع وکدخدا زحل ہے پس مشتری اور سہم السعادہ کے اعتبار سے اوّل مشتری ہے پھر زحل اور درجۂ طالع کے لحاظ سے پہلے سورج ہے پھر مریخ۔

اس نادر زائچہ کے احکام کا مفصل بیان کہ ستارون اور آسمانون کے بازو کا تعویذ اور قرنون اور دورون کے سر کا تاج ہے

چونکہ پاک زائچہ کی بنیاد استواری کے ساتھ رکھی گئی ہے۔ ضرور ہے کہ اس پاک زائچہ کے بہت سے عجیب احکام سے کچھ کی شرح کی جاے۔ احکام خانۂ اول۔ چونکہ مرکز طالع اسد ہے کہ آفتاب کا خانہ ہے دلالت کرتا ہے فطرت (پیدایش) اور زیبائش کی بلندی پر اور پاک جسم کے قوی اور توانا ہونے پر اور سر کے بڑے ہونے اور پیشانی کے فراخ ہونے اور سینے اور قدرت کے کشادہ ہونے اور کشادگی اور دلیری اور بزرگی اور ہیبت ناکی اور خوبروئی اور دماغی قوت کے ہونے پر۔ اور چونکہ اکثر درجے طالع کے برج سنبلہ سے ہین کہ خانہ وشرف عطارد ہے کہ خانہ مین زہرہ کے دوم طالع مین ہے اور متصل مشتری کے۔ اور حد اور اپنے مثلثہ مین ہے۔ چاہیے کہ سارے کامون مالی اور ملکی مین اپنی پاک ذات سے متوجہ ہووے اور درست تدبیرون سے اپنے بڑے بڑے کامون کا سرانجام کرے اور چونکہ غالب اس بزرگ طالع پر

آفتاب ہے شرکت مین زحل کی۔ سارا ملک ہندوستان اور بعض حصّے چوتھی اقلیم کے صاحب طالع کے ساتھ
تعلّق رکھنے والے ہون۔ اور چونکہ باعتبار مقام کے آفتاب بعد زحل کے ہے ہندوستان کی بادشاہی
مقدّم ہووے گی چوتھی اقلیم پر۔ اور چونکہ صاحب مرکز دوم کہ عطارد ہے متصل صاحب طالع کے ہوکر دلالت
کرتا ہے اس پر کہ مال اور ملک آسانی کے ساتھ حاصل ہووے گا اور ہونا طالع کا اور سہم السعادۃ اور جزو اجتماع
مقدم از بروج کثیرۃ المطالع دلیل قوی۔ عمر کی درازی اور سلطنت کی درازی پر ہے۔ احکام خانۂ دوم چونکہ
مرکز خانہ دوم کا سنبلہ سے ہے کہ خانہ عطارد ہے متصل شمس کے۔ اور اکثر اس کا میزان سے کہ خانہ زہرہ
کا ہے اور وہ طالع مین ہے کہ خانہ اور شرف عطارد ہے دلالت کرتا ہے اس پر کہ مال اور ملک اچھی تدبیر
اور کامل عقل کے ذریعہ سے حاصل ہووے گا۔ اور پانے والا بادشاہی کے بڑے منصب کا ہووے گا
اور ہونا مشتری کا اس خانہ مین اپنی حد مین اور ملنا عطارد کا اُس کے ساتھ اس بات کو قوت دینے والا
ہے کہ وزیر اس صاحب طالع کی بزرگ عقل کی قوت سے ملک و مال کے کامون کے انتظام مین کوشش
کرین گے نہ اپنی تدبیر سے۔ بلکہ اُن کے خیالات زمانے بھی بادشاہ کی تدبیر کے آگے ظاہر نہ ہونے
پاوین گے اور چونکہ صاحب دوم طالع مین ہے بے حساب خزانے اُس کے پاس جمع ہووین گے
اور چونکہ مشتری اس خانہ مین ہے مال کو خدا کی مرضی کی راہوں مین خرچ کرے گا۔ اور خدا کی مرضیون
مین نگاہ رکھے گا۔ اور اُس کے احوال کا انتظام روز بروز دولت کا بڑھانے والا زیادہ ہوگا۔ اور ہونا مشتری
کا اپنی حد مین دلیل درازی عمر بزرگ کی ہے۔ چنانچہ عالیقدر پوتون کو حاصل کرے گا اور یہ مبارک طبیعت
رکھنے والے اُس کی تربیت کی نظر مین بزرگ حال ہووین گے اور زحل چونکہ دوم مین ہے اور شرف مین
ہرگز کوئی نقصان اُس کے آباد خزانون کو نہ پہنچے گا اور ہیلاج کہ جزو اجتماع مقدم ہے اس خانہ مین ہے قوت
دینے والا اس بات کا ہے اور صاحب خانہ کہ زحل ہے اپنے شرف مین اُس کا شریک کہ مشتری ہے
یہان آیا ہوا ہے پاک عمر کا عطیہ دیتا ہے بسبب دو کدخدا کے اور سوم کہ مریخ ہے عمر طبعی سے کہ ایک سو برس
ہے تجاوز کرنے والا ہوگا اور ہونا قمر کا اس خانہ مین دوسرا مدد کرنے والا ہے اس نیکبختی کی بنیاد کے لئے
احکام خانۂ سوم۔ چونکہ صاحب طالع سوم مین ہے دلالت کرتا ہے اوپر کمال حلم (بردباری) اور آہستگی اور
وقار اور اعزاز اور مدد دینے رشتہ دارون کے اور یہ گروہ نادانی کی وجہ سے یکتائی کے مقام مین نہ ہوگا
لیکن چونکہ وہ مرکز کہ صاحب اُس مین ہے خانۂ مریخ اور مثلثہ اور حد اور وجہ اور ادرجان اور دریجان اُسکا ہے اور وہ
پانچوین طالع مین ہے کہ خانہ مبارک اور شرف اُس کے کا ہے۔ اور مثلثہ اور وجہ مشتری اور ادرجان صاحب
طالع ہے۔ اس جماعت سے نادرست اندیشے سبب زیادتی مرتبہ اور سبب زیادتی دولت صاحب طالع

کے ہون گے۔ اور چونکہ اوائل سوم کہ تعلق بھائیون کے ساتھ رکھتا ہے جاے اُترنے دبدبے آفتاب
کا ہے۔ دلیل ہے اس پر کہ بھائی پاک ذات کی شوکت کے مقابلے مین حساب مین نہ ہووینگے۔ اور غصّے
(غم و رنج) کے پیالے سے آخری شربت پیوینگے (مر جاوینگے) اور اواسط واواخر سوم کہ تعلق
بھائیون اور مددگارون کے ساتھ رکھتا ہے محلّ سہم السعادۃ بطلیموس کے قول کے موافق اور بھی وجہ
آفتاب ہے اور وہ شریک کدخدا ہے دلیل ہے اس پر کہ دوست اور مخلص یکرنگی اور جانسپاری کی بناء
پر ہو کر آداب دولتخواہی مین ثابت قدم ہونگے اور صاحب طالع کی طرف سے سعادت اور دولت کو
پہنچینگے۔ اور چونکہ یہ محل خانۂ سوم سے تعلّق مریخ کے ساتھ رکھتا ہے کہ اپنے شرف مین ہے اور وہ
خانۂ مبارک اور خانۂ زحل کہ اُس کا کدخدا مقدم ہے اور وہ بھی اپنے شرف مین ہے سارے دوست شکوہ
و شوکت کے ساتھ ہونگے اور ہونا زحل کا غالب اس خانے پر کہ کدخدا ہے اور واقع شرف مین۔ پوری
دلالت ان باتون پر رکھتا ہے اور ہونا صاحب سوم کا پانچوین مین دلیل ہے اوپر انتظام احوال بزرگ
فرزندون کے اور اس پر کہ نقل و حرکت نزدیک بہت ظہور مین آئے گی کہ سبب خوشی خاطر کا ہوگی اور عجیب
باتون سے وہ ہے کہ سہم الغیب سب نجومیون کے نزدیک اور سہم السعادۃ بطلیموس اور محی الدین مغربی کے قول کے
موافق ایک جگہ مین جمع ہوئے ہین کہ درجہ اٹھارہوان عقرب کا ہے۔ کہ داخل خانہ سوم ہے۔ اور یہ طالعون
مین بہت کم واقع ہوتا ہے دلالت قوی کرتا ہے اس پر کہ ہمیشہ عالمِ غیب سے سعادت پر سعادت ظہور مین
آئے گی اور بیشک ایک روشن دلیل ہے اس پر کہ باتون کی پوشیدگیون پر آگاہی پائے گا اور اُس کا روشن
دل پوشیدہ باتون کی اُترنے کی جگہ ہووے گا۔ احکام خانۂ چہارم۔ چونکہ صاحب مرکز اس خانہ کا مریخ ہے
اور شرف اور وجہ اور مثلثہ اپنے مین اور حد مشتری ہے اور وہ غالب ہے اس خانہ پر دلیل ہے اس پر کہ اول
مرتبہ مین ملک لشکریون کی کوشش سے قبضے مین آئے گا۔ اور چونکہ یہ خانہ بُرج ثابت ہے اور اس کا صاحب
شرف مین ناظر بنظر مودت (دوستی کی نگاہ سے نظر کرنے والا) ہمیشہ ملک و دولت کے دوستدارون کے قبضے مین
رہے گا اور جو کچھ اس کے قبضہ مین آئیگا۔ پائدار ہوگا۔ اور چونکہ ہشتم چہارم باعتبار ان درجون کے کہ اول عقرب سے
ہے جوزا ہے کہ صاحب اُس کا آفتاب کی شعاع کے نیچے پوشیدہ ہے دلالت کرتا ہے اس پر کہ جب صاحب طالع
سنّ تمیز کو پہنچے گا اس کے عقل کا سلطان ظہور کرے گا اور مبارک بچہ کا بزرگ باپ اس وقت مین مُنہ
طرف پوشیدگی اور پوشیدہ ہونے کے لاکر ہمیشگی کے بڑے شہر کی طرف قدم بڑھاوے گا (مر جاوے گا) اور چونکہ اکثر
اس خانہ کا برج قوس سے ہے اور صاحب حد دوم طالع مین۔ بچہ دوستدار اور حق گزار باپ کا ہوگا اور باپ
کے ملک سے صاحب نصیب ہووے گا۔ احکام خانۂ پنجم۔ چونکہ صاحب اکثر خانۂ سوم کا کہ تعلق دوستون

اور مخلصون اور مددگارون کے ساتھ رکھتا ہے یعنی مریخ پانچوین مین اور شرف مین ہے۔ دلیل ہے مولود کے
کے فرزندون کے احوال کی بزرگیون اور اُن کی دوستی اور اخلاص پر۔ اور چونکہ غالب اس خانہ پر زحل ہے
کہ شرف اور مثلثہ اپنے مین کد خدا ہے اور مشتری کہ وجہ اور مثلثہ اپنے مین ہے اور شریک ساتھ کدخدا کے
اور صاحب مرکز اس خانہ کا ہے دلالت کرتا ہے اس پر کہ مولود کے فرزند نیکبختی قبول کرنے والے اور مددگار دولت
کے ہووینگے اور ادب کا سر رضامندی کی زمین سے نہ اُٹھاوینگے اور نسر طائر کہ مریخ اور مشتری کے
مزاج اور منقار الدجاجہ پر کہ مشتری اور زہرہ کے مزاج پر ہے اس خانہ مین ہے دلیل قوی سعادت اور
خوشی کے لشکار کی زیادتی پر ہے احکام خانہ ششم۔ چونکہ صاحب اس خانہ کا کہ زحل ہے اپنے شرف مین ہے اور راس (سانپ کا سر)
اس گھر مین ہے دلالت کرتا ہے مولود (بچہ) کی ہمیشہ کی خوشی پر اور بہت سے مال و جائداد کے حاصل ہونے پر اور عنفر کی صحت و تندرستی
کی دوامی پر۔ اور مزاج کے اعتدال پر۔ اور اگر اور کبھی کچھ تھوڑی جاہی پاک مزاج کے گرد بھٹکے گی تو بہت جلدی سے کامل صحت کے ساتھ
بدل ہوگی۔ اور چونکہ مریخ اس خانے پر غالب ہے زحل کی شرکت مین اور دونون شرف مین ہین خدمتگار اور ملازم سعادتمند
جمع ہووینگے۔ احکام خانہ ہفتم۔ چونکہ صاحب مرکز خانہ ہفتم زحل اور شرف مین ہے صاحب طالع آغاز جوانی
مین ہندوستان کے نامور ہواؤن کے خاندان کی پاکدامن عورتون کے ساتھ شادی کریگا اور چونکہ زحل
دوسرے گھر مین ہے دلیل ہے اس پر کہ وہ پاکدامنی کے پردے کی پاکدامن عورتین اُس کے خزانہ کے
آباد کرنے والے اور مالگذار حاکمون کے علاقہ دارون سے ہونگی۔ اور چونکہ سہم الالفۃ والمحبۃ اس خانہ
مین ہے دلالت الفت اور دوستی مین لذت کی زیادتی پر کرتا ہے خاص کرکے کہ سہم الالفۃ حوت مین ہے
کہ خانہ مشتری اور شرف زہرہ ہے۔ احکام خانہ ہشتم۔ چونکہ مرکز اس خانہ کا حوت سے تعلّق رکھتا ہے اور اس کا
صاحب مشتری دوسرے مین ہے اپنی حد اور مثلثہ مین اور سہم الشرف اس خانہ مین ہے اور غالب اس خانہ
پر زہرہ ہے مریخ کی شرکت مین۔ کہ شرف مین ہے دلیل ہے۔ خوف اور خطرے کے نہ ہونے پر۔ اور
خدا کی نگہبانی اور حفاظت مین بے خوف رہنے پر۔ احکام خانہ نہم۔ چونکہ مرکز اس خانہ کا برج حمل مین ہے
اور اس کا صاحب کہ مریخ ہے شرف اور فرح (خوشی) مین ہے اور غالب اس خانے پر۔ مبارک مولود سفر
سے کامیاب ہووے گا۔ اور اُس کے دُور کے سفر کسی ولایت کے تابع کرنے کو شامل ہوگا۔ احکام خانہ دہم
چونکہ اس خانہ کا مرکز ثور سے تعلّق رکھتا ہے کہ زہرہ کا خانہ ہے اور غالب اس خانہ پر۔ اور طالع مین ہے
دلالت کرتا ہے کامل سعادت اور عام ریاست پر کہ عبارت بڑی بادشاہی سے ہے اور اس پر کہ بلند
منصب صاحب طالع کی قدرۃ کے قبضہ مین مدامی قبول کرے گا اور خاص کرکے کہ یہ خانہ شرف
قمر ہے اور قمر اُس کی طرف نظر کرنے والا۔ اور طرف طالع کے کہ بالکل دوستی ہے۔ اور چونکہ سہم السعادۃ

سب کے قول کے موافق اس خانہ مین ہے دلیل ہے اوپر کمال سعادت اور زیادتی دولت کے۔ اور اس کے
اکثر اوقات ملک و مذہب کے کاروبار کے انتظام اور سرانجام مین مشغول رہے گا۔ اور چونکہ سہم العقل والنطق
اس خانہ مین ہے دلیل ہے اس پر کہ اُس کی عقل اور اُس کی بات عقلون کی بادشاہ اور باتون کی سردار
ہوگی اور زہرہ کے ساتھ تعلق رکھنے والون پر کہ صاحبان عیش و خوشی ہین اُس کی مہربانی بہت ہوگی۔
احکام خانہ یازدہم۔ چونکہ مرکز اس خانے کا جوزا ہے اور اس کا صاحب دوم ہین کہ بیت المال ہے دلالت
کرتا ہے اس پر کہ اُس کی امیدین اُن تدبیرون مین کہ اپنے ملک و مال مین کرے گا اُس کی دل کی خواہش
کے موافق ظہور پاوین گی اور اس پر بھی دلیل ہے کہ اُس کو ایکدل دوست حاصل ہون گے اور عالم اور دانشمند
لوگ اُس کی خدمت مین بلند مرتبہ کو پہنچین گے۔ اور چونکہ سہم عواقب امور اس خانہ مین ہے دلیل ہے اس پر کہ
اُس کی آرزوون اور امیدون کا انجام ہمیشہ خیر و سعادت کا نتیجہ دے گا۔ احکام خانہ دوازدہم چونکہ اس خانہ
کا مرکز سرطان سے تعلق رکھتا ہے اور اُس کا صاحب قمر وبال اور فرح مین ہے دلیل ہے اس پر کہ دولت کے
دشمن ہمیشہ عذاب اور وبال مین رہین گے جیسے کہ صاحب طالع کی مرضی ہوگی۔ اور ذنب کا اس خانہ کے
اول درجے مین ہونا اس بات کو قوت دینے والا ہے۔ اور چونکہ سہم العلم اور حلم اس خانہ مین ہے۔ دلیل ہے
اس پر کہ صاحب طالع سلم کے ہونے کے سبب سے تیرہ رائے کوتہ اندیشون کے احوال پر مقام حلم اور عفو
(حلم و بردباری نہ برداشت کرنا عفو۔ خطا معاف کرنا باوجود قدرت کے) مین ہوگا اور بردباری اور فراخ حوصلگی
اور عموم مہربانی اُس کی لازمی صفتون سے ہون گی۔ برتر خدا اُس اقبال کے صاحب کو دراز مدتون اور زمانون
تک رکھے کہ خلق عظیم کی صفتین کہ اصل خلاصہ امور جہانداری اور ملک آرائی ہین اور دوست و دشمن کے دل
کے شکار کرنے کا سبب ہین اور دلون کے کھینچنے کا وسیلہ ہین اور خواص و عوام کے دلون کے انتظام کا ذریعہ ہین خدا
کا شکر اور احسان ہے کہ اس خدا کے بزرگی کے مکتب ہین تعلیم یافتہ کے آراستہ اخلاق کے مجموعے کے اندر کامل
طور پر اور بخوبی تمام نظر آتی دکھائی دیتی ہین۔ اور وہ اصل فطرت اور مبدء طینت سے اس بلند عطیہ اور خاص
بخشش سے خصوصیت پائے ہوئے ہے اور تحقیق کی راہ سے وہ تمام پسندیدہ خصلتین اور عادتین بغیر
تکلف اور ڈھینگ کے اُس آسمانی برکتین رکھنے والی کی ذات کا ملکہ ہوئی ہین۔ پس اس انصاف کے سرچشمہ
سے فیض حاصل کرنے والون کی استعدادون کے باغون کی نہرون مین جاری اور گردش کرنے والی ہین
ترجمہ شعرون کا۔ ہمیشہ جب تک کہ آسمانون پر ستارے ظاہر ہین۔ ہمیشہ جب تک کہ جسم جانون کی بدولت قائم
ہین۔ آسمان کی گردش تیری خواہش یا مرضی کے بغیر مت ہوجیو۔ آسمانی جسمون (ستارون) کی حرکت بغیر
تیری مرضی کے مت ہوجیو۔ یہ ہے ایک نمونہ اقبالمند طالع کے زائچون کے احکام کا۔ اور اگر کواکب (سیارون)

کے عطیات (عطیےؒ) اور سعادات نظرات اور خواص بیُوت وغیرہ تمام وکمال بیان کیئے جاوین بیشک دفترون کی نوبت آئے اور بہت کتابین لکھی جاوین۔ ترجمہ شعر کا۔ اُس کی بزرگی کی باریکیون کے شمار تک نہین پہنچتی ہے۔ رصد بند مہندسون کی فکر سواے ایک یون ہی سا اندازہ کرنے کے۔

پاک زائچہ کی صورت کہ مولانا الیاس اردبیلی سے موافق زیج ایلخانی کے نقل کی گئی

اس نُزرگ کتاب کے لکھنے کے وقت مین کہ مبارک احوال کے دریافت کرنے کا موقع تھا کہ ایک زائچہ فائدہ اور فیض کے پناہ دینے والے زبردست زمانے کے عالم مولانا اردبیلی کے ہاتھ لکھا ہوا کہ علوم ریاضی مین بلند درجہ رکھتا تھا اور حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ) کی قبول کی بارگاہ کے صدر نشینون (بالانشینون۔ بڑے درجے والے لوگون) سے تھا میری نظر مین آیا وہ زائچہ بھی بجنبس (جوں کا تون) منقول (نقل کیا گیا) ہوا۔ آثار بیُوت اور احکام کے بیان سے خالی۔ کیا باعتبار مستخرج (نکالا گیا) اور کیا باعتبار آن کہ یہ زائچہ دوسرے زائچون کے برخلاف ایلخانی زیچ پر بنایا گیا ہے۔

میرے حضرت شاہنشاہ کے مبارک طالع مین ہندوستان کے نجومیون اور یونان کے حکیمون کے درمیان اختلاف مین حکمت کا بیان

زمانے کے دانشمندون سے ایک گروہ کا یہ گمان ہوا تھا کہ یہ اختلاف جو ہندوستان کے اخترشناسون اور یونان کے آسمان کے پیمائش کرنے والون (منجمّون) کے درمیان واقع ہے کہ ایک آنحضرت کے طالع کو اسد بتاتا ہے اور دوسرا سنبلہ قرار دیتا ہے اس وجہ سے ہے کہ حکما کا فلک البروج کی حرکت مین اختلاف ہے سارے متقدمین (اگلے) حکما اور ارسطو اس پر ہین کہ فلک ہشتم (آٹھوین آسمان) کو حرکت نہین ہے اور ابرخس حکیم حرکت کا قائل (کہنے والا) ہوا ہے لیکن اُس نے مقدار کی تعیّن نہین کی ہے (یعنی یہ نہین بتایا ہے کہ اُس کی حرکت کتنے سال مین کتنی ہے وغیرہ) اور بطلیموس نے کہا ہے کہ اُس کی حرکت سو برس مین ایک درجہ ہے اور چھتیس [٣٦] ہزار برس مین ایک دورہ تمام کرتا ہے اور اکثر حکما اس پر ہین کہ ستّر برس مین ایک درجہ قطع کرتا ہے اور پچیس ہزار دوسو [٢٥٢٠٠] برس مین دَور تمام کرتا ہے اور حکما کی ایک جماعت کہتی ہے کہ ترسٹھ [٦٣] برس مین ایک درجہ قطع (طے) کرتا ہے اور سارہ دور دبائیس ہزار چھ سو اسّی [٢٢٦٨٠] برس مین ہوتا ہے اور اتنے اختلاف کا سبب رصد کے اسباب اور آلات کا اختلاف اور نظر کرنے کی باریکی اور گہرائی کا فرق ہے اور تحقیق وہ ہے کہ حکماے متقدّمین ثوابت (وہ ستارے جو ایک ہی جگہ مین ٹھہرے نظر آتے ہین) کی حرکت

اُن کے نہایت سُست رفتار ہونے کی وجہ سے واقف نہین ہوئے ہین - اور اس سبب سے کہ اُن کی عمر کی مدّت نے وفا نہین کی اُنھون نے اتنا زمانہ کہ ثوابت کی حرکات کی مقدار کو دریافت کر سکتے نہین پایا ہے پس بُروج کے تعیّن (مقرر کرنے ـ مخصوص کرنے) کے وقت مین صورتِ اَسَد کہ چند ثابت ستارون کے اجتماع سے وہم کی گئی ہوتی ہے - فلک الافلاک کے ایک حصّہ کے مقابل اور محاذی (سامنے) تھی کہ اب فلک البروج کی حرکت کے سبب سے اُس حصّہ سے ہٹ کر یا چل کر اُس جگہ مین کہ سنبلہ کی صورت اُس وقت کے اندر جہان تھی قرار پکڑے ہوئے ہے اور اسی طرح سے سنبلہ میزان کی جگہ کی طرف اور میزان عقرب کے مکان کی طرف اور اسی طرح پر آخر برج تک (بدل واقع ہوا ہے) پس ہندوستان کے منجّمون کا حساب متقدمین حکما کی رصد کے موافق ہے کہ بنیاد رکھا گیا ہے ثوابت کے حرکت کے نہ ہونے پر - اور جدید (نئی) رصد کا حساب فلک البروج کی حرکت کے اعتبار پر ہے کہ اسد کی صورت کے انتقال (ایک جگہ سے دوسری جگہ مین جانے) کا موضع سُنبلہ مین لازم کرنے والا ہے - اور ایسی مقدار کہ جس سے باہم فرق معلوم ہون ان دو حساب کے درمیان سترہ درجہ ہے کہ ہر ایک بُرج سترہ درجے اپنی جگہ سے ہٹا ہوا یا سرکا ہوا ہے اور اُس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اُس رصد سے کہ ہندوستان کے حکیمون نے باندھی ہے نئی رصد تک ایک ہزار ایک سو نوّے برس گزرے ہین - اُس قول کے موافق کہ ستّر برس مین ایک درجہ قطع (طے) کرتا ہے - چنانچہ اکثر حکما اس پر ہین کہ ہم کو سترہ کو ستّر کے ساتھ ضرب دینا چاہئے - اور بطلیموس کے قول کے موافق کہ سو برس مین ایک درجہ قطع ہوتا ہے دونون رصدون کے درمیان فاصلا ایک ہزار سات سو برس کا ہوتا ہے - اور معانی کی حقیقتون کے باریکیان اور آسمانی رمزون کے دقیقہ شناس ان خلاف کی جگہون اور اختلاف کے اُترنے کے مقامون سے حیرت کی وادی مین پڑتے ہین - اور اس وقت کہ زمانے کے حکماکے پیشوا دولت (سلطنت) کے قوتِ بازو امیر فتح اللہ شیرازی نے یونانی قوانین اور فارسی ضابطون (قاعدون) کے موافق میرے حضرت شہنشاہ کے مبارک طالع کا استنباط (نکالنا) کیا ہے اَسَد قرار دیا ہے - جیسا کہ اوپر دکھلایا گیا یا ظاہر کیا گیا - یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اختلاف کا منشا (سبب) نہ وہ ہے کہ گمان کیا جاتا تھا کہ ہندوستان کے حکما افلاک کے وجود (ہستی) کا انکار کرتے ہین جیسا کہ آخری دفتر مین مشروح (شرح کیا گیا مفصّل بیان کیا گیا) ہے یعنی آئین اکبری مین بیان کیا گیا ہے - بلکہ خدا کی حکمت اور خدائی غیرت نے ایسی خواہش کی کہ اس بزرگی کے میدان کے سوار اور خدا کی خلوت سرا کے راز دار کا احوال باریکی جاننے والے کامل نظرون کے اندیشہ (فکر و خیال) کی نظر سے پوشیدہ رہے - اور کور باطن بداندیشون کی آنکھ سے بھی پوشیدہ اور چھپا ہوا رہے اور اسی سبب سے ہے کہ حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون شاہ) نے کہ اصطرلاب (یونانی لفظ ہے مرکب از اصطر بمعنی ترازو و لاب بمعنی

آفتاب- آفتاب کی ترازو- ایک آلہ ہے جس سے آفتاب اور گردش کرنے والے ستارون کے حالات دریافت کئے جاتے) والی باریک بینون اور زیچی اور رصدی حقیقت شناسیون مین نکتہ دانی کے تخت نشینون کے سردار اور دوسرے اسکندر یونانی تھے باوجود کمال کوشش اور محنت ومشقت کے زمانے کے صاحب طالع مین بہ ایک چاہیے صاف صاف طور پر بیان نہین فرمایا ہے- اور اسی طرح سارے علم تنجیم (نجوم جاننے) کے بھیدون کے پہچاننے والے اختلاف کے پردے مین رہے ہین اور انھون نے کوئی رازکی بات اہم اور شگرف (نادر وعجیب امر) سے ظاہر نہین کی ہے اور باوجود حسابی قوانین کی استواری اور درست اندیشہ محاسیون (حساب لگانے والون) کی تحقیق کے کہ زمانے کے دانشمند اس طرح کی باتون مین کمتر اختلاف کرتے ہین- غیرت الٰہی کے تقاضے کے موافق پاک زائچہ کی حقیقت پوشیدگی کی نقاب مین رہی اور اختلاف کے پردے مین چھپی رہی- اور حاصل کلام طالع کے زائچون سے ہر ایک کو ہر ایک کا ایک نمونہ بیان کیا گیا ہے اگر انصاف کی آنکھ سے دیکھا جاوے تو ظاہر ہوتا ہے- کہ خدادانی اور ایزد شناسی کی حالت اور ظاہری اور باطنی بلندی اور قدر ومرتبہ کی بزرگی مین اُس کا دوسرا نہین ہوسکتا ہے- اگرچہ زائچے باہم ایک طرح کا اختلاف رکھتے ہین لیکن ظاہر وباطن کی دولت واقبال کے آراستہ کرنے مین یکسان ہوکر ظاہر وباطن کے پیشوا کو مبارکباد دیتے ہین اور حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ) کے نزدیکون سے جن کا ظاہر اور باطن راستی اور درستی سے آراستہ تھا سُنا گیا کہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی جب مبارک طالع کے زائچے کو پیش نظر رکھ کر غور فرماتے تھے بہت بار ایسا واقع ہوا ہے کہ خلوت گاہِ خاص مین دروازے بند کر کے کمال شوق سے رقص مین آتے تھے- اور نہایت شوق سے جنبش دوری (چکر کی گردش) کرتے تھے سچ ہے ذوق حقیقی کی بارگاہ کے صدرنشین اور دائمی معرفت کے خوان کے چاشنی لینے والے یا مزہ چکھنے والے کہ وجدان اور عرفانِ الٰہی کی حلاوت (شیرینی) سے لذت پائے ہوئے ہون کیون ان لذتون کے دریافت کے شکریہ بیخودی نہ کرین- اور خوشی کے جوش اور زمزمے کی کشادگی سے وجد وحال مین نہ آوین- اسلئے کہ ان کمالون کے بلند درجون پر چڑھنا عین معرفت الٰہی ہے- اور حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ) کو دریافت ذاتی کے کمال کی وجہ سے میرے حضرت شاہنشاہ کی پاک ذات کی آنے والی سعادتین اور کمالات اور آیندہ حالات اور واردات کے چمکارے ہر طور سے دریافت ہوتے تھے اور وہ سب روشنیان واقع ہونے کے مرتبہ مین آنے سے پہلے زائچہ کے آئینے سے نظر آتی تھین اور بہت بار اُن لوگون سے جو بات کرنے کی قابلیت اور مرتبہ رکھتے تھے فرماتے تھے کہ اس اقبال کے آفتاب کا طالع میرے حضرت صاحبقران (امیر تیمور) کے طالع سے بعضی بلند باتون مین چند درجے زیادہ ہے جیسا کہ احکام کی جدولون کے تیز دیکھنے والون پر ظاہر ہوتا ہے- اور جب دوان دد

بزرگ سعادت ناموں کا مقابلہ کرکے گردش کھانے والوں ستاروں کے عطیوں اور آسمانوں کی سعادتوں کو غور و فکر کی ترازو میں تولیں گے معلوم کریں گے کہ میرے صاحبقران (امیر تیمور) کا زائچہ کیا خبر دیتا ہے اور یہ پاک زائچے کس بات سے آگاہ کرتے ہیں خدا پاک ہے (واہ واہ کیا خوب اور عجیب بات ہے) کہ باوجود زائچہ بنانے والوں کے باہم دور ہونے کے کہ باعتبار زمان اور مکان اور حال ہے اور اُن کے قاعدے بھی جُدا جُدا ہیں ہر ایک مبارک طالع کے صحیفوں سے کہ بیان کیا گیا ہے باہم موافقت رکھتا ہے۔ کہ یہ مولود (بچہ) کونی (دنیوی) اور الٰہی (روحانی) بلند مرتبوں کے درجہ تک پہنچے گا۔ اور اُس کی پاک ذات ظاہری اور باطنی بزرگیوں کا مجموعہ ہوگی اور قسم قسم کے کمال اور پاک نکتے اور ظاہر اور باطن کی کامروائی اور ظاہر اور باطن کی سلطنت سے موصوف ہوگا اور طرح طرح کے جہانبانی کے حالات اور حکومت کے درجے اور حق پرستی اور خداشناسی اور درویش پرستی اور غریب نوازی کے بلند درجے سے باخبر ہوگا اور عمر کی درازی اور بدن کی تندرستی اور مزاج کا اعتدال اور خواص اور عوام کا مدح کیا گیا ہونا اور چھوٹے اور بڑے کے قابل شکر ہونا اُس کو حاصل ہوگا اور عالم کے احوال اور ملکوں کی نگہداشت اور راہوں کی حفاظت اور ملک رانی اور جہانداری کی ساری باتوں سے کمال درجہ واقف ہوگا۔ اور عجیب باتوں سے وہ ہے کہ یہ حالات کہ نجوم کے بھیدوں کے جاننے والوں نے غور و فکر سے اُن کا سُراغ لگایا ہے وہ لوگ جو ستارہ شناسی کے نقشوں سے بالکل ناواقف ہیں اپنی دُوربینی کی روشنی کے سبب سے آنحضرت کے احوال کی پیشانی سے پڑھتے ہیں لیکن گویائی کی قوت ان مرتبوں کے بیان کے ادا کرنے سے عاجزی اور کوتاہی کا اقرار کرتی ہے۔ ترجمہ بیت کا اے وہ کہ تیری صفتوں نے زبانوں کو بیان کے درجے سے گرا دیا ہے۔ تیری ذات کی عزت نے یقین کو گمان بنا دیا ہے۔

حضرت شاہنشاہ (جلال الدین محمد اکبر شاہ) کی روحانی قالب رکھنے والی دائیوں اور نیکبختی کا زیور پہننے والی اناؤں کے ناموں کا بیان

جبکہ پیدائش کا روز روشن ہوا آسمان نے اُس کی بلند پیدائش کی شوکت کی وجہ سے زمین پر حسد کیا اور زمین نے اُس کی بزرگ آمد سے آسمان پر فخر ڈھونڈھا یعنی اپنے آپ کو آسمان سے زیادہ بڑا اور پر سعادت سمجھا۔ دانائی اور بینائی کا درجہ بلند ہوا۔ اور آن حضرت (جلال الدین محمد اکبر شاہ) کا پاک عنصر اور پاکیزہ گوہر جو خدا کے نور کے بزرگ چشمے میں اور دائمی معرفت کے دریا میں دھویا ہوا اور پاک و صاف کیا ہوا تھا اور اُس کی

پاک ذات پر قبول و اقبال کی روشنیان چمکی ہوئی تھین پاکدامن سیوتی کا بدن رکھنے والیون اور نیکوئیت سایہ
مین پلی ہوئی عورتون کے ہاتھ سے دستور کے موافق جو ظاہری عنصری بناوٹ کے پیرو. غسل کرنیوالون کا طریقہ
غسل دیا گیا اور پاک و صاف کیا گیا (پھر) معتدل مزاج پاک طبیعت دایون نے مبارک پارچے مین جو پاکون (فرشتون)
کے پردے سے زیادہ پاکیزہ تھا لپیٹ کر اُس خدائی صورت اور آسمانی جسم کو نہایت ادب اور بڑی عزت
کے ساتھ پاکدامن کی پاکیزہ آغوش مین رکھا یا دیا۔ اور مہربانی کے بستان (چھاتی) اُس کے شیرین لب کو دل
جان کے پرورش کرنے والے شیرہ یا دودھ سے اُس کا تالو یا مُنہ شیرین کیا یا اُس کو خوش مقصد کیا۔ مگر کاہد
اُنھون نے دودھ اُس کے لب کے لئے آمادہ کیا۔ دودھ اور شکر کو باہم ملایا (یعنی جبکہ دودھ پلانے والی
نے دودھ اُس کے لب سے لگایا گویا کہ دودھ اور شکر کو باہم ملایا اس لئے کہ اُس کے لب کو شکر بتایا ہے پس
ظاہر ہے کہ شیر و شکر باہم ملے) اُس نے جو دودھ امید کی دایہ سے پیا وہ دودھ نہ تھا۔ بلکہ وہ جو اُس نے پیا
آفتاب کے سرچشمہ کا آب تھا یعنی نور تھا چونکہ نیکبختی کے خاندان کے برگزیدہ یعنی شمس الدین محمد غزنوی سے
قنوج کے اندر ایک نمایان (عمدہ) خدمت ظہور مین آئی تھی حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون بادشاہ)
نے اُس خدمت کے بزرگ عوض مین اس اقبال کے نورانی ستارہ کے نکلنے کے کچھ پہلے اس بڑی نعمت اور
بخشائش کا وعدہ کر کے ہمیشہ والی دولت کا امیدوار کیا تھا کہ اُس کی پاک طبیعت اقبالمند بی بی جو آج کے دن
جی جی آنکہ کے نام سے بلند خطاب رکھنے والی ہے اُس بادشاہت اور اقبال کی بہارستان کے نئے پودے
یا تازہ میوے کی دایہ بننے کی خدمت کی نیکبختی سے اور اُس بزرگی اور جلال کے خانہ باغ کے گلدستہ کی پرورش
سے فخر کی چادر اوڑھنی اور سربلندی کی چادر اوڑھے گی اس لئے اُن حضرت نے جو حضرت مریمؑ ایسا رتبہ رکھتی
ہین اور پاک ارکان ہین یعنی اُن حضرت مریم مکانی نے جو پاک سرشت ہین اُس آسمانی دسترخوان کی آراستہ
کرنے والی یعنی جی جی آنکہ کو بُلا کر وہ بچہ جو فیض و برکت کے اُترنے کی جگہ تھا مبارک گھڑی مین اُس کی امید بھری
گود مین دیا (ترجمہ صفحہ پنجاہ و سوم از کشور ہند) اور چونکہ اب تک اس پاک درجہ رکھنے والی دایہ کے ہان بچہ ۵۳
پیدا ہونے کا وقت نہ ہوا تھا پاک طبیعت دایہ بھاول نام کو جو حضرت جہانبانی کی خاص خادمہ تھی اور پاکدامنی
اور پاکیزگی مین سربلندی رکھتی تھی فرمایا تو اُس نے پہلے دودھ پلایا اور اصل بات یہ ہے کہ پہلے پہل پاک بزرگ
مان ہی نے دودھ پلایا اُس کے بعد فخر نسا بی بی ندیم کو کہ کی اس بزرگی سے مقصدور ہوئی پھر بھاول آنکہ نے
یہ سعادت حاصل کی اُس کے بعد بی بی خواجہ غازی کی اس دولت سے بلند عزت رکھنے والی ہوئی۔ اُس کے
بعد حکیمہ اس بزرگ بخشائش کے ساتھ خاص کی گئی ہوئی۔ اُس کے بعد پاکدامن بی بی جی جی آنکہ اپنی آرزو کے
موافق ظاہر اور باطن کی دولتمند ہوئی۔ اور اُس کے بعد کوکی آنکہ بی بی تو غ بیگی کی اور اُس کے وابستہ جانے

کے بعد بی بی روپا نے یہ لائق خدمت حاصل کی پھر خالدار آنگہ نے جو سعادت یار کوکہ کی مان تھی اس بڑی بخشائش
سے خاص ہوئی اُس کے پیچھے پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی بیجا جان آنگہ جو زین خان کوکہ کی بزرگ مان تھی اُس
بڑی دولت کے ساتھ نیکبختی حاصل کر کے ہمیشہ کی بزرگی کی پونجی پانے والی ہوئی - اور اور بہت سی صاحب نصیب
پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی بیبیان اس خدمت سے سربلند ہوئین - اور بیشک خدائی حکمت اس گروہ کے اختلاف
مین مختلف مشربون (عادتون خصلتون) کا امانت رکھنا ہے تاکہ پاک ہستی یا پاکیزہ ذات طرح طرح کے درجون
کو پہنچکر خدا کی تجلّیون (روشنیون) کی رنگ برنگ کے طور وطریقون کی پہچاننے والی بنے - یا اس لئے ہے
کہ ہوشمند دانا بینا لوگون پر ظاہر ہوجاوے کہ یہ اقبال کا نیا پودا خدا کی فیض وبرکت کی بڑی نہر کے آب شیرین
سے تعلق رکھتا ہے اور اُس قسم کا نہین ہے کہ ظاہری پرورش سے باطنی درجون پر بلند ہوا ہے اس لئے کہ
اندرونی حالت اس گروہ یعنی دودھ پلانیوالیون کی سب لوگون پر ظاہر ہے کہ کس درجہ مین ہے اور اس خدا کے
مقبول بندے کے پاک مرتبہ کی بلندی کس درجہ مین ہے - اور عجیب نشانون سے یہ ہے کہ حضرت شاہنشاہ
(جلال الدین محمّد اکبر شاہ) نے آغاز حال مین اور ہستی کے مُلک مین آنکھ کھولتے ہی دوسرے بچّون کی عادت کے
برخلاف مزے وار مسکرانے سے عقلمندون کو باغ باغ کیا یا دانشمند قیافہ شناسون نے مُسکرانے کو دولت
اور اقبال کی بہار کے شگفتہ ہونے کا اچھا شگون سمجھا اور امیدون اور آرزوُن کے غنچہ کے کھلنے کا سبب جانا
اُس کے بعد (یعنی دودھ پلانے کے بعد) ایسے گہوارے مین جو خیال کی صورت سے نازک زیادہ تھا اور
جس کو بادشاہی تخت کے بڑھیون نے صندل اور عوُد (اگر کی لکڑی سے بنایا تھا اور شاخ اور پنکھڑی کی
طرح اُس کے جوڑون کو باہم جوڑا تھا اور قیمتی موتی اور یاقوت اُس کے کنارون اور گوشون سے لٹکتے تھے
اُس نو سپہر (نو آسمانون) کے یکتا گوہر (یعنی شہزادے) کو بہت اچھی طرح سے آرام دیکر یعنی لٹا کر نرمی اور
آہستگی کے ساتھ ہلایا - اور اُس مبارک آغاز اور لائق انجام رکھنے والے کے خوش بنانے اور آرام پہنچانے
کے لئے بزرگ اور برتر خدا کا نام موسیقی کے تال سُر کے موافق گایا - پاکی کے عبادت خانون کی عبادت
کرنے والون اور محبت کی محفلون کے بیٹھنے والون (وکیلان قضا و قدر و فرشتگان آلہی) نے کہ زمین زمان
کے سلسلے کے انتظام کرنے والے اور کون ومکان (موجودات) کے دائرے کے جمع لانے والے ہین اپنے
مقصد پر کامیاب ہوکر جہان اور جہان کے رہنے والون پر احسان رکھا - اور اُس جگر گوشہ (پیارے بچے)
آسمانی کو اس مبارکباد کے ساتھ مبارکباد دی - شعر کا ترجمہ - کہ اے وہ کہ عقل کی شرف وبزرگی تیرے لئے مقرر ہے
جہان کی شہنشاہی کا دور تیرے لئے مبارک ہو - زمین کی سطح تجھ ایسا باغ نہ رکھتی تھی - آسمان کی محراب تجھ ایسا
چراغ نہ رکھتی تھی - خالقیت کے سمندر نے بہت لہرین ملدین - تب تجھ ایسا گوہر کنارے پر پڑا - تقدیر کے قلم نے

بہت نقش باندھے یا بہت نقش بنائے۔ تب حکم خدا سے تجھ ایسا نقش ظاہر ہوا۔ ہستی یا موجودات کی کتاب تیری ہی طرف اشارہ کرنے والی ہے یعنی موجودات تیرے ہی لئے پیدا کی گئی ہے۔ آسمان کا دفتر تیرے ہی تشریح کا دفتر ہے یعنی نو آسمان تیرے ہی پیدا ہونے کا مفصّل بیان کرنے والے ہین۔

حضرت جہانبانی جنّت آشیانی کے دُنیا مین جاری ہونے والے حکم کے موافق قلعۂ امرکوٹ سے حضرت شاہنشاہ کے آنے اور مبارک ستارون کے ایک بُرج مین جمع ہونیکا بیان

چونکہ حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون) کی جہان دیکھنے والی آنکھ اور مبارک نظر حضرت شاہنشاہ (جلال الدین محمد اکبر شاہ) کے مبارک صورت دیکھنے کی مشتاق تھی۔ مہربانی کے نشان رکھنے والے فرمان نے بھیجنے کی بزرگی پائی یعنی جاری ہوا۔ کہ حضرت مریم مکانی (نام والدۂ اکبر شاہ) کی سپردگی یا حفاظت مین عزت کے پردہ یا خیمے اور اقبال کے خیمہ گاہ کی طرف متوجہ ہون۔ اور خواجہ معظم اور ندیم کوکلتاش اور شمس الدین محمد غزنوی کو بھیجا کہ راستے مین نیکبختی کے ڈولے کے حاضر باش رہین یعنی شاہ بیگم کے ڈولے کے ساتھ ساتھ آئین پس حضرت شاہنشاہ حضرت مریم مکانی کی پرورش کی آغوش اور دولت کی گود مین گیارھوین ماہ شعبان کو مبارک گھڑی مین قلعۂ امرکوٹ سے بزرگی کا خیمہ باہر نکال کر اقبال اور سعادت کے ساتھ چلنے والے تخت پر روانہ ہوئے شعر کا ترجمہ۔ ابھی تک گھوارے کا زمانہ ختم نہین ہوا ہے بلند نصیب نے اُس کو تخت نشین بنایا ہے۔ آنکھ نہین کھولی ہے اور دل کی آنکھ سے یعنی ابھی تک کہ سن تمیز کو نہین پہنچا ہے مگر دلی نور سے۔ دُنیا اور دین کے انتظام مین نظر کرنے والا ہے۔ ہاتھ نہین کھولا ہے (یعنی ابھی تک اُس کی مٹھیان بند ہین جیسے کہ چھوٹے نو پیدا بچون کو ہوا کرتی ہین) مگر اُس کا دل خواہان ہے۔ کہ جہان کو اپنے نگینہ یا مُہر شاہی کے نیچے لاوے۔ اُس کے ہزار پھولون (یعنی بیشمار اچھی عادتون) سے ایک بھی نہین کھلا ہے۔ مگر جہان اُس کی دولت کے باغ سے پھول توڑنے والا ہے (یعنی فیض و فائدہ اُٹھانے والا ہے) جب تختِ روان حضرت شہنشاہی کا کہ خدا کی معرفت کا روان یا چلتا خزانہ تھا قریب پہنچا۔ اور دو منزل کا فاصلہ رہ گیا۔ جہان کا اطاعت کیا گیا حکم جاری ہوا۔ کہ سلطنت کے بڑے بڑے سردار اور بادشاہت کے مضبوط ستون (اُمرا و وزرا) اور اُور اشراف توجہ کرنے والے طرف قبلۂ اقبال کے اور رُخ کرنے والے طرف کعبۂ آمال (آرزوؤن کے کعبہ) کے ہون خوشخبری پہنچانے والے قاصد دم بدم پہنچتے تھے۔ اور بزرگ نزدیک آنے کی خبرین ہر گھڑی پہنچاتے تھے (ترجمہ از صفحہ

پنجاه وبہمن کشوری) بیت - بادشاہی جلوس پہنچ رہا ہے دونون جہان اُس کے پیچھے ہے - شوق کا قافلہ اُس کے ۵۵
استقبال کو جا رہا ہے - اور شعبان کے آخر مین کہ بزرگی کے اُترنے کا روز تھا اور اقبال کے کیمپ سے ایک منزل
کا فاصلہ رہ گیا تھا (ہمایون بادشاہ نے) فرمایا کہ یقیناً خوش نصیب بچّہ قوی طالع رکھنے والا ہے اور دونون جہان
کی نیکبختی اُس کی ذات مین پوشیدہ ہے - اسلئے کہ جس قدر زیادہ نزدیک آتا جاتا ہے ہستی کے بزرگ شہر مین
دوسری ہی جمعیت نظر آتی ہے اور تازہ خوشی ظاہر ہوتی ہے - حضرت جہانبانی جنّت آشیانی کی دانائی کی روشنی
اور باطن کی صفائی سے خدا کی بھیدون کی باریکیون کا دریافت کرنا اور آسمانی خزانون کی حقیقتوں کا معلوم
کرنا کیا تعجب کی بات ہو سکتی ہے یعنی کچھ عجب بات نہین ہے - اور حضرت شاہنشاہ سایۂ خدا کے ظاہر ہونے
کے کامل نشانون سے روشنیون کا روشن ہونا کیا عجب ہے اسلئے کہ وہ (شاہنشاہ مراد اکبر شاہ) جہان
کی نادر چیزون کے سرنامون کی کتاب اور اولاد آدم کے کمالون کی فہرستون کا مجموعہ ہے - اور ایسے گھنٹے
مین کہ دو مبارک ستارون کے نزدیک ہونے کی مبارکی اور دو روشن ستارون (سورج اور چاند) کے ایک بُرج
مین جمع ہونے کی برکت رکھتا تھا حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) اقبال اور سعادت کے ساتھ بزرگی اور
بڑائی کے احاطہ مین اُترے اور روشنی کے اُترنے کی جگہ مین حاضر ہونے سے نیکبختی حاصل کرنیوالے ہوئے
اور ہمیشہ والی کامیابی کے ہُما کے سایہ مین ٹھہرے - اور حضرت شاہنشاہ کا مبارک سر حضرت جہانبانی
(ہمایون بادشاہ) کے آسمان گھسنے والے تخت کے پایہ کے چھونے سے اس خیال پر کہ خوش قسمتی اور پیری
کا کمال حاصل کرین نیکبختی پانے والا ہوا - اور حضرت جہانبانی (ہمایون بادشاہ) نے بڑی مہربانی اور نہایت
شفقت سے آغوش مین لے کر آنحضرت (اکبر شاہ) کی نورانی پیشانی پر کہ دونون جہان کی نیکبختی کی تختی اور ہمیشہ
والے اقبال کا سرنامہ بھی بوسہ دیا - ع کبھی لب پر کبھی دل پر کبھی سر پر اُٹھایا - اس مبارک روشنی کے دیکھنے
کے بعد الہامی زبان سے بزرگ اور بڑی شان رکھنے والے خدا کی شکرگزاری ادا کرنے لگے - اور فرقد گھسنے والے
سر کو عاجزی اور اخلاص کے سجدون کے لئے بے نیاز (بے حاجت خدا) کی درگاہ مین جھکایا - شعر کا ترجمہ -
سر ہی کا سجدہ دم بدم نہ تھا - بلکہ اُس کے بدن کا ہر بال سجدہ کے لئے جھکا تھا - خدا کی مہربانی کے حفاظت
کرنے والون اور بے انتہا نیکبختی کے خزانچیون نے اُس ہمیشہ والی امانت اور دائمی امانت کو بادشاہ کی مہربانی
کی آغوش مین سونپ کر اس خوشی کے نغمہ اور آزادی کے راگ کا گانا شروع کیا - شعر کا ترجمہ - یہ خدا کی امانت
ہے - جو کچھ کہ تو چاہتا ہے اس خزانے سے حاصل کر - یہی تو ہے کہ جس کے دل مین (کارکنان الٰہی نے) رکھی
ہے - خدا کے راز کی حقیقت ہوبہو ویسی جیسی کہ وہ تھی - یہی تو ہے کہ جس کے دروازے کے کعبہ کو - دُنیا کے بادشاہ
اپنا قبلہ وکعبہ قرار دین گے - یہی تو ہے جس کی دولت کا پاؤن - بادشاہی تخت کا رونق دینے والا ہوگا -

انسانی صورت کے صفحہ کے پڑھنے والون نے فکر کرنے والی اور تہ کو پہنچنے والی آنکھ سے نظر کیا اور انسانی صورت
کے قیافہ شناسون نے غور اور سوچ بچار کی نگاہ سے معلوم کیا۔ قطعہ کا ترجمہ۔ (ترجمہ صفحہ پنجاہ و ششمین از کشوری)
۵۶ اُنھون نے کیا دیکھا۔ ایسا ایک نقش دیکھا (یعنی صورت دیکھی) جو کبھی۔ موجودات یا پیدائش کی تختی مین نہ دیکھا
تھا۔ حیرت سے کوئی بات بولے یا حیرت کی وجہ سے کچھ بول نہ سکے اور اگر بولے تو یہ۔ دیکھو یہ دانائی کی روشنی
دیکھو یہ بینائی کی آنکھ۔ بادشاہ ہونے کی روشنیان اُس کی روشن چمکدار پیشانی سے چمکتی تھین اور خدا کے سایہ
ہونے کے حروف اُس کے بلند ہاتھ کے خطون یا لکیرون سے نظر آتے تھے۔ عقل کی گواہیان اُسکی ہستی
کی بناوٹ سے ظاہر ہوتی تھین۔ خداشناس ہونے کی دلیلین اُس کی ہستی کے مجموعہ سے آشکار تھین انصاف
کے روشن ثبوت اُس کے مزاج کے اعتدال (برابری) سے روشن تھے۔ فیّاض ہونے کی روشن علامتین
اُس کی ذات کے جوہر سے چمکتی تھین۔ صاحبقران ہونے یعنی عظیم القدر شہنشاہ ہونے کے نشان اُس کی
پاکیزہ صورت کی فہرست سے روشن تھے۔ پوشیدہ باتون کے جاننے کا علم اُس کی سرشت کی چھاپ ذنک سے
ثابت ہوتا تھا۔ دُوربین ہونے کے بھید اُس کے تیزبین ہونے سے آشکار ہوتے تھے دور اندیش ہونا
اُس کی بلند نگاہ سے چمکتا تھا۔

حضرت شاہنشاہ کی مبارک پیدائش کی نادر تاریخون سے بعض کا ذکر

حضرت شاہنشاہ کی مبارک پیدائش کی مناسب تاریخین نظم اور نثر کے باریک بینون نے پائی ہین اور بہار کے
کے قصیدے کہے ہین اور سب حضرت جہانبانی (ہمایون بادشاہ) کی بارگاہ کی مجلس نشینون کی قبولیت
کی عرض مین جو (بارگاہ) کہ انسانی جوہر کے پرکھنے کا مقام ہے پہنچا کر بڑے بڑے انعامون سے مقصدور
ہوئے ہین منجملہ اُن تاریخون کے اس تاریخ کو مولانا نورالدین ترخان نے پایا جس پر اُن کی بہت تعریف ہوئی
اور صلہ و انعام بھی سب سے بڑھ کر پایا۔ رباعی کا ترجمہ۔ جبکہ حکم الٰہی کے قلم نے تقدیر کا نشان یا فرمان لکھا۔ سارے
دائمی نشانون کی تفسیر (مفصّل بیان) لکھی۔ جہان کے شہنشاہ کی ولادت (پیدائش) کی تاریخ
شہنشہ جہانگیر لکھی اور یہ تاریخ بھی عجیب اتفاقات سے ہے کہ اُس زمانے کے فاضلون سے
۹۴۹
ایک فاضل نے پائی ہے۔ شعر کا ترجمہ۔ خدا کا شکر ہے کہ ظہور مین آیا (پیدا ہوا) وہ کہ موجودات کا برگزیدہ (چنا
ہوا) ہے۔ وہ جہان کے بادشاہون سے وہ بادشاہ ہے کہ۔ جس کا نام اکبر اور جس کا لقب جلال ہے (اُسکی
پیدائش کا رات اور دن اور مہینہ اور برس اتوار کی رات۔ رجب (مہینے) کی پانچوین تاریخ ہے۔ شب یکشنبہ پنج رجب
سے تاریخ پیدائش بحساب ابجد یون ہے۔ شب یکشنبہ پنج رجب۔ = (۹۴۹)

اس نادر کتاب (اکبر نامہ) کے لکھنے والے (ابوالفضل) کا شکر گزار ہونا سلطنت کے زمانے کے پانے اور حضرت شہنشاہ (محمد اکبر شاہ) کی دربار کی ہمیشہ کی حاضر باشی پر

اگرچہ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس نادر کتاب (اکبر نامہ) کا لکھنے والا (ابوالفضل) اس روشن ستارے (اکبر شاہ) کے نکلنے (پیدا ہونے) کے وقت نیستی کے تہ خانے میں ہستی کے سرمایہ سے خالی ہاتھ اور خدا پرستی کے زیور سے ننگا تھا لیکن وہ اس بڑی بخشائش کا شکر کس طرح ادا کر سکتا ہے کہ اس حقیقی اور مجازی بزرگ اور ظاہری اور باطنی پیشوا کے ظاہر ہونے کا زمانہ پاکر ہدایت اور مہربانی کی آنکھ کے نظر کئے ہوؤں سے ہے اور دوسرے شکر یہ ہیں کہ اس سے پہلے کہ پاک زائچہ (اکبر شاہ کے زائچہ) کو دیکھتا اور اس کی رقموں کی بزرگیوں کی نادر باتوں اور عمدہ عمدہ باریکیوں پر آگاہی پاتا (اس کے) خدا شناس ہونے اور ملک و بادشاہی کے آراستہ کرنے
۵۷ کے کمال کو کہ جو نجومی کے پہچاننے کی حد سے باہر ہے معلوم کر کے خدا کی قدرت کا پوجنے والا تھا (ترجمہ صفحہ پنجاہ و ہفتمین از کشوری) خدا کا شکر ہے پھر خدا کا شکر ہے (خدا کا شکر پر شکر ادا کرتا ہوں) کہ مین امام الکلام (کلام کے پیشوا) حسان العجم (فارس کے حسان۔ اصل یہ ہے کہ حسان بن ثابت مداح رسول خدا تھے پس جبکہ خاقانی نے بھی بہت کچھ رسول خدا کی تعریف مین لکھا۔ لوگون نے اُن کو حسان العجم کا لقب دیا کہ وہ حسان عرب کے تھے یہ حسان فارس کے مداح رسول ہین) لسان الحقیقہ (سچائی کی زبان) حکیم خاقانی کی طرح بادشاہ وقت کی آرزو مین کہ ظاہر اور باطن کے سلسلہ کا انتظام اُس سے چارہ نہین رکھتا ہے (یعنی بادشاہ وقت کا اندرونی اور بیرونی انتظام کے لئے ہونا ضروری ہے) نہین ہوں جیسا کہ اُس کے سچائی کے لکھنے والے قلم کا لکھا ہوا ہے کہ شعر کا ترجمہ۔ کہتے ہین کہ دُنیا جہان کے ہر ہزار برس کے بعد۔ ایک خدا کا رازدار و وفادار بندہ ظہور مین آتا ہے۔ وہ اس سے پہلے آیا اور ہم ہستی سے پیدا نہ ہوئے تھے۔ اب اس کے بعد آئے گا اور ہم غم سے کر چلے گئے ہون گے۔ اور وہی (خاقانی) دوسری طرح پر کہتا ہے۔ رباعی کا ترجمہ۔ ہر ایک چند مدت کے بعد یعنی ہر ہزار سال کے بعد جہان کے بادشاہون سے اُکتا جاتا ہے یا گھبرا جاتا ہے۔ ایک روشن جان رکھنے والا یعنی خدا کے نور سے معمور بندہ آسمان سے نیچے آتا ہے یعنی دُنیا مین پیدا ہوتا ہے۔ اے خاقانی اس قسم کا (بادشاہ) اس زمانے (اپنے اس زمانہ) مین بہت مت ڈھونڈھ۔ دستے پر بیٹھ (اُس کا انتظار مت کر) اس لئے کہ تو قافلہ دیر مین آئے گا اور پیش خیمہ

کی برکت سے اس کل (سارے عالم) کے حکم چلانے والے اور استون کی گرہ کے کھولنے والے کی ملازمت سے مقصد ور ہوا ہوں اور اُس کی بزرگ توجہ اور بلند مہربانی کے سبب سے دانا کے فریب دینے والے فریبی زمانہ کے مزاج کو سمجھ کر یا جان بوجھ کر اپنے دل کو کہ سببوں کے جنگل میں پریشان تھا مطمئن کر کے یا تسلی دیکر اسی لگاؤ کے جہان میں اُس کی رضامندی کے حاصل کرنے کے سوا جو بالکل (یا ہُو بہو) خدا کی رضامندی ہے کسی چیز کی طرف مائل نہیں رکھتا۔ اور اپنے دل کو تعلقوں کے قیدوں اور دُنیا کی پابندیوں یا روکنے والی چیزوں سے آزاد کر کے نہ گزرے ہوئے کی آرزو میں اور نہ آیندہ کی خواہش میں رنجیدہ خاطر ہے جیسا کہ اپنے احوال کا مفصل بیان یعنی اُس کی (بادشاہ اکبر کی) ملازمت کی سعادت کے پانے اور اُس کی مہربانی اور عنایت کے سایہ میں آنے اور عزت کی بلندی سے سربلند ہونے اور معرفت (خداشناسی) کی جھروکے سے بزرگ مرتبہ ہونے کا۔ اُس کے موقع پر بیان کرنے والے قلم سے لکھے گا۔

حضرت شہنشاہ (اکبر شاہ کے) بلند لقب رکھنے والے نسبوں کی ترتیب اور اُس کے بزرگ مرتبہ باپ دادوں کے مبارک ناموں کی فہرست

حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کے بزرگ دادوں اور معزز باپوں کے آسمان سے نسبت رکھنے والے پاک لقبوں کا شمار کہ جو بلندی کے درجوں اور بزرگی کے مرتبوں میں بلندی کے باپوں یا آسمانی باپوں (مراد سات گھومنے والے ستارے یا نو آسمان) سے توامان (ہمزاد یا جڑوان یا برابر) ہیں اور سب بادشاہ اور شہنشاہ اور بادشاہی بخشنے والے اور بادشاہ بنانے والے ہوئے ہیں اور خدا کی دی ہوئی دانائی اور خدا کی دیکھنے والی بینائی کی بدولت جیسا کہ انصاف اور داد کا حق ہے اس طرح پر جہان اور جہان والوں کا انتظام و بندوبست کرتے رہے ہیں اور نیکنامی کی شہرت کہ دوسری زندگانی بلکہ ہمیشہ والی زندگانی ہے اس دُنیا میں اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ اس طور اور طریقے پر ہے (یعنی شمار اُن کے القاب کا اس طرح پر ہے) کہ ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بیٹا نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ کا (وہ) بیٹا ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کا (وہ) بیٹا عمر شیخ مرزا کا (وہ) بیٹا سلطان ابوسعید مرزا کا (وہ) بیٹا سلطان محمد مرزا کا (وہ) بیٹا میران شاہ کا (وہ) بیٹا صاحبقران
۵۸ قطب الدنیا والدین امیر تیمور گورگان کا (ترجمہ صفحہ پنجاہ و ہشتمین از کشوری) (وہ) بیٹا امیر طراغائی کا (وہ) بیٹا امیر برگل کا (وہ) بیٹا ایلنگیر بہادر کا (وہ) بیٹا ایچل نویان کا (وہ) بیٹا قراچار نویان کا (وہ) بیٹا سوغوچین کا

(وہ) بیٹا ایرادمچی برلاس کا (وہ) بیٹا قاچولی بہادر کا (وہ) بیٹا تومنہ خان کا (وہ) بیٹا بایسنغر خان کا (وہ) بیٹا قائدو خان کا (وہ) بیٹا زوتمین خان کا (وہ) بیٹا لوقا قاآن کا (وہ) بیٹا بوزنجر قاآن کا (وہ) بیٹا آلنقوا ایچی جوئنہ بہادر کی (وہ) بیٹا یلدوز کا (وہ) بیٹا منگلی خواجہ کا (وہ) بیٹا تیموتاش کا اور وہ نسل سے قیان بن ایل خان بن تنگز خان بن منگلی خان بن یلدوز خان بن آئی خان بن کُن خان بن اغوز خان بن قراخان بن مغل خان بن النجا خان بن کیوک خان بن دیب باقوئی بن النجا خان بن ترک بن یافث بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن جرید بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم (اُن پر سلام ہو) ہین پوشیدہ نہ رہے۔ کہ یلدوز تک پچیسواں دادا حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کا ہے ان بلند نسل رکھنے والون کا مبارک احوال بات کے بیان کرنے والون کے سینون صحیفون مین حفاظت کیا گیا اور لکھا گیا ہے یعنی سینہ بسینہ اس طرح پر چلا آتا ہے اور زمانون کی رقمون کے یاد کرنیوالون کی زبانون پر نگاہ رکھا گیا اور ذکر کیا گیا ہے یعنی اس طور پر زبان زد ہے اور منگلی خواجہ سے ایلخان تک۔ کہ دو ہزار برس کا احوال اندازہ کے طور پر ہو سکتا ہے نظر مین نہین آیا ہے یعنی ظاہر نہین ہے۔ چنانچہ اس کا سبب ذکر کیا جائے گا۔ اور ایلخان سے آدم تک کہ پچیس شخص ہین اور صاحبان تاریخ نے (مورخون) نے ذکر کیا ہے مختصر طور پر لکھا جائے گا۔ دُور بین عقلمندون کے نزدیک جنھون نے انصاف پسند دل اور خدا کی دی ہوئی دانائی کے ساتھ گزری خبرون کی تلاش کی ہے بلکہ اُنھون نے سچی باتون کے پہچاننے کو اپنی امانت کا زیور اور دیانت کی آرائشگی بنایا ہے اور اس طرح پر درست (ٹھیک) کام یا بات کے وزن کرنے یا تولنے مین دوڑ دھوپ یا کوشش کرتے ہین پوشیدہ نہین ہے کہ وہ جو خبرون کی تحقیقون اور کانون کے صفحون پر مشہور ہونے کی تحریر رکھتا ہے (کہ وہ جو خبرین سُننے مین آتی ہین) کہ آدمیون کا شروع سات ہزار برس بتاتے ہین ایک ایسی بات ہے جو کوئی اصل اُن عقلمندون کے خیالون اور عقلون کی قبولیت کی قابلیت کہ اس چارچمن (دُنیا) کے خزان اور بہار کے تماشا کرنے والے اور اس سات محفلون (ہفت اقلیمون یعنی دُنیا) کی نیچے اور اونچے راگون کے سُر کے پہچاننے والے ہین نہین رکھتی ہے۔ اور اس قسم کی باتون مین دُور کی سوچنے والی اور دُور کی دیکھنے والی عقل کبھی دریافت کی سچائیون کی وجہ سے یعنی اصل مطلب پر غور کرنے کے بعد انکار کر دیتی ہے اور کبھی احتیاط کی راہ سے جو اطمینان کے ٹھہرنے کی جگہ اور دانائی کی قیامگاہ ہے اُس کے رد کرنے یا قبول کرنے مین تامل یا تاخیر کرتی ہے۔ عقل کی جہان کی روشنی کی مدد سے اور زمانے کی اعتماد کے لائق خبرون اور معتبر نقلون کی مددگاری سے جیسے کہ ہندی اور خطائی پُرانی کتابون وغیرہ سے جو حادثون کی روندن یا حادثون کے روندے جانے سے محفوظ رہی ہین اور نجوم کے قاعدون اور رصدون کے حکمون وغیرہ کی بنیاد اُن پر ہے اور سچائی اور راستی کی گواہیان ان کے نتیجون

سے ظاہر ہین (صفحہ پنجاہ و نہم از کشوری) اور ان اقلیمون کے مورخون کے پے در پے (لگاتار) تاریخ کے سلسلہ ٥٩
اور اس صاحب ریاضت (فلاسفرون) جماعت کے یکے بعد دوسرے کے خیالون سے سمجھ مین آتا ہے کہ اس جہان اور
جہان کے رہنے والون کی ابتدا اور ان خدا کی صفتون اور نامون کے جاے ظہورون کا آغاز ظاہر نہین ہے
یا تو قدیم ہے جیسا کہ اکثر اگلے حکیمون کی راے ہے یا بڑی لمبی درازی کی وجہ سے قریب قدیم کے ہے
سیورون (جینیون) کا گروہ جو ریاضت (نفس کشی - بڑی سخت عبادت کرنا) اور فقیر یا نفس کی گرفتاری سے
آزادی اور حکمت مین ہندوستان کے کل ملکون مین امتیاز رکھتا ہے زمانہ کو کہ ہندی زبان مین کال کہتے ہین
دو حصون پر تقسیم کئے ہوئے ہے ایک اوا سرپنی یعنی وہ زمانہ کہ جس کا آغاز خوشی سے گزرے اور اُس کا آخر غم
سے بھرا ہو - دوسرے اوت سرپنی یعنی اوّل کے برعکس - اور ان دو قسمون سے ہر ایک کے چھ چھ حصے
جُدا کئے ہین اور ہر حصہ کا نام آرہ ہے اور ہر ایک کا ان آرون سے اُس زمانہ کی خاصیتون کی مناسبت
سے ایک خاص نام رکھا ہے - چنانچہ پہلی قسم کے آرہ کو سُکھمان سُکھمان اس لفظ کی تکرار سے کہتے ہین یعنی ایسا
زمانہ ہے کہ خوشی پر خوشی اور شادمانی پر شادمانی لاتا ہے اور اس خوشی بخشنے والے زمانے کی درازی چار کوڑا کوڑ
ساگر ہے اور دوسرے آرہ کا نام سُکھمان ہے یعنی خوشحالی اور فارغ البالی کا زمانہ اور اُس کی مدّت تین کوڑا کوڑ
ساگر ہے اور تیسرا آرہ سُکھم دُکھمان مشہور ہے یعنی خوشحالی کے وقت مین غم اور بدحالی چھانے والی ہووے
اور اس آرہ کی درازی دو کوڑا کوڑ ساگر ہے اور چوتھا آرہ دُکھمان سُکھمان مشہور ہے یعنی غم اور رنج کے وقتون
مین خوشی اور بے غمی ظہور کرے اور اس آرہ کی درازی ایک کوڑا کوڑ سے بیالیس[٤٢٠٠٠] ہزار برس کم ہے اور پانچوان
آرہ دُکھمان ہے برخلاف دوسرے آرہ کے کہ سُکھمان ہے اس آرہ کی مدّت کی درازی اکیس[٢١٠٠٠] ہزار برس
ہے - اور چھٹا آرہ دُکھمان دُکھمان ہے برخلاف اوّل آرہ کے - اور اُس کی مدّت بھی اکیس[٢١٠٠٠] ہزار سال ہے
اور دوسری قسم کے آرون کے نام ہو بہو یہی نام ہین لیکن دوسری قسم کا پہلا آرہ نام اور مدّت مین پہلی قسم کے
چھٹے آرہ کے ساتھ ایک ہونے والا ہے - اور دوسری قسم کا دوسرا آرہ پہلی قسم کے پانچوین آرہ کے ساتھ اور
تیسرا چوتھے کے پہلے کے ساتھ مطابق ہے - اور دوسرے کا چوتھا پہلے کے تیسرے کے ساتھ موافق ہے اور
دوسرے کا پانچوان بالکل پہلے کا دوسرا ہے اور دوسرے کا چھٹا بالکل پہلے کا پہلا ہے اور اسوقت ان کے
خیال کے موافق پہلی قسم کے پانچوین آرہ سے دو ہزار سے کچھ کم گزر چکے ہین پوشیدہ نہ رہے (ترجمہ صفحہ شصتم
از کشوری) کہ ہندوستان کے حساب لگانے والے سو ہزار[١٠٠٠٠٠] کو ایک لاکھ کہتے ہین اور دس لاکھ کو پرایوت کہتے ہین ٦٠
اور دس پرایوت کو ایک کرور کہتے ہین - اور سو کرور کو ایک ارب کہتے ہین اور دس ارب کو ایک کھرب اور دس
کھرب کو ایک نکھرب کہتے ہین اور دس نکھرب کو مہاسروج یا پدم کہتے ہین اور دس پدم کا ایک سنکھ ہوتا ہے

اور دس سنکھ کو ایک سمُدر کہتے ہین یا گورا گور نام رکھتے ہین اور پوشیدہ نہ رہے اُن کا خیال یہ ہے کہ اگلے زمانے مین ایک خاص جگہ کے اندر ہر پیدائش کے وقت ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے جیسا کہ ہمارے عوام کے درمیان بھی مشہور ہے اور اس گروہ کا گمان وہ ہے کہ ان کے سر کے بال سے کہ چُنگلی کہلاتے ہین ملک دہلی کے بچّون کے بال چار ہزار چھیانوے گنے موٹے ہین اور کہتے ہین کہ چنگلی سات روز کے بچّہ کے بال کہ نہایت باریک ہوتے ہین اُسے اُس طرح جزو جزو کرین کہ پھر جزو نہ ہو سکین اور ذکر کئے گئے بال کے جزون سے ایسے کنوئین کو کہ جس کی لمبائی اور چوڑائی اور گہرائی دس میل کی ہو بھر دین اور ایک لاکھ برس گزرنے کے بعد ذکر کئے گئے جزون سے ایک ایک جزو اُس کنوئین سے نکالین اُس وقت تک کہ وہ کنوان خالی ہو جاوے اس قدر زمانے کو کہ جس مین وہ کنوان ذکر کئے گئے طریقہ کے موافق خالی ہو جاوے پالوپم کہتے ہین اور جب کہ دس سمدر کہ جس کی شرح ہو چکی ہے (یعنی بیان ہو چکا ہے) پالوپم سے گزر جاتا ہے ایک ساگر ہو جاتا ہے۔ اور ذکر کئے گئے دَورون کی مدّت ان لوگون کے اعتقاد کے موافق بیان کے دائرہ اور ظاہر کرنے کے احاطہ سے زیادہ ہے۔ اور اس جماعت کا گمان یہ ہے کہ ظاہر اور باطن جہان کے انتظام کے لئے ہر چھ آرہ مین چوبیس عزیز آدمی پوشیدگی کی بادشاہت سے ظہور کے جہان مین آتے ہین اور گزر جاتے ہین۔ ان مین سب سے پہلے کا نام آدینا تھ ہے اور رگھونا تھ بھی کہتے ہین اور اس خدا کے پسندیدہ کی حکومت پچاس کڑور لاکھ ساگر ہے۔ اور سب سے آخری کا نام مہاویرا ہے اور اُس کے حکمون کے رواج پانے کی مدّت بیس ہزار برس ہین کہ آج کے دن دو ہزار برس اُس سے گزرے ہین۔ اور اس جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ کتنی بار یہ چوبیس شخص نیستی کے پردے سے ہستی مین آچکے ہین اور کتنی بار آوین گے اور ہندوستان کے برہمن کہ سارے ہندو اُن کے کامون اور باتون کے پیرو ہین اس پر ہین (یہ کہتے ہین) کہ رنگا رنگ زمانہ کی گردش کا مدار (مرکز) چار دَور پر ہے پہلے دَور کو جس کی مدّت سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال ہے ست جُگ کہتے ہین اور اس دَور مین جہان والون کا ہر ایک کام دُرستی پر ہے کمینہ۔ شریف۔ مالدار۔ غریب۔ چھوٹا۔ بڑا۔ ہر کوئی سچائی اور درستی کو اپنا قاعدہ اور دستور بنا کر خدا کی پسندیدہ باتون مین رفتار رکھتا ہے (خدا کی پسندیدہ باتون پر چلتا ہے یعنی وہی کام کرتا ہے جو خدا کا پسندیدہ ہے) (ترجمہ صفحہ شصت و یکمین از کشورہی) اور اس دَور کے آدمیون کی طبیعی عمر ایک لاکھ برس کی ہے اور دوسرے دَور مین جس کا نام تریتا ہے اُس کی مدّت بارہ لاکھ چھیانوے ہزار مشہورہ برس ہین اور اس زمانے مین آدمیون کے چال چلن کے چار حصون سے تین حصّے یعنی تین چوتھائی خدا کی مرضی اور خوشنودی کے موافق ہوتے ہین اور اس دَور مین آدمیون کی طبیعی عمر دس ہزار برس ہے اور تیسرا دَور جو دواپر کے نام سے مشہور ہے اُس کی درازی آٹھ لاکھ چوسٹھ ہزار برس ہے اور اس وقت مین جہان والون

کے چال چلن کے چار حصّون سے دو حصّے سچ بولنے اور ٹھیک کام کرنے مین ہین اور اس زمانے کے آدمیون کی عمر طبیعی ہزار برس ہے اور چوتھا دَور کہ کلجگ کے نام سے مشہور ہے اور اُس کی مدت چار لاکھ بتیس ہزار برس ہے اس دَور مین جہان والون کے چال چلن کے چار حصّون سے تین حصّے ناراستی (جھوٹ فریب) اور نادرستی (بیڈھنگے کام) پڑھین اور اس زمانے کے آدمیون کی عُمر طبیعی سَو برس ہے اور اس گروہ کا کامل یقین ہے کہ جہان والون کا زندگی بخشنے والا اور جہان والون کا ظہور مین لانے والا ہر ایک چند مدت کے بعد ایک آزاد منش (تارک دُنیا۔ زاہد) اور دانائی کی اصل رکھنے والا (پاک عقلمند) کو پوشیدگی اور پنہانی کے پردہ سے ظہور و پیدائی کے محل پر رکھتا ہے اور نیستی اور پوشیدگی کے میدان سے ظہور و ہستی کی جلوہ گاہ مین لاتا ہے اور اُس کو جہان کی پیدائش کا وسیلہ (سبب) بناتا ہے اور اس بزرگ کا نام برہما ہوتا ہے اور اُن کا اعتقاد یہ ہے کہ اس برہما کی عمر سو برس کی ہوتی ہے جس کا ہر سال ایک سَو ساٹھ روز کا ہوتا ہے اور ہر ایک روز چار ذکر کئے گئے دَور کا ہوتا ہے اور ہر ایک رات دن کے موافق ہزار گنے دَور کی ہوتی ہے اور اُن کے خیال کے موافق اُن برہماؤن کا شمار جو پیدا ہو چکے ہین انسانی علم کے دائرہ سے باہر ہے اور کہتے ہین کہ جو کچھ معتبر لوگون سے برہما کے احوال کا مفصل بیان ملا ہے یا پایا گیا ہے موجودہ برہما ایک ہزار اور ایک ہے اور اس عجیب غریب شخص کی عمر سے آج کے روز پچاس برس اور آدھا روز گزرا ہے اور اس خدائی کارنامے (اکبرنامہ) کے لکھنے والے نے ان دونون روایتون کو خود ہندوستان کے ایک پرہیزگار سچ بولنے والے عالم شخص سے اُن کی اعتبار کے لائق کتابون سے ترجمہ کرا کر لکھا ہے اور جو کچھ شیخ ابن عربی اور شیخ سعد الدین حمویہ کی تصانیف کے اندر جو بڑے خدا کے مقرّب بندون اور بڑے صاحبان کشف و وجد سے ہین آلہی روزون اور ربّانی روزون کی شرح و تفصیل مین لکھا ہوا ہے اسی طور پر ہے کہ ہر ربّانی روز ہزار برس کا ہے اور ہر آلہی روز پچاس ہزار برس کا ہے اور نفائس الفنون کے لکھنے والے نے بیان کیا ہے کہ تاریخ خطائی مین ایسا لکھا ہے کہ ابو البشر (آدمیون کے باپ) آدم کے زمانے کے آغاز سے اس زمانہ تک کہ ساتسَو پینتیس ہجری ہے آٹھ سو ترسٹھون اور نو ہزار آٹھ سو برس ہین اور دون اُن کے ہان دس ہزار برس کا ہے اور اس طرح کی مختلف روایتین اور حکایتین خدا کی قدرت کے چوڑے میدان مین (خدا کی بڑی چوڑی بادشاہت مین) عجب نہین ہین کہ سچائی کی صورت رکھتی ہون (سچی ہون) اور بہت سے آدم ظہور مین آ چکے ہون۔ جیسا کہ امام جعفر صادق سے اُن پر سلام ہو نقل کیا گیا ہے کہ آدم سے پہلے جو ہمارے باپ ہین ہزار پر ہزار آدم ہو چکے ہین اور شیخ ابن عربی فرماتے ہین کہ عجب نہین ہے کہ ربّانی ہفتہ کے بعد کہ سات ہزار برس کا ہوتا ہے اور سات چکّر کھانے والے ستارون کی سلطنت کا دَور ہے ایک کی نسل

آخر ہووے اور دوسرا آدم ہستی (زندگی) کا خلعت پہنے اور اب بات کی درازی اور کلام کی کوتاہی کے سبب سے ان باون شخصون کے مبارک احوال کا تھوڑا سا حال کہ آدمؑ سے حضرت شاہنشاہی تک ہین بغیر اس کے کہ لمبے چوڑی تاریخون اور کتابون کی طرف رخ کرون (اس لئے اُن مین کچھ ٹھیک باتین نہین ہین) اس نادر کتاب (اکبرنامہ) مین لاتا ہون تاکہ واقفیت کی بڑھنے کا سبب ہووے اور اس شناسائی کی (واقفیت کی) روشنی کو حضرت شاہنشاہ (اکبرشاہ) کے احوال کی تمام اور پوری کرنے والی باتون سے سمجھ کر مختصر طور پر کہ مجھ لکھنے والے کا طریقہ ہے بیان کرتا ہون۔

حضرت آدم علیہ السلام (اُن پر سلام ہو) کے احوال کا ذکر

ایسا مشہور ہے کہ اس سے سات ہزار اور کچھ برس پہلے خدا کی کاملہ قدرت کے وسیلے سے بغیر باپ کی پیٹھ اور مان کے بچہ دان کے علاقہ کے اربعہ عناصر (خاک - ہوا - پانی - آگ) کی برابری سے ایک مرکیب پایا ہوا ہستی مین آیا (ظہور مین آیا) اور اُس کے جسم کی قابلیت کے کمال کے موافق بہت فیض پہنچانے والے (خدائے تعالی) کے فیض کے سرچشمے سے رُوح پہنے والی ہوئی - اور انسان کے لقب اور آدم کے نام سے پکارا گیا ایسے وقت مین کہ جدے کا اوّل درجہ مشرقی کنارہ پر برابر ہونے والا تھا اور زحل اُس جگہ مین تھا اور مشتری بُرج حوت مین اور مریخ بُرج حمل مین اور قمر (چاند) بُرج اسد مین اور شمس (سورج) اور عطارد بُرج سُنبلہ مین اور زہرہ بُرج میزان مین اور بعض نے کہا ہے کہ اُس وقت مین ساتون ستارے شرف (بزرگی) کے درجون مین تھے اور ظاہر ہے کہ یہ بات ہیئات اور نجوم کے جاننے والون کے قاعدہ کے موافق درست نہین ہے اس لئے کہ عطارد کی نسبت مشکل ہے اس لئے کہ حضرت نیّر اعظم (بہت بڑے نورانی ستارہ یعنی آفتاب) کا شرف (بزرگی) بُرج حمل مین اور عطارد کا شرف بُرج سُنبلہ مین ہے اور عطارد آفتاب سے ستائیس درجون سے زیادہ دُور نہین ہوتا ہے پس آفتاب کے شرف کے وقت مین اُس کا (عطارد کا) شرف کیسے ہو سکتا ہے اور اسی طرح سے عطارد کے شرف کے وقت مین آفتاب کا شرف واقع نہین ہوتا ہے یقیناً اس کہنے والے کی نظر نجومیون کے اُس خاص قاعدہ پر پڑی ہے کہ عطارد جس کے ساتھ ملتا ہے اُسی کا حال (یعنی سعادت یا نحوست) اختیار کر لیتا ہے پس ہو سکتا ہے کہ عطارد اِن ستارون سے ایک ستارہ کے ساتھ جو شرف مین تھے ملنے کی نسبت رکھنے والا ہوا ہو - اور وہ (آدم) بلند قد - گندمی رنگ - گھونگھر والے بال کا خوبصورت چہرہ رکھنے والا تھا - اور اس باون کے باپ کی قد کی لمبائی مین اختلاف کیا ہے (ترجمہ صفحہ شصت وسوم کشوری) بعضون کا اتفاق ہے کہ ساٹھ گز کا تھا - اور برتر خدا نے اُس کی بائین پسلی سے

حضرت حوّا کو پیدا کیا اور اُس کے ساتھ بیاہ دیا اور اس سے بچّے پیدا ہوئے اور اس بزرگ (آدم) کے احوال مین تاریخ والون نے بہت سی عجیب غریب باتین بیان کی ہین جو اگرچہ خدا کی قدرت کی چوڑائی پر نظر کرنے سے دُور نہین معلوم ہوتی ہین لیکن ایک تجربہ کار دُنیا کے مزاج کا جاننے والا جہان کی عادت یا طریق پر نظر کرکے حساب کے اعتبار سے اُس کے قبول کرنے مین کچھ پس و پیش کرتا ہے۔ نقل کیا گیا ہے کہ اُس کی موت کے وقت چالیس ہزار بیٹے اور پوتے موجود تھے اور اُس کے بے واسطہ بیٹے یعنی وہ لڑکے جو خاص آدم کی پشت سے تھے اکتالیس تھے اکیس بیٹے اور بیس بیٹیاں۔ اور ایک قول کے موافق اُنیس بیٹیان تھین اور شیث سب سے بڑا تھا اور بعضون نے کہا ہے کہ اُس کی تعقیلات (فلوسفی) وغیرہ مین اور اَور عجیب علمون مین تصانیف (کتابین) ہین جیسا کہ بڑا زبردست عالم شہرزوری تاریخ الحکما مین نقل کرتا ہے۔ کہتے ہین اُس کی وفات ہندوستان مین ہوئی اور کوہ سراندیپ کی چوٹی پر جو قطب جنوبی کی طرف واقع ہے مدفون ہوا۔ اور اب وہ جگہ قدمگاہ آدم (آدم کی قدم کی جگہ) کے نام سے مشہور ہے اکیس روز بیمار رہے اور اُس کے بعد حوّا نے ایک سال اور ایک قول کے موافق سات سال اور ایک روایت کے موافق تین روز کے بعد وفات پائی اور شیث نے کہ قائمقام (ولیعہد) اور وصی (مرنے والا جس کو اپنے گھر کا کارگزار و منتظم بنایا جاوے) تھا اُس کو آدم کے ہمسایہ مین دفن کیا اور نقل ہے کہ نوح طوفان کے زمانے مین اُن کے تابوت (جنازے) کو کشتی مین لایا اور اُس کے بعد کوہ ابوقبیس مین اور ایک روایت کے موافق بیت المقدس مین اور ایک قول کے موافق نجف کوفہ (اعلیٰ زمین کوفہ) مین دفن کیا شیث۔ سب بیٹون سے شریف تر بیٹا آدم کا ہے ہابیل کے واقعہ کے بعد پیدا ہوا نقل کرتے ہین کہ جبکہ حوّا حاملہ ہوتی تھی ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنتی تھی مگر شیث کہ اُس کو اکیلا جنا اور قابیل کی بہن اقلیما اُس کے نکاح کی لڑی مین آئی۔ جب آدم کی عمر ہزار برس کی ہوئی اُس کو اپنا ولیعہد (یا قائمقام) بنایا اور سب کو اُس کی فرمانبرداری اور پیروی کرنے کا حکم دیا۔ آدم کے بعد ظاہر اور باطن کے جہان کا بند و بست اُس کی مضبوط رائے پر ٹھہرایا قرار پکڑنے والا ہوا۔ وہ ہمیشہ ظاہر کی آسودگی اور باطن کی آبادی مین دلی توجہ خرچ کرتا تھا نوح کے طوفان مین اُس کی اولاد کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ اور اُس کو اَوریاے اول کہتے ہین اور اَوریا سُریانی زبان مین مُعلّم کے معنی (سکھلانے والے اُستاد کے معنی) مین ہے ہمیشہ طبعی اور ریاضی اور الٰہی علمون مین مشغول رہتا تھا اور اکثر وقتون مین ملک شام کے اندر قیام رکھتا تھا۔ اُس کے بچّون (نسل) سے بہت سے دُنیا کے کاروبار کو چھوڑ کر تنہائی کے گوشہ مین ریاضت (نفس کُشی) مین مشغول ہوئے۔ اور جب اُس کی بزرگ عمر سے نو سو بارہ برس گزرے اُس نے جہان کو رخصت کیا (انتقال کیا) اور بعض یہ کہتے ہین کہ وہ آدم کا پوتا ہے اور اُس کا باپ صلحا تھا اور سچ تو یہ ہے یہ بات راستی کی روشنی

سے روشنی رکھتی ہے (یعنی بے بنیاد ہے) انوش۔ شیث کی چھے سو ٦٠٥ برس کی عمر مین نیستی کے خلوتخانے سے ہستی کے جلوہ گاہ (محل) مین آیا تھا (پیدا ہوا تھا) بات کے بیان کرنے والون کی ایک جماعت اس پر ہے کہ اُس کی مان ایک پاک نسل عورت تھی جس نے آدم کی طرح سے بغیر مان اور باپ کے زندگی کا خلعت پہنا تھا (پیدا ہوئی تھی) وہ باپ کے بعد وصیت کے موافق خلافت (خلیفہ ہونے۔ قائمقام ہونے) کی مسند آراستہ کرنے والا ہوا (قائمقام ہوا) اور جس شخص نے کہ پہلے پہل اس دَور (دُنیا جہان) مین حکم چلانے یا حکومت کی بنیاد رکھی وہ تھا کہتے ہین کہ چھ سو ٦٠٠ برس اقبال کے تخت کی کامروائی رکھتا تھا (چھ سو برس بادشاہی کی) اور یہود اور نصاریٰ کے قول کے موافق نوسو پینسٹھ ٩٦٥ برس اور ابن جوزی کے قول کے موافق نوسو پچاس ٩٥٠ برس اور قاضی بیضاوی کے قول کے موافق چھ سو ٦٠٠ برس عمر پائی اور اُس کے ہان بچے بہت ہوئے۔

قینان۔ انوش کے سارے بچون سے زیادہ روشن دل رکھنے والا اور خوش قسمت اور بڑے حوصلے اور ہمت والا تھا۔ یہ بزرگ نسل رکھنے والا یا یہ بہادر شخص باپ کے کوچ کرنے کے بعد وصیت کرنے کے مطابق جہان والون کے بڑے بڑے کامون کے بندوبست مین مشغول ہوا۔ اور بزرگ باپ دادون کی پیروی اور فرمانبرداری کے راستہ پر چلا اُس نے بابل بسایا اور شہر سوسُل کی بنیاد ڈالی۔ پھلواریون اور مکانون کی ایجاد بھی اُسی کی طرف نسبت کرتے ہین (کہتے ہین کہ مکان اور باغ بھی اُسی نے سب سے پہلے بنائے ہین) اور اُس کے زمانے مین آدمی کے بچے بہت ہوئے یا بہت بڑھے۔ اُس نے اپنی دانائی سے اُن کو (زمین پر) متفرق کیا اور آپ شیث کی اولاد کے ساتھ بابل کی حدود مین قیام فرمایا اور نوسو چھبیس برس زندگانی کی اور بعضے اس پر اتفاق کرتے ہین کہ چھے سو چالیس زندگی کا پانی پیتا رہا اور ایک جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ سو برس کے قریب زمانے کی پریشانیون کا جمع لانیوالا رہا (اُس نے سو برس کے قریب سلطنت کی) مہلائل۔ قینان کے لڑکون مین سب سے بہتر تھا جب اُس کی عمر نوسو ٩١٠ برس کی ہوئی قینان نے اُس کو اپنی جگہ مین مسند نشین کیا (تخت پر بٹھایا) اور اُس نے تین سو برس دُنیا کی بادشاہی کی اُسکی عمر نوسو چھبیس ٩٢٦ برس کی ہوئی یا آٹھ سو چالیس برس کی یا آٹھ سو پچانوے ٨٩٥ برس کی۔ جرید۔ مہلائل کی اولاد مین سب سے زیادہ نیک چلن تھا بزرگ یا معزز باپ کے حکم کے موافق جہان کا انتظام بخشنے والا ہوا۔ وہ دریا اور نہرین ظہور مین لایا (اُس نے نہرین اور چھوٹی نہرین بنائین) اور نوسو دو برس اور ایک قول کے موافق نوسو باسٹھ ٩٦٢ برس کی عمر پائی اور یہ سب اقبال کے خاندان کے بزرگ نسل رکھنے والے آدم کی زندگی کے زمانے مین نیستی کی پوشیدگیون سے ہستی کے ظہور مین آئے تھے (یہ سب بزرگ زادے آدم کی زندگانی مین پیدا ہوئے تھے) اخنوق کہ ادریس کے نام سے مشہور ہے۔ ممتاز بیٹا جرید کا ہے کہ آدم کی موت کے بعد پیدا ہوا اگرچہ ساری اولاد سے چھوٹا تھا

لیکن دانائی۔ رائے میں سب سے بڑا اور نصیب اور دانائی میں سب سے زیادہ تھا (ترجمہ صفحہ شصت و ٦٥
پنجمین از کشوری) اور شیث کے بعد جس نے کہ نئی شریعت دی وہی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ ادریس آدم
کے وقت مین سو برس کا تھا اور بعضون نے تین سو ساٹھ برس کا بتاتا ہے۔ سلطنت کے قوانین اور حکمت کی باتون
مین یکتا تھا اگرچہ بعضے مقامون مین سارے علمون اور صنعتون کو آدم کی طرف منسوب کرتے ہین لیکن ایک بہت
مشہور قول کے موافق ستارہ کے پہچاننے کا علم اور لکھنے پڑھنے اور کاتنے بُننے اور سینے کا فن وہ ظہور مین لایا
ہے اور اُس نے غاریمون مصری سے کہ اُس کو اوریائے ثانی (دوسرا اوریا) کہتے ہین دانائی سیکھی۔ اور اُس کے
بزرگ لقبون سے ہرمس الہرامسہ ہے اور اُس کو اوریائے سوم (تیسرا اوریا) بھی کہتے ہین اور اُس کو خدا شناسی
مین بلند درجہ حاصل ہوا۔ اور اُس نے بہتّر قسم کی زبان مین لوگون کو خداپرستی کی دعوت کی (یعنی بہتّر طرح کی
زبانون مین لوگون کے سامنے خداپرستی کے لیے وعظ و نصیحت کی) اور نسّو شہر آباد کئے۔ اور اُن شہرون مین
سب سے چھوٹا شہر رُہا ہے جو جزائر کے شہرون سے ہے بعضے اُس کو داخل حجاز سمجھتے ہین۔ اور یہ شہر ہلاکو
خان کے زمانے تک آباد تھا اور کہتے ہین کہ ذکر کئے گئے خان نے اُس کو ملکی مصلحتون اور لوگون کی بہبودی
کے لئے ویران کیا اور اُس نے (ادریس نے) آدمیون کے ہر گروہ اور لوگون کی ہر جماعت کو ایک خاص طور پر اُنکی
استعداد کی موافق ہدایت (رہنمائی) کی نقل کرتے ہین کہ اُس نے بڑے نورانی ستارے جہان کے عطیہ بخشنے والے
(یعنی آفتاب) کی تعظیم و بزرگی کرنے کی ہدایت کی کیونکہ بہت سے لوگ اُس سے پہلے اُس کی (آفتاب کی) روحانی
اور جسمانی برکتون کے معلوم کرنے سے بے نصیب رہکر اُس روشنیون کی روشنی کے شکرگزاری کے طریقے
(آفتاب کی شکرگزاری کے طریقے) بجا نہین لاتے تھے اور وہ خود اُس کو (آفتاب کو) ظاہری اور باطنی دولت
کا سرمایہ اور سبب سمجھتا تھا اور آفتاب کے ایک بُرج سے دوسرے بُرج مین جاتے کے وقت کہ خاص فیض
کے ظاہر ہونے کا وقت ہوتا ہے خاصکر کہ جب آفتاب بُرجِ حمل جاتا ہے ایک بڑا جشن کرتا تھا اور جب چلنے
والے ستارے کہ اُس کے (آفتاب کے) روشنیون کے خوان کے فیض پانیوالے ہین جبکہ اپنے گھرون
مین یا اپنے بزرگ ہونے کے مقام مین پہنچتے تھے اُن کو بزرگ سمجھ کر خدا کی نادر موجودات کا شکر بجا لاتا تھا
اور اُن وقتون کو خدا کے احسانون اور نعمتون کے ظاہر ہونے کی جگہ اور مقرری وقت جانتا تھا۔ اور
اُس کے سبب روز بلند روحون اور پاک جسمون (یعنی ستارون) کی خدمت (تعظیم و تکریم) مین گزرتے
تھے اور اہرام مصری کے گنبد کہ ہرمان کے گنبد کے نام سے مشہور ہین اُس کے بنائے ہوئے ہین اور
اُس نے اُس بلند عمارت مین ساری صنعتون اور اُن کے اوزارون کی صورتین بنائی ہین۔ تاکہ اگر دل
سے اُن کا خیال جاتا رہے تو پھر لاسکین۔ لکھا گیا ہے کہ اُس نے اپنی سلطنت کے بزرگون سے

ایک بزرگ کو اپنی جگہ مقرر کیا کہ اُس نے ذکر کئے گئے گنبدون کی بنیاد ڈالی اور وہ خود تمام جہان کی سیر فرما کر مصر کو
واپس آیا اور ابو معشر بلخی نے بیان کیا ہے کہ ہرامسہ بہت ہین لیکن ان مین سے زیادہ فاضل تین شخص ہین (ترجمہ
صفحہ شصت و ششمین از کشوری) پہلا ہرمس ہرامسہ کہ وہ اَدرِیس ہے اور فارس کے لوگ کہتے ہین کہ کیومرث کا پوتا یا ۶۶
نواسہ ہے اور دوسرا ہرمس بابلی ہے کہ طوفان کے بعد شہر بابل کا آباد کرنا اُس کے آثار (نشانون) سے ہے
اور فیثاغورس اُس کے شاگردون سے ہے اور اس ہرمس بابلی کی کوشش سے جو کچھ کہ علمون سے نوح کے
طوفان مین مٹنے والا ہوا تھا۔ اُس کا وطن شہر کلدانیین تھا کہ اُس کو مدینۂ (شہر) فلاسفۂ مشرق کہتے تھے
تیسرا ہرمس مصری اُستاد اسقلینوس۔ وہ بھی سارے علمون مین خاص کر کے طب اور کیمیا مین بڑی کامل مہارت
رکھتا تھا اور جاے پیدایش ہرمس الہرامسہ کی شہر منیف ہے کہ اس وقت مناف کے نام سے مشہور تھا اور مصر کے
ٹلون سے تھا۔ اور اُس شہر کو اسکندر کے اباد ہونے سے پہلے مدینۃ الحکما کہتے تھے اور اُس کے بعد کہ اسکندر
نے اس کو بنایا سارے منیف کے حکیمون وغیرہ کو اسکندریہ مین لایا۔ اور اُس کی باتون سے ہے۔ کہ سب سے
بہتر نیکون مین تین چیزین ہین غضب کے وقت مین راستی اور تنگدستی کے زمانے مین بخشش اور قدرت کے
وقت مین معاف کرنا۔ اور اُس کے اس غم کے بھرے گھر (دُنیا) سے جانے کی تواریخ مین ایک ایسی عجیب
حکایت لکھی ہے کہ عقلمند اُس کے قبول کرنے مین رُکتے ہین ایک روایت کے موافق اس وقت مین آٹھ سو [۹۰۰]
پینسٹھ برس اور ایک قول کے موافق پانسو پانچ [۵۰۵] برس اور ایک گروہ کے نزدیک تین سو پینسٹھ [۳۶۵] برس تھے
متوشلخ بیٹا اخنوخ کا۔ اُس کے بیٹے بہت تھے چنانچہ وشواری سے شمار مین آتے تھے بزرگوار باپ کے بعد
قوم کا بزرگ ہوا اور لوگون کو خداپرستی کی دعوت (تعلیم) کی جب اُس کی عمر نوے [۹۰] برس کی ہوئی اُسکے ہان
ایک بیٹا پیدا ہوا اُس نے اُس کا لمک نام کیا اور اُس کے بعد اَور دو سو نوے [۲۹۰] برس جیتا رہا۔ لمک۔ مرتبے
کی بلندی اور تعریف وصفت کی بزرگی مین اپنے زمانے مین یکتا تھا باپ کے بعد سرداری کی مسند نے اُس سے
پائداری پائی اور اُس کی زندگانی کی مدت سات سو اسی [۷۸۰] برس ہوئی اور ایک گروہ اُس کو لمکان اور لامک
اور لانخ بھی کہتا ہے۔ نوح بن لمک آدم کی وفات کے ایک سو چھبیس [۱۲۶] برس بعد طالع اسد مین پیدا ہوا اور
وہ عبادت کی رسمون کا نیا کرنے والا اور خداپرستی کی بنیاد کا مضبوط کرنے والا ہوا اور لوگون کے ہدایت کرنے
کا بیان خداپرستی کے لئے اور اُس کی قوم کی نافرمانبرداری کرنا اور طوفان وغیرہ کا ظاہر ہونا مشہور ہے
اور تواریخ والون نے تین طوفان نشان دئے ہین۔ پہلا وہ طوفان جو اس مشہور آدم سے پہلے ظہور مین
آیا تھا چنانچہ زبردست عالم سہروردی کہتا ہے کہ آدم پہلے طوفان سے جہان کے خراب ہونے کے بعد
پہلے دَور مین ظاہر ہوا۔ اور دوسرا طوفان نوح کے زمانے مین تھا کہ اُس کا آغاز کوفہ مین ہوا نوح کے گھر

کے تنور سے۔ اور چھ مہینے تک رہا۔ اور اسی آدمی کشتی مین تھے اور اسی سبب سے نکلنے کے بعد جس جگہ مین
کہ وہ ٹھہرے اُنھون نے اُس کا نام سوق الثمانین (اسی آدمیون کا بازار) رکھا۔ اور تیسرا طوفان موسیٰ علیہ السلام
کے زمانے کا ہے کہ مصریون کے لئے خاص تھا اگرچہ زمانے کے نقل پرستون نے کہ نقل مین ایک طوفان برپا
کرتے ہین (دُنیا کے مورّخ کہ ایک چھوٹی سی بات کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہین) اُن دونون طوفانون کو
بھی سارے جہان کے ساتھ نسبت دیتے ہین لیکن ظاہر ہے کہ ایسا نہین ہے۔ اس لئے ہندوستان مین کہ
کتابین کتنے ہزار برس کی موجود ہین اُن دونون طوفانون کا اُن مین کہین نشان (پتہ) نہین ہے۔ خلاصہ
کلام یہ ہے کہ تھوڑی مدت مین اُن اسی شخصون نے کہ کشتی کے سوار ہونے والے تھے سب کے سب نے
زندگی کی امانت واپس دی (مرگئے) سوائے ساٹھ شخصون کے۔ نوح اور اُس کے تین بیٹے یافث اور سام
اور حام اور اُن کی عورتین۔ نوح نے شام اور جزیرہ و عراق و خراسان سام کو دیا اور دیار مغرب و حبشہ و ہند
اور سرزمین سودان حام کو عطا فرمائی۔ اور چین اور سقلاب اور ترکستان کو یافث کو دیا اور اب مورّخون کے خیال
کے موافق ان مقامات کے اصلی رہنے والے اُن کی اولاد سے ہین اور آدم کی اولاد کی نسبت طوفان کے
بعد سے انھین تین شخصون کی طرف ہے جب اُس کی (نوح کی) عمر ایک ہزار چھ سو برس تک پہنچی یا ایک ہزار
تین سو برس کی ہوئی اور اُس کی عمر کے بارے مین دوسرے قول بھی مورخون نے لکھے ہین اور کہتے ہین کہ
طوفان کے بعد دو سو پچاس برس یا تین سو پچاس برس جیتا رہا۔ اور حاصل کلام آدم کے مرنے کے ایک
سو چھبیس[۱۲۶] برس بعد یا آدم کے آخری زمانے مین پیدا ہوا اور جب وہ پچاس[۵۰] برس کا ہوا یا ایک سو پچاس[۱۵۰]
برس کا یا دو سو[۲۵۰] پچاس برس یا تین سو[۳۵۰] پچاس کا لوگون کی رہنمائی کی مسند پر بیٹھا۔ اور نو سو پچاس[۹۵۰] برس
تک جہان والون کو ہدایت کرتا رہا لیکن حام کے نو[۹] لڑکے ہوئے۔ ہند[۱]۔ سند[۲]۔ زنج[۳]۔ نوبہ[۴]۔ کنعان[۵]۔ کوش[۶]۔ قبط[۷]۔
بربر[۸]۔ حبش[۹]۔ اور بعضون نے حام کے چھ بیٹے لکھے ہین سندھ اور کنعان کا ذکر نہین کرتے ہین۔ اور نوبہ کو حبش
کا بیٹا بتاتے ہین اور سام کے ہان بھی نو[۹] لڑکے ہوئے ارفخشد اور کیومرث کہ عجم کے بادشاہون کا باپ ہے اور
اسود کہ مدائن وغیرہ اُس کے آباد کئے ہوؤن سے ہے۔ اور اہواز اور پہلو اُس کے لڑکون سے ہین اور
فارس پہلو کا بیٹا ہے اور یفین کہ شام اور روم اُس کے لڑکے ہین اور بورج کہ مورخون کے درمیان اُس سے
سوائے ایک نام کے نہین رہا ہے اور لاوز کہ مصر کے فراعنہ (جمع فرعون لقب ہے بادشاہ مصر کا) اُس کی نسل
سے ہین اور علیم کہ جس نے خوزستان بسایا خراسان اور تنبال اُس کے بیٹے ہین اور عراق خراسان کا بیٹا ہے اور
کرمان اور یکرام تنبال کے بیٹے ہیں اور ارم کہ قوم عاد اُسکے پوتون سے ہے اور لوذ کہ آذربیجان و اران و ارمن و فرغان اُسکے بیٹے ہین بعضے
سام کے بھی چھ بیٹے بتاتے ہین) کیومرث اور بورج اور لاوز کا ذکر نہین کیا ہے۔ اور مختصر یہ ہے کہ ان دو گروہون کے

بیٹون مین بہت اختلاف ہے۔ یافث۔ نوح کی اولاد مین سب سے زیادہ شایستہ تھا میرے حضرت شاہنشاہ
کا بلند سلسلہ اُس سے ملتا ہے اور سارے مشرقی شہرون اور ترکستان کے خاقانون کی نسبت اُس تک پہنچتی ہے
اور اُس کو ابوالترک (تُرک کا باپ) کہتے ہین اور بعضے مورخون نے اس کو الوبجہ خان کہا ہے جس وقت مین کہ یافث
نے شوق الثمانین سے مع اہل وعیال کے رخصت مشرقی شہرون اور شمالی شہرون کی کہ اُس کے نامزد
ہوئے تھے پائی اُس نے باپ سے عرض کیا کہ اُس کو ایک ایسی دعا سکھاوے کہ جبکہ وہ چاہے مینہ برسے
نوح نے وہ پتھر کہ جس کا خاصہ مینہ کا لانا یا برسانا تھا اُس کو دیا اور ایسا ظاہر کیا کہ مین نے اسم اعظم اُس پر
پڑھا ہے اور یہ بات اس لئے کہی کہ احمق اور بے شعور لوگ اُس تک سُراغ نہ لے جاکر اُس کی صلاح و مشورت
یا حکم و نصیحت سے باہر نہ جاوین یا حقیقت مین اُس نے اُس پر اسم اعظم پڑھا ہو۔ اور اب وہ پتھر ترکون
کے درمیان بہت ہے اُس کو جدہ تاش کہتے ہین اور فارس کے لوگ سنگ یدہ کہتے ہین اور عرب
حجر المطر کہتے ہین اور اُس نے اُن حدود مین جاکر صحرا نشینی اختیار کی۔ اور جب کہ وہ چاہتا تھا اُس پتھر
کے وسیلے سے خدا کی مہربانی کا بادل برسنے لگتا تھا۔ اُس کے ہان رفتہ رفتہ بیٹے پیدا ہوئے اور وہ ایسے
عمدہ قانون کہ کوتہ اندیشون کو بھی تسلی بخش ہوسکین اور والا فطرت بلند ہمتون کے دل کی خوشی زیادہ
کرنے والے بھی ہوسکین درمیان مین لایا اور اُس کے گیارہ لڑکے رہے۔ ترک اور چین اور صقلاب اور
منسج کہ اس کو منسک کہتے ہین اور کماری کہ اس کو کیمال بھی کہتے ہین اور خلج اور خزر اور روس اور سدسان
اور غزو اور یارج اور بعضی کتابون مین آٹھ لڑکے ذکر کیئے گئے ہین خلج اور سدسان اور غزو کو بیان نہین کیا
ہے۔ ترک۔ یافث کے سارے بیٹون سے بڑا تھا۔ ترک لوگ اس کو یافث اوغلان کہتے ہین اور ہوشیار
دلی اور کارگزاری اور رعیت پروری مین سارے بھائیون سے امتیاز رکھتا تھا باپ کے کوچ (مرنے) کے بعد
فرمان روائی کے تخت پر بیٹھا۔ اور مردی اور مردانگی اور مظلوم پرسی کی داد دی۔ اور اُس جگہ مین کہ ترک لوگ اُس کو
سیلول یا سیلیکای کہتے تھے اور وہان آبِ روان سردِ خوشگوار و گرم عافیت بخش کے چشمے اور دلکش مرغزار
(سبزہ زار) تھے قیام فرمایا اور لکڑی اور گھاس کے گھر ایجاد کئے اور خیمہ ظہور مین لایا اور اُس نے چارپایون اور
درندون کی کھال سے پہننے کی پوشاک سی۔ اور نمک اس کے زمانے مین ظاہر ہوا۔ اور اُس کے آئین
(قاعدہ۔ قانون) مین وہ تھا کہ بیٹے کو ایک شمشیر کے سوا میراث نہ دین اور سارا مال متاع بیٹی کو دینا چاہئے
اور کہتے ہین کہ اُس کا ہم زمانہ کیومرث ہے جس طرح سے کہ کیومرث عجم کے بادشاہون کا اوّل ہے وہ (ترک)
ترکستان کے بادشاہون کا اوّل ہے اور اُس کی عمر دو سو چالیس برس کی ہوئی۔ النجہ خان۔ ترک کے بیٹون
مین سب سے بہتر تھا جب تُرک کی زندگی کا پیمانہ پُر ہونے لگا اُس نے بزرگون کی مشورت کے موافق اُس کو

سلطنت کے تخت پر بٹھایا اور اُس نے دُور بین عقل کو اپنا پیشوا بنایا اور عدالت گستری مین زمانہ گزارا۔ اور جب
بوڑھا ہو گیا گوشہ نشینی اختیار کی۔ ویب باقوی۔ باپ کی گوشہ نشینی کے بعد اُس کے بلند اشارہ کے موافق فرمانروا
ہوا۔ کیوک خان۔ اُس کا لائق بیٹا ہے اُس کے باپ نے جہان کے رخصت کرنے کے وقت مین تخت خالی
اُس کو عنایت فرمایا اُس نے سلطنت کی قدر جان کر اُس کے لازمون (ضروری باتون) مین کوشش پیش
پہنچائی۔ النجہ خان۔ اس کا بیٹا ہے باپ کے آخری عمر مین ولیعہد ہوا اور وہ داد و دہش کو اندازہ سے باہر
لے گیا اور تُرک اُس کی دولت کے زمانے مین مست دُنیا ہوئے اور عقلمندی کی راہ سے روگردانی کی اور
جب ایک مُدّت اُس پر گزری اُس کے ہان دو بیٹے ایک پیٹ سے یعنی جوڑوان پیدا ہوئے ایک کا مغل
نام رکھا اور دوسرے کا تاتار۔ اور جب وہ کاردانی (تجربہ کاری) کی حد تک پہنچے اُس نے اپنے ملک کو دو
حصّون مین بانٹا آدھا مغل کو دیا اور آدھا تاتار کو۔ اور جب اُن کے بزرگوار باپ نے زندگی کی امانت سونپی
(مر گیا) بیٹون نے باہم موافقت کی اور ہر ایک اپنی ولایت مین حکومت کرتا رہا اور چونکہ اس بلند سلسلہ
(خاندان) کو تاتار اور اُس کی آٹھ شاخون کے ساتھ نسبت نہین ہے اُس کے ذکر کو موقوف رکھ کر مغل
اور اُس کے بزرگ بیٹون کے احوال کی طرف مشغول ہوتا ہے۔ مغل خان۔ فرمانروا سے دانا تھا اُس نے
اپنی ولایت مین ایسا سلوک (برتاؤ) فرمایا کہ رعایا کے دل اُس کی رضاجوئی اور بندگی کی لڑی مین آئے
اور سب کوشش کرتے تھے کہ عمدہ خدمت بجا لائین۔ اور مغل کی شاخین نو شخص تھے۔ اُن کا اول مغل اور اُن کا
آخر ایل خان ہے اور مغلون نے تقوز (نو) کو اسی سبب سے لیا ہے کہ اُنھون نے اس عدد (نو) کو تمام
چیزون مین مبارک جانا ہے۔ اور اُس کو جہان پیدا کرنیوالے نے چار بیٹے دیئے۔ قرا خان۔ اور خان۔ کر خان
آوز خان۔ قرا خان عمر مین بھی مغل خان کے سارے بیٹون سے بڑا تھا اور جہانداری کے کام مین بھی بڑائی
اور امتیاز تمام رکھتا تھا بزرگ ذات باپ کے بعد فرمانروائی کے تخت پر بیٹھا۔ اور قراقرم کے اندر دو پہاڑون کی
حدون مین کہ جن کو ارتاق کرتاق کہتے تھے اپنے قیام کے لئے ییلاق (وہ مقام سرد جہان گرمی مین جا کر رہین)
اور قشلاق (وہ مقام گرم کہ جہان جاڑے کی ہتروی گزارین) مقرر کیا۔ اغوز خان قرا خان کا بزرگ بیٹا ہے کہ حکومت کے
زمانے مین بزرگ بیگم سے پیدا ہوا۔ اور نام رکھنے اور خدا پرستی کی راہ مین چلنے کے بارہ مین کہانی بیان کرنیوالے
چند ایسی باتین اُس کی طرف نسبت کرتے ہین کہ انصاف پسند کرنے والی عقل اُن کو چندان قبول نہین کرتی
اور وہ سب کے اتفاق سے ایک عقل کو دوست رکھنے والا حاکم اور ایک عادل خدا پرست تھا۔ اور اُس نے
ایسے عمدہ قاعدے اور مبارک قانون کہ طرح طرح کے عالم کے انتظام کا باعث اور رنگارنگ زمانے کے اختلاف سلیقے
کے باہم ملنے جلنے کا سبب ہو لوگون کے درمیان رکھے اور وہ بادشاہان ترک کے درمیان مثل جمشید

سکے تھا درمیان بادشاہانِ فارس کے۔ اپنی پختہ عقل اور بلند ہمت اور مبارک نصیب اور ذاتی شجاعت سے مُلک
ایران اور توران اور روم اور مصر اور شام اور افرنج اور دوسری ولایتوں کو تصرّف (قبضے) کے دائرے مین لایا
اور اکثر اہلِ عالم اُس کی مہربانی کے سایہ مین آئے اور اُس نے تُرکون کو مناسب مناسبتون سے ایسے لقب
دیئے کہ آج کے روز تک لوگون کی زبان پر جاری ہین جیسے الغور اور قنقلی اور قبچاق اور قارلغ اور خلج وغیرہ
اور اُس کے ہان چھے بیٹے ہوئے۔ کُن (سورج) آئی (چاند) یلدوز (ستارہ) کوک یا گوک (آسمان) طاق (پہاڑ)
اور تنگز (سمندر) تین بڑون کو بوزوق کہتے ہین اور تین دوسرون کو اوچوق۔ اور اُس کے پوتے جو چوبیس شاخون
مین شلغ در شاخ ہونے والے ہوئے۔ اور سارے تُرک ان بزرگون کی نسل سے ہین اور لفظ ترکمان قدیم
زمانے مین نہین تھا جب اُن کی اولاد ایران مین آئی اور اُس سرزمین مین ان کے بال بچّے پیدا ہوئے رفتہ رفتہ
اُن کی صورت تاجیک (اہل فارس) کی مانند ہوگئی اور چونکہ وہ تاجیک نہین ہے تاجکون نے اُن کو ترکمان
کہا یعنی ترک کی مانند۔ اور بعضے یہ کہتے ہین کہ ترکمان لوگ ایک علحدہ قوم ہین اور تُرکون کے ساتھ قرابت (رشتہ داری)
کی نسبت نہین رکھتے ہین اور نقل کیا گیا ہے کہ اغوز خان جہان کے تابع کرنے کے بعد اپنے اصلی مقام کو لوٹا اور
دولت کی مسند پر بیٹھا شاہانہ بزم مرتب کی اپنے دولتمند فرزندون اور اخلاصمند امیرون سے ہر ایک کو اور سارے
ملازمون کو بادشاہانہ نوازشون سے سرفراز کیا اور بلند نصیحتین اور مبارک وصیتین کہ دولت کی پائداری پر رہنمائی
کرنے والی ہون فرمائین اور مقرر کیا کہ دہنا ہاتھ کہ ترکمان لوگ برانغار کہتے ہین اور ولیعہدی بڑے بیٹے اور اُس کی
اولاد کے لئے مقرر ہو اور بایان ہاتھ کہ جُورانغار کہلاتا ہے اور وکالت چھوٹے بیٹون کے لئے قرار دی۔ کہ پشت
بہ پشت اس قاعدے پر قائم ہون اور اس وقت ان چوبیس فرقون سے دہنے ہاتھ کیساتھ تعلق رکھتا ہے اور آدھا
بائین ہاتھ کے ساتھ۔ تہتّر برس یا بہتّر برس بادشاہی کی ضروری باتین بجا لا کر اس جہان کو رخصت کیا۔ کُن خان
وصیت کے موافق باپ کی جگہ بیٹھا۔ اور فرماندہی اور جہانداری مین اپنی دُوربین عقل اور قبل خواجہ کی پختہ تدبیرون
کے وسیلے سے کہ اغوز خان کا وزیر تھا مقصدور رہا۔ اور بھائیون اور بیٹون اور بھتیجون کے ساتھ کہ چوبیس شخص تھے
اس لئے کہ ان چھے بھائیون سے ہر ایک کے چار بیٹے تھے ایسا سلوک (برتاؤ) کیا کہ ہر ایک اپنی حالت جانکر سلطنت
کے کاروبار کے انتظام مین آپس مین مددگار تھے اور ستر برس مقصد ور دولت ہو کر آئی خان کو اپنا ولیعہد بنایا اور گزر گیا
آئی خان جاگتے نصیب اور پائدار دولت کی قوّت سے اپنے بزرگوار باپ کا قاعدہ و قانون رکھتا تھا اور اوصاف
کو اپنی خوش خصلت کے ساتھ آراستہ کئے تھا اور دانائی کو نیک کامون کے ساتھ جمع لائے ہوئے تھا۔ یلدوز خان
بڑا بیٹا اور جانشین اُس کا تھا اُس نے آداب جہانداری اور دادگستری مین بلند درجہ پایا منگلی خان۔ یلدوز خان
کا عزیز بیٹا تھا اُس کے بعد حکومت کے تخت پر بیٹھا۔ اور خدا کی مہربانی کی نظر اور خدا شناسون کی تعریف کی بدولت

امتیاز پایا۔ تنگز خان بزرگ باپ کے کوچ کے بعد سلطنت کے کاروبار کے انتظام کا انجام دینے والا ہوا ایک سو دس برس مغولستان مین دولت کا تاج سر پر رکھتا رہا۔ ایلخان۔ باپ نے پیری اور ناتوانی کے وقت مین جہانبانی کے کاروبار کا سرانجام اُس کو عطا کیا اور خود کثرت کے زمانے کی عذر خواہی (معذرت چاہنے۔ معافی چاہنے) کے لئے وحدت کے گوشہ مین بیٹھا (یعنی خود دنیا کے کاروبار مین مدت دراز تک مشغول رہنے کی عذر خواہی کے واسطے خلوت کی طرف متوجہ ہوا کہ یاد الٰہی مین بسر کرے) قیان۔ فرزند دلنشین ایلخان کا ہے۔ کہ خدا کی پوشیدہ حکمت کے تقاضے سے سختیون کے ٹھہرنے یا اُترنے کی جگہ ہوا۔ جب دانا خدا چاہتا ہے کہ جوہر انسانی کو باطنی کمال تک پہنچاوے۔ اوّل چند مُرادون کو نامُرادی کے پردے کے اندر ظاہر کرتا ہے۔ اور کتنے ایک پاک طبیعت بزرگون کو اُس بزرگ پر فدا کر کے اُس کو ظاہر ہونے کا خلعت عطا کرتا ہے اس حال کا مصداق ایلخان کا قصہ ہے کہ جب تخت آرائی کی نوبت اُس تک پہنچی۔ وہ ایسے قاعدے کے ساتھ کہ ظاہری عالم اُس سے آراستگی پکڑے اور باطنی ملک نگاہ داشت قبول کرے۔ زندگانی کرتا تھا۔ اور پریشان دلون کو جمع لاتا تھا یہان تک کہ فریدون کے بیٹے تور نے ترکستان اور ماوراءالنہر پر غلبہ پایا اور تاتار کے بادشاہ سونج خان اور الیغور کے اتفاق سے ایلخان کے ساتھ بڑی لڑائی لڑا۔ اور مغل فوج ایلخان کے شریفانہ برتاو کے سبب سے کہ اُن کے ساتھ کرتا تھا جان توڑ کر لڑی۔ اور ترکون اور الیغور اور تاتار سے بہت سے لوگ اس لڑائی مین مارے گئے۔ اور لڑائی کے درمیان تور اور تاتار نے مقابلہ نہ کر کے بھاگنا اختیار کیا اور مکر و حیلے مین ہاتھ مار کر مکّاری کی راہ سے بھاگنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کچھ راہ چل کر ایک نیچی زمین مین اُترے۔ اور آخری رات یکایک ایلخان کے لشکر پر چھاپا مارا اور اتنے لوگ مارے گئے کہ ایلخان کے لوگون سے + سوائے اُس کے بیٹے او قیان اور اُس کے ماموں کے بیٹے تکوز اور اُن کی دو بیویون کے کہ اُنھون نے اپنے آپ کو مُردون کے درمیان پوشیدہ کیا تھا کوئی شخص جان سلامت نہ لے جا سکا۔ جب رات ہوئی اُن چار شخصون نے اپنے آپ کو پہاڑ پر پہنچایا اور بڑی تکلیفین اُٹھا کر جبکہ وہ پشتون (ٹیلون) اور چھوٹے دّرون سے گزرے اُن کو ایک ایسا سبزہ زار کہ جس مین خوشگوار چشمے اور بہت میوہ تھا نظر آیا ناچار اُنھون نے اُن تازہ بے عیب مقامون کو وقت کے تقاضے کے موافق غنیمت جان کر قیام کی بنیاد ڈالی اور ترک لوگ اس جگہ کا ارکنہ قون نام رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ آغوز خان کی موت کے ہزار برس بعد یہ ہولناک واقعہ ہوا عقلمند جانتا ہے۔ کہ اس عجیب واقعہ مین میرے حضرت شاہنشاہ کے گوہر جامع (خوبی و بزرگی کی جمع کرنیوالی ذات) کی پیدائش کی تدبیر تھی تاکہ فدا ہونے کی نسبت بھی بجا آوے اور مشقت اور عزلت اور غربت (مسافرت) کے مرتبے بھی اس نادر طرز مین جمع ہو وین تاکہ میرے حضرت شہنشاہ کا گوہر یکتا کہ اس بزرگ خاندان کے پیدا کرنے کی اصلی غرض وہی ہے اور اس خدا کی تعریف کے

دفتر کا بھی سرمایہ ہے ہستی کے تمام درجون کا جمع کرنے والا ہووے اور لوگون کے اُن گروہون کی کہ اس حالت مین ہون قدر جاننے والا ہو کر ظاہر اور باطن کا مقصد جاری کرنے والا ہووے اور اس طرح سے نامرادی کی کوئی گرد اُس کے مبارک حال کے نزدیک تک نہ پہنچے۔ مختصر طور پر یہ ہے کہ جب قیان ہمراہیون کے ساتھ اُس زمین مین رہنے لگا اُن کی اولاد ہوئی اور قبیلے ظہور مین آئے۔ اور وہ لوگ جو قیان کی نسل سے تھے قیات کہلائے اور جو لوگ کہ تکوز کی نسل سے تھے درلگین کہلائے اور قیان کی اولاد کا حال اس وقت تک کا کہ ارکنہ قون مین تھے کہ تقریباً دو ہزار برس ہون گے۔ نظر نہین آیا اور یقیناً کہ اُس زمانے اور جگہ مین دستور لکھنے پڑھنے کا نہ ہوگا اور تقریباً دو ہزار برس گزرنے کے بعد نوشیروان کے زمانے کے آخر مین قیامت اور درلگین نے اس سبب سے کہ زمین ارکنہ قون مین گنجائش ان لوگون کی نہین رہی تھی ارادہ باہر نکلنے کا کیا اور اُن کے راستے کے سرے کو اُس پہاڑ نے کہ لوہے کی کان تھا بند رکھا عقلمندون نے فکر و خیال کو عمل مین لا کر بارہ سنگے کی کھال کی دھونکنیان ایجاد کین اور اُس لوہے کے پہاڑ کو پگھلا کر ایک راستہ بنایا۔ اور اپنے ملک کو شمشیر کے زور اور تدبیر کی مدد سے تاتار وغیرہ کے ہاتھ سے چھڑایا اور مقصدوری اور جہانبانی کے تخت پر قرار پکڑنے والے ہوئے اور درست اندیش اندازہ کرنیوالے چار ہزار برس اُس سے پہلے کہ بزرگ قدر دادے اٹھائیس شخص تھے اور ہزار برس اُس کے بعد کہ بزرگ باپ دادے پچیس۲۵ شخص تھے ایسا قیاس کرتے ہین کہ اس دو ہزار برس مین پچیس۲۵ شخص ہون گے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ مغولستان مشرقی طرف مین ہے اور آبادی سے دُور ہے۔ اُس کا دُور سات آٹھ مہینے کا راستہ ہے۔ اُس کی مشرقی سرحد خطا کی سرحد تک ہے اور اُس کی مغربی زمین الیغور تک۔ اور اُس کی شمالی قرغز اور سلبکا سے ملی ہوئی ہے اور اُس کی جنوبی تبت کے متصل ہے۔ اُن کی خورش شکار کا گوشت اور اُن کی پوشش چارپایون اور درندون کی کھال ہے۔ تیمور تاش قیان کی مبارک نسل سے ہے سرداری اور فرماندہی کے ساتھ سربلند تھا۔ منگلی خواجہ بزرگ بیٹا تیمور تاش کا ہے سربلند تاج اور دولت اور سعادت سے تھا اور سرداری اور عدالت کی مسند رکھتا تھا۔ یلدوز خان بزرگ طبیعت رکھنے والا بیٹا منگلی خواجہ کا ہے کہ قیات اور درلگین کے نکلنے کے وقت امیر اور سرداری کے ساتھ سربلند تھا اور قیان کے بعد اُنکی اولاد پشت بہ پشت ارکنہ قون مین قبیلون کی سردار رہی۔ یلدوز خان کا نصیب کی مددگاری سے دولت کا ستارہ رفتہ رفتہ نیکبختی کے اُفق (کنارہ آسمان) سے نکلا یا بلند ہوا اور اُس نے مغلون کے قبیلون کو شایستہ بنایا اور بلند شوکت کا حاکم ہوا اور مغلون کے نزدیک وہ شخص درست نسب اور خان ہونے کے قابل ہوتا ہے کہ اپنا نسب یلدوز خان تک پہنچاوے۔ جوبینہ بہادر شایستہ بیٹا یلدوز خان کا ہے باپ کی عمر کے پیمانے کے پُر ہونے کے بعد جہانبانی کے تخت پر کامیاب ہوا۔

حضرت پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی پاک نقاب باندھنے والی آلنقوا

عجیب اور نادر چیزون کا پیدا کرنے والا منصف خدا جو کچھ کہ پوشیدگی کے پوشیدہ مقام سے ظہور کی ظاہر ہونے کی جگہ مین لاتا ہے۔ وہ بہت سی عجیب باتون سے ملا ہوا ہوتا ہے لیکن آدمی اُس غفلت کی وجہ سے کہ عالمِ کثرت اور لباس تعلّق مین اس عالیشان عمارت کا ستون ہے اُس کے دریافت کرنے سے عاجز رہتا ہے۔ اس لیے کہ اگر اس طرح پر نہ ہوتا تو اُس کو نظر کرنے والا ہونے کے سبب سے فرصت نہ ہوتی اور وہ کسی کام مین مشغول نہ ہوتا۔ جہان کا آراستہ کرنے والا آفریدگار اپنی قدرت کے اکثر عجائب کو اہل عالم کی نظر سے چھپاتا ہے اور بقدر ضرورت کہ ایکبارگی خدا کی اندازہ کی گئی عجیب باتون کے تماشے سے بے نصیب نہین چند پردے غیب کی پوشیدہ جگاہون کی پاک چیزون کے چہرہ سے اُٹھاتا ہے۔ اور پھر بہت دیکھنے کے بعد اُس غفلت سے کہ اُن کی سرشت (خمیر طبیعت) مین امانت رکھی ہوئی تقدیر کی ہے۔ اُسی نظر کو یاد دیکھنے کو شناسائی (پہچاننے) کا پردہ بناتا ہے۔ اور پھر اُس خدائی عام مہربانی سے ایسی ہزار طرح کی حکمت کے لئے کہ اُن سے ایک اس جہان کے غفلت کے مارے ہوؤن کی آگاہی ہے ایک نئی پیدائش ظہور مین لاتا ہے اور نقاب اور پردے کو کچھ یون ہی سا اُٹھا کر تعجب کے رنگ سے بھرا ہوا کرتا ہے۔ اُن سب سے عجیب غریب احوال حضرت آلنقوا کا ہے اور وہ مبارک نصیب رکھنے والی بیٹی جوبینہ بہادر کی ہے قیات کی قوم اور برلاس کی نسل سے۔ چھٹپن کے زمانے سے بڑی عمر ہونے تک اُس کی ظاہری اور باطنی خوبی ترقی مین رہی۔ یہانتک کہ فطرت کی بلندی اور ہمّت کی بزرگی کے سبب سے اپنے زمانے مین بے مثل ہوئی۔ اور دوست اور دشمن اور اپنے اور بیگانہ کے اتفاق سے بزرگ طبیعت۔ خرد پرور اور خدا پرست تھی۔ خدا شناسی کی روشنیان اُس کے چہرے سے آشکارا اور خدا کے راز اُس کی پیشانی پر ظاہر تھے اور پاکدامنی کے خیمون کی پردہ نشین اور خدا کی طرف لَو لگانے کی خلوت اختیار کرنے والی اور پاک روشنیون کی جائے ظہور اور خدا کے فیض و برکت کے اُترنے کی جگہ تھی۔ جب وہ جوان ہوئی اُنھون نے اُس کی بادشاہون کے قاعدے اور دُنیا و دین کے بزرگون کے دستور کے موافق ذوبون بیان کے برانہ کہ مغلستان کا حاکم اور اُس کا چچیرا بھائی تھا شادی کر دی اور اُس پاک یکتا گوہر کو دنیوی حاکم کا مصاحب بنایا اس سبب سے کہ وہ اُس کے برابر نہ تھا۔ یستی کے مُلک کو روانہ ہوا (مرگیا) حضرت آلنقوا کہ عالمِ باطن کی آسائش تھی ملکِ دُنیا کی آرائش بھی ہوئی اور ضرورت کی وجہ سے ظاہری کامون مین مشغول ہوئی۔ اور اپنے قبیلے کی سرداری اور تخت نشینی کی طرف متوجہ ہوئی ایک رات وہ نور پروردِ الٰہی استراحت (آرام کرنے) کے بستر پر پہلو رکھے ہوئے تھی اور

آرام سے تکیہ پر تکیہ کئے تھی کہ ایکبارگی ایک عجیب نور نے بڑے خیمے کے اندر شعاع ڈالی اور وہ نور اُس عرفان اور
حضور کے سرچشمے کے مُنہ اور حلق مین داخل ہوا- اور وہ پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی عمران کی بیٹی حضرت مریم کی
طرح اُس نور سے حاملہ ہوئی خدا پاک ہے جس نے انسان کے پاک نقشون کو آدم سے اس نور پرور وہ تک -
نعمت اور محنت اور فراخی اور تنگی اور فتح اور شکست اور لطف اور غضب اور ساری مختلف صفتون مین مرتبہ بمرتبہ
پرورش دے کر پاک نور کی فیض و برکت کے حاصل کرنے کے قابل بنایا اور اس سے پہلے کہ یہ پاک نور پاکی کے
آسمان سے اقبال کا اُترنا فرماوے قیان کو تعلق کے بسے ہوئے شہر اور اقلیم سے نکال کر بے تعلقی کے جنگل بیابان
مین پرورش بخشی اور اتنے اُس کے باپ دادون کو پشت بہ پُشت دو ہزار برس تک اُس کوہستان مین صفائے دل
بھی بخش کر ملک کا آشنا (شناسا) بنایا اور مرتبہ انسانی کو بھی کونی (دُنیوی) اور الٰہی (روحانی) مرتبون کا جمع
کرنے والا کیا جب باطنی پرورش تمام ہوئی حکمت کے تقاضے کے موافق یلدوز خان کو پہاڑ سے شہر مین لاکر
تخت آراستہ کرنے والا بنایا یہانتک کہ اس پاک سلسلے کی باری حضرت آلنقوا تک پہنچی - وہ خدائی نور اتنے دنیا
اور دولت کے بزرگون کے وسیلے سے بغیر انسانی علاقہ اور نسبت کے عالم ظاہر مین ظہور کرنے والا ہوا- میرے
حضرت شاہنشاہ کے ظاہر ہونے کا شروع وہ روز تھا کہ مختلف درجون مین رفتار کرنے کے بعد حضرت مریم مکانی
کے پاک پردہ (پاک بطن) سے عالم ظاہر اور باطن کے انتظام کے لئے عالم ظہور کی طرف پردہ کشا ہوا- ایک افلاطون
ایسا آزاد خیال کا آدمی چاہئے یادگار ہے کہ یہ باتین ہوش کے کان سے سُنے کہ زمانہ کا صاحب پردے کے اندر ہے
اور زمانے کے لوگ آنکھ کے درد اور باطن کے آزردگی کی وجہ سے پردہ پھاڑنے والے ہین (بیقرار ہین) لیکن یہا
مین قصّے کے آغاز کی طرف پلٹ کر پھر بیان کرتا ہون کہ اُس پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی کا پاک گھر ہمیشہ مبارک
وقتون اور مبارک گھڑیون مین اُس نور کی روشنی سے روشن ہوا- اور زمان زمان (ہروقت) اُس پاک نسل
رکھنے والی کا ظاہر اور باطن روشنی پاتا تھا- جو لوگ کہ ہمّت کے بازو سے بلند پروازی فرماکر اسباب پرستی سے گزر گئے ہین
اور سبب پیدا کرنے والے کے (خدا کے) دیکھنے والے ہین اس طرح کی باتون کو خدا کی قدرت کے وسیع ملک مین
عجیب و نادر نہین سمجھتے ہین اور عادت پرستان ظاہر بین کا تعجب اور انکار اُن کے اندازے کے مقابلہ مین
اعتبار کے قابل نہین ہے - اور جن لوگون نے کہ سبب مین رہ کر آگے قدم نہین بڑھایا ہے لیکن جاگنے نصیب
کی رہنمائی کی وجہ سے ظاہری مُحابے سے چارہ نہین رکھتے ہین وہ لوگ بھی حال کے شروع مین کوئی پس و پیش
نہین کرتے ہین - خاصکر کے اُنھون نے بے مان باپ کے بیٹے کو کہ اول آدم ہے قبول کر لیا ہے اور بے مان
کے بچہ کو جس کو حوّا کہتے ہین قبول کر لیا ہے اب وہ صرف بے باپ کے بچہ کو کیونکر قبول نہ کرین گے جبکہ وہ یہ
ایسے ہی واقعہ کو عیسیٰ اور مریم کے قصّے مین یقین کر رہے ہین - بیت کا ترجمہ - مریم کی حکایتین اگر تو سُنے - آلنقوا کی

طرف بھی اُسی توفیق لاوے۔ لیکن جہان کا آراستہ کرنے والا خدا کہ خالقیت کے آغاز سے ایجاد کے کارخانے (دُنیا)
کو اپنے جمالی اور جلالی نامون کے جُدا جُدا صفت رکھنے والے اور مختلف خاصہ رکھنے والے تقاضے کے موافق سرانجام دیتا ہے
اُس نے جس طرح سے کہ ایک آدمیون کے گروہ کو بلند دانائی اور دُرست تدبیر اور بلند فطرت اور بڑے تصرّف اور
نیک خیال سے مخصوص کیا ہے اور روز بروز اُن کے حال کی زیادتی مین کوشش کرتا ہے اُسی طرح سے ایک بڑے
گروہ آدم صورت کو کم بینی اور کوتاہ یابی اور کج اندیشی اور بدگمانی اور فتنہ انگیزی اور بے تصرفی سے خصوصیت
دیکر آمادۂ کار رکھا ہے۔ اور اگرچہ ان مین سے ہر ایک طور مین قابلیت کا پیالہ پُر ہوتا ہے لیکن بہت سی حکمتین
ہین کہ اس نادر کام مین داخل ہین یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ تاریکی روشنی کے ساتھ اور نحوست سعادت کے ساتھ اور
اقبال اِدبار (بدبختی) کے ساتھ ایک دوسرے کے نزدیک ہونے والے رہتے۔ اور ہمیشہ اندھی عقل کے بدنصیب
لوگ تفرقہ کا پتھر آگے پھینکتے ہین اور بہت جلد ظاہر اور باطن کے شرمندہ ہو کر نیستی کے کوچہ کی طرف راونہ ہوتے
ہین اور اس حال کی مثال یہ نورانی واقعہ ہے کہ جب ایسی نادر بات ظہور مین آئی ظاہر پرست اور ناقص خرد
کوتہ نظرون کی ایک جماعت کہ حقیقی کی دولت سے بے نصیب ہین اور معرفت کی نعمت سے دُور ہین نادرست
اندیشے دل مین لائے اور اُس پاکدامنی کی مسند کی بیٹھنے والی نے کمال مہربانی سے نہین چاہا کہ یہ بے سعادت
اندھے اس خیال کے وبا مین گرفتار ہین۔ اُس نے اپنے ملک کے شریفون کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور فرمایا
کہ اگر کوئی ناقص عقل نادان کہ خدا کی عجیب قدرتون اور خدا کی قسم قسم کی تقدیرون سے خبردار نہین ہے بدگمانی کی
بلا مین پڑے گا اور دل کے آئینہ کو بُرے خیالون کے زنگ سے تاریک کرے گا تو بیشک اُسکی سزا مین ہمیشہ ہمیشہ
نقصان اور عذاب مین رہے گا۔ بہتر وہ ہے کہ اُن کے خیال کے میدان کو اس دغدغے سے خالی اور صاف کرون
اور اس لئے یہ ضرور ہے کہ حقیقت شناس بیدار دل اور اخلاصمند معتمد لوگ میرے خیمہ کے گرداگرد رات کو زندہ رکھین
(رات کے وقت جاگتے رہین) تاکہ شک اور شُبہ کی تاریکی اُن کے دل کی سیاہی خدا کے اُترنے والے نُور اور
غیبی روشنیون کے دیکھنے سے روشن ہووے اور وہمون کا گمان اِن سیاہ دل رکھنے والون کے اندر
سے باہر جاوے چنانچہ کچھ مدّت تک بیدار دل پاسبانون اور دوربین دانشمندون نے اُس کی خوابگاہ کے اِردگرد
رہ کر رات کے جاگنے والے ستارون کی طرح آنکھ نہ جھپکائی ایکبارگی آدھی رات میں کہ خدا کی رحمت کے اُترنے کا
وقت ہے ایک روشن چاند ایسا چمکتا نُور جس طرح پر کہ پاکدامنی کے خیمے کی شریف عورت نے فرمایا تھا بلندی سے
نیچائی کی طرف متوجہ ہو کر خیمہ مین داخل ہوا واقف کار موجودہ لوگون سے ایک شور اُٹھا کچھ دیر تک حیرت مین
رہے اور بیہودہ خیالات اُن کے وسوسہ پیدا کرنے والے دلون سے جاتے رہے۔ جب وضع حمل کا وقت آیا تین
بزرگ مبارک بیٹے پیدا ہوئے ایک بوقون قتقی اور ساری قوم قتقین اُس کی نسل سے ظاہر ہوئی اور دوسرا

یوسقی سالجی کہ قبیلہ سالجیوت اُس سے نکلنے والا ہوا۔ تیسرا بوزنجر قاآن اور ان بزرگ نسل رکھنے والون کی اولاد کو تیردن کہتے ہین یعنی نُور سے ظاہر ہوئے ہوئے۔ اور اُن کو سب قومون سے بڑھ کر سمجھتے ہین بوزنجر قاآن۔ نوان دادا چنگیز خان اور قراچار یونان کا۔ چودھوان دادا میرے حضرت صاحب قران (امیر تیمور) کا اور بائیسوان دادا میرے حضرت شاہنشاہ کا ہے۔ جب وہ سن تمیز کو پہنچا توران زمین کی سلطنت کے تخت کو زینت دی اور ترک وتاتار وغیرہ کے قبیلون کے سردارون نے کہ ملوکِ طوائف (ہر گروہ پر ایک بادشاہ) کے طور پر زندگانی کرتے تھے خدمتگاری کا پٹکا جان کی کمر پر باندھا اور وہ تدبیر کی قوّت سے زمانے کی پریشانیون کو جمع لایا اور عدالت اور احسان کا حق پورا کیا اور مدت دراز تک مردانگی اور دانائی سے زمانے کو آرائش اور آسائش بخشی اور وہ ابومُسلم مروزی کا ہم زمانہ تھا جب اُس نے زندگی کا اسباب باندھا (مرگیا) اُس کے دو لڑکے رہے۔ بوقا اور توقیا۔ بوقا خان اس کا بڑا بیٹا ہے آٹھوان دادا چنگیز خان اور قراچار نویان کا۔ وصیت کے موافق باپ کی جگہ مین بیٹھا اور بادشاہی مسند کو عدل اور داد سے آراستہ کیا اور جہانداری اور گیتی ستانی کے لئے قاعدے ایجاد کئے اور اُن کو زمانے کے بڑے بڑے بادشاہون کا دستور العمل بنایا اور زیردستون (رعایا) کے ساتھ اس طور پر زندگانی کی کہ خواص عوام اُس سے خوش وقت ہوئے۔ ذوتمین خان۔ اُس کا قابل بیٹا ہے باپ نے جب آگاہ دل ہونے کے وسیلے سے زمانے کو معلوم کیا اُس کو ولیعہد اور جانشین اپنا کیا اُس نے حکومت اور ملک کی ترقی دینے والی ضروری باتون مین کوشش کی۔ اُس کے نو بیٹے تھے اُس کے گزرنے (مرنے) کے بعد لڑکون کی مان منولون کہ عقل اور تدبیر مین یکتا تھی ایک گوشہ مین جاکر اپنی اولاد کی تربیت (پرورش) مین مشغول ہوئی۔ ایک روز جلائر نے کہ قوم درلگین سے تھا۔ گھات لگاکر منولون اور اُس کے آٹھ بیٹون کو مار ڈالا۔ قائدو خان کہ نوان بیٹا تھا۔ اپنے چچا کے بیٹے کی اولاد سے ایک کی خواستگاری کے لئے ماچین کی طرف گیا ہوا تھا بچ گیا۔ اور ماچین کی مددگاری سے جلائر اپنی نادانی پر اقرار کرنے والا ہوا اور ستّر شخصون کو کہ قتل مین شریک تھے منولون اور اُس کے بیٹون کے خون کے عوض قتل کر ڈالا۔ اور ان کے بیوی بچّون کو باندھ کر قائدو خان کے آگے بھیجا۔ خان نے بندگی (غلامی) کا داغ اُن کی پیشانی پر رکھا۔ اور اُن کی اولاد مدّت دراز تک بندگی (غلامی) کی قید مین رہی۔ قائدو خان۔ اتنے واقعات کے بعد ماچین کی کوشش سے سلطنت کے تخت پر بیٹھا۔ اور جہان کے آباد کرنے مین کوشش کی بہت سے قصبے آباد کئے اور اُس کے پاس لشکر اور نوکر چاکر بہت سے ہو گئے۔ اور جلائر کے ساتھ لڑائیان لڑا۔ بادشاہی اور جہانبانی مستقل طور پر کی۔ اور جب وہ اس جہان سے گزرا اُس کے تین بیٹے باقی رہے بایسنغر خان اُس کے سب لڑکون سے بڑا تھا۔ کاروانی اور رعیت اور سپاہ کے انتظام کرنے مین اپنے زمانے کا یکتا تھا۔ باپ کی وصیت کے موافق فرماندہی کے تخت کا آراستہ کرنے والا ہوا۔ تومنہ خان اس کا بزرگ بیٹا ہے باپ نے اس

گزرنے والے جہان سے گزرنے کے وقت ملک و دولت اُس کے حوالے کیا بادشاہی اور جہانگیری کی مسند نے
اُس کی ذات سے رونق پائی مردانگی کے ساتھ عقلمندی اُس کے حال کو زینت بخشنے والی تھی۔ اور بزرگ ذاتی کے
ساتھ بردباری اُس کے زمانے کی رونق بڑھانے والی تھی۔ اُس نے مغلستان اور ترکستان کی مملکت سے بہت
سا حصّہ تدبیر کے بازو کے زور اور اقبال کے پنجہ کی قوت سے موروثی (باپ دادے سے ورثے مین پائے ہوئے)
ملک پر زیادہ کیا اور سارا ترکستان ہیبت اور عظمت مین اُس کے برابر نہ رکھتا تھا۔ اور اُس کی دو بیویان تھین ایک
سے سات بیٹے پیدا ہوئے اور دوسری سے دو جڑوان بیٹے پیدا ہوئے۔ ان جڑوان بچون سے ایک کا نام قبل
تھا جو تیسرا دادا چنگیز خان کا ہے اور دوسرے کا نام قاچولی تھا۔ قاچولی بہادر۔ میرے حضرت صاحبقران
(امیر تیمور) کا آٹھوان دادا ہے دولت کی روشنیون کا جائے ظہور اور نیکبختون کے نشانون کے پیدا ہونے
کی جگہ تھا۔ بزرگی کی شوکت اُس کے چہرے سے چمکتی تھی۔ اور نصیبہ ور ہونے کی شوکت اُس کی پیشانی سے
روشنی دیتی تھی اُس نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ قبل خان کے گریبان سے ایک چمکتا ستارہ نکلا اور آسمان
کی بلندی تک پہنچکر تاریک ہو گیا اور اسی طرح پے در پے تین بار واقع ہوا اور چوتھی مرتبہ ایک ایسا نہایت نورانی
ستارہ اُس کی دولت کے گریبان سے نکلا۔ کہ جہان کو اُس کی روشنی نے گھیر لیا۔ اور اُس کے نور کی شعاع
اور کئی ستارون تک پہنچی کہ اُن ستارون سے ہر ایک کے وسیلے سے ایک طرف روشن ہو گئی اور جب وہ نورانی
ستارہ غائب ہو گیا جہان کے اطراف اُسی طرح روشن تھے۔ وہ خواب سے جاگا اور اس غیبی نمودار کی تعبیر مین
اندیشہ کے پرندے کو اُڑانے لگا یعنی اُس کی تعبیر جاننے کے لئے فکر و خیال کو دوڑانے لگا۔ یکایک پھر اُس کو
نیند آگئی۔ اور ویسا ہی دیکھا کہ اُس کے گریبان سے سات مرتبہ روشن ستارہ ظاہر ہوا اور غروب ہو گیا اور
آٹھوین مرتبہ ایک بڑا ستارہ نکلا اور اُس نے سارے جہان کو روشنی اور رونق بخشی۔ اور اُس سے دوسرے چند چھوٹے
ستارے نکلے۔ کہ ہر ایک نے جہان کے ایک گوشہ کو روشن کیا۔ اور جب وہ بڑا ستارہ غائب ہو گیا جہان اُسی طرح
روشن رہا اور دوسرے ستارے ویسے ہی روشن رہے۔ صبح کے وقت قاچولی بہادر نے واقعہ کی صورت اپنے
بزرگوار باپ تومنہ خان کے روبرو عرض کی باپ نے تعبیر بیان فرمائی کہ قبل خان کے تین شہزادے خانی کے
تخت پر بیٹھین گے اور ملک مین حاکم ہوون گے۔ لیکن چوتھی مرتبہ ایسا ہو گا کہ اُن کے بعد ایک بادشاہ ظہور
کرے گا کہ اکثر عالم کو اپنے قبضے کے اندر لائے گا اور اُس کے بیٹے ہون گے اور ان مین سے ہر ایک ایک طرف
کی حکومت رکھتا ہو گا۔ اور قاچولی سے سات اقبالمند لڑکے کہ پیشوا ہونیکا تاج اور فرمانبرداری کا تاج سر پر رکھتے ہون گے ظاہر
ہون گے اور آٹھوین بار ایسا بیٹا پیدا ہو گا کہ جہانگیری کرے گا۔ اور جہان والون پر سرداری اور سروری کریگا اور اُسکے
ہان ایسے بیٹے پیدا ہونگے کہ ہر ایک ایک طرف کا حاکم ہو گا۔ اور ایک مملکت کا بادشاہ ہو گا اور جب تومنہ خان

تعبیر سے فارغ ہوا۔ بھائیون نے باپ کے فرمانے کے موافق آپس مین عہد و پیمان باندھا کہ خانی کا تخت قبل خان کے لئے مقرر ہوگا اور قاچولی سپہ سالار اور صف کا آراستہ کرنے والا اور مدارکل (وزیر اعظم) اور تیغ زن (تلوار چلانیوالا لڑنے والا) ہوگا اور مقرر ہوا کہ ہر ایک کی اولاد پشت بہ پشت یہی طریقہ پیش نظر اور جاری رکھے اور عہدنامہ ترکی خط مین اس باب مین لکھا گیا۔ اور دونون بھائیون نے اُس لکھے ہوئے پر اپنی اپنی مُہر لگائی اور تومنہ خان کی سرخ مُہر اُس پر لگائی گئی۔ آدم سے تومنہ خان تک میرے حضرت شاہنشاہ کے بزرگ باپ دادے کا اس سلسلے کی جنبش (حرکت) کا اصلی سبب وہی ہین مطلقہ ریاست او مستقلہ سلطنت کے ساتھ ممتاز ہو کر عدل و انصاف کے تخت کے پائداری بخشنے والے رہے ہین اور ایک گروہ نے اس بلند شوکت رکھنے والی جماعت سے ملک معنی کی پیشوائی بھی پائی ہے اور ظاہر و باطن کے مقصد پانے والے ہوئے ہین۔ چنانچہ اگلی کتابین اس سے آگاہی بخشتی ہین۔ اور حکمت الٓہی کہ مراتب کونی اور الٓہی (دُنیوی اور روحانی درجون) کے جامع ہونے والے جہان کے ظاہر ہونے کے لئے اتنے ظاہر اور باطن کے حاکمون کے وسیلے سے اہتمام رکھتی ہے میرے حضرت شاہنشاہ کے پیدائش کے زمانے کی منتظر تھی کہ موجودات کا برگزیدہ ہونا اُس کے بزرگ قیمتی خلعت کا نقش ہے یا اُس کے بزرگ قیمتی خلعت کی آرائش ہے۔ اور اس طرح روز بروز اُس کے اسباب سرانجام دیتی ہے۔ اور جامع ہونے اور خدمت کا مرتبہ پہچاننے اور انتظام کی لذت کے لئے قاچولی بہادر کو کالبد مستعار (چندروزہ جانشینی اور چندروزہ قائمقامی) کا لباس پہنایا تاکہ اس حالت کے مرتبے بھی اس بلند سلسلے کے پیش چشم آوین اور مراتب کی جمعیت کا سرمایہ میرے حضرت شہنشاہ کے لئے حاصل ہووے اور باوجود رہنمائی کی قوت اور تجربہ کار ہونے اور بزرگ ہونے اور بزرگ ذات ہونے قاچولی بہادر کے قبل خان ولیعہد ہوا اگرچہ ظاہر مین بڑی عمر کی رعایت کی گئی کہ عقلمندون کی منظور نہین ہے لیکن حقیقت مین خدا کی قدرت کے حاکم نے عالم جامعیت کو سرانجام دیا (یعنی سچ یہ ہے کہ خدائی حکمت کا کارفرما کام کے پورا کرنے سے سرانجام مین مشغول تھا کہ اکبر شاہ کے لئے اُس کو کامل کرے) جب تومنہ خان کی زندگی کا ستارہ ہستی کی مغرب مین پوشیدہ ہوا (مرگیا) قبل خان حکومت کے تخت پر جگہ پکڑنے والا ہوا۔ اور قاچولی بہادر عہد و پیمان کے پورا کرنے کے لئے کہ دائمی دولت کا سرمایہ ہے یک طرفی اور موافقت کے مقام مین آکر دوستداری اور بادشاہ بنانے کے قاعدے کے سلطنت کے کاروبار کے انتظام کا انجام دینے والا ہوا۔ اور جب قبل خان ہستی کے فتنون کے گھر سے نیستی کے امن کے گھر کی طرف خوش رفتار ہوا قوبلہ خان کہ اُس کے چھے بیٹون کے درمیان تاج اور تخت کے لائق تھا سلطنت کے تخت پر بیٹھا۔ اور قاچولی بہادر اُسی بڑے منصب سپاہ سالاری مین مشغول رہا اور اپنے عہد و پیمان کا لحاظ رکھتا رہا۔ اور دانائی اور مردانگی کی مددگاری سے ملک و دولت کے کارخانے کو سرانجام دیتا رہا۔ اور قوبلہ خان نے ایک ایسے بڑے مہربان کی مددگاری سے کہ خدا کے جاننے کی عقل بھی رکھتا تھا اور ملک

فتح کرنے کی تلوار بھی - اپنے بھائی کا بدلہ اُلتا خان حاکم خطا سے لیا اور بڑی بڑی لڑائیان کہ لڑنے والے مردون کے یادگار کام ہوسکین - کرکے خطا کے لشکر کو بڑی شکست دی - اور اس سرگزشت کا مختصر حال یہ ہے کہ خطا کے حاکم ہمیشہ اس بلند شوکت رکھنے والے طبقے (گروہ) سے خوف و دہشت رکھتے تھے اور ہمیشہ دوستی کی زنجیر ہلانے والے ہوکر اپنا زمانہ گزارتے تھے - جب خطا کی حکومت اُلتا خان پر قرار پائی تو وہ قبل خان کی بہادری اور تدبیر کا حال سُن کر بہت زیادہ خوف زدہ ہوا اور اُس نے تجربہ کار قاصدون کے وسیلے سے موافقت کی بنیاد کو اس حد تک مضبوط کیا کہ درخواست کی کہ قبل خان خطا کی طرف آئے - اور خان (قبل خان) راستی اور درستی کے تقاضے سے کہ اس بلند نسل رکھنے والے خاندان کی فطرتی (پیدایشی) ہے - ملک کی حکومت قاچولی بہادر کے حوالے کرکے خطا کی طرف گیا اور دلپسند صحبت کا نقش بیٹھا (یعنی باہم محبت و اخلاص کے ساتھ ملے جُلے) اور عیش و عشرت کی کامیابی کے بعد وہ اپنے گھر کی طرف متوجہ ہوا اُلتا خان کے سلطنت کے سردارون سے بعض سردارون نے کہ تنگ حوصلہ اور فرومایہ تھے نالائق باتین بیان کرکے اُلتا خان کو خشمناک کیا - اُلتا خان رخصت کرنے سے پشیمان ہوا اور آدمی بھیجکر واپس بُلایا قبل خان نے اُلتا خان کی ناراستی کا نقش زمانے کی پیشانی کی تحریر سے پڑھکر (یعنی قبل خان نے اُلتا خان کے منصوبے کو سمجھکر) جواب بھیجا کہ چونکہ مبارک گھڑی مین مین نے اپنے گھر کی طرف رُخ کیا ہے (چونکہ مبارک وقت مین روانہ ہوا ہون) پلٹنے کو مناسب نہین سمجھتا ہون - خطا کا خان اس سے جوش مین آیا اور ایک لشکر مقرر کیا کہ جس طرح کہ ہوسکے خان کو لوٹا دین - قبل خان نے ایک دوست سالجوتی نام کے گھر مین کہ راہ کے سرے پر قرارگاہ رکھتا تھا خطا کے لشکر کے سردار لو اُتارا اور اقرار کیا کہ پلٹتا ہون - سالجوتی نے پوشیدہ طور سے کہا کہ مین پلٹنے کو مصلحت نہین سمجھتا ہون - میرے پاس ایک گھوڑا تیز دوڑنیوالا اور دُور چلنے والا ہے کہ کوئی شخص اُس تک نہین پہنچ سکتا ہے - اب اس وقت کی صلاح یہی ہے (اس وقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے) کہ احتیاط کو عمل مین لایئے اور اُس گھوڑے پر سوار ہوکر اس خطرے سے باہر تشریف لے جایئے - قبل خان اس رائے پر عمل کرکے اُس گھوڑے پر اقبالمندی کے ساتھ سوار ہوا اور اپنے گھر کا راستہ لیا خطا کے قاصدون نے جب خبر پائی تیز دوڑنے والے چالاک پیچھے دوڑائے لیکن وہ اُس سے کہین نہ ملے مگر جبکہ وہ اپنے لشکرگاہ مین پہنچ گیا تھا قبل خان نے ان بداندیشون کو پکڑکر قتل کرڈالا - اسی درمیان مین اُس کا بڑا بیٹا اُوقین برقاق کہ خوبصورتی مین زمانے کے اندر بے مثل تھا جنگل کے اطراف مین ہرنون کے پیچھے دوڑتا پھرتا تھا یکا یک قوم تاتار نے اُس کو دیکھا اور اُس کو گرفتار کرکے اُلتا خان کے روبرو لے گئے اور خان نے اُس سگ جانون بھیڑیئے طبیعت کے بدلہ لینے کے لئے بے انصافی (ظلم) کی تلوار اس شیر نسل ہرنوٹے پر چلائی قوبلہ خان کہ دوسرا بیٹا تھا جب تخت آراستہ کرنے والا سلطنت کا ہوا اپنے بھائی کا بدلہ لینے کے لئے اپنے سارے لشکر کے ساتھ آمادہ ہوکر اُلتا خان کی طرف متوجہ ہوا - اور بڑی لڑائی ہوئی - اور

اُس نے ایک عجیب شکست خطا والون کو دی اور اُن کا مال واسباب لوٹا - اور جب موت کی فوج کے حملے کا وقت آیا اُس کا بزرگ قدر بھائی برتان بہادر سلطنت کے شر لقبون کی اصلاح کے موافق خانی کے تخت پر قرار پکڑنیوالا ہوا - اور اُس نے اپنے باپ اور بھائی کے قاعدے اور دستور کو تازہ کیا اور چونکہ اُس کے زمانے مین کسی شخص کو وہ قدرت نہ تھی کہ اُس کے ساتھ سپاہ کشی اور مقابلے کا دم مارے اس لئے اُس کا لقب خانی لفظ بہادر کے ساتھ لوگون کے موںھون مین پڑا اور مشہور ہوگیا اور اُنھون نے اُس کی شجاعت کے نقد (سکے) کو اُس ہیبت بڑھانے والے نام سے سکّہ کیا گیا کیا - اور اس زمانے مین قاچولی بہادر کہ جان نثار بھائی بھی تھا اور بہادر سپہ سالار بھی تھا - عالم بقا کی طرف متوجہ ہوا (مرگیا) ایردمچی برلاس - بہت لائق اور قابل بیٹا قاچولی بہادر کا ہے کہ دنائی کے راستون اور لڑائی کے میدانون مین بڑا ہوشیار اور بخت بیدار تھا باپ کے بعد سپاہ سالاری کا طغرا (فرمان پروانہ) اُس کے نام سے سربلندی پکڑنے والا ہوا - اور وہ اُس قاعدے اور دستور کے موافق کہ اُس کے بزرگوار باپ نے جس کو رونق دی تھی ملکون کے بڑے بڑے کامون کے انتظام اور بڑے بڑے کامون کی تدبیر مین کوشش کرتا تھا پہلے جو شخص کہ برلاس کے لقب سے مخصوص ہوا وہ تھا اور اُس لفظ کے معنی بانسب شجاع کے ہین سارے برلاس قبیلون کا نسب اُس سے ملتا ہے - اور جب برتان بہادر کی زندگانی ختم ہوئی اُس کے چار بیٹون سے تیرامیسوکای بہادر کہ چنگیز خان کا باپ ہے اور دانائی کے جوشن اور مردانگی کے خود سے آراستہ تھا خانی کا تاج سر پر رکھکر جہانبانی کے تخت کا زینت بخشنے والا ہوا - اور جس وقت مین کہ ایردمچی برلاس نے بقا (زندگی) کے شہر کی طرف قیام کی بنیاد رکھی (مرا) اُس کے اُنتیس ۲۹ بیٹے یادگار رہے - سوغوجیجن (عقلمند) ایردمچی برلاس کے بزرگ قدر بیٹون کے درمیان دلاور دل اور جہاندار راے اور کارساز عقل اور انتظام بخشنے والی مہربانی کے ساتھ سربلندی رکھتا تھا - اور عمر کے اعتبار سے بھی سب مین بڑا تھا اُس نے بلند رتبہ رکھنے والے باپ کی جگہ لی حقیقت مین بادشاہ تھا اور ظاہر مین سپاہ سالار تھا - ییسوکا بہادر نے سوغوجیجن کی جہان آراستہ کرنے والی راے کے موافق تاتار پر فوج کشی کی اور اُن کا گھربار اور مال دولت لُوٹ کے پاؤن کا روندا ہوا کیا اور خدا کی مدد اور نصیب کی قوت سے تاتار پر غالب آکر اقبال اور دولت کے ساتھ دیلون بلداق کی طرف متوجہ ہوا - اور جب اُس نیکبختی بڑھانے والے مقام پر پہنچا - بیسوین ۲۰ ذیقعد تنکوزئل سال پانسو انچاس ۵۴۹ ہلالی کو اُس کی بیوی اولون آنگھ کے ہان کہ حاملہ تھی ایک بزرگ مرتبہ بیٹا پیدا ہوا ییسوکای بہادر نے کہا کہ حساب دانی کی رمزون اور آسمانی مبارک ستارون کی نظرون سے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ یہ وہی دولت کا ستارہ ہے کہ چوتھی مرتبہ قبل ازان کے گریبان سے نکلا تھا - اگرچہ میرے حضرت شاہنشاہ کے بزرگ و بلند سلسلے مین کہ اس خدا کی حمد کی کتاب مین اس کا بیان ہو رہا ہے تموجین کے ذکر کی حاجت نہین ہے کہ اس پاک شجرہ کی ایک شاخ ہے لیکن چونکہ وہ

آلنقوا کے پاک نور کی ایک شعاع ہے ایک مختصر سا ذکر اُس کا بھی کرنا ضرور ہوا۔ تموچین کا مبارک طالع میزان تھا
اور ساتون ستارے طالع مین تھے اور راس تیسرے مین اور ذنب نوین مین تھا اور بعضے اس پر ہین کہ سال
پانسو اکیاسی[۵۸۱] مین جبکہ وہ یزون قوم اور قبیلے کا سردار ہوا۔ ساتون ستارے میزان مین جمع ہوئے تھے۔ قراچار نویان
سوغوجیجن کا بزرگ بیٹا ہے بادشاہ ایسی طبیعت رکھنے والا اور بادشاہ ایسا نشان رکھنے والا تھا۔ جب سال
تنکوزئل پانسو باسٹھ[۵۶۲] مین میسوکائی بہادر گزر گیا۔ اور اس سال مین تموچین تیرہ[۱۳] برس کا تھا اور سوغوچین آوارہ
ملک اور سلطنت کا اور حکومت لشکر اور سپاہ کی اُس پر موقوف تھی اُنھین چند روز مین نیستی کے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا۔
قراچار نویان کم عمر تھا یزون قوم تموچین سے روگردان ہوکر تایجوت کے لوگون کے ساتھ جا ملی۔ اور تموچین نے
تکلیفین اُٹھائین اور قید و بلا مین پڑا اور انجام کار اُس نے آسمانی مدد سے اُن خوفناک خطرون و بھنورون سے
نجات پائی۔ اور قوم جاموقہ اور تایجوت اور قنقرات اور جلائر وغیرہ سے۔ لڑائیان کین جبکہ اُس کی عمر کا سال تیس[۳۰]
سے گزرا تھا وہ اپنے فرقے اور قوم کا سردار ہوا۔ اور ترکستان کے بعضے حاکمون کی مخالفت کی وجہ سے چالیس[۴۰]
برس کی عمر مین قراچار نویان کی ہدایت کے موافق آونگ خان حاکم قوم کرایت کے پاس کہ میسوکا بہادر کے ساتھ
پُرانی دوستی رکھتا تھا گیا اور اُس کی خدمت بہت اچھی طرح بجا لایا اور عمدہ عمدہ نمایان کار ظہور مین لایا اور اُس کی
قربت منزلت اور علو مرتبت کا رتبہ اُس سرحد تک پہنچا کہ اُس کے حسن اخلاق کا دماغ دوستی کی خوشبو سے معطر
ہوا۔ اس طور پر کہ بڑے بڑے امیر اور عزیز و رشتہ دار اس پر حسد لے گئے۔ جاموقہ کہ جاجرات کا سردار تھا۔ اُس نے
آونگ خان کے بیٹے سانکو کے ساتھ اتفاق کرکے اُس کے بارے مین نالائق باتین اور ناپسندیدہ سخت باتین
جوڑین یا بنائین اور آونگ خان کو راہ راستی سے ہٹا کر بُرے اور بد خیال میں ڈالا اور تموچین فکرمند ہوا اور
قراچار نویان کی مشورت کی مدد اور اُس کی درست تدبیرون کے وسیلے سے اُس ہلاک کے مقام سے باہر نکلا
اور دو بار اُن کے درمیان بڑی بڑی لڑائیان ہوئین اور تموچین نے فتح پائی۔ اور اُنچاس[۴۹] برس کی عمر مین اور
اور ایک قول کے موافق پچاس برس کی عمر مین ماہ رمضان کے اندر پانسو ننانوے[۵۹۹] مین سلطنت اور جہانداری کی
دولت سے مقصد ور ہوا۔ اور جب تیس[۳۰] برس اُس کی فرمانروائی اور جہانبانی کے گزرے۔ بُت تنگری نے کہ خدا کی
درگاہ کے خوشخبری پہنچانے والون اور عالم غیب کی بشارت دینے والون سے تھا خدا کے الہام کے موافق
تموچین کو چنگیز خان کے خطاب سے خطاب دیا گیا یعنی بادشاہون کا بادشاہ۔ روز بروز اُس کی سعادت کا
ستارہ زیادہ چمکتا جاتا تھا اور سال بسال اُس کی دولت کا کوندا زیادہ روشن ہوتا جاتا تھا سارے خطا اور
ختن اور چین اور ماچین اور دشت قبچاق اور سقسین اور بلگیہ یا اور آس اور روس اور آلان وغیرہ پر سردار ہوگیا
اُس کے چار بیٹے تھے۔ جوجی۔ چغتائی۔ اوکدائی۔ تولی۔ مغل اور شکار کا انتظام جوجی کے متعلق تھا اور تحقیقات

کرنے اور سزا دینے کا کام کہ ملک آرائی کا انتظام اس کے ساتھ آویزاں ہے چغتائی کی اُستوار رائے کے سپرد تھے اور جہانبانی
کی تدبیرین اور ملکی کامون کی ترتیب اور ادائی کے ساتھ خصوصیت رکھتی تھی۔ اور سپاہ کے کاروبار کا سرانجام
اور لشکر کی محافظت تولی کے متعلق تھی۔ اور ۶۱۵ھ چھسو پندرہ کے مہینون مین اُس نے سلطان محمد خوارزم شاہ
کے قصد پر ماوراء النہر کی طرف توجہ کی اور اُس ملک کے لوگ شاہی سزا سے گوشمالی پا سزا کو پہنچے۔ اور جب وہ ماوراء النہر
کے کام سے فارغ ہوا۔ دریاے آموبہ سے عبور کر کے اُس نے ملکوں فتح کرنے کی باگ بلخ کی طرف پھیری۔ اور تولی
خان کو بڑے لشکر کے ساتھ خراسان کی ولایت کی طرف روانہ کیا۔ اور وہ ایران اور توران کے ملکون کے فتح کرنے
کے بعد بلخ سے تالقان کو آیا اور وہان سے سلطان جلال الدین منگبرنی کے دفع کرنے کو متوجہ ہوا۔ اور ماہ رمضان
۶۲۱ھ چھسو چوبیس ہلالی مین سلطان جلال الدین کو دریاے سندھ کے کنارے پر شکست دی اور وہان سے
ماوراء النہر کے طرف جا کر اپنے اصلی لشکرگاہ یا قرارگاہ کی طرف قرار پکڑا۔ اور تنکوزئیل مطابق چوتھی صفر ۶۲۴ھ مین کہ پیدائش
کا سال بھی اور سلطنت کے جلوس کا سال بھی تھا اُس نے ولایت تنقوت کی حدود مین زندگی کی امانت سونپی
اور اُس سے پہلے اُس نے وصیت کی تھی کہ جب ضروری واقعہ (موت) اس حملہ مین منہ دکھاوے پوشیدہ رکھین
تاکہ تنقوت کے لوگون کا کام پورا ہووے اور دُور دراز ملکون مین کوئی فتور نہ جاوے یا نہ پڑے۔ اور اُس کے
بیٹون اور امیرون نے اُس کی وصیت کے موافق عمل کر کے اس حال کے چھپانے مین کوشش کی یہان تک
کہ تنقوت کے لوگ باہر آئے اور تلوار کی گھاس بنے (تلوار سے کاٹے گئے) اور اُسکے بعد اُس کی نعش کا صندوق
اُٹھا کر روانہ ہوئے اور جس مخلوق کو کہ راہ مین دیکھتے تھے مار ڈالتے تھے تاکہ خبر مختلف ملکون مین جلدی سے نہ پہنچے
اور اُسی سال کی چودھوین رمضان کو اُس کی نعش بزرگ لشکرگاہ کی طرف لائے اور ضروری واقعہ (مرنے) کا اظہار
کیا اور اُس درخت کے نیچے کہ اُس نے ایک روز شکارگاہ مین اپنی قبر کے لئے پسند کیا تھا دفن کیا۔ اور تھوڑے عرصہ
مین قسم قسم کے درختون کی شاخین اتنی بڑھین کہ قبر درختون کے جھنڈ مین چھپ گئی یہان تک کہ کوئی شخص اُس
سرزمین تک سُراغ نہ لے جا سکا۔ اور یقیناً اس بات مین ایک عجیب راز ہے کہ دوربین عقلمند دانا کے سوا کوئی اُس کا پتہ
نہین لگا سکتا یعنی جس طرح سے کہ زندگانی مین خدا کی نگہبانی مین تھا اُس کے بعد بھی خدا کی نگہداشت کی پناہ مین داخل
ہوا تاکہ کوئی کوتاہ اندیش اُس مقام پر گستاخی کا ہاتھ دراز نہ کر سکے۔ اگرچہ قبر کی بابت ایسا خیال کرنا اپنے آپ کو جہان
والون کا ٹھٹھول بنانا ہے لیکن چونکہ حاکمون کا اکثر معاملہ ظاہر بینون کے ساتھ ہوتا ہے ایسی حفاظت خدا کی بڑی
بخشائشون سے ہے۔ اور کیون خدا کی نگہبانی ایک ایسے بزرگ کی حفاظت نہ کرے کہ ایک عالم جس کی نگہبانی کے
سایہ مین ہووے اگرچہ یہ بزرگ عوام کے آگے اور خواص کی پہلی نظر مین خدا کے بزرگ قہر کی ظاہر ہونے کی جگاہون سے
تھا لیکن ہوشمندون کی دُور بین نظر مین خدا کی مہربانیون کی روشنیون کی ظاہر ہونے کی جگاہون سے خاصون سے

خاص تر ہے۔ اس لئے خدا کی ایسی عدالت کی کچہری مین کہ خلائق کی فرمانروائی اُس کی شعاع ہے ظلم وستم کا دخل وظہور نہین ہے۔ اور جو چیز اس بنتے بگڑتے جہان مین موجود ہوتی ہے کتنی ایک ایسی باطنی مصلحتون سے بھری ہوتی ہے کہ ظاہر بینون کی آنکھ کو اُس کی حقیقت کے راز تک راستہ نہیں ہے۔ اور دور بین بیدار دلون کے دلون کے سوا کوئی اُس کی حقیقت پر آگاہ نہین ہے۔ اُس کی عمر بہتر برس پوری ہوئی تھی اور تہترویں سال سے بہت سے مہینے گزر گئے تھے۔ اُن سے پچیس ۲۵ برس فرمانروائی اور ملک فتح کرنے مین گزرے اور اُس کی پیدائش اور مرنے کی تاریخ دیکھنے سے کہ تاریخون مین بیان کی گئی ہے اُس کی عمر کی مدت چھہتر برس اور تین مہینے ہوتی ہے۔ اور یقیناً یہ اختلاف شمسی اور قمری مہینون اور سالون کی وجہ سے ہے یا مشہور روایتون سے اور کسی وجہ سے۔ اس مدت مین ہمیشہ مہمات ملکی اور مالی کا انتظام قراچار نویان کی آراستہ کرنے والی راے کی مشورت کے موافق رونق رکھتا تھا اور جس بلند شوکت رکھنے والے کا ایک ایسا بھائی کہ جو خون اور روح کے اعتبار سے برابری رکھتا ہو دولت واقبال کا رہنمائی کرنے والا بنے پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اس طرح ملک کے فتح کرنے اور سلطنت کے آراستہ کرنے سے بزرگی کا سر بلندیون کی اونچائی پر نہ گھسے۔ شعر کا ترجمہ۔ قراچار اور چنگیز چچیرے بھائی ہین۔ ملک کے فتح کرنے مین باہم موافق ہین۔ اور اُس نے کوچ کے نقارے کے بجانے کے وقت خانی کے تخت کو اوکدائی کے لئے برقرار رکھا۔ اور اس دل توڑنے والے قصہ کا مختصر یہ ہے کہ خطا کی یورش مین ایک رات اُس کے خیال کے صحن پر عکسی صورت مین ایسی جھلک ڈالی۔ کہ اس دھوکے کے بھرے جہان کے رخصت کرنے کا وقت قریب ہے۔ اُس نے اپنے بزرگ بیٹون اور قراچار نویان سپاہ سالار اور دوسرے سلطنت کے شریفون اور امیرون کو بُلا کر ایسی نصیحتین کین کہ جس کے نتیجے جہان والون کا انتظام ہوئے اور تختِ خانی کو اوکدائی کے لئے مقرر کیا۔ اور قاچولی اور قبل خان کا عہدنامہ جس پر تومنہ خان کی سُرخ مہر تھی اور بزرگ ذات اگلے بزرگون نے درجہ بدرجہ اپنے بزرگ نامون کو اُس پر لکھا تھا خزانے سے منگا کر بلند مجمع کے موجودہ لوگون کے روبرو پڑھا کہ مین نے قراچار نویان کے ساتھ اس عہدنامہ کے موافق قول وقرار کیا تھا تم لوگ بھی اس دستور پر عمل کرو اور دوسرا عہدنامہ اوکدائی اور اپنے بیٹون اور عزیزون کے درمیان لکھ کر اوکدائی کے حوالے کیا اور ماوراء النہر کے ملک اور ترکستان اور خوارزم کی بعضی حدود اور الیور د کاشغر اور بدخشان اور بلخ وغزنین آبِ سند تک چغتائی خان کے لئے مقرر کیا اور قبل خان اور قاچولی بہادر کا عہدنامہ چغتائی کے حوالے کیا اور کہا قراچار نویان کی صلاح ومشورت سے تجاوز (گزرنا) جائز نہ رکھیو۔ اور ملک ومال مین اس کو اپنا شریک سمجھیو۔ اور اُن کے درمیان باپ بیٹے ہونے کا عہد وپیمان باندھا (یعنی کہا کہ تو اُس کو باپ سمجھ اور وہ تجھ کو بیٹا سمجھے اس طرح باہم اخلاص قائم رکھو) اسی لحاظ سے اس پاک بلند سلسلہ (خاندان) کو چغتائی کہا گیا ہے۔ وگرنہ چغتائی اور اس کے بزرگ باپ دادون کو میرے حضرت شہنشاہ کی نسبت کی وجہ سے فخر کرنے اور اپنے

آپ کو بزرگ سمجھنے کا ایسا موقع ہے جو رشتہ دار ہوتے اور مثل و مانند ہونے سے بہت بڑھ کر ہے۔ اور شہزادون اور نوئینون نے وصیت کے موافق عمل کیا۔ خدا پاک ہے (تعجب کی بات ہے) کہ چنگیز خان ایسے ایک بزرگ دانشمند شخص سے اس طرح کی عہد شکنی ہووے اُسے لائق تھا کہ وہ پیمان نامہ جو تومنہ خان کی سرخ مُہر سے زینت دیا گیا تھا اوکتائی قاآن کو دیتا اور اُس کی تربیت اور مددگاری قراچار نویان کی استوار رائے کے سپرد کرتا تاکہ اُس عہدنامہ کے مطابق عمل ہوتا۔ یا اُس عہدنامہ کو موجود نہ کرتا تاکہ فراموشی پر جو انسان کے ساتھ جڑوان بھائی ہے گمان کیا جاتا اور بدنامی کی مد اُس کی دانائی کے دفتر مین ہمشکل غلطی اور چوک کی نہ ہوتی۔ اور عجیب بات ہے کہ اگلے لکھنے والے باوجود چنان چنین کرنے اور نکتہ گیری کی حرص رکھنے کے اس اعتراض تک نہین پہنچے ہین۔ اور یقیناً چونکہ جہان کے آراستہ کرنے والے خدا کی خواہش یہ تھی کہ یہ عارضی لباس سپاہ سالاری کا کہ تومنہ خان نے قرار دیا تھا اور حقیقت مین ایجاد کے کارکنون نے میرے حضرت شاہنشاہ کے جامع ہونے کا سبب سرانجام دیا تھا اِس بلند سلسلہ (خاندان) کے قدسے اُتارے اسلئے اس طرح کی ایک سہو اور خطا ظہور مین آئی جو ہزارون قصد صواب پر شرافت و بزرگی رکھتی ہے۔ اور چونکہ خدا کی نگہبانی ہمیشہ اس بلند شوکت رکھنے والے گروہ کی نگاہبان تھی عہد اور پیمان مین قصور قاچولی بہادر کی بزرگ اولاد کی طرف پہنچا۔ کہ یہ گروہ روزافزون دولت کے ساتھ خلافت کی مسند کا آراستہ کرنے والا ہووے اور عقلمندون کے نزدیک طعنہ دیا گیا نہ ہووے اور یقیناً کہ یہ باتین میرے حضرت صاحبقران (امیر تیمور) کے اقبال کے آفتاب کے نکلنے کا آغاز تھین کہ اُس کی پاک ذات میرے حضرت شہنشاہ کی دائمی جڑی دولت کا پیش خیمہ یا آگے چلنے والی فوج ہے۔ اور چغتائی خان نے باپ کے مرنے کے بعد بیش بالیغ کو اپنا دارالسلطنت بنایا اور سپاہی اور رعیت کی مہمون کی اختیار کی باگ امیر قراچار نویان کی قدرت کی مُٹھی مین دی۔ اور خود اکثر اوقات اوکدائی قاآن کی خدمت مین گزارتا تھا اور باوجود اس کے کہ اوکدائی عمر مین اُس سے چھوٹا تھا۔ اطاعت (فرمانبرداری) کی حقیقت کے لازمون مین ذراسی بات نہین چھوڑتا تھا اور بیدارالنصیب کے سبب سے خان کی وصیت کا لحاظ رکھتا تھا جب چغتائی خان کی ناپائدار زندگی کی مدت آخر ہوئی اُس نے سلطنت کے کارخانے کے انتظام کے لئے امیر قراچار نویان کو اپنا قائم مقام بنایا اور اپنے بیٹون کو اُس کے حوالے کیا اوکدائی سے سات مہینے پہلے اودئل ماہ ذیقعدہ ۶۳۸ھ مین اس گزرنے والے گھر سے گزر گیا اور قراچار نویان اپنے عہد و پیمان کے موافق سلطنت کے کاروبار کے انتظام مین مشغول رہا اور اُس نے کچھ وقت کے بعد قراہلاکو خان بن مواتکائی بن چغتائی خان کو اُس کے بزرگ دادا کی ولایت کی حکومت پر اقبالمند کیا اور چند سال کے بعد جبکہ کیوک خان بن اوکدائی خان خاقانی کی مسند پر بیٹھا۔ اُس نے قراہلاکو خان کے قدرت کے ہاتھ کو حکومت اور اختیار کے تصرف سے روک کر اُس کو معزول کیا اور ییسومنکا بن چغتائی کو اُس کی

جگہ مین اُس ملک کا انتظام بخشنے والا گیا۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اوکدائی قاآن نے اپنی سلطنت کے زمانے مین اپنے بڑے بیٹے کو جس کو اپنا ولیعہد بنایا تھا اور اُس نے باپ کی زندگی کے زمانے مین وفات پائی اُس نے ولیعہدی کے بیٹے شیرامون کو اُس کو سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا عطا کی اور قاآن کے ضروری حادثہ کے وقت (مرنے کے وقت) کیوک خان کہ روس اور چرکس اور بلغار مین تھا تین چار برس کے بعد بلند لشکرگاہ مین پہنچا اور سلطنت کی مسند کا آراستہ کرنے والا ہوا اور عدل اور رعایا پروری مین بلند بُنیاد رکھی اور جب میسو منکا غیبتی کے پردہ مین پوشیدہ ہوا قراچار نویان نے پھر قراہلاکو کو اُن ملکون کی فرمانروائی کے لئے مقرر فرمایا اور اُس کی سلطنت کے زمانے مین تاریخ چھ سو باونؔ ۶۵۲ مین اُس مقصد ور مراد بخشنے والے شہزادے نے نواسی ۸۹ برس کا ہوکر ہستی کا اسباب ندھار دیا۔ ایچل نویان۔ اُس نے دانائی کی زیادتی اور خداشناسی کی زیادتی کی وجہ سے دو کار روان قابل لڑکون کے درمیان سے خصوصیت کا نشان پایا اور قراہلاکو کی خانی کے زمانے مین وہ دانائی کی زیادتی اور کمال توانائی کے سبب سے باپ کے مقام کو بلندی بخشنے والا ہوا۔ اور ۶۶۲ھ مین نہایت مستقل طور پر سلطنت کی مسند پر قرار پکڑنے والا ہوا۔ اور چغتائی قبائل اُس کی سلطنت کے زمانے مین خوش وقت ہوئے۔ اور جب چغتائی خان کے بیٹون کے درمیان بہت اختلاف اور جھگڑا پیدا ہوا اُس نے ملنے جلنے سے نفرت کر کے شہر کش مین جا کے موروثی تھی قرار پکڑا۔ یہانتک کہ منکو قاآن بن تولی خان بن چنگیز خان نے اپنے بھائی ہلاکو خان کو ایران کی طرف بھیجا اور چارون قبائل جوجی اور چغتائی اور اکتائی اور تولی سے امیرون اور لوگون کو ہمراہ کیا قبائل چغتائی خان سے ایچل نویان کو بڑی مدت سے سالبوری (سرداری) کے لئے مخصوص کیا کہ ہلاکو خان کا مصاحب ہوا۔ مذکور کئے گئے خان نے تبریز کا دارلملہ (نام ہے گانون کا) اس کو دیا اور بزرگی کے آداب کے موافق برتاو کیا۔ امیر ایلنگر خان ایچل نویان کی بلند نسل رکھنے والی اولاد مین سب سے زیادہ لائق تھا جب ایچل نویان ہلاکو خان کے ساتھ توران سے ایران کو آیا وہ چغتائی خان کے قبائل مین بزرگ باپ کا قائمقام ہوا اور جب ایران مین ایچل نویان نے اس نظر فریب جہان کو رخصت کیا دواخان بن براق خان بن موتوبن موایتکان بن چغتائی خان بن چنگیز اُس کے پاس پہنچا تھا اُس نے اُس کو امیرالامرا بنایا اور سلطنت کے انتظام کی باگ اُس کی تدبیر کے ہاتھ مین دی۔ اور اُس کے باپون کے مرتبے کو اُس کے لئے برقرار رکھا اور اُس نے جیساکہ دانائی اور بینائی کا تقاضا ہے۔ پادشاہت کے کام کے رواج دینے مین کوشش کی اور روشن مذہب حضرت احمد مین داخل ہوا۔ امیر برکل عظیم قدر قوی حال تھا۔ جب اُس کا بزرگوار باپ امیر ایلنگر خان ترمشیرین خان بن دواخان کے زمانے مین اس آرام سے خالی جہان سے گزر گیا اُس کا صرف یہی ایک اقبالمند لڑکا باقی رہ گیا۔ اور چونکہ وہ ہمیشہ اپنے نفس کے معالجے (اپنی نفس کے تصفیہ اور تزکیہ) مین مشغول رہتا تھا غیر کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ رکھتا تھا اور اُس نے خاتون کی صحبت سے باز رہ کر بالون کا

آئین جچیرے بھائیوں پر چھوڑا اور کش کی حدود مین فارغ البال (بیفکر خاطر) رہتا تھا۔ اور خدا کی خوشنودی کے جمع لانے مین دوڑ دھوپ (ریاضت و مشقت) رکھتا تھا۔ اور اچھی عادتون کے حاصل کرنے مین تلاش و جستجو کرتا تھا اور اُس اطراف مین بعضے مقامات اور مواضع کہ قدیم املاک (موروثی جائداد) سے تھے اپنی معاش و روزمرہ کے خرچ مین خرچ کرتا تھا۔ یہان تک کہ پاک عالم اور بقا کے ملک کی طرف روانہ ہوا۔ امیر طراغائی۔ بزرگ نسل اور بزرگ ذات بیٹا امیر برکل کا اور میرے حضرت صاحبقران کا بزرگوار باپ ہے۔ چھوٹی عمر کے شروع اور جوانی کے آغاز سے دولت اور اقبال کی روشنیان اُس کے احوال کے میدان سے چمکتی تھین۔ اور عظمت اور جلال کے آثار اُس کے اطوار کے صحن سے چمکتے تھے۔ اور اُس بزرگ ذات کا ایک چھوٹا بھائی تھا ہیبت نام۔ حق شناس ہونے اور حقیقت تلاش ہونے مین کامل تھا۔ لیکن ظاہری اور باطنی بزرگی کا قرعہ (پانسہ) بڑے بھائی کے نام پر نکلا تھا۔ چونکہ بزرگوار باپ ہمیشہ عاجزی کا مُنہ ارباب ریاضت (پرہیزگار اور عابد لوگون) کے آستانے پر رکھتا تھا اور بے نیازی کی بارگاہ کے مقرّبون کا منظور تھا خاص کر کے وجد و حال کے اصحاب کے پیشوا شیخ کلال کا کہ امیر کی نہایت درجہ عزّت کرتا تھا اور عظمت و بزرگی کی نظر سے دیکھتا تھا اور شیخ کی خدمت نے اُس زمانے کے بزرگ کو باطن کے صاف ہونے سے میرے صاحبقران کے کوکبہ (آمد) کے ظاہر ہونے کی ہمیشہ کی نیکبختی خوشخبری پہنچائی تھی۔

صاحبقران اعظم ثالث القطبین قطب الدنیا والدین امیر تیمور گورگان

خدا کے ارادے اور اُس کی لازوال خواہش نے ہر چیز مین ہزارون حکمتین امانت رکھ کر جہان کو آراستہ کیا ہے۔ اور اسی لئے ان باون شخصون مین کہ میرے شاہنشاہ کا بلند سلسلہ (خاندان) اُن کے ساتھ انتظام رکھتا ہے ہوشمندون کی عبرت بخشنے والی ہین۔ بزرگ خدا نے۔ سرواری۔ حکمت سلطنت۔ ہدایت۔ مہربانی۔ نرم دلی اور اَور کتنی بزرگ تعریفین اور عمدہ عمدہ صفتین اُن کو امانت کے طور پر سونپ کر میرے شاہنشاہ کی خلافت کے یکتا گوہر کا سرانجام کیا۔ مگر قاچولی بہادر سے سات بزرگ شخصون کو اس پاک سلسلے سے ظاہری سلطنت کے انتظام سے نیچے اُتار کر سپاہ سالاری اور شاہنشاہی کا رتبہ دیا تاکہ اس تابع (پیروی کرنے والا) ہونے کے رتبہ کو متبوع (جس کی پیروی کی جاوے) ہونے کے لباس مین پاکر جامعیت کے کارخانے کا سامان دلخواستہ طور پر انجام دین اور اُن بلند شوکت رکھنے والون بزرگون کا کہ جنھون نے ارکنہ قون مین زندگی گزاری اگرچہ اُن کا احوال معلوم نہین ہے۔ لیکن اسی طرح پشت و رپشت بزرگی رکھتے تھے۔ اگرچہ سلطنت کا نام نہ تھا لیکن سلطنت کے معنی ظاہر ہونا رکھتے تھے۔ اور وہ بھی عزّت کی نگہبانی کے لئے جہان کے رکھنے والون سے باہر ظاہر کئے گئے۔ اور اب کہ تجرد (دُنیا کا ترک کرنا) اور تعلّق (دُنیا کے ساتھ لگاو رکھنا) کے مرتبے باسامان ہوگئے اور ظہور مین آنے کی کامل قابلیت

موجود ہو گئی کہ میرے حضرت شاہنشاہ کا یکتا گوہر ظہور مین آوے تابع ہونے کا عارضی (چندروزہ) خلعت کہ تومنہ خان کی
طرح سے بظاہر اس سلسلہ مین آیا تھا جہان کے پیدا کرنے والے خدا نے اُس خلعت کو اُتار کر ایسے ایک بزرگ کو
ظاہر کیا کہ بزرگ سلطنت کے قابل اور لائق ہوسکے۔ اور اس بات کی مثال ظاہر ہونا حضرت صاحبقران کا ہے کہ ساتون
اقلیمون کا آرائش دینے والا۔ اور تخت و تاج کا بلند کرنے والا۔ اور دُنیا و دین کا قطب امیر تیمور گورگان ہے۔ اور
وہ بلند نسل۔ بزرگ مرتبہ سہ شنبہ کی رات مین پچیسوین شعبان ۷۳۶ھ سچقان ئل طالع جدی مین ظاہر ہوا۔ کش مین
کہ شہر سبز سے مشہور ہے اور شہرون ایران سے ہے۔ پاک پردے اور عفاف بطن حضرت پاکی اور بہار کی کا مرتبہ
رکھنے والی اور صفائی اور پاکیزگی کی صفت رکھنے والی دُنیا و دین کی پاکدامن بیگم تگینہ خاتون نام سے نیک بختی کا جزو اعظم
ہستی کی شکل مین رکھکر جہان کا روشن کرنے والا ہوا۔ اور یہ بزرگ خلافت کے دائرہ کا قطب اور بزرگ سلطنت کے حلقہ
کا مرکز وہ اقبال کا ستارہ ہے کہ قاچولی بہادر کے آٹھوین بطن سے سعادت اور بزرگی کے مطلع مین طلوع کئے تھا یا نکلا تھا
اور منجمین سے ایک کے قول کے موافق قاچولی بہادر کا سچا خواب ظاہر ہوا۔ اور روز روشن عقلمندی کی بلند دریافت
مین آج کے روز پہلے ستارہ کے طلوع کا آغاز اور پہلے ستارہ کے چھپنے کا شروع ہے۔ جیسا کہ پہلے اشارہ کی شعاع
اس بات پر چمک چکی ہے۔ اس مبارک زمانے مین کہ میرے حضرت صاحبقران نے پیدا ہونے کی مبارکی پائی۔ ماوراء النہر
مین ترمشیرین خان بن دوا خان بن براق خان بن مسون توبن مسوکان بن چغتائی خان فرمانروائی رکھتا تھا۔
اور مملکت ایران مین چار مہینے سلطان ابوسعید کی وفات سے گزرے تھے اور اس سبب سے بہت پریشانی اور
ابتری اُس سرزمین مین ظاہر ہوئی تھی۔ اور امیر صاحبقران چھوٹی عمر سے جوانی کے آغاز تک ہمیشہ شکار کے
آداب (جمع ادب۔ پسندیدہ طور و طریقہ) اور رزم و پیکار کے آئین مین مشغولی فرماتا تھا اور سچقائل سات سو باسٹھ مین
امیر طراغائی نے اس منزل سے رحلت فرمائی اور اُس کے چار بیٹے دو بیٹیان تھین۔ صاحبقران۔ عالم شیخ سیورغتمش
اور جوکی قتلغ۔ ترکان آغا۔ اور شیرین بیگی آغا۔ اور جب میرے حضرت صاحبقران کی بزرگ عمر چونتیس سال شمسی کو
پہنچی۔ اُس نے مبارک طالع اور بلند بخت کے ساتھ خداداد عقل کے مشورے سے کہ خدا کے الہام کے اُترنے کی جگہ ہے
چہارشنبہ کے روز بارھوین رمضان سات سو اکہتر سال ایت ئل مین شہر بلخ کے اندر فرماندہی کا تاج اور مقصدوری
اور کشور کشائی کا تاج سر پر رکھکر سلطنت اور جہانبانی کے تخت کو بلند مرتبہ بخشا۔ اور چھتیس ۳۶ برس مین کہ اُس کی سلطنت
اور جہان آرائی کا زمانہ تھا۔ وہ ولایت ماوراء النہر اور خوارزم۔ ترکستان۔ خراسان۔ عراقین۔ آذربائجان۔ فارس۔
مازندران۔ کرمان۔ دیاربکر۔ خوزستان۔ مصر۔ شام۔ روم وغیرہ کشور کشائی کی بلند ہمت اور فراخ حوصلہ دانش
کی مدد سے تصرف کے احاطہ اور قدرت کے قبضے مین لایا۔ اور اُس نے غلبہ اور استقلال کے جھنڈون کو ربع مسکون
(دُنیا) کے میدان اور ہفت اقلیم کے عرصے مین سربلندی دی جس کسی کی کہ حال کی سلامتی اُس کی دولت کے

زمانے کی رفیق تھی اُس نے اطاعت (فرمانبرداری) کے قدم سے اُس کا استقبال کیا اور سعادت کا پھول اُس کے بخت کے سر سے شگفتہ ہوا۔ اور جس کسی کا کہ کام کی بدبختی اور انجام کی ناموافقت اُس کا دامن پکڑنے والی ہوئی اور وہ فرمانبرداری سے سر باہر لایا وہ عدالت کے حاکم کی سیاست گاہ میں بال کھینچتا ہوا پہنچایا یا بال پکڑ کے لایا گیا۔ اور اُس نے اپنے کاموں کے نتیجوں کے جھاڑی جھنکاڑ اپنی آغوش میں دیکھے۔ اور دوشنبہ کے روز ماہ ذی قعدہ سات سَو نواسی میں اُس فتنے اور فساد کی وجہ سے کہ اصفہان کے لوگوں سے واقع ہوا تھا قتلِ عام فرمایا اور وہاں سے ارادے کی باگ دارالملک فارس کی طرف پھیری اور آلِ مظفر اُس کی خدمت میں آملے اور جب توقتمش خان کی مخالفت کی خبر کہ دشتِ قپچاق کے فرمانرواؤں اور آنحضرت کے تربیت یافتہ لوگوں سے تھا سُنی دو بار اُس پر لشکر کشی کی اور فتح کا جھنڈا بلند کر کے واپس پھرا اور دشتِ قپچاق کہ جس کا طول ہزار فرسنگ اور عرض چھ سَو فرسنگ ہے اُس کی بذاتِ پاکِ خود سیر فرما کے فتنے کے کوڑے کرکٹ سے اُس کو پاک اور خالی کیا اور دوسری بار ایران کی طرف کوچ فرما کر سات سَو چورانوے میں شاہ منصور کو کہ گردنکشی کی ٹوپی ٹیڑھی رکھتا تھا شیراز میں قتل کر ڈالا اور آلِ مظفر کو گرا دیا یعنی برباد کیا اور بلند حوصلگی سے ایسے بڑے بڑے کام کہ رستم اور افراسیاب کے نام اور نمود کے کاموں کے رد کرنے اور مٹانے والے ہوں اُس سرزمین میں وقوع و ظہور میں لایا۔ اور فارس کے ملکوں کو زبردست سلطنت کے سرداروں کے آرام کے لئے گلزارِ بہار بنایا۔ اور اُس کے بعد دولت و اقبال کے زور سے بغداد کو فتح کیا اور کئی بار گرجستان پر حملہ آور ہوا اور فتحمندی اور ظفر مندی کے ساتھ کامیاب ہوا بارھویں محرم ... ایک میں دریائے سندھ پر عالیشان پُل باندھ کر عبور فرمایا اور دولت و اقبال کے ساتھ ہندوستان کو فتح کیا اور آٹھ سَو تین میں شام کے ارادے پر قدم آگے بڑھا کر اقبال کی تیغ نکالی۔ اور آسمانی فتوحات کی روشنیاں اُس جہان کے آراستہ کرنے والے جہان کے لینے والے کے زمانے پر چمکیں۔ اُس وقت شہر حلب فتح ہوا۔ اور وہاں سے دمشق کی طرف لشکر کشی کی اور شام کے سرداروں کو کہ قید کی خواری میں گرفتار تھے اُن کا خون مباح فرمایا اور دوسرے سال روم کے تابع کرنے کے ارادے پر جہان کے روشن کرنے والے جھنڈوں کو روانہ کیا اور جمعہ کے روز انیسویں ذی الحجہ آٹھ سَو چار میں انگوریہ کی حدود میں لڑائی کا میدان آراستہ کر کے اور لڑائی کے جھنڈے کو فتح کے ماہچے سے سجا کے روم کے قیصر ایلدرم کے ساتھ ایک بڑی لڑائی کی۔ اور غیبی مددوں سے کہ ہمیشہ اُس شوکت کے میدان کے شاہسوار کے ساتھ ساتھ تھیں فتح اور فتحمندی کے آراستہ لشکر بلند رکاب کے ہمراہ ہوئے اور فتحنامہ کا فرمان اُس کشورستانی کے ملکوں کے بادشاہ کے بزرگ نام پر پڑھا گیا اور ایلدرم بایزید فتحمند فوج کے ہاتھ میں گرفتار ہوا اور جب اُس کو شاہی تخت کے پائے کے نزدیک حاضر کیا۔ تو اُس نے نہایت مہربانی اور عزت کرنے کی وجہ سے شاہزادوں کے زیر دست بیٹھنے کی اجازت پائی اور وہاں سے آذربائجان کی طرف لوٹا اور ایک سال چھ مہینے اُس

حدود مین انصاف کی آراستگی مین مشغول ہا اور سلاطین اور سلاطین نسل رکھنے والے اطراف سے خدمت مین آئے مصر کے حاکم نے بہت سا نقد سُرخ اور سفید سے نام نامی کے ساتھ سکّہ کر کے گیتی پناہ درگاہ مین بھیجا - اور اُس حدود کے سارے فرمانرواؤن نے خیر خواہی کے جھنڈے اطاعت و فرمانبرداری کے میدان مین بلند کئے - اور حرمین شریفین (بزرگ مکّہ معظّمہ اور مدینہ منورہ) اور دوسرے بزرگ مقامون اور پاک عبادت کی جگاہون مین فرمانروا ہونے کا خطبہ آنحضرت کے نام پر پڑھا گیا - اور ماہ ذیقعدہ آٹھ سَو چھے مین فتح کے آرائش دینے والے جھنڈے فیروزہ کوہ کی طرف روانہ گئے اور بے توقف اور بغیر تاخیر کے اسی روز مین فتح فرما کر لوٹنے کی باگ خراسان کی طرف پھیری - اور یکم ماہ محرم آٹھ سَو سات مین نیشاپور کے راستے سے ماورالنہر کی طرف اقبال کا سایہ بچھایا اور اُس الفت کئے گئے وطن مین ایک بڑے جشن کی بنیاد ڈال کر ایک ایسا بڑا جشن کیا کہ حوصلے والون اور جوانمردی کرنے والون کی حیرت بڑھانے والا ہو - جہان کو انعام اور احسان کے آوازے سے مقصود ور کر کے خطا کے ملکون کے تابع کرنے کی طرف متوجہ ہوا - اور چہار شنبہ کی رات سترھوین شعبان آٹھ سَو سات مین مواضع انزار مین کہ سمرقند سے وہان تک چھتر فرسخ ہے بے مثال خدا کے زبردست حکم کے موافق دارالملک بقا کی طرف رُخ لایا اور زندگانی کا گھوڑا باقی جہان کے کشادہ میدان کی طرف دوڑایا آنحضرت کا بلند رتبہ جنازہ شہر سمرقند کی طرف ایسی شوکت کے ساتھ کہ اُس بزرگ کے لائق ہو پہنچایا - اور اُس جہان کے آراستہ کرنے والے کے احوال کے ستون کے یاد رکھنے کے لئے تاریخ مین کہا ہے - شعر کا ترجمہ - سلطان تمر کہ اُس کے مثل شاہ نہین تھا - سات سَو چھتیس مین پیدا ہوا - سات سَو اکہتر مین تخت پر بیٹھا - آٹھ سَو سات مین جہان کو رخصت کیا - اور اُس صاحبقران نیک بختی سے جڑے کے چار بلند رتبہ بیٹے تھے اوّل غیاث الدین جہانگیر مرزا اُس نے اپنے بزرگوار باپ کی سلطنت کے آغاز مین سات سَو چہتر کے اندر سمرقند مین کوچ کیا اُس کے دو بیٹے رہے - اوّل محمد سلطان کہ امیر صاحبقران نے اُس کو اپنا ولیعہد بنایا تھا روم کی فتح کے بعد سترھوین شعبان مین آٹھ سَو پانچ اندر روم کے حصار سوری مین کوچ کا نقارہ بجایا (مر گیا) دوسرا پیر محمد کہ بزرگ بھائی کی رحلت کے بعد ولیعہد ہونے کے فرمان نے اُس کے نام سے سربلندی پائی - اور میرے حضرت صاحبقران نے آخر عمر مین اُس کی سلطنت اور اطاعت کے لئے وصیت فرمائی اور اُس زمانے مین وہ حاکم غزنہ اور حدود ہند کا تھا چودھوین رمضان آٹھ سَو نو مین پیر علی تار کے ہاتھ کہ ایک اُس کے امیرون سے تھا شہادت (شہید ہونے) کا درجہ پایا اور دائمی لعنت کا داغ اُس نمکحرام کی عمل (کام) کی پیشانی پر چھوڑا یا رکھا دوسرا فرزند میرے حضرت صاحبقران کا میرزا عمر شیخ ہے کہ فارس کی حکومت رکھتا تھا اور وہ بھی میرے صاحبقران کی زندگانی کے زمانہ مین ربیع الاول سات سو چھیانوے مین قلعہ خرماتو کے نزدیک گزر گیا تیسرا فرزند جلال الدین میرانشاہ میرزا ہے - کہ مختصر طور پر اُس کا مبارک احوال کہ اس سلسلہ مین مقصود بالذات ہے ذکر کیا گیا ہوگا

چوتھا فرزند میرزا شاہ رُخ ہے کہ خراسان کی سرداری رکھتا تھا اور اکثر یورشون مین عالیمقدار باپ کے ہمراہ تھا میرے حضرت صاحبقران کے بعد تھوڑی مدّت تک مستقل فرمانروا ہوا اور ایران اور توران اور جو کچھ کہ میرے حضرت صاحبقران کے قبضے کے اندر تھا قبضے کے احاطے مین لایا اور تینتالیس[۴۳] برس سلطنت مین مقصدوری کی۔ اور اُس کی پیدائش پنجشنبہ کے روز چودھوین ربیع الآخر سات سّو اناسی[۷۷۹] ہے اور لوز و سلطانی کے یکشنبہ کی صبح پچیسوین[۲۵] ذیحجہ آٹھ سو پچاس[۸۵۰] مین عالم بقا کی طرف روانہ ہوا۔ جلال الدین میرانشاہ میرے حضرت شاہنشاہ کا چھٹا دادا ہے اُس کی بزرگ پیدائش سات سّو انہتر[۷۶۹] مین ہوئی۔ حضرت صاحبقرانی کے زمانے مین عراق عرب اور عجم و آذربائیجان اور دیار بکر اور شام کی حکومت رکھتا تھا اور جب حضرت صاحبقرانی ہند کی طرف متوجہ ہوئے ملک بالکل اُس کی بلند ہمّت کے اہتمام کے ذمّے تھے چنانچہ اُس نے انصاف کی ضروری باتون اور سلطنت کے قواعد سے ایک ذراسی بات بے نگاہ رکھی گئی نہ چھوڑی۔ اُس نے ایک روز شکار مین جنگلی بارہ سنگھے کا سر دوڑنے مین پکڑ کر اُٹھا لیا ایکبارگی گھوڑا بھڑکا اور میرزا زین کے سر سے زمین پر آیا اور بڑا صدمہ اُس کے سر اور چہرے کو پہنچا۔ دانشمند طبیبون اور جرّاحون نے موافق تدبیرین اور معالجے کئے اور ورگ صحت کی طرف مائل ہوا لیکن ایک طرح کا غبار اُس راہ کی گرد سے اعتدال طبیعی کے مرکز پر رہا حضرت صاحبقرانی کے مرنے کے بعد ابابکر میرزا نے کہ بڑا بیٹا میرانشاہ کا تھا اُس نے خطبہ اور سکّہ اپنے بلند مرتبہ باپ کے نام پر کیا حضرت میرزا اکثر اوقات تبریز مین گزارتے تھے اور تمامی سلطنت کے کاروبار کو ابابکر سرانجام دیتا تھا اور چوبیسوین[۲۴] ذیقعدہ آٹھ سو دس[۸۱۰] مین قرا یوسف ترکمان کی جنگ کے اندر کہ تبریز کے اطراف مین واقع ہوئی شہید ہو گیا اور آنحضرت کے آٹھ بیٹے تھے۔ ابابکر میرزا۔ الُنگر میرزا۔ عثمان چلبی مرزا۔ عمر خلیل۔ سلطان محمد میرزا۔ ایجل میرزا۔ سیورغتمش۔ سلطان محمد میرزا۔ اقبالمند بیٹا میران شاہ کا ہے۔ اُس کی بزرگ مان کا نام مہر نوش تھا قوم سے فولاد قیا میرزا کے۔ ہمیشہ اپنے بھائی میرزا خلیل کے ساتھ سمرقند مین رہتے رہے۔ اور جب میرزا خلیل عراق کی طرف متوجہ ہوا ہے میرزا شاہرخ نے جو کچھ کہ اُس کی عمدہ عادتون اور بزرگ خصلتون سے معلوم کیا تھا میرزا الغ سے کہا ہے اور ان کی قدر کی بزرگیان بیان کی ہین۔ اور ہمیشہ میرزا عزت و حرمت کرنے مین کوشش کرکے برادرانہ آداب کے ساتھ سلوک فرماتا تھا اور آنحضرت کے دو سعادتمند بیٹے تھے سلطان ابو سعید میرزا اور سلطان منوچہر میرزا۔ اور بیماری مین کہ عالم کو رخصت کرین گے میرزا اُلغ بیگ بیمار پرسی کو آئے ہین میرزا نے اپنے بیٹے سلطان ابو سعید کی بڑی سفارش کی ہے۔ اسلئے ہمیشہ سلطان میرزا کی مہربانی اور سلطنت کے سایہ مین عیش و عشرت سے مقصدور رہے اور مہربانی اور تربیت کی نظر کی وجہ سے ہر روز دولت کے درجون اور اقبال کے زینون پر چڑھتے رہے ایک روز ایک نے شاہی بارگاہ کے مُقرّبون سے کہ بات کرنے کا راستہ رکھتا تھا عرض کی جگہ مین پہنچایا کہ

یہ تمہارے چچا کا بیٹا عجب کوشش و مستعدی کے ساتھ خدمت کرتا ہے میرزا نے جواب مین فرمایا کہ وہ ہماری خدمت نہین کرتا ہے۔ بلکہ وہ جہانبانی اور گیتی ستانی کے اسباب ہماری صحبت سے سیکھتا ہے سچ تو یہ ہے کہ میرزا نے اپنی نہایت دریافت و معلوم کے اعتبار سے واقعی حالت کو بیان کیا ہے۔ سلطان ابوسعید مرزا۔ اُس کی پیدائش کی سعادت آٹھ سو تیس[٨٣٠] مین ہوئی اور پچیس[٢٥] برس کی عمر مین سلطنت کے تخت کا آراستہ کرنے والا ہوا اور اٹھارہ[١٨] برس تک فرمانروائی اور کشورستانی مین مستقل طور پر مشغول رہا ترکستان اور ماوراءالنہر اور بدخشان اور کابل اور غزنین اور قندھار اور حدود ہندوستان تصرّف مین لایا اور آخر مین عراق بھی اطاعت کے دائرہ مین آیا اور ایسی بزرگ دولت اور بڑی سلطنت کے باوجود کہ ہزار طرح کی مستی کا سرمایہ ہوسکتی ہے ہشیار دل اور بیدار مغز رہکر درویشون اور گوشہ نشینون سے توجہ دلی کی درخواست کرتے تھے آٹھ سو بہتر[٨٧٢] مین میرزا جہانشاہ بن قرا یوسف آذربائیجان کا حاکم کہ اوزون حسن آق قویلہ کے دفع کرنے کو گیا تھا اور نہایت بے پروائی اور بے تدبیری کی وجہ سے اُس کے ہاتھ سے مار ڈالا گیا۔ سلطان نے اس پر لشکرکشی کی اوزون حسن نے ہر چند صلح کا دروازہ کھٹکھٹایا فائدہ نہ ہوا ناچار اُس نے راستون کی غلّہ کے آنے جانے سے نگاہبانی کی یہانتک کہ لشکر مین بڑا قحط ظاہر ہوا۔ اس قدر کہ چودہ[١٤] رات شاہی گھوڑون کو جَو (دانہ) نہ ملا اس موقع پر سپاہ پراگندہ ہوگئی۔ اور اوزون حسن میدان جنگ مین غالب آیا اور بائیسوین[٢٢] تاریخ ماہ رجب آٹھ سو تہتّر[٨٧٣] مین خدا کے حکم کے موافق سلطان اوزون کے لوگون کے ہاتھ مین پڑے اور تین روز کے بعد یادگار محمد میرزا ابن سلطان محمد میرزا ابن بایسنغر میرزا ابن شاہرخ میرزا کے ہاتھ مین کہ اوزون حسن کی ہمراہ تھا دے دئے گئے اور اُس بے حقیقت کم سعادت نے اُس بزرگ قدر بادشاہ کو گوہرشاد بیگم کے خون کا بہانہ کرکے کہ شاہرخ میرزا کے دولت خانہ کی صاحب خانہ تھی یعنی بیوی تھی۔ شہادت کے درجہ کو پہنچایا اور مقتلِ سلطان ابوسعید[٨٧٣] اس واقعہ کی تاریخ ہے۔ عمر شیخ میرزا چوتھا بیٹا سلطان ابوسعید مرزا کا ہے سلطان احمد میرزا اور سلطان محمود میرزا۔ اور سلطان محمد میرزا سے چھوٹا اور سلطان مراد میرزا اور سلطان ولد میرزا اور الغ بیگ میرزا اور ابابکر میرزا۔ اور سلطان خلیل میرزا اور شاہرخ میرزا سے بڑا۔ اس بلند ہمت کی پیدائش سمرقند کے اندر آٹھ سو ساٹھ[٨٦٠] مین ہوئی سلطان ابوسعید میرزا نے پہلے کابل کو میرزا کو دے کر بابا ے کابلی کو اُس کا اتالیق بناکر رخصت فرمایا تھا۔ اُس کے بعد جشن کے لئے درّہ گز سے واپس بلایا اور جشن کے انجام کے بعد ولایت اندجان اور تخت آذرجند اُن کو دیا اور امیر اور نوّاب مقرر کرکے تیمور تاش بیگ کو اتالیق بناکر ذکر کی گئی ولایت کی طرف بھیجا۔ اور سبب وہ ہے کہ یہ طرف اُن کو کہ سارے بیٹون سے قابل زیادہ تھے عنایت ہوئی توجہ کی زیادتی ملک موروثی کی نگہبانی مین تھی چونکہ حضرت صاحبقرانی نے یہ ولایت اپنے بزرگ بیٹے عمر شیخ میرزا کو کہ کاردانی مین یکتا تھا عطا فرمائی تھی حضرت گیتی ستانی بھی اُس ملک کو ہمنامی کی مناسبت سے اس بلند عقل رکھنے والے کو عنایت کیا نقل کرتے ہین کہ حضرت صاحبقرانی باربار فرماتے تھے کہ ہمنے جہان کو تابع

عمر شیخ میرزا کی تلوار کی مدد سے کیا ہے۔ کہ وہ اندجان مین بیٹھا (ٹھہرا) اور ہماری ولایت اور دشت قبچاق کے درمیان استوار دیوار ہو گیا اور اُس کے اہتمام سے کہ سرحدون اور حدون کی نگہبانی مین بجالایا قبچاق کے لوگ بغاوت اور سرکشی کا سر اُٹھا نہ سکے اور فتنے اور فساد کا ہاتھ کھول نہ سکے! دوہم نے سبکی کے ساتھ ہمّت کی کمر ملک فتح کرنیکے لیے باندھی اور اس تخت و تاج کی قابلیت رکھنے والے نے بھی اُس ولایت کو کہ مغلستان کی حدود تھی اس طرح پر نگہبانی فرمائی کہ بیگانہ لشکر کو گزرنے کی قدرت اُس حدود کی طرف نہ ہوئی۔ اور یونس خان نے ہر چند تدبیر کی اُس ولایت پر قدرت نہ پائی۔ اور اُس ولایت کی جمعیت کو کسی آسیب کی خراش اور کسی آشوب (پراگندگی) کی شورش نہ پہنچی۔ وہ مبارک نصیب بلند اختر۔ نکتہ سنج اور سخن گستر تھا۔ اور بڑی توجہ ارباب شعر کی طرف رکھتا تھا اور اُس کی طبیعت نظم مین موافق تھی۔ لیکن کہنے کی پروا نہ رکھتا تھا۔ اور اکثر اوقات نظم اور تاریخ کی کتابین پڑھا کرتا تھا اور اس کے حضور اکثر شاہنامہ پڑھتے ہوں نہایت خوش صحبت اور شگفتہ پیشانی اور نیک محاورہ تھا (نیک محاورہ۔ بات کے وقت بہت ٹھیک جواب دینا) اور ابیات مناسب محل اگلے شعرا کے کلام سے اُس کی زبان پر جاری ہوتی تھین۔ بلند خوش خلقی اُس کے حال کی تختی سے چمکتی تھی۔ اور اقبال کا جمال اُس کی بزرگی اور مرتبے کی پیشانی سے آشکارا تھا اور قواعد ملک داری اور رعیت پروری اور آداب فرمانروائی اور معدلت گستری کے اندر زمانون اور قرنون مین برابر والا اور شریک نہ رکھتا تھا سخاوت کو شجاعت کے ساتھ ہم زانو کیے تھا اور ہمت کو قدرت کے ساتھ ہمنشین بنائے تھا۔ سلطنت کی مسند آراستہ کرنے والا تھا ایک بار ایسا ہوا کہ ایک خطا کا قافلہ اندجان کے شرقی کوہستان کے ایک طرف مین اترا تھا بڑی برف برسی اور سارے قافلے کو دبا دیا سوائے دو شخصون کے کوئی جان سلامت نہ لے گیا (زندہ نہ بچا) جب یہ واقعہ اُس بلند ہمّت عادل طبیعت کو معلوم ہوا اور اُس نے اس قافلے کی جمعیت کی زیادتی سے آگاہی پائی باوجود احتیاج وقت کے مطلق توجہ اُس مال کی طرف نہ کر کے دیندار لوگون کو مقرر فرمایا اور اُس بہت سے مال کی نگہبانی کی اور ایماندارون اور حفاظت کرنے والون کے حوالے کیا تاکہ سارے وارثون کو اُن کے اصلی وطنون سے جمع کر کے ہر ایک کو اُس کا حق دلوین اور سارے شخصون اور لوگون کے حق ٹھیک ٹھیک طور پر پہنچائے گئے۔ ہمیشہ وہ درویش طبیعت بادشاہ خدا شناس درویشون کی صحبت مین متوجہ رہتا تھا اور ہمّت کی آرزو خدا کے جاننے والون کے دلون کے دروازے سے کرتا تھا خاص کر کے ولایت کے پناہ دینے والے ہدایت کے آگاہی دینے والے دین کے مددگار خواجہ عبداللہ کے ساتھ کہ خواجہ احرار کے نام سے مشہور ہین۔ اور عالیمقدار باپ کے بعد اندجان مین کہ پایۂ تخت ولایت فرغانہ ہے سلطنت کے تخت کا زینت بخشنے والا ہوا اور تاشکند اور شاہرخیہ اور سیرام اُس بلند شوکت کے قبضے مین تھا کئی بار سمرقند پر لشکر کشی کی اور کئی بار یونس خان کو کہ چغتائی خان کی سلطنت پر قابض تھا اور قبائل مغل کا خان تھا اور نزدیک

کارشتہ دار ہوتا تھا اپنی مدد کو لایا۔ اور ہر بار مین کہ اُس کو لاتا تھا ایک ولایت اُس کو عطا فرماتا تھا۔ اور پھر وہ موقع
گزرنے کے بعد مغلستان کو جاتا تھا۔ اور آخری بار تاشکند اُس کو دیا اور زمانے تاریخ نوسَو آٹھ [۹۰۸] ھ تک ولایت تاشکند
اور شاہرخیہ فرمانروایانِ چغتائی کے تصرف مین رہے اور قبائل مغل کی خانی محمود خان بڑے بیٹے یونس خان
سے تعلق رکھتی تھی یہانتک کہ سلطان احمد میرزا برادر عمر شیخ میرزا والی سمرقند اور سلطان محمود خان مذکور نے
باہم اتفاق کرکے میرزا پر لشکرکشی کی آب خجند کے جنوب کی طرف سے سلطان احمد میرزا اور شمال کی طرف سے
سلطان محمود خان آیا اور اسی وقت مین میرزا کا ضروری واقعہ (انتقال موت) تقدیر کی پوشیدہ جگہ سے ظہور مین آیا اوسکی
تفصیل مجمل طور پر یہ ہے کہ اخسیکت کہ اخسی کے نام سے مشہور ہے ولایت فرغانہ کے سات شہرون سے ایک
ہے اور میرزا عمر شیخ نے اُس کو اپنا پایۂ تخت بنایا تھا اور یہ شہر ایک بڑے نالے پر واقع ہوا ہے اُس کی ساری
عمارتین نالے کے اوپر ہین تقدیر کے لکھے کے موافق دوشنبہ کے روز چوتھی رمضان آٹھ سو ننانوے [۸۹۹] مین کبوتر
خانے کے نزدیک کہ عمارتون سے ایک پر تھا بیٹھے کبوترون کا تماشا کر رہے تھے کہ بارگاہِ حضور کے کھڑے ہونے
والون سے ایک نے نالے کے پھٹنے کی خبر پاکر اطلاع کی۔ میرزا فوراً اُٹھے ایک پاؤن جوتی مین ڈالا تھا
دوسرے پاؤن ڈالنے کا موقع نہ پایا کہ وہ نالا بالکل دو ٹکڑے ہوگیا اور وہ جھٹ گر پڑے۔ میرزا نے ظاہری
اعتبار سے تو قدم نیچے کی زمین مین رکھا (دھس گئے) لیکن باطنی نظر سے بلندی کی بازی پر چڑھے۔ آنحضرت کی
بزرگ عمر اُنتالیس [۳۹] برس کی تھی مبارک پیدائش آٹھ سو ساٹھ [۸۶۰] مین سمرقند مین ہوئی۔ پوشیدہ نہ رہے کہ فرغانہ
اقلیم پنجم سے ہے۔ اور آباد جہان کے کنارے واقع ہے۔ اُس کے مشرق مین کاشغر اور مغرب مین سمرقند اور
جنوب مین بدخشان کی سرحد کا کوہستان۔ اور اُس کے شمال مین اگرچہ پہلے یہ شہر تھے جیسے المالغ اور المالتو
اور یانگی کہ اترار کے نام سے مشہور ہین لیکن اس وقت اُن کے نشانون اور کھنڈرون سے کوئی نشان بھی باقی
نہین رہا ہے اُس کے مغرب مین کہ سمرقند اور خجند ہے پہاڑ نہین رکھتا۔ اور اس طرف کے سوا بیگانہ کے گزرنے
کے لئے اور کوئی صورت نہین ہے۔ اور دریائے سیحون کہ آب خجند کے نام سے مشہور ہے اس کے مشرق
اور شمال کے درمیان سے آیا ہے۔ مغرب کی طرف جاتا ہے اور خجند کے شمال اور فناکت کے جنوب کی جانب
سے کہ شاہرخیہ کے ساتھ مشہور ہے گزرتا ہے۔ اور وہان سے شمال کی طرف میل کرکے ترکستان کی جانب
جاتا ہے اور کسی دریا کے ساتھ ہمراہ نہین ہوتا ہے۔ اور ترکستان کے باہر ریگستان مین جاکر غائب ہوجاتا ہے
اور اس ولایت مین سات قصبے واقع ہین۔ پانچ دریائے سیحون کے جنوب کی جانب اور دو اُس کے شمال
کی طرف۔ جنوب کے قصبون سے جان۔ اوس۔ مرغینان۔ اسفرہ۔ خجند ہے اور شمال کے قصبون سے
اخی اور کاسان ہین اُس سلطنت کے یکتا گوہر کے تین بیٹے پانچ بیٹیان تھین بزرگ بیٹون مین سب سے

بڑے حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ تھے اُن کے دو برس چھوٹے جہانگیر میرزا۔ اُس کے پاکدامن مان اللہ جان کی تھی غنچہ جی نام۔ اور ساری پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی بیٹیون سے بڑی بیٹی حقیقی بہن حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی پانچ برس اُن سے بڑی تھی اُس وقت مین کہ شاہ اسمٰعیل صفوی نے اوزبک کو مرو مین زیر کیا (شکست دی) وہ پاکدامنی کے ڈولے کی پردہ مین بیٹھنے والی مرو مین تھی شاہ اسمٰعیل نے حرمت کرکے بڑی عزت کے ساتھ قندز مین حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے پاس بھیجدیا دس برس کے بعد حضرت گیتی ستانی سے ملاقات ہوئی تھی۔ حضرت گیتی ستانی فرماتے تھے کہ ان کے آنے کے وقت مین اور محمدی کوکلتاش روبرو گئے بیگم اور اُن کے نزدیکون نے نہ پہچانا اگرچہ ہم نے اپنے آپ کو صاف صاف طور پر ظاہر کیا۔ ایک عرصے کے بعد اُنھون نے پہچانا۔ دوسری بیٹی مہربانو بیگم حقیقی بہن ناصر میرزا کی آٹھ برس حضرت فردوس مکانی سے چھوٹی تھی ایک اور یادگار سلطان بیگم جس کی مان آغا سلطان غنچہ جی تھی ایک اور رضیہ سلطان بیگم جس کی مان مخدومہ سلطان بیگم تھی جسکو قراکوز بیگم کہتے ہین۔ اور یہ دونون بیٹیان میرزا عمر شیخ کے مرنے کے بعد پیدا ہوئی تھین۔ اور اُنوس آغا بیٹی خواجہ حسین سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی کم عمری مین گزر گئی۔

حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ

چار حدون اور سات آسمانون کا بادشاہ یا سات آسمانون کی مسند کا بادشاہ۔ آسمانی تخت اور بلند تاج کا شہرۂ بلند ہمت کا بلندی بخشنے والا۔ مبارک طالع کی سعادت بڑھانے والا۔ آسمان ایسا بلند ہمتی مین زمین ایسا بردباری مین۔ شیر ایسا دل رکھنے والا۔ اقلیم کا تسخیر کرنیوالا بلند شوکت اور بزرگ شان رکھنے والا۔ بیدار مغز۔ دانائی کا تلاش کرنے والا۔ صف کا پھاڑنیوالا اور شیر ببر ایسا دبدبہ رکھنے والا۔ بلند مرتبہ پائدار دولت رکھنے والا۔ دریا ایسا دل رکھنے والا۔ گوہر ایسی پاک نسل رکھنے والا۔ درویش ایسی خصلت رکھنے والا بادشاہ۔ حقیقی اور مجازی سلطنت کا مسند نشین (روحانی اور جسمانی بادشاہت کا بادشاہ) ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ غازی۔ اُس کی موتی ایسی روشن ذات بڑے بڑے نشانون اور بلند ہمتون کے اُترنے کی جگہ تھی۔ بے تعلقی اور آزادی۔ شان کی بلندی اور بزرگی کے دبدبے کی پابندی کے ساتھ اُس کے اطوار کی شعاع سے ظاہر ہونے کی جھلک دیتی تھی۔ حضرت جنید اور بایزید کا فقر و فنا سکندر ایسی شوکت اور فریدون ایسی ہمت کے ساتھ اُس کے احوال کی پیشانی سے چمکتا تھا۔ آنحضرت کی پاک پیدائش نے چھٹی محرم آٹھ سو اٹھاسی مین پاک بطن اور پاک پردے قتلق نگار خانم سے جو بزرگ نسل رکھنےوالی پاک عورتون کا فخر تھی ظاہر ہونے کی بزرگی پائی۔ اور اس دولت و اقبال کے سمندر کے گوہر اور خوش قسمتی کے آسمان کے روشن ستارہ نے سعادت و نیکبختی کے افق (کنارۂ آسمان) سے طلوع (نکلنا) کیا۔ اور وہ پاکدامنی

کی اوڑھنی رکھنے والی - پرہیزگاری کی چادر اوڑھنے والی دوسری بیٹی یونس خان کی اور بڑی بہن سلطان محمود خان
کی تھی - اور اُس پاکدامنی کا زیور پہننے والی کا باپ نسب (خاندان) اس طرح پر ہے - قتلق نگار خانم بیٹی یونس خان بیٹا ویس
خان بیٹا شیر خان بیٹا شیر علی اوغلان بیٹا محمد خان بیٹا حضرت خواجہ خان بیٹا تغلق تیمور خان بیٹا ایسنبوغا خان بیٹا دوا خان
بیٹا براق خان بیٹا یسون توا بیٹا مواتکان بیٹا چغتائی خان بیٹا چنگیز خان اور مولانا جامی قراکولی نے بزرگ
۴۸ پیدایش کی تاریخ مین کہا ہے (ترجمہ صفحہ نود و ہشتم از کشوری) شعر - چونکہ چھٹی محرم کو وہ فیاض بادشاہ پیدا ہوا اس کی
پیدائش کی تاریخ بھی ششش محرم (محرم کی چھٹی تاریخ) ہوئی - اگرچہ یہ تاریخ عجیب اتفاقات سے ہے اور فکر و خیال
کی اُس مین گنجایش نہین ہے - لیکن بڑی عجیب بات یہ ہے کہ یہ تاریخ چھے حرف سے کہ حساب لگانے والون کے
نزدیک ایک مبارک عدد ہے جمع ہوئی ہے - اور لفظ ششش خیرو اور نقش عبد و خبیر بھی دونون
اس پاک ذات کے ظاہر ہونے کی تاریخ غیب کی پوشیدگیون سے ظاہر کرتا ہے - اور اُس کے حرفون کی عجیب
خوبیون سے ایک یہ ہے کہ اُس کے احاد (اکائیان) اور عشرات (دہائیان) اور میات (سیکڑے) ایک ہی طرح
یا صورت مین واقع ہوئے ہین (یعنی آٹھ سو اٹھاسی کی صورت عدد یون ہے ۸۸۸ جس مین اکائیان دہائیان
سیکڑے ایک ہی صورت پر ہین) اور یہ بات اُس کے اطوار (چال چلن یا عادتون) کی برابری اور اعتدال پر اشارہ
کرتی ہے - کیا ہی عجیب ذات ہے کہ جس کے اندر اتنے غیبی راز کی باتین امانت رکھی ہین یا پوشیدہ کی گئی ہین اور
اس طرح کی نادر باتین اُس کے اندر ظاہر ہوتی ہین - بڑے خدا کے مقرب پرہیزگار بندون کے پیشوا ناصرالدین
خواجہ احرار نے اپنی فیض و برکت پہنچانے والی زبان سے اس مبارک طالع (اختر نصیب) رکھنے والے کا بزرگ
نام - ظہیرالدین محمد کے ساتھ نام رکھا گیا فرمایا ہے اور چونکہ ترکون کی زبان پر یہ بزرگ لقب لفظی اور معنوی مرتبے اور
بلندی اور قدر کی بڑائی اور وزن کے سبب سے آسانی کے ساتھ جاری نہین ہوتا تھا اسلئے بابر بھی اُس حضرت
کا بزرگ نام مقرر ہوا (یعنی اُنھون نے بابر کے نام سے پکارا) اور وہ حضرت (بابر) سب سے بڑے اور سب سے
زیادہ نیک بیٹے عمر شیخ میرزا کے بیٹون مین ہین - بارہ برس کی عمر مین سہ شنبہ کے روز پانچوین رمضان ۸۹۹ھ
آٹھ سو ننانوے مطابق ۱۰ ار جون ۱۴۹۴ء دل خوش کرنے والے شہر اندجان مین سلطنت کے تخت اور خلافت کی
گدی پر بیٹھے - اور جس قدر تکلیف اور دقت کہ آنحضرت کو ملکون کے تابع اور مطیع کرنے مین پیش آئی کم بادشاہون
کو پیش آئی ہوگی - اور جس قدر دلیری اور دلاوری اور توکل اور تحمل کو کہ آنحضرت نے خطرون اور لڑائی کے میدانون
مین تن تنہا اپنے اوپر روا رکھا ہے انسانی قدرت سے باہر ہے یا کوئی آدمی اُس کی قدرت
نہین رکھتا ہے - جس وقت کہ ان ٹل والد حضرت عمر شیخ میرزا کا مقام اخسی مین ظاہر ہوا - حضرت گیتی ستانی
فردوس مکانی (بابر) اندجان کے چار باغ (نام مقام) مین تشریف فرما تھے - اس حادثے کے دوسرے روز

سہ شنبہ پانچوین رمضان یہ جان کی گھٹانے والی خبر اندجان مین آئی۔ اُسی دم وہ گھوڑے پر سوار ہوکر اندجان کے
قلعے کی طرف گئے۔ دروازے پر پہنچنے کے وقت شیرم طغائی نے آنحضرت کی باگ پکڑی اور نمازگاہ کی طرف لے گیا
تاکہ اُن کو اوزکن اور پہاڑ کے دامن کی طرف لے جاے اور اُس کا یہ خیال تھا کہ سلطان احمد میرزا بڑی شوکت
اور قوت کے ساتھ آرہا ہے ایسا نہ ہو کہ بے ایمان امیر اور سردار اُس کو ملک کا والی بنا دیوین۔ اور اس صورت مین
اگر اُن لوگون کی نمک حرامی (بے ایمانی) سے ولایت (ملک) ہاتھ سے چلی بھی جائے گی تو پاک ذات تو آنحضرت (بابر)
کی اس خطرے سے بچ جائے گی اور وہ اپنے ماموں النچہ خان یا سلطان محمود خان کی طرف چلا جائے گا۔ سرداران
نے اس بات سے واقف ہوکر خواجہ محمد درزی کو جو حضرت عمر شیخ کے قدیمون سے تھا آنحضرت (بابر) کے پاس بھیجا
٩٩ (ترجمہ صفحہ نود و نہم از کشوری) کہ اُن شبہات کو جو پاک دل مین (بابر کے) پیدا ہوئے تھے خارج کرے یا دُور کرے۔ بلند
سواری نمازگاہ یا عیدگاہ مین پہنچی تھی کہ خواجہ محمد مرتبہ (معزز) رکاب کے چومنے سے سرفراز ہوا۔ اور معقول باتون سے
آنحضرت (بابر) کا اطمینان کرکے ارادے کی باگ کو موڑا یعنی اُن کو واپس پھرنے کی ترغیب دی۔ جب اُس نے
(بابر نے) اندجان کے قلعے مین نیکبختی کا اُترنا فرمایا یعنی قلعے کے اندر جا اُترا۔ سارے سردار اور ارکانِ دولت بلند
ملازمت (بزرگ حاضری) کی بزرگی سے مشرف ہوئے یعنی سارے سردار ملنے کو آئے اور اُس نے اُن کو طرح طرح کی
مہربانیون کی خوشخبری دیکر مقصدور کیا یعنی اپنے سے خوش بنایا۔ اس سے پہلے ذکر ہوچکا ہے۔ کہ سلطان احمد میرزا
اور سلطان محمد میرزا نے باہم اتفاق کرکے عمر شیخ پر چڑھائی کی تھی اب کہ آسمانی تقدیر کے موافق یہ اٹل حادثہ
(یعنی مکان کے گر پڑنے سے عمر شیخ کا مرجانا) ظہور مین آیا اور خدا توفیق یا مدد سے سارے چھوٹے بڑے سردار
یک رنگی اور یکجہتی کا اتفاق کرکے یعنی ایک دل ہوکے قلعہ کی نگاہبانی کے لیے کوشش کے لازمی اور انتظام
کے قاعدے عمل مین لانے لگے یعنی خدا کی مدد اور مہربانی سے سارے چھوٹے بڑے سردار قلعے کے نگاہبانی
کے لئے متفق ہوئے۔ سلطان احمد میرزا اور اپنے خجند۔ مرغینان جو ولایت فرغانہ سے ہے اپنے قبضے مین کرکے
اندجان سے چار کوس فاصلے پر آ اُترا یا آکر اپنا لشکر ڈالا اگرچہ ایلچی (قاصد) بھیجکر صلح کا دروازہ کھٹکھٹایا یعنی
صلح کی درخواست کی اُس نے قبول نہ کیا۔ لیکن چونکہ غیبی (خدائی) مدد ہمیشہ اس دائمی کے جڑے خاندان
(اس ہمیشہ تک رہنے والے خاندان) کے حال کے ساتھ شامل رہی ہے۔ سلطان احمد میرزا کچھ ہی روز مین
قلعے کی بہت مضبوطی اور صاحب قدرت سرداروں کے اتفاق یا یکدلی کی وجہ سے اور وبا کے پھیلنے کے
سبب سے جو اُس کے لشکر مین واقع ہوئی اور گھوڑون کے مرنے سے وہان ٹھہرنے سے عاجز ہوکر یا مشکل
مین پڑکر اپنے پہلے ارادون سے نا اُمید ہوگیا اور ایک طرح کی (سرسری) صلح درمیان مین لاکر یعنی صلح کرکے
نامراد لوٹ گیا۔ اور دریاے خجند کے شمال کی طرف سے کہ سلطان محمود خان متوجہ ہوا تھا اُس نے اکرخسی

کا محاصرہ کیا۔ آنحضرت (بابر) کا بھائی جہانگیر میرزا اور بہت سے اخلاص رکھنے والے سردار وہان موجود تھے محمود خان سے گنتے ایک حملے کئے۔ اُنہی کے پسندیدہ مقابلے کئے انجام کار محمود خان کچھ نہ کر سکا اور اُس بیماری کی وجہ سے جس مین وہ مبتلا ہوا اس بیہودہ یا جھوٹے نادرست خیال سے باگ موڑ کر یعنی اس نادرست خیال سے باز آکر اپنی ولایت کو لوٹ گیا۔ اور آنحضرت (بابر) بلند ہمت اور قوت اور مبارک نصیب کی مدد سے فتح پانیوالے اور کامیاب ہوئے۔ اور وہ گیتی ستان (حضرت بابر شاہ) گیارہ برس تک بادشاہان چغتائی اور اوزبک کے ساتھ بڑی بڑی لڑائیان لڑا۔ اُس نے تین بار سمرقند کو فتح کیا (حرف بحرف ترجمہ یہ ہے۔ اُس نے مرتبہ تجلی ایسی تلوار کی چمک اور جہان کی روشن کرنے والی عقل کی مشعل کے وسیلے سے سمرقند کو فتح فرمایا ہے۔ ایک تو 903ھ ہجری مطابق 1497ء مین۔ جبکہ اُس نے (بابر نے) اندجان سے آکر بایسنغر میرزا بیٹے سلطان محمود میرزا سے اپنے اقبال کے زور اور تلوار کی چمک کے وسیلے سے سمرقند کو تابع فرمایا۔ دوسرے 906ھ ہجری مطابق 1500ء مین شیبک خان سے اور تیسرے 917ھ ہجری مطابق 1511ء مین شیبک خان کے مقتول ہونے کے بعد۔ چونکہ خدا کی مرضی حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کے یکتا گوہر کے ظاہر کرنے مین تھی اور (خدا) چاہتا تھا کہ ہندوستان کو مقصد ور کرے۔ اور اُس حضرت (اکبر شاہ) کو ایک اجنبی سرزمین مین (پردیس) مین مقصدوری اور مراد پوری کرنے کے مرتبون تک پہنچاوے یعنی خوش قسمتی اور بزرگی تک پہنچاوے۔ اسلئے اُس نے (خدا نے) اُس کے (بابر کے) اپنے ملک اور اصلی وطن مین کہ بچے خادمون کے جمع ہونے کی جگہ ہے اُس کے زمانے کے مُنہ پر تکلیف کے دروازے کھولے اور اس طرح اُس نے وہان کسی طور سے رہنا اپنی دولت کی آبرو کے لائق نہ دیکھا یعنی۔ پس وہ وہان کسی طرح نہ ٹھہر سکا۔ ناچار وہ تھوڑی سی فوج کے ساتھ بدخشان اور کابل کیطرف بڑھا جب وہ بدخشان پہنچا سارے آدمیون نے خسرو شاہ کے جو وہان کا حاکم تھا اُس کی خدمت اختیار کی اور وہ خود بھی ایسا کرنے پر مجبور ہوا اور حاضر ہو گیا۔ اگرچہ یہ بدبخت ناانصافون کا سرگروہ تھا۔ بایسنغر میرزا کو شہید کیا تھا۔ سلطان مسعود کی آنکھون مین سلائی ڈالی تھی یعنی سلطان مسعود کو اندھا بنایا تھا اور یہ دونون شہزادے چچیرے بھائی آنحضرت (بابر) کے ہوتے تھے۔ اور ایک مصیبت کے وقت مین کہ بلند لشکر کا گزرنا بدخشان مین ہوا تھا اُس سے (خسرو سے) نامہربانی اور بے رحمی کے نشان ظاہر ہوئے تھے۔ اب کہ اُس نے اپنے کامون کی صورت بدلے کے آئینہ مین دیکھی اور خوش قسمتی نے اُس نالائق سے اپنا مُنہ موڑا۔ آنحضرت (بابر) نے اپنی بڑی انسانیت اور نہایت درجہ کے فیاضی سے بدلا لینے کے درپے نہ ہو کر حکم فرمایا کہ اپنے مال سے جس قدر کہ چاہے لیکر خراسان کو چلا جاے سو وہ پانچ یا چھ خچر اور اونٹ جواہر اور سونے کے زیور اور دوسری قیمتی چیزون سے لاد کر خراسان کو چلا گیا اور حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر بادشاہ) ملک بدخشان کا انتظام و بندوبست کر کے کابل کی طرف روانہ ہوئے اور اُس وقت مین ذوالنون ارغون

کے بیٹے محمد مقیم نے کابل کو عبدالرزاق میرزا سے جو بیٹا اُلغ بیگ بیٹا سلطان ابوسعید میرزا کا اور چچیرا بھائی حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر بادشاہ) کا تھا لیلیا تھا۔ وہ فتحمند جھنڈوں کے آنے کا شور و غوغا سُن کر قلعہ نشین ہوا۔ اور اُس نے چند روز کے بعد امان مانگ کر اپنے مال و اسباب کے ساتھ اپنے بھائی شاہ بیگ کے پاس جو قندھار میں تھا جانے کی اجازت پائی۔ کابل ماہ ربیع الاوّل کے آخر سنہ ۹۱۰ ہجری مطابق ۱۵۰۴ء میں لازوال دولت کے سرداروں کے ہاتھ میں آیا۔ اُس کے بعد وہ حضرت (بابر بادشاہ) ۹۱۱ ہجری میں قندھار کے مطیع کرنے کے لئے متوجہ ہوئے یا گئے اور قلات جو قندھار کے علاقوں سے ہے فتح ہوا۔ اور وہاں سے ملکی پالیسی کے لحاظ سے قندھار کے لینے کا ارادہ بند رکھ کے اُس کے جنوب کی طرف گئے اور سواسانگ اور الاتاغ افغانوں کے قبیلوں پر حملہ آور ہو کر کابل کو لوٹ آئے۔ اس سال کے شروع میں کابل کی حدوں میں بڑا زلزلہ آیا۔ قلعہ کی چار دیواری اور بہت سی عمارتیں
۱۰۱ قلعہ کی اور شہر کی گر پڑیں اور پغمان گانوں کے سارے گھر ڈھے گئے (ترجمہ صفحہ یکصد و یکم از کشوری) وہاں ایک روز میں تینتیس[۳۳] مرتبہ زمین ہلی۔ ایک مہینے تک رات اور دن میں ایک دو بار زمین ہلتی رہی اور بہت سے آدمیوں کی زندگی کی بنیاد گر پڑی یعنی بہت سے لوگ مرے۔ پغمان اور بیگ توت کے درمیان ایک زمین کا ٹکڑا جس کی چوڑائی ایک پھینکے ہوئے پتھر کے برابر تھی یعنی اتنی چوڑائی تھی کہ جتنی دُور ایک پتھر خوب زور سے پھینکنے کے وقت جا کر گرے۔ کٹ کر یا جُدا ہو کر ایک پھینکے ہوئے تیر کے برابر نیچے اُتر گیا یعنی وہ ٹکڑا زمین کا اتنا نیچے کو دھسا کہ جس کا اندازہ ایک تیر کی اُڑان کے برابر ہو سکتا ہے مطلب یہ کہ جتنی دُور تیر کمان سے چھوٹ کر جائے اتنے فاصلہ پر نیچے کی طرف زمین دھس گئی۔ اور پھٹی جگہ (شگاف) سے چشمے ظاہر ہوئے اور استرغج سے میدان تک کہ قریب چھ فرسنگ (چوبیس[۲۴] میل) کے ہو گا زمین اس قدر پھٹ گئی کہ اُس کے بعضے طرف ہاتھی کے قد کے برابر اونچی تھی۔ زلزلے کے شروع میں پہاڑوں کی چوٹیوں سے خاک کے بادل اُٹھے اور اسی سال میں ہندوستان میں بھی ایک بڑا زلزلہ آیا۔ اور اس وقت کی نئی باتوں سے ایک یہ ہے کہ شیبک خان ایک لشکر جمع کر کے خراسان کی طرف بڑھا سلطان حسین میرزا اپنے سب بیٹوں کو جمع کر کے اُس کے دفع کرنے کو متوجہ ہوا اور میر سلطان علی خواب بین کے بیٹے سید افضل کو بھیج کر حضرت فردوس مکانی (بابر شاہ) کے بزرگ آنے کی درخواست کی چنانچہ آنحضرت (بابر شاہ) ماہ محرم ۹۱۲ھ مطابق ۱۵۰۶ء میں اُس کی مدد کے لئے خراسان کی طرف روانہ ہوئے راستے کے اندر کہمرد کی حدود میں سلطان حسین میرزا کے مرنے کی خبر پہنچی۔ حضرت فردوس مکانی (بابر شاہ) نے اس وقت کے جانے کو پہلے سے زیادہ ضرور سمجھا اور زمانے کے لوگوں کی صلاح و مشورے کے برخلاف خراسان کی طرف گئے۔ اور اس سے پہلے کہ بلند مرتبہ لشکر خراسان میں پہنچے۔ معاملے کے نہ سمجھنے والے (نا تجربہ کار) کوتہ نظروں نے اتفاق کر کے بدیع الزمان میرزا کے بیٹوں سے مظفر میرزا کو تخت پر بٹھا دیا۔ ذکر کئے گئے سال کے دو شنبہ کے روز آٹھویں ماہ جمادی الاخری کو مرغاب میں آنحضرت (بابر شاہ)

کی ملاقات میرزاؤن سے ہوئی اور آنحضرت نے اُن کی درخواست کے موافق ہرات مین مبارک اُترنا فرمایا۔ اور چونکہ آنحضرت نے میرزا کے بیٹون مین ہدایت یابی اور حکومت کے نشان نہ پائے بلند لشکر کے واپس پھرنے کو مناسب حال سمجھا اور اس سال کی آٹھوین شعبان کو دارالسلطنت کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ہزارہ کے پہاڑون مین خبر پہنچی کہ محمد حسین میرزا دغلات اور سلطان سنجر برلاس نے مغلون کی اُس جماعت کو جو کابل مین رہی تھی یا چھوڑی گئی تھی اپنی طرف کھینچا ہے اور خان میرزا کو سردار بناکر کابل کا محاصرہ کئے ہین اور عام لوگون کے درمیان یہ خبر پھیلائی ہے کہ سلطان حسین میرزا کے بیٹون نے حضرت فردوس مکانی (بابر بادشاہ) کے ساتھ بدعہدی کرکے اُن کو نظر بند کرلیا ہے۔ مُلّا بابا پشاغری اور امیر محب علی خلیفہ اور امیر محمد قاسم کوہبر اور احمد یوسف اور احمد قاسم کہ کابل کی نگہبانی اُنکے سپرد تھی (ترجمہ صفحہ یکصد و دو مین از کشورہی) قلعے کی نگہبانی مین کوشان ہین + جون ہی کہ یہ خبر اُس سنے (بابر شاہ نے) ۱۰۳
سنی جانورون اور اسباب کو جہانگیر میرزا کے کہ وہ کچھ بیمار تھا حوالہ کرکے چند آدمیون کے ساتھ ہندو کوہ کے دشوار گزار راستے سے جو برف سے بھرا تھا بڑی سختی کے ساتھ گزر کر ایک صبح کے وقت کابل مین آ پہنچا۔ سب مخالف بلند لشکر کے آنے کی شہرت کے دبدبے سے پوشیدگی کے گوشے مین جا گھسے۔ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی سب سے پہلے سوتیلی دادی شاہ بیگم کے پاس گئے جو کہ خان میرزا کے بزرگ بنانے کا سبب ہوئی تھی اور اُس کے آگے زمین پر زانو ٹیک کر (گھٹنون کے بل کھڑے ہوکر) آداب (اُس کی تعظیم و تکریم) بجالائے اور اُس کی دلی حالت کو معلوم کرنے کے بعد بڑی بردباری اور شائستگی اور بزرگ ذاتی سے نہایت اچھے لفظون اور پسندیدہ کلمون مین عرض کیا کہ اگر ایک مان اپنے ایک بیٹے کے ساتھ اپنی ایک خاص مہربانی کرے تو دوسرے بیٹو کو کیون رنجیدہ ہونا چاہیے۔ اور کس لئے اُس کے (مان کے) حکم سے سر پھیرنا (نافرمانی کرنا) چاہیے + اور آنحضرت نے فرمایا (بابر نے فرمایا کہ یہ کہنے کے بعد چونکہ) مین جاگتا رہا تھا اور دراز راستہ طے کرکے آیا تھا بیگم کی گود مین سر رکھ کر سو گیا۔ اور وہ (بابر شاہ) بیگم کی تسلی دینے کے لئے کہ بہت گھبرائی ہوئی اور بے آرام تھی طرح طرح کی مہربانیان ظہور مین لایا ابھی وہ (بابر شاہ) اچھی طرح سویا نہ تھا کہ مہر نگار خانم کہ آنحضرت (بابر شاہ) کی خالہ کی بیٹی بہن ہوتی تھی آئی اور آنحضرت (بابر شاہ) نے جلدی سے اُٹھ کر اُس کو سلام کیا + وہ محمد حسین میرزا کو پکڑ کر لائے۔ اور آنحضرت نے (بابر شاہ نے) چونکہ مہربانی کی کان تھا۔ اُس کی جان بخشی فرماکر اُس کو اجازت دی کہ خراسان کو چلا جاوے اس کے بعد خانم (مہر نگار خانم) خان میرزا کو اپنے ہمراہ حضرت کے حضور مین لائی اور بولی۔ اے اپنی مان کی زندگی! مین تمہارے گناہگار بھائی کو لائی ہون تمہاری خوشی یا مرضی کیا ہے۔ آنحضرت نے خان میرزا کو مہربانی سے اپنی آغوش مین لیا۔ اور طرح طرح کی عنایت کے ساتھ اُس کو پوچھا۔ اُس کے بعد اُس کے رہنے اور جانے کو اُس کی مرضی پر چھوڑا۔ خان میرزا اس قدر شرمندہ تھا کہ وہ اپنے رہنے کو اپنے دل مین جگہ نہ دے سکا۔ اور اُس نے رخصت مانگی اور قندھار کو روانہ ہوا۔ اور یہ قضیہ

بھی اسی سال مین واقع ہوا۔ دوسری سال وہ (بابر) قندھار کو گیا۔ اور وہان کے حاکم ذوالنون ارغون کے بیٹے شاہ بیگ
اور اُس کے چھوٹے بھائی محمد مقیم سے ایک بڑی لڑائی لڑا۔ اور خان میرزا نے حاضر باشی کی نیکبختی حاصل کی۔ اور آنحضرت
(بابر) قندھار ناصر مرزا کو جو جہانگیر میرزا کا چھوٹا بھائی تھا دے کر کابل لوٹ آئے۔ اور شاہ بیگم اور خان میرزا کو اجازت دی
کہ بدخشان کو جائین۔ خان میرزا نے بہت خطرون کے بعد زُبیر راغی کو ہلاک کیا اور بدخشان کی حکومت مستقل طور پر
اُس کے قبضے کے دائرے مین آئی۔ اور وہ ہمیشہ نیکبختی کا سر فرمانبرداری کی زمین پر گھستا رہا یعنی ہمیشہ بادشاہ کی خیرخواہی
ظاہر کرتا رہا۔ یہان تک کہ (ترجمہ صفحہ یکصد و سومین ازکشوری) اُس نے ۹۱۶ھ ہجری مطابق ۱۵۱۰ء مین ایک تیز رفتار ۱۰۳
قاصد بھیج کر عرض کیا کہ شاہی بیگ مارڈالا گیا ہے مناسب یہ ہے کہ اس طرف کو حرکت فرمائین۔ چنانچہ اس سال کے
شوال مین وہ (بابر) خدا پر بھروسہ کرنے کی قوت پر روانہ ہوا اور اوزبکون کے ساتھ بڑی لڑائی اور ہمیشہ فتح اور فیروزمندیا
اُس کے بلند لشکر کی باگ کے ساتھ رہی یعنی برابر فتح پاتا رہا۔ یہانتک کہ تیسری بار نصف ماہ رجب ۹۱۷ھ مطابق ۱۵۱۱ء مین
اقبالمندی اور کامیابی کے وسیلے سے سمرقند کو تابع کیا اور آٹھ مہینے تک وہان فرمانروائی کی مگر ماہ صفر ۹۱۸ھ ہجری
مطابق ۱۵۱۲ء مین کول ملک کے اندر عبید اللہ خان کے ساتھ ایک بڑی لڑائی ہوئی۔ اور اگرچہ وہ (بابر شاہ) جیت
گیا تھا یا اگر بابر شاہ کی فتح ہو گئی تھی۔ اچانک آسمان کے بازیگری سے نظر بد لگی یعنی شکست ہو گئی۔ اور اُس نے جہان
کے طے کرنے والے گھوڑے کی باگ حصار کی طرف موڑی یعنی حصار کو روانہ ہوا۔ دوسری بار وہ (بابر) نجم بیگ کو
ساتھ لے کر غجدوان قلعے کے نیچے اوزبک کے ساتھ ایک بڑی لڑائی لڑا۔ نجم بیگ مارا گیا۔ اور آنحضرت (بابر) کابل
کی طرف چلا آیا پھر ایک اور بار اُس نے پوشیدہ یا خدائی الہام سے ماوراءالنہر کا جانا ایک طرف رکھ کر ہندوستان کے تابع
کرنے کی ٹھانی۔ وہ چار بار ہندوستان کے تابع کرنے کو آیا اور کچھ حوادث پیش آنے کی وجہ اُلٹا پھر گیا۔ پہلی بار
ماہ شعبان ۹۲۵ھ ہجری مطابق ۱۵۱۹ء مین باوام خیمہ اور جگلہ لیگ کی راہ سے خیبر سے گزر کر جم مین اُترنا بزرگی کا فرمایا یعنی
اُترا یا مقام کیا۔ واقعات بابری مین کہ ایک ترکی کتاب آنحضرت کے (بابر کے) سچ لکھنے والے قلم کی لکھی ہوئی ہے۔
اُس نے لکھا ہے کہ جب وہ (بابر) چھٹے کوچ مین کابل سے آدینہ پور تک پہنچا۔ اُس نے اُس سے پہلے کبھی نہ گرم سیر
ولایت (یعنی وہ ملک جس مین گرمی رہتی ہے۔ انگریزی مین ورم پجنیس کہتے ہین) اور نہ ہندوستان کا ملک دیکھا تھا جُون ہی
پہنچا ایک نئی دُنیا نظر آئی۔ گھاس مختلف طور کی تھی درخت مختلف طور کے تھے جنگلی جانور مختلف قسم کے تھے۔ پرندے دوسرے
بال و پر کے تھے۔ لوگون کے دستور ایک مختلف قسم کے تھے۔ مین دنگ رہ گیا اور فی الواقع حیرت کی جگہ تھی۔ ناصر میرزا نے اس منزل مین
فرش بوسی کی عزت سے نیکبختی پائی یعنی ناصر میرزا غزنی سے آداب بجالانے کو آیا اُس نے (بابر) جام مین مقام کر کے
مشورہ کیا کہ بلند لشکر دریاے سندھ کہ نیلاب کے نام سے مشہور ہے۔ کی کون سی طرف سے عبور کرے۔ باقی چغانیان
کی نحوست کی وجہ سے سندھ کا عبور کرنا ملتوی رہا اور وہ (بابر) کھت کی طرف روانہ ہوا۔ اور کھٹ پر حملہ آور ہونے کے لئے

بنگش اور نبور پر حملہ آور ہوئے - اور وہان سے عیسی خیل کے ملک کی طرف گئے اور تربیلہ کے اطراف مین اقبال کے
جھنڈون نے اُترنا فرمایا یعنی مقام کیا جو دریاے سند (انڈس) کے کنارہ پر ایک گانون ملتان کے متعلقات سے ہے
اور دریا کے کنارے کنارے چند کوچ کرنے کے بعد اقبال کا خیمہ استادہ ہوا - اور وہان سے دُکی کی حدود مین
بزرگی کے اُترنے نے ظہور کیا یعنی پھر وہان سے دُکی کی حدود مین آیا اور کچھ روز کے بعد غزنین اقبال کے لشکر کی
ٹھہرنے کی جگہ ہوا یعنی کچھ روز کے بعد غزنین پہنچا اور ماہ ذالحجہ مین کابل کے میدان نے بلند تشریف آوری سے رونق
حاصل کی (ترجمہ صفحہ یکصد و چہار مین از کشوری) دوسری بار بلند لشکر ماہ جمادی الاالی ۹۱۱ھ ہجری مطابق ۱۵۰۵ء مین ۱۰۴
خُرد کابل (چھوٹے کابل) کے راستے سے ہندوستان کے فتح کرنے کو متوجہ ہوا یا آگے بڑھا پہلے مندور کے اطراف
سے طرف عتر اور شیوہ کے گیا پھر ساتھیون (سردارون) کی راے کی مخالفتون کی وجہ سے اُلٹا پھرا - اور کُنیر
لُوزگی سے بھی عبور واقع ہوا - اور کُنیر اور چالہ سے فتحمند لشکر تک پہنچا - اور بادیج کی راہ سے کابل کے میدان پر فضل
احسان کا سایہ ڈالا یعنی کابل آیا اور آنحضرت (بابر) کے حکم کے موافق اس عبور کرنے کی تاریخ اُس پتھر پر کھودی
گئی ہے جو بادیج کے اوپر ہے - اور اب تک وہ غیبی تحریر (عجیب چیز تحریر) موجود ہے اور اس وقت تک حضرت
صاحبقران (امیر تیمور) کی بلند نسل رکھنے والی اولاد میرزا کہلاتی تھی - آنحضرت بابر نے حکم دیا کہ اس تاریخ مین (جو پتھر
پر کھودی گئی ہے) بادشاہ لکھنا چاہئے - اور اس مبارک فال سال کی چوتھی تاریخ ماہ ذیقعدہ سہ شنبہ کے روز کابل کے
قلعہ مین حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون) کی مبارک پیدایش ہوئی - اس کا بیان آیندہ لکھا جائے گا - تیسری
مرتبہ دوشنبہ کے روز یکم محرم ۹۲۵ھ ہجری مطابق ۳ جنوری ۱۵۱۹ء مین جبکہ وہ (بابر) بجور کی طرف متوجہ تھا (بجور پر
چڑھائی کی تھی) راہ کے درمیان ایک بڑا زلزلہ آیا جو بخوبی آدھ گھنٹے تک رہا - اور سلطان علاء الدین سوادی
ایلچی سلطان ویس سوادی کا سر باشی کی نیکبختی سے مشرف ہوا یعنی بابر کے حضور مین حاضر ہوا - اور تھوڑے وقت
مین بجور کا قلعہ لے لیا گیا - اور خواجہ کلان بیگ کو عنایت ہوا جو مولانا محمد صدر کا بیٹا تھا اور وہ (مولانا محمد صدر)
میرزا عمر شیخ کے بہت بڑے سردارون سے تھا - اور ذکر کیا گیا خواجہ پایہ کہ خواجہ آنحضرت کا رشتہ دار ہوتا تھا اُس کے
چھے بھائیون نے اچھی خدمت بجالانے کے لئے اپنی جانون کو آنحضرت کی خوشنودی اور رضا کے قدم مین
نچھاور کیا ہے یعنی اُس کے چھے بھائیون نے اپنی جانین آنحضرت کی خدمت مین دی ہین - اور وہ خود (یعنی
خواجہ) عقل اور دانائی کی زیادتی سے حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر شاہ) کا ایک خاص رعایت یافتہ تھا
جبکہ آنحضرت کے روشن دل کی تجویز یہ تھی کہ ولایت سواد پر چڑھائی ہو اور یوسف زئی فتح کیا جائے شاہ منصور
کا چھوٹا بھائی طاؤس خان جو فرقہ یوسف زئی کا سردار تھا اُس کی (شاہ منصور کی) بیٹی کو لایا اور عاجزی اور
فروتنی کے الفاظ زبان پر لایا - اور اُس جنگلی جانورون کے ملک مین غلہ کی تنگی بھی تھی - اور دراصل ہندوستان

پر حملہ آور ہونا بھی جہان کے فتح کرنے والے دل میں جما ہوا تھا۔ یعنی بابر کا پکا ارادہ ہندوستان پر قبضہ کرنے کا بھی تھا
اُس نے (بابر نے) اپنے ارادے کی باگ سواد کی طرف سے پھیری۔ اگرچہ نہ ہندوستان کے سفر کا سامان ٹھیک
طور پر تھا اور نہ سردار اس پر راضی تھے۔ اُس نے (بابر نے) ہمّت کی مشعل روشن کی اور شہر ہندوستان کی تاریکی
دور کرنے کے لئے متوجہ ہوا پنجشنبہ کی صبح سولھوین محرّم کو (ترجمہ صفحہ یکصد و پنجم از کشوری) اُس نے گھوڑون ١٠٥
اونٹ۔ اسباب سمیت دریائے اٹک سے عبور کیا اور اُردو بازار (کمپ کے بازار) کو بیڑے مین چھوڑ کر کچھ کوت کے
نزدیک بزرگی کا اُترنا فرمایا اور پھر اسے سات کوس پر شمال کی طرف ایک پہاڑ ہے جس کو ظفرنامہ اور دوسری
کتابون مین کوہ جود لکھا ہے۔ وہان اقبال کے لشکرون کے خیمے استادہ ہوئے یعنی وہان چھاونی ڈالی آنحضرت
نے (بابر شاہ نے) کتاب واقعات مین لکھا ہے کہ اس تاریخ تک اس پہاڑ کے نام رکھنے کا سبب ظاہر نہ تھا لیکن
اس کے بعد معلوم ہوا۔ کہ اس پہاڑ مین ایک باپ کی نسل کے دو گروہ رہتے ہین ایک قبیلہ کو جود کہتے ہین۔ اور
دوسرے کو جنجوہہ اور اُس نے (بابر نے) عبدالرحیم سقاولی کو بھرہ کی طرف بھیجا تاکہ لوگون کو دلاسا دے کہ کوئی
دراز دستی کا ہاتھ دراز نہ کرے یعنی کوئی سرکشی نہ کرے۔ اور دن کے آخر (دن ڈھلے) خود بدولت واقبال نے
یعنی بادشاہ نے بھرہ کے مشرقی جانب دریائے بہت کے کنارہ پر اُترنا فرمایا۔ اور اُس نے چار لاکھ شاہرخی بھرہ سے
مخالفت کے مال کے طور پر لے کر ہندو بیگ کو عنایت فرمائے اور اس کا انتظام اُس کی (ہندو بیگ کی) استوار
(پختہ صائب) رائے پر قرار پایا اور شاہ حسن کو خوشاب حوالہ کرکے ہندو بیگ کی مدد کے لئے مقرر کیا اور مُلّا مرشد کو رسالت
(ایلچی) کے طور پر سلطان سکندر لودی کے بیٹے سلطان ابراہیم کے پاس کہ پانچ یا چھ مہینے سے باپ کی جگہ
ہندوستان کی حکومت کر رہا تھا بھیجا۔ کہ بہت اچھی طرح سے اُس کو سمجھاوے۔ لاہور کے حاکم دولت خان نے
ذکر کئے گئے ایلچی کو روک رکھا اور اپنی نہایت نادانی کی وجہ سے اُس کو بغیر اُس کا مقصد حاصل کئے ہوئے واپس
بھیجا۔ جمعہ کے روز دوسری ربیع الاوّل نیکبختی خبر لے (نیکبخت) بیٹے کے پیدا ہونے کی خبر آئی۔ چونکہ وہ (بابر شاہ)
ہندوستان کے فتح کرنے کے خیال مین تھا اُس نے اس کو ایک نیک شگون سمجھا اور پوشیدہ (خدائی) الہام
کے موافق اُس کا نام ہندال رکھا۔ اُس نے (بابر نے) یکشنبہ کے روز گیارھوین ربیع الاوّل کو ہندو بیگ
کو بھرہ کے انتظام کے واسطے رخصت کیا اور وہ (بابر) ملکی مصلحتون کے لئے کابل کی طرف واپس پھرا۔ اور
پنجشنبہ کے روز آخری تاریخ ربیع الاوّل کو وہ کابل مین پہنچا اور دوشنبہ کے روز پانچوین ربیع الآخر کو ہندو بیگ
بے پروائی کے سبب سے بھرہ کو چھوڑ کر کابل چلا آیا۔ چوتھی بار آنے کی تاریخ نظر نہین آئی ہے۔ لیکن ایسا ظاہر
ہوتا ہے کہ وہ (بابر) اس حملہ مین لاہور کو لینے کے بعد واپس آیا ہے یا لوٹا ہے اور دیپال پور کی فتح کی تاریخ سے
جو اس کے بعد ایک موقع پر لکھی جائے گی معلوم ہوتا ہے کہ وہ حملہ سنہ ۹۳۰ ہجری مطابق ۱۵۲۴ء مین ہوا ہے چونکہ

ہرایک کام ایک خاص وقت رکھتا ہے۔ یا اپنے وقت پر موقوف ہے۔ اس مطلب (یعنی ہندوستان کا فتح کرنا)
کا جمال توقف کے پردہ مین رہتا تھا۔ یعنی یہ آرزو پوری نہ ہوتی تھی۔ اور سرداروں کا سُست راے ہونا اور
بھائیون کا مخالفت کرنا ظاہری سبب بنتا تھا۔ یعنی ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا تھا کہ سردارون کی سُستی اور
بھائیون کی نااتفاقی سے یہ کام انجام نہین پاتا ہے۔ یہان تک کہ پانچوین بار خدا کی توفیق (ہدایت) اور
لازوال اقبال کی رہنمائی یا رہبری کے وسیلے سے جمعہ کے روز یکم صفر ۹۳۲ھ ہجری مطابق سترھوین نومبر ۱۵۲۵ء
مین جبکہ بڑا نورانی ستارہ (آفتاب) بُرج قوس مین روشنیون کے جھنڈے بلند کئے ہوئے تھا یعنی سورج بُرج
قوس مین تھا۔ ایسے مبارک نصیب کے ساتھ کہ ایک عالم کی اطراف کی تاریکی کا دور کرنے والا یا زائل کرنے والا
ہوسکتا تھا (ترجمہ صفحہ یکصد و ششمین از کشوری) ارادہ کا پاؤن خدا پر بھروسہ کرنے کی رکاب مین ڈالکر یا رکھکر اور ١٠٦
گناہون سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ کے ہندوستان کے فتح کرنے کو روانہ ہوا۔ اُس نے (بابر نے) میرزا کامران کو
قندھار مین چھوڑا اور کابل کی نگرانی بھی اُس کے سپرد کی۔ اور جب یہ حملہ شروع ہوا تو فتح پر فتح اور اقبال پر
اقبال ظاہر ہوا۔ لاہور اور ہندوستان کے کچھ بڑے شہر غالب سلطنت کے سردارون کے قبضے مین آئے۔ اور
سترھوین صفر کو کہ اقبال کے خیمے باغ وفا مین استادہ ہوئے تھے یعنی بابر شاہ باغ وفا مین قیام فرماتھے۔ حضرت
جہانبانی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے بدخشان سے اپنے لشکر کے ساتھ آکر بساط بوسی کی عزت
سے سرفرازی حاصل کی یعنی سترھوین صفر کو حضرت جہانبانی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون اپنے لشکر سمیت
بدخشان سے کمپ مین پہنچا جو باغ وفا مین تھا۔ اور خواجہ کلان بیگ نے بھی اسی روز مین غزنی سے آکر نیکبختی آستان
بوسی کی حاصل کی یعنی خواجہ کلان بیگ بھی اسی روز غزنی سے آیا۔ اور اس سال کی یکم ربیع الاول کو اُس نے
(بابر نے) کچہ کوٹ کے نزدیک دریاے سندھ (انڈس) سے عبور فرما کے فوج کا جائزہ (انگریزی مُسٹر) لیا بارہ
ہزار سوار ترک۔ تاجیک۔ اور سوداگر وغیرہ شمار مین آئے اور جہیلم کے اوپر دریاے بہت سے عبور کیا اور بہول پور
کے نزدیک دریاے چناب سے بلند لشکر کا گزرنا یا عبور کرنا ہوا۔ یعنی بہول پور کے نزدیک دریاے چناب سے
عبور کرکے چھاونی ڈالی۔ اور جمعہ کے روز چودھوین ربیع الاول کو سیالکوٹ کے میدان مین فتح کی کرن رکھنے والے
جھنڈے بلند کئے۔ اور جہان کے آراستہ کرنیوالے دل مین (بابر کے دل مین) ایسا آیا کہ سیالکوٹ کو ویران کرکے بہول پور بسائے
اور اس وقت مین برابر مخالفون کی خبر آئی تھی (کہ بناؤ کر رہے ہین) اور جب آنحضرت (بابر) نے کلانور مین اقبال کا
اُترنا رکھا یعنی جب بابر کلانور مین پہنچا۔ محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان اور اَور سردارن نے جو لاہور کی نگہبانی
کے لئے مقرر ہوئے تھے زمین بوسی کی بزرگی سے نیکبختی کی کامیابی حاصل کی یعنی حاضر ہوکر آداب شاہی بجالائے
سہ شنبہ کے روز چوبیسوین ۲۴ ربیع الاول کو ملوٹ کا قلعہ غالب سلطنت کے سردارن نے فتح کیا اور مال و اسباب لوٹا

یعنی بہت کچھ لوٹ حاصل کی۔ اور غازی خان کی کتابین جو اس قلعے میں تھین قبضے مین آئین ۔ اُس مین کچھ کتابین (بابر نے)
حضرت جہانبانی (ہمایون) کو عطا کین اور کچھ کتابین قندھار کامران مرزا کو تحفے کے طور پر بھیجین ۔ جب بر تر سماعت مین
پہنچا (جب بابر نے یہ خبر سنی) کہ حصار فیروز کا گورنر حمید خان وہان سے ولیری کے قدم سے دو تین منزل آگے بڑھ آیا ہے
یکشنبہ کے روز تیرھوین جمادی الاولی کو کہ بلند لشکر انبالہ سے کوچ کر کے ایک تالاب کے کنارے اُترا ہوا تھا اُس نے
(بابر نے) حضرت جہانبانی نصیر الدین محمد ہمایون کو اُس کے (حمید خان کے) مقابلے کے لیئے رخصت فرمایا (بھیجا) اور
امیر خواجہ کلان بیگ اور امیر سلطان محمد دولدی اور امیر ولی خازن اور امیر عبد العزیز اور امیر محب علی خواجہ خلیفہ اور
کچھ اور افسران کو جو ہندوستان مین رہ چکے تھے جیسے ہندو بیگ اور عبد العزیز اور محمد علی جنگ اور اور لوگون کو درگاہ
کے خاص بندون سے فتح کی نسبت رکھنے والی رکاب کے ساتھ کیا یعنی ہمایون کے ساتھ کے لیئے مقرر کیا (ترجمہ صفحہ
یکصد و ہفتم از کنوری) یعنی جو ہندوستان کے بڑے بڑے شریف امیرون سے تھا۔ اس روز مین آستان بوسی کی دولت 107
سے فخر کرنے والا یعنی اس روز مین حاضر ہو کر آداب شاہی بجا لایا۔ اور حضرت جہانبانی (ہمایون) نے جا کے بلند طالعے
کی رفاقت اور اقبال کی ہمراہی کے وسیلے سے ایک یون ہی سی توجہ مین فتح کا جھنڈا بلند کیا یعنی ایک بہت آسان
لڑائی لڑ کر فتح پائی - دو شنبہ کے روز اسی مہینے کی ۱۴ تاریخ بلند لشکر کی قرارگاہ یعنی کیمپ کی طرف پلٹے آنحضرت (بابر)
نے حصار فیروزہ مع اُس کے متعلق مقامون اور ضلعون کے جو ایک کروڑ (قیمت) کے ہون گے اور ایک
کروڑ روپیہ اور اس فتح کے صلے یا معاوضے (بدلے) مین کہ بیشمار فتحون کا اوّل تھی حضرت جہانبانی (ہمایون) کو
عنایت فرمایا۔ اور نیکبختی یا خوش اقبالی کے لشکر کے ساتھ برابر کوچ کرتے آگے بڑھے یعنی لشکر کوچ کرتا ہوا آگے
بڑھا۔ اور ہمیشہ خبر پہنچتی تھی کہ سلطان ابراہیم ایک لاکھ سوار اور ایک ہزار ہاتھیون کے ساتھ آگے بڑھتا آرہا ہے
سرساوہ کے نزدیک اقبال کے خیمہ گاہ ہوئی تھی یعنی سرساوہ کے نزدیک کیمپ پڑا تھا۔ کہ خواجہ کلان بیگ کا ایک
نوکر حیدر علی جو جاسوسی (خبر گیری) کے لیئے گیا تھا یہ خبر لایا کہ داؤد خان اور حاتم خان پانچ یا چھے ہزار سوارون
کے ساتھ سلطان ابراہیم کے کیمپ سے آگے کی طرف بڑھا ہے ۔ اسلیئے یکشنبہ کے روز اٹھارھوین جمادی الآخری
کو چین تیمور سلطان اور محمد سلطان میرزا اور مہدی خواجہ اور عادل سلطان سارے جرانغار (بادشاہ ۵ بائین
جانب کی فوج) کے لوگون کے ساتھ سلطان جنید۔ شاہ میر حسین۔ اور قتلق قدم کے زیر حکم کیئے گئے۔ اور اسی طرح
غول (درمیانی فوج) سے یونس علی اور عبد اللہ احمدی اور کتہ بیگ اور اور لوگ مقرر ہوئے کہ اُس خونی گرفتہ
جماعت (وہ جماعت کہ جس کے سر پر موت کا خون سوار ہو) پر غلبہ کرین اور ان لڑائی طلب کرنے والے بہادرون
اور میدان جنگ کے ڈھونڈھنے والے دلاورون نے تند و تیز چل کر باقاعدہ لڑائی کی اور اس دشمن کی جماعت
پر فتح پائی اور بہت لوگون کو گرفتار کر لیا اور بہت سے لوگون کو تلوار کے کوندے اور تیغ کے دم سے ہلاک کیا اور

حاتم خان کو اور ستر آدمیون کے ساتھ گرفتار کرکے زندہ بلند درگاہ مین بھیجا۔ اور وہ سب بلند لشکر یا کمپ مین اس سزا کو پہنچے جس کے وہ مستحق تھے یعنی بلند کمپ مین وہ سب قتل کئے گئے اور جہان کے فتح کرنے والے حکم نے جاری ہونا پایا یعنی یہ حکم جاری ہوا۔ کہ چھکڑے جمع کرین اور استاعلی قلی کو ہدایت کی گئی کہ روم کے طریقے یا قاعدے کے موافق چھکڑون کو زنجیر اور بیل کی کھال کے تسمون سے ایک لمبی رسّی کی صورت مین باہم گرہ (آپس مین) جوڑ دینا اور دو دو گاڑیون کے درمیان چھ یا سات تورہ (ایک قسم کا پردہ جس کے نیچے یا آڑ سے لڑنے والے تیر یا برچھے چلاتے ہین) رکھین تاکہ توڑے دار بندوق چلانے والے (انگریزی میچلوک مین) بے فکری کے ساتھ پردے کی آڑ سے فیر کر سکین۔ پانچ یا چھ روز مین یہ انتظام پورا ہوا۔ آخر کار پنجشنبہ کے روز آخری تاریخ جمادی الاُخریٰ کو فتحمندی کے ہمانے شہر پانی پت پر اپنے اقبال کے بازوؤن کا سایہ بچھایا۔ اور لشکرون کی صفین بہت اچھی طرح ترتیب دی گئین۔ فتحمند لشکر کا برانغار (یعنی دہنے ہاتھ کا حصّہ فوج) شہر مین داخل ہوا۔ اور گاڑیان اور تورے جو ترتیب دئے گئے۔ قول (بیچ کی فوج) کے سامنے رکھے گئے۔ جرانغار (بائین ہاتھ کی فوج) نے خندق (کھائی انگریزی ڈچ) اور درختون سے استحکام (مضبوطی پائداری) پایا۔ (ترجمہ یکصد و ہشتم از تزک بابری) سلطان ابراہیم نے شہر سے چھ کوس پر ایک بڑے لشکر کے ساتھ لڑائی کا میدان آراستہ کیا تھا۔ ایک ہفتہ تک ہر روز سپاہ کے جوان اور تجربہ کار بوڑھے دشمن کے لشکر کے کنارے تک جاکر غنیم (مخالف۔ دشمن) کے ہشیار لشکرون سے لڑتے اور فتح پاتے رہے آخر کار جمعے کے روز آٹھوین رجب کو سلطان ابراہیم ایک بڑے شاندار لشکر اور پُرزور ہاتھیون کے ساتھ بلند کمپ کے مقابلے مین آیا اور حضرت گیتی ستانی (بابرشاہ) نے بھی غلبہ رکھنے والی فوجون کو ترتیب دیا اور جنگ کے میدان کو اس طرح (یعنی نیچے لکھے ہوئے قاعدے کے موافق) آراستہ کیا۔ ۱۰۸

حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابرشاہ) کی لڑائی سلطان ابراہیم کے ساتھ اور لڑائی کی صفون کی ترتیب

جبکہ کام کا بنانے والا المحافظ (یعنی خدائے کارساز) چاہتا ہے کہ پرانی شکستون کا تدارک کرے (یعنی پرانی شکستون کی مرمت کرے یا پرانی شکستون کا بدلا کرے) اور مقصد بنا کر گذشتہ مشقتون (سختیون) کا عوض فرماوے۔ تو اُس کے مقدمے یا تمہیدین مرتّب کرتا ہے اور اُس کے اسباب (اُن چیزون کو جو اُس کام کے لئے ضروری ہین) کو ترتیب دیتا ہے۔ انھین ایسے ہی انتظامات مین سے سلطان ابراہیم کا لڑائی کے قصد پر آنا اور حضرت گیتی ستانی (بابرشاہ) کا فوج آراستہ کرنا ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ مخالف کی کثرت اور موافق کی قلت (کمی)

تھی (یعنی باوجود اس کے کہ مشکلین بہت سی تھین اور دلخواستہ باتین کم تھین) مگر چونکہ خدا کی مدد ہمراہ تھی اور دن بدن
بڑھنے والا اقبال رہبر تھا بے فکر دل اور اطمینانِ خاطر کے ساتھ بغیر احسان رکھے بڑی فتح دینے والے (خداے تعالیٰ)
پر بھروسہ کرکے صفون کی ترتیب دینے مین بلند توجہ فرمائی - غول (درمیانی فوج) کو اپنی پاک ذات سے زینت بخشی -
اور غول کے دہنے ہاتھ پر کہ ترک اُس کو اُن غول کہتے ہین چین تیمور سلطان اور سلیمان میرزا اور امیر محمدی کوکلتاش اور
امیر شاہ منصور برلاس اور امیر یونس علی اور امیر درویش محمد ساربان اور امیر عبداللہ کتاب دار کے قرار پایا یہ سب
مقرر کئے گئے - اور غول کے بائین ہاتھ پر ترک اُس کو سیول غول کہتے ہین امیر خلیفہ اور خواجہ میر میران صدر اور امیر
احمدی پرواچی اور قوج بیگ کا بھائی امیر تردی بیگ اور محب علی خلیفہ اور میرزا بیگ ترخان کو مقرر فرمایا - برانغار (دہنے
ہاتھ کی فوج) نے حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون) کی تدبیر کی خوبی اور شوکت کے دبدبے سے آراستگی
پائی (یعنی ہمایوں کے سپرد ہوا) اور امیر خواجہ کلان بیگ اور سلطان محمد دولدی اور امیر ہندو بیگ اور ولی خازن
اور پیر قلی سیستانی اُن کی (ہمایون کی) دولت کی رکاب مین رہے (ساتھ رہے) اور تدبیر اور تلوار کے آرایش بخشنے
والے ہوئے - اور جرانغار (بائین ہاتھ کی فوج) مین محمد سلطان میرزا اور سید مہدی خواجہ اور عادل سلطان اور سلطان جنید
برلاس - اور خواجہ شاہ میر حسین اور امیر قتلق قدم اور امیر خان بیک (ترجمہ صفحہ یکصد و نہم از کشوری) اور امیر محمد بخشی ١٠٩
اور دوست (کی نامی) بہادر مقرر ہوئے - اور ہراوّل (وہ فوج جو سب سے آگے ہو - انگریزی وینگارڈ) مین خسرو کوکلتاش
اور محمد علی جنگ جنگ تھے اور امیر عبدالعزیز حفاظت کے لئے مقرر ہوا - اور جرانغار (دہنے ہاتھ کی فوج) کے بازو مین ولی
قزل اور ملک قاسم اور بابا قشقہ اپنے مغلون کے ساتھ مقرر ہوئے جو کمک دینے والی بازو کی فوج کے مانند استادہ
کئے گئے تھے جس کو ترکی مین تولقمہ کہتے ہین - اور جرانغار (بائین ہاتھ کی فوج) کے بازو پر قراقوزی اور ابوالمحمد نیزہ باز
اور شیخ علی اور شیخ جمال اور تنگری قلی مغل بازو کی فوج کی طرح مقرر ہوئے - اور جیسے کہ لڑنے والے دلاورون اور تلوار
چلانے والے بہادرون کی رسم ہے پائداری کا پاؤن لڑائی کے میدان مین مضبوط جما کے کھڑے ہوئے - اور جان
لینے والے تیرون اور خون پینے والی تلوارون سے بہادری اور دلیری کو ظاہر کیا - ترجمہ شعر - بہادر مضبوط قدم سے
کھڑے ہوئے - درختون نے اُن سے کھڑا ہونا سیکھا - آخر کار بڑے حملون اور زبردست مقابلون کے خدا کی
مدد بلند لشکر کے قلب (درمیانی فوج) اور جناح (سامنے کی فوج) کے ساتھ باگ سے باگ ملانے والی ہوئین اور
خدا کی مدد بڑی فتحون کا باعث ہوئین اور دشمنون پر شکست پڑی - ایک بڑی فتح خدا سے پناہ چاہنے والے
سردارون کی طرف سے ظاہر ہوئی - سلطان ابراہیم بھاگتے ہوئے ایک گوشہ مین قتل ہوا اور افغانون کے بیشمار
آدمی - بادشاہی اقبال کی غلبہ رکھنے والی تلوار سے گھاس کی طرح کاٹے گئے - اور یہ نیستی کے بڑے شہر کی طرف
جانے والے قافلے فتحمند لشکر کی رہبری اور جہان فتح کرنے والی تلوار کی مشعل سے نیستی کی منزل گاہ کی طرف روانہ ہوئے

اور سلطان ابراہیم کے قالب (بدن) کے نزدیک ایک گوشہ مین پانچ یا چھے ہزار آدمی مقتول پڑے تھے - جہان کا
روشن کرنے والا - آفتاب ایک نیزہ کے برابر اونچا ہوا تھا کہ اقبال کے نیزون کی شعاع لڑائی کا شعلہ روشن کرنیوالی ہوئی
تھی اور لڑائی اور کشت و خون شروع ہوا تھا اور دوپہر کے وقت فتحمندی کی صبح کی نرم ہوا اور کامیابی کی بہار کی اُڑی
ہوا چلنے لگی - اس بڑی فتح کا مفصل بیان کہ اقبال (خوش قسمتی) کا کارنامہ ہے کس طرح سے بیان کے اندر آسکتا ہے
اور ایسا عقلمند کہ جس کی زبان ہر طرح کی بات بیان کرسکتی ہے کس طور سے اس بیان کو پورے طور سے ادا کرسکتا ہے
اس لئے کہ یہ بیان اندیشہ اور خیال کشادہ میدان سے باہر ہے - جبکہ سلطان محمود غزنوی ہندوستان کو آیا خراسان
اُس کے قبضے مین تھا - سمرقند اور دار المرز اور خوارزم کے بادشاہ اُس کے مطیع تھے - اور اُس کی بڑی بھاری فوج
ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور ہندوستان ایک مستقل فرمانروا نہ تھا - راے اور راجا جا بجا بادشاہی کا قدم جمائے تھے -
اور اُن کے آپس مین پھوٹ تھی - اور سلطان شہاب الدین غوری ایکسو بیس ہزار سوار جوشن پوش (جن کے بدن
پر زرہ تھی) برگستوان دار (جن کے گھوڑون پر پاکھر تھی) اپنے ساتھ لے کر ہندوستان کے تابع کرنے کو آیا اور اُس نے
ہی بھی اُس بڑے شہر مین ایک ایسا حاکم کہ جس کے سارا ہندوستان تابع ہو نہ تھا اور اگرچہ اُس کا بھائی
غیاث الدین خراسان مین تھا - مگر تاہم وہ اُس کے کہنے سے باہر نہ تھا یعنی اُس کے حکم کے تابع تھا (ترجمہ شعر
۱۱۰ کہ بند و ہم از کشمیری) اور حضرت صاحبقرانی (امیر تیمور) نے ہندوستان کے فتح کرنے کے وقت سمانہ کے میدان
مین اپنے لشکر کے جائزہ (انگریزی مسٹر) لینے کا حکم دیا - مولانا شرف الدین علی یزدی کہتا ہے کہ آنحضرت کا یولہ
یسال (فوج کی صف) چھے فرسخ کے فاصلے تک لمبائی مین تھی - اور فوج کے کامون مین تجربہ کار لوگون نے اندازہ
مقرر کیا ہے کہ ایک فرسخ کا بارہ ہزار سوار احاطہ کرتے ہین - پس نوکرون کے نوکر (سوار نوکر کہلاتے ہین اور پیادے
نوکر نوکر کہلاتے ہین - یا نوکر سے مراد سردار اور نوکر نوکر سے مراد سپاہ ہے) بہتر ہزار ہون گے اور اُس کے عرض مین
نوکرون کے نوکرون کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے دو کوس تھی اور اُس کے دشمن ملّو خان کے پاس دو ہزار سوار اور ایک سو بیس
ہاتھی تھے اور باوجود اس سب کے - حضرت صاحبقران (امیر تیمور) کے فتحمند لشکر سے بہت سے لوگ خوف زدہ تھے
یعنی امیر تیمور کے لشکر کے بہت سے آدمی خوف زدہ تھے - اور آنحضرت (امیر تیمور) نے اپنی دانائی سے اپنی فوج
کے خوف کو معلوم کیا اور بعضے کم عقل رکھنے والون کم ہمّت لوگون سے نامناسب باتین سنین - اور بادشاہانہ ہمّت
کی قوّت سے دلون کے تسلّی دینے کے لئے احتیاط (ہوشیاری کی شرطین پیش نظر کر کے حکم دیا کہ اُس کے فتحمند لشکر کے
سامنے درخت کی شاخون کا ایک باڑا تیار کرین اور اُس کے آگے ایک خندق کھودین اور اُس کے پیچھے بہت سے
بیل اور بھینسے آمنے سامنے کھڑے کرین اور چمڑے تسمون سے اُن کی گردنین باندھین - اور بہت سے لوہے کے گوکھرو
(انگریزی مین کلٹروپس) بنلئے تھے یہ بات قرار دی گئی کہ ان کو پیدل اپنے ساتھ رکھین اور مخالف کے حملہ کے وقت

ہاتھیون کے آنے کے وقت اُن کو اور اُن کے راستہ مین پھینکین۔ اور گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر شاہ) کی ہمراہ کہ ہندوستان کے گیتی نوازون سے چوتھا ہے اس بڑی فتح مین جو خدا کی بہت بڑی بخششون سے تھی سپاہی وغیرہ بارہ ہزار سے زیادہ نہ تھے اور سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اگرچہ آنحضرت (بابر) کے قبضے مین بدخشان۔ قندھار اور کابل تھا مگر ایسا معقول فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا کہ لشکر کے خرچ کو مدد دے سکتا۔ بلکہ دشمنون سے بعضی سرحدون کے بچانے اور دوسرے ملکی کامون کے لئے آمدنی سے خرچ زیادہ ہو جاتا تھا۔ اور سلطان ابراہیم ایسے کے ساتھ کہ ایک لاکھ سوار اور ہزار جنگی ہاتھی (انگریزی۔ وار ایلیفنٹس) رکھتا تھا اور بہرہ سے لے کر بہار تک اُس کے زیر حکم اور قبضے مین تھا اور ہندوستان کے خلاصہ ملکون کی حکومت بغیر کسی مخالفت کرنے والے اور کسی جھگڑنے والے کے مستقل طور پر کرتا تھا۔ صرف خدا کی مدد اور آسمانی مدد کی زیادتی سے اتنے بڑے کام مین سبقت لے گئے۔ منصف مزاج تجربہ کار آدمی اس زمانون کے کارنامہ (انگریزی۔ ماسٹر پیس آف دی ایجز) کی تعریف اور توصیف سے عاجز ہین۔ بیشک ایسی پاک ذات جو حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کے جہان کے روشن کرنے والے نور کی اٹھانیوالی ہے اگر ان باتون کے نکلنے کی جگہ یا ظاہر ہونے کی جگہ ہووے تو اچنبھا یا تعجب ہی کیا ہے۔ حاصل کلام حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر شاہ) نے فتح کی روشنیون کے نکلنے سے پیشانی کے آئینہ کو شکر کے سجدہ کی خاک سے روشن کرکے اہل عالم کو عام انعام کی آوازدی اور غالب سلطنت کے سردارون کو ملکون کے ہر چہار طرف اپنے لائق دستون یا اپنے پسندیدہ دستور کے موافق روانہ کیا اور ایسا کام جو اُن ملک کے فتح کرنے والے بادشاہون کے بلند ارادون پر جنھون نے بلند نصیب کی قوت سے ہندوستان کو فتح کیا ہے سبقت لے جا سکتا ہے حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون بادشاہ) کی وہ فتح ہے جو میرے شاہنشاہ (اکبر شاہ) نیکبختی کی بُرجی (مبارک) ذات کی برکت سے سہرند کے میدان مین ہوئی ہے۔ چنانچہ اُس کا مفصل بیان اس کے بعد لکھا جائے گا۔ کہ اُس نے (ہمایون شاہ نے) تین ہزار آدمیون کے ساتھ سلطان سکندر سُور ایسے سے کہ اسّی ہزار سے زیادہ آدمی رکھتا تھا ہندوستان کو چھوڑا لیا اور اس سے زیادہ عجیب حضرت ظل الٰہی (سایہ خدا مراد اکبر شاہ) کے اقبال کا کارنامہ (انگریزی۔ ماسٹر پیس آف فارچیون) ہے کہ خدا کی مدد سے ہندوستان کو تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ یعنی باوجود اس کے کہ اکبر شاہ کی ہمراہی تھوڑے سے آدمی تھے۔ بہت سے گردنکش سردارون کے ہاتھ سے ایسی خوبی کے ساتھ نکالا کہ زمانے کی زبان (انگریزی ٹنگ آف دی ایج) اُس کی کیفیت کے بیان مین گونگی ہے۔ چنانچہ اُس کے متناسب مقام مین اُس کا مختصر حال لکھا جائے گا۔ ترجمہ شعر۔ اگر نصیب میری امید کو پورا کرے گا۔ آسمان مجھ کو فرصت دے گا اور وقت مدد کرے گا۔ راست بازون کے جنگ وجدال کی گرمی کا حال داستانون کی داستانین لکھون گا۔ اس دیر تک رہنے والے دفتر پر آنے والون کی بہبود کا کے واسطے ایک تصویر کھینچون گا۔ فتح کے اُسی روز مین بادشاہی فرمان کے موافق۔ حضرت جہانبانی جنت آشیانی

(ہمایون) اور امیر خواجہ کلان بیگ اور امیر محمد کوکلتاش اور امیر یونس علی اور امیر شاہ منصور برلاس اور امیر عبداللہ کتابدار
اور امیر علی خازن بہت جلد یا مار امار دارالسلطنت آگرہ کی طرف کہ سلطان ابراہیم کا پایہ تخت تھا روانہ ہوئے کہ خزانون
کی حفاظت کرین اور شہروالون کو کہ خدا کی امانتون سے ہین الطاف کی ردشنیون کے پھیلانے سے تسلی اور اطمینان
بخشین اور سید مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان اور امیر جنید برلاس اور امیر قتلق قدم دہلی کی طرف
بھیجے گئے کہ وہان کے خزانون اور پوشیدہ ذخیرون کی نگہبانی کرین اور اُس اطراف کے رہنے والون اور رعایا کو
بادشاہی مہربانی کی خوشخبری سُناکر تسلی دین - اور اُسی روز فتح نامے (انگریزی - پروکلیمیشنس آف وکٹری) لکھ کر
اقبال کے قاصدون کے ہاتھ کابل اور بدخشان اور قندھار کو روانہ کئے اور خود بدولت سعادت نے (یعنی خود اُس نے
مراد بادشاہ سے) چہارشنبہ کے روز ذکر کئے گئے مہینے کی بارھوین تاریخ دارالسلطنت دہلی مین بزرگی کا اُترنا فرمایا اور اسی
مہینے کی اکیسوین تاریخ جمعے کے روز دارالسلطنت آگرہ پر اقبال کا چھتر بلند کرکے اُس شہر بزرگ کا تاریکی دُور کرنیوالا
اور اُس پسندیدہ مقام کا رونق بخشنے والا ہوا - ہندوستان کے سب چھوٹے بڑون نے بادشاہی مہربانیون اور
بخششون سے خاص ہونے کی نظر پائی - اور اُس نے (بادشاہ نے) اپنی کامل مہربانی سے سلطان ابراہیم کی
مان اور بچون اور متعلقون کو اپنی مہربانی کا شریک کرکے انکا مال اُن کے خاص خزانے اُنھین کو عطا فرمائے -
(ترجمہ صفحہ [۱۱۲] یکصد و دوازدہم از کشوری) اور نہایت مہربانیون سے سات لاکھ تنگہ کی جاگیر وظیفہ کے طور پر اُس کی ماں ۱۱۲
کے لئے مقرر فرمائی - اور اسی طرح اُس کے رشتے دار بادشاہی روزینون اور وظیفون اور پنشنون سے مقصود رہوئے
اور پریشان جہان کو تازہ اطمینان اور معقول چین و آرام حاصل ہوا - حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون) نے کہ
اُس سے پہلے دارالسلطنت آگرہ مین اُترنا بزرگی کا فرمائے ہوئے تھے - ایک الماس آٹھ مثقال وزن کا جسکی قیمت
عقلمند جوہریون نے دُنیا کے رہنے والونکے خرچ سے آدھا خرچ جانچی تھی اور کہتے تھے کہ یہ الماس سلطان علاءالدین کے خزانے
کا تھا جو گوالیار کے راجہ بکرماجیت کی اولاد سے اُس کے (علاءالدین کے) ہاتھ آیا تھا پیشکش کیا - اور حضرت گیتی ستانی
(بابر شاہ) نے اُن کی (ہمایون کی) دلداری کے لئے پہلے تو قبول فرمایا اور پھر اُنھین کو (ہمایون کو) عطا فرمادیا - شنبہ
کے روز اُنتیس ۲۹ رجب کو اُن خزانون اور پوشیدہ ذخیرون کو دیکھنا اور بخشنا شروع کیا جو کتنے ایک بادشاہون
کے جمع کئے ہوئے تھے - ستر لاکھ تنگہ سکندری حضرت جہانبانی کو عطا فرمائے اور ایک خزینہ خانہ بغیر اس کے کہ اُس کے
مال و دولت کی حقیقت جانی جاوے اُس انعام کے (ستر لاکھ تنگہ کے) علاوہ دیا اور امیرون کو اُن کے مرتبون اور
درجون اور منصبون کے موافق دو لاکھ سے پانچ لاکھ تنگہ تک دیا - اور ہر سپاہی اور نوکر کو انعام اور عطیہ اُس کی حالت
اور درجے سے بڑھ کر یا زیادہ دیا - اور سب اہل سعادت (طالب علمان) خواہ چھوٹے تھے یا بڑے بڑی بڑی بخششون
سے خوش وقت ہوئے اور کوئی شخص خواہ وہ کیمپ مین تھا یا کنٹونمنٹ مین ایک بڑے حصے سے بے نصیب نہ رہا

اور بادشاہی خاندان کے پودھون کے لئے جو بدخشان اور کابل اور قندھار مین تھے نقد اور جنس ترتیب وار تحفہ اور سوغات کے طور پر جدا کیا گیا چنانچہ کامران میرزا کے لئے ستر لاکھ تنگہ اور محمد زمان میرزا کے لئے پندرہ لاکھ تنگہ اور اسی طرح عسکری میرزا اور ہندال میرزا اور سارے بالدامنی کے محل کی پردہ نشینون اور بادشاہت کے آسمان کے روشن ستارون اور سب امیرون اور نوکرون کے لئے جو حضور کی حضوری سے غائب تھے اُن کے درجون کے موافق قیمتی جواہر اور نادر ریشمی کپڑون اور اشرفی اور روپے سے انعام اور تحفہ مقرر فرمایا۔ اور بلند خاندان کے سب نسبت رکھنے والون اور بادشاہی مہربانیون کے انتظام کرنے والون کے لئے جو سمرقند اور خراسان اور کاشغر اور عراق مین تھے بڑے بڑے انعام بھیجے۔ اور خراسان اور سمرقند اور دوسرے حدود کے مبارک مزارون اور پاک مقبرون کے لئے بھی نذرانے اور تحفے بھیجے۔ اور یہ فرمان ہوا کہ کابل اور سدارا اور وراسک اور خوست اور بدخشان کے سب رہنے والون کے لئے خواہ مرد ہو خواہ عورت اور خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ایک شاہرخی بھیجین۔ (ترجمہ صفحہ یک صد و سیزدہم از کشوری) اس طرح خاص اور عام لوگ اُس حضرت کے احسان کے خوان سے مقصدور ہوئے۔ ترجمہ شعر۔ موتی بکھیرنے والے ہاتھ کے چھڑکاؤ سے دُنیا مین ایک تازہ خوشی پھٹ پڑی یا ظاہر ہوئی۔ وہ تحفہ جو دُور سے آتا ہے کیا ہی دل کا خوش کرنیوالا ہوتا ہے۔ دیکھیئے کہ چاند آسمان سے زمین پر چاندنی بچھاتا ہے۔

یہ ایک مقررہ قانون یا قاعدہ ہے کہ جہان کا آراستہ کرنے والا مُتصف خداجب چاہتا ہے کہ اپنے معزز بنائے ہوئے لوگون سے ایک کے جوہر کی بے نظیری (بے مانند ہونا) ظاہر کرے۔ عجیب کام یا تعجب انگیز باتین آگے لاتا ہے تاکہ ایسی حالت مین ایک آدمی کی آزمائش خواہ بات اور خواہ کام کے لحاظ سے ثابت قدم ہونے اور دُور بین ہونے مین سب لوگون کے دلون کے اندر شاندار ٹھیرے یا رونق دار معلوم ہووے۔ اُن سب مین سے یہ عجیب واقعہ ہے کہ باوجود ایسی بڑی فتح اور اتنی بخشش کے ہمجنس ہونے کی کمی ہندیون کے مانوس نہ ہونے کا سبب ہوئی (یعنی اگرچہ ایسی بڑی فتح حاصل ہوئی اور بہت کثرت سے انعام واکرام تقسیم کئے گئے مگر چونکہ جنسیت مین غیریت تھی لہذا ہندوستان کے آدمی ہلے ملے نہین گو ظاہر مین فرمانبردار رہے مگر دل سے بیزار رہے) اور سپاہی اور رعیت میل جول سے پرہیز کرتے تھے یعنی نہ ہندوستان کے سپاہی میل جول کے بادشاہ موصوف سے خواہان تھے اور نہ رعایا ہی اگرچہ دہلی اور آگرہ دائرہ تصرّف مین یعنی قبضے مین آگیا تھا لیکن اطراف وجوانب یعنی دہلی اور آگرے کے آس پاس کے مقام مخالفون کے پاس تھے اور اطراف کے قلعے بہت سے سرکشون یا باغیون کے تحت مین تھے سنبھل کا قلعہ قاسم سنبھلی کے پاس تھا اور بیانہ کے قلعے مین نظام خان مخالفت کا نقارہ بجاتا تھا۔ اور میوات کے اندر حسن خان میواتی قدم جمائے تھا اور بغاوت کا جھنڈا بلند کرتا تھا۔ اور دھولپور پر محمد زیتون قابض تھا اور مخالفت کا دم مارتا تھا۔ اور گوالیار کے قلعے کو سارنگ خان کا بیٹا تتار خان قبضے مین کئے تھا اور راپری کو حسین خان لوحانی اور

اٹاوہ کو قطب خان اور کالپی کو عالم خان اپنی نگرانی مین کئے تھا۔ اور بھاون پر جو آگرہ کے قریب ہے۔ سلطان ابراہیم
کا غلام مرغوب نام قابض تھا۔ اور قنوج اور وہ سارے شہر جو دریاے گنگ کے اُس طرف واقع ہوئے ہین افغانون
کے ہاتھ مین تھے۔ جن کا سردار نصیر خان لوحانی اور معروف فرملی تھا کہ سلطان ابراہیم کے ساتھ بھی لڑتے جھگڑتے رہتے
تھے۔ اور سلطان ابراہیم کے مرنے کے بعد بہت سی اور دوسری ولایتون پر قابض ہو گئے تھے۔ اور ایک دو منزل آگے
بڑھ آئے تھے۔ اور دریا خان کے بیٹے بہار خان کا لقب بادشاہ سلطان محمد کیا تھا۔ اور اس سال مین کہ شہر آگرہ
اقبال کے خیمون کی خیمہ گاہ ہوا یعنی بادشاہ نے اُس کو اپنا ہیڈ کوارٹر کیا تھا۔ گرم ہوائین نہایت سخت تھین اور گرم
چلتی تھی ساتھ ساتھ اس کے بیماری بھی پھیلی بلند لشکر (شاہی فوج) کے پست حوصلے اور بھی شکستہ ہو گئے۔ اور
بہت سے آدمی اپنے بیہودہ اور احمقانہ خیالون سے بھاگ نکلے۔ اور مخالفت کرنے والون اور ہوا کی سختی اور راستون
کے بند ہونے اور سوداگرون کے دیر مین آنے کے ظاہر ہونے کے سبب سے معاش دکھانے کی چیزین انگریزی
فوڈ) کی تنگی اور اجناس (انگریزی نیسیسری آرٹکل) کا گم ہونا ظاہر ہوا۔ اور لوگون کی حالت خراب ہوئی۔ بہت سے
سردارون نے ہندوستان چھوڑکر کابل اور اس کے آس پاس جانے کی ٹھانی اور بہت سے بہادر سپاہی
۱۱۴ یہ ملک چھوڑکر بے رخصت چلے گئے (ترجمہ صفحہ یکصد و چہاردہم از کشوری) اگرچہ بہت سے پُرانے سردار لوجنگ آزمودہ
(انگریزی۔ ویٹیرن) سپاہی نامناسب باتین آگے اور پیچھے یا حضور مین اور پیٹھ پیچھے کہتے تھے۔ اور ایسی باتین جو پاک
دل (بادشاہ کے دل) کو پسندیدہ نہ تھین ظہور مین لاتے تھے۔ لیکن حضرت گیتی ستانی کہ دور بینی (انگریزی۔ فارسی الگ)
اور بردباری (انگریزی۔ اینڈ ورینس) مین یگانہ (انگریزی۔ یونگ) تھے اسکی کچھ پرواہ کرکے ملکون کے انتظام مین
مشغول رہتے تھے۔ آخرکار خاص لوگون اور آنحضرت کے تربیت یافتہ (انگریزی۔ ٹرینیڈ) لوگون سے کہ اُن سے
امید اور ہی تھی۔ اُن سے ایسی بیہودہ حرکتین جو زمانے کے نمک حرام لوگون کی تھین ظاہر ہونے لگین۔ خاص کرکے
احمدی پروانچی اور ولی خازن سے اور سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ خواجہ کلان بیگ کہ ساری لڑائیون
اور موقعون پر خاص کرکے اس ہندوستان کے حملہ کے بارے مین ہمیشہ بہادر لوگون اور بلند ہمت رکھنے والے
لوگون کی مانند راے دیتا تھا اُس وقت اُس کی راے (انگریزی۔ ویوز) بھی بدل گئی اور اُس کا طریق کچھ
اور ہی ہو گیا۔ اور وہ سب سے زیادہ کیا صاف طور پر کیا پوشیدہ اشارہ کے طور پر اس ملک کے چھوڑنے
کے لیے بہت مبالغہ کرتا تھا۔ آخرکار آنحضرت نے اپنے سردارون کو بلاکر طرح طرح کی معقول (پسندیدہ عقل) تعیین
لہ بختی کے فرمان کا سرنامہ ہو سکتی تھین فرمائین اور اُن کے دلی خطرون یا وسوسون (انگریزی سیکریٹ اینکس)
جو کتنی ایک رو کنے والی باتون سے ملے تھے پوشیدگی کے پردے سے باہر لا یعنی ظاہر کیا۔ اور کبھی بار مبارک زبان
پر لائے۔ کہ ایسا عمدہ ملک جو ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی (انگریزی۔ ہارڈ شپ) سے جیتا ہے یا فتح کیا ہے۔

تھوڑی تھکاوٹ اور نا موافقت (انگریزی۔ کنٹریری ایٹی) کے سبب سے چھوڑ دینا نہ جہان کے فتح کرنیوالون کا طریقہ
ہے اور نہ عقلمندون کا دستور یا قاعدہ ہے۔ خوشی اور غم۔ آرام اور تکلیف آپسمین جڑے ہین اب کہ وہ سب محنتین
اور تکلیفین اپنے انجام تک پہنچ چکی ہین یقین ہے کہ آرام اور سکھ آسانی کے ساتھ اُسی کی برابر ظاہر ہوگا۔ تم کو چاہیے
کہ خدا پر بھروسہ کرنے کی مضبوط رسّی کو مضبوط پکڑ کر اس کے بعد ایسی باتین جو پریشان بنانے والی اور خوف
بڑھانے والی ہین زبان پر مت لاؤ۔ اور جس کا دل کابل کے جانے پر مائل ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی نا قابلیتی
کے جوہر کو ظاہر کرے۔ کچھ پروا نہین ہے چلا جاوے۔ اور ہم نے اپنی بلند ہمت (انگریزی۔ لوفٹی کرج) پر جو خدا کی مدد
سے آرام پائے ہوئے ہے تکیہ کر کے (بھروسہ کر کے) اپنے دل مین یہ قرار دیے ہوئے یا ٹھانے ہوئے ہین
کہ ہندوستان مین رہین گے۔ آخرکار سارے سردارون نے سوچنے اور غور کرنے کے بعد اتفاق کیا اور اقرار کیا
کہ جو کچھ حضور نے فرمایا سچ ہے۔ اور یہ کہا۔ کہ۔ بادشاہ کی بات باتون کی بادشاہ ہے۔ اور اُنھون نے (سردارون نے)
جان و دل سے رضامندی کا سر حکم اور فرمانبرداری کی زمین پر رکھ کر رہنے اور ٹھہرنے کا اقرار کیا۔ اور (بادشاہ نے) خواجہ
کلان کو دوسرون سے زیادہ ولایت (کابل) جانے کے لئے ارادہ تھا اُس طرف جانے کی اجازت دی۔ اور وہ
تحفے اور سوغاتین جو مقصد در شاہزادون اور دوسرے درگاہ کے خاص لوگون کے لئے جدا کئے تھے اُس کی ہمراہ
کئے اور غزنین اور گردیز اور ہزارہ سلطان مسعودی اُس کی جاگیر (انگریزی۔ فیف) مین مقرر ہوا یا دیا گیا (ترجمہ
صفحہ یکصد و پانزدہم از کنتوری) اور ہندوستان مین بھی اُس کو پرگنہ گہرام عطا کیا گیا۔ اور میر میران نے بھی کابل ۱۱۵
کی طرف جانے کی اجازت پائی۔ پنجشنبہ کے روز بیسوین ذی الحجہ کو خواجہ مذکور (ذکر کیا گیا) رخصت ہوا کہ جاکر وہان
رہے۔ اور خوب ظاہر صحیفون سے آشکارا ہے یعنی یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ جو کہ اچھی طرح بات کو سوچنے
سمجھنے والا اور خوش قسمت آدمی ہوتا ہے اپنے ہر کام مین باریکی جاننے والی عقل کے ساتھ مشورہ کرتا ہے اور اس
طرح بے شک و شبہ بہت ہی کامیابی کے ساتھ بلند درجون کو پہنچ کر اقبالمندی کا مقصدور ہوتا ہے۔ اور اس بات
کا آئینہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کا بزرگ احوال ہے کہ ایسی فوج کی ہل چل (انگریزی۔ کوموشن) اور مخالفون
کی زیادتی مین ملک فتح کرنے والی ہمت کی طرف رجوع کر کے اور خدا کی مہربانی پر بھروسہ کر کے۔ کام کے پورا
کرنے اور مراد کے حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور آگرہ کو جو ہندوستان کا سینٹر ہے اپنے تخت کی قرارگاہ
بنایا اور تدبیر اور بہادری کی قوت سے اور انصاف اور سخاوت کی زیادتی سے اُس ملک کی پریشانیون کا انتظام
کیا چنانچہ رفتہ رفتہ ہندوستان کے بہت سے امیر اور ان ملکون کے فرمانروا (حاکم) اُن کی خدمت مین حاضر ہوئے
اُن مین سے ایک شیخ گھورن ہے جو خدمت مین حاضر ہوا اور تین ہزار نامی آدمی اپنے ساتھ بلند چوکھٹ پر لایا
اور اُن مین سے ہر ایک نے اپنی حالت سے زیادہ مہربانیان پائین۔ دوسرے لوگ فیروز خان اور شیخ بایزید

اور محمود خان لوحانی اور قاضی جیا تھے - کہ نامی سردارون سے ہے اور خدمت کی بزرگی حاصل کرکے اپنی مراد کو پہنچے - فیروز خان کو جونپور سے ایک کروڑ تنگہ اور ایک جاگیر ملی - اور شیخ بایزید کو ولایت اودھ سے ایک کروڑ نامزد ہوا - اور محمود خان کو غازی پور سے نوّے لاکھ تنگہ اور قاضی جیا کو جونپور سے بست لاکھ تنگہ تنخواہ ہوئی - تھوڑے وقت مین امن اور آرام کے اسباب اور عیش و خوشی کے ذریعہ ظاہر ہوئے - اور ایسے کامیابی کے اسباب کہ ایک پرمینٹ گورنمنٹ کے ساتھ تعلق رکھتے ہین موجود ہو گئے - عید شوال کے کچھ روز بعد دار السلطنت آگرہ کے اندر سلطان ابراہیم کے محل مین ایک بڑا جشن کیا اور خوش دلی کی داد دہی اور انعام کا خزانہ پبلک کی گود مین چھڑکا گیا - اور ولایت سنبل حضرت جہانبانی کے حوالے کی گئی اور سرکار حصار فیروزہ کا اضافہ (انگریزی - ان ایڈیشن) کیا جو پہلے آنحضرت کو انعام کے طور پر عطا ہوا تھا اور امیر ہندو بیگ آنحضرت کے ڈپٹی کے طور پر مقرر ہوا کہ اُس ڈسٹرکٹ کی سرداری کرے - چونکہ ہین سے آکر سنبھل کے قلعے کا محاصرہ کر لیا تھا امیر مذکور (ذکر کیا گیا) اور کتہ بیگ اور ملک قاسم اور بابا قشقہ اپنے بھائیون اور ملا آپاق اور شیخ گھورن اور اُس کے سپاہیون کے ساتھ دوآب درمیان سے وہان جلدی کے ساتھ بھیجا - اُس جماعت کے ساتھ جو فتحمند لشکر کے ساتھ آگے جا رہی تھی ہین لڑنے کو بڑھا اور شکست کھائی اور چونکہ اُس نمک حرام اور بدبخت نے ملازمت کی نیکبختی پانے کے بعد اپنی بدذاتی سے پیٹھ پھیری یا موڑی تھی پھر کبھی خوش قسمتی کا چہرہ نہ دیکھا -

حضرت گیتی ستانی (بابر شاہ) کا مشورہ کرنا اور حضرت جہانبانی (ہمایون) کا مشرقی طرف کے حملے کو اپنے اخلاص کے ذمے لینا -

جبکہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر شاہ) نے دار السلطنت آگرہ مین مقصد ور اور مقصد بخشنے والے ہو کر جہان کے فتح کرنے والے دل کو فتح کئے ہوئے ملکون کے انتظام اور بندوبست سے فارغ کیا (یعنی جبکہ بابر بادشاہ فتحمندی اور کامیابی کے ساتھ شہر آگرہ مین قیام فرما ہوئے اور اُس کو دار السلطنت بنا چکے) اور بارش کا موسم کہ ہندوستان کی بہار ہے اور تازگی اور شادابی کا زمانہ ہے دوستون کے ساتھ خوشی مناںے اور باغ اور پھلواری سے حظ اُٹھانے مین گزر گیا - اور ملک فتح کرنے والون کے حملہ کرنے اور گھوڑ دوڑانے کا وقت آیا (بابر شاہ نے) روشن دل عقلمندون اور بہادر دلیرون کے ساتھ جو بارگاہ شاہی مین موجود تھے مشورہ کیا کہ یا تو مشرق کی جانب لوحانیون کے دفع کرنے کے لئے حملہ آور ہو کہ پچاس ہزار سوار کے قریب قنوج سے باہر نکل کر مخالفت کی فکر مین تھے یا مغربی طرف رانا سانگا کے مقابلے کے لئے فوج کشی

کر کے اُس کو جڑ بنیاد سے کھو دے کیونکہ وہ بہت زور پکڑ گیا تھا۔ اور حال مین کھندار کے قلعے پر قابض ہو کر
غرور کی ٹوپی کا گوشہ ٹیڑھا رکھتا تھا (گوشۂ کلاہ نخوت کج می نہاد۔ انگریزی۔ اینڈ واز کوکنگ دی کیپ آف
وِڈس اوبیڈینس) اور فتنے فساد پر آمادہ تھا۔ اور بڑے بڑے سردارون اور بزرگ امانت دار لوگون کے ساتھ
مشورت کرنے کے بعد دولت کی آراستہ کرنیوالی راے یعنی بادشاہ کی راے اس پر قرار پکڑنے والی ہوئی
یعنی یہ ٹھہری۔ کہ چونکہ رانا سانگا ہمیشہ عرضیان (انگریزی۔ ری پری زین ٹیشن) کابل بھیجتا رہا ہے اور فرمانبرداری
کے دعوے کو اپنی دستاویز یا سند یا سائیٹفکٹ یا ڈپلوما بنا کر نیک خدمت کرنے کا دم مارتا رہا ہے یعنی اپنے
آپ کو ایک سچا خیر خواہ ثابت کرتا رہا ہے۔ اور صرف یہ بات کہ اب حیدر وز سے اُس کی عُرضہ داشت یا ریپریزینٹیشن
نہین آئی ہے یا یہ کہ اُس نے قلعہ کندھار کو مُکن کے بیٹے حسن سے جواب تک زمین بوسی کی سعادت سے مشرف
نہین ہوا ہے یعنی اب تک ہمارے ہان حاضر ہو کر آداب شاہی نہین بجا لایا ہے۔ لے لیا ہے۔ اُس کی بیوفائی
یا نمکحرامی یا نا دو لتخواہی یا ڈِس لآیلٹی کی دلیل یا گواہی کافی طور پر نہین ہے۔ بالفعل اُس کی طرف حملہ آور ہونا مناسب
نہین ہے۔ اور ٹھیک یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تجربہ کار آدمی بھیجکر اُس کے احوال کی کیفیت پر واقف ہونا چاہئے
اور جب تک کہ اُس کے کام کی حقیقت ظاہر ہو۔ پہلی چیز یہ ہے کہ لوحانیون کے دفع کرنے کے لئے مشرق کی
طرف کوچ کرنا چاہئے اس کے بعد جہان کی آراستہ کرنے والی راے کے یہ خواہش ہوئی یعنی بادشاہ نے اسکی
طرف اشارہ کیا۔ بنفس نفیس (اپنی پاک ذات کے ساتھ یعنی خود) اس بڑے کام کی طرف توجہ کرین۔ لیکن
اسی وقت مین حضرت جہانبانی (ہمایون) نے کہ جس کے اقبال کا پودا آرزوؤن کے باغ مین بلند تھا عرض کیا
کہ اگر یہ خدمت یعنی بڑا کام میرے سپرد ہو۔ تو مجھے ایسی امید ہے کہ بادشاہی روز افزون اقبال (حضور کے
روز افزون اقبال) کی مدد سے یہ بڑا کام اُس طور پر کہ پاک دل (بادشاہ کے دل) کو پسند ہو سکے انجام پاوے
آنحضرت کو یہ التماس (ری کوئسٹ) نہایت پسند آیا (ترجمہ صفحہ یکصد و ہفتدہم از کشوری) اور چہرے کی
بشاشت اور پیشانی کی کشادگی یعنی خوشی کے ساتھ اس اَوفر کو قبول فرمایا۔ اس لئے حضرت جہانبانی (ہمایون) ۱۱۷
نے دولت اور اقبال (انگریزی۔ ایز جی اینڈ گڈ فورچیون) کے ساتھ اس کام کے انجام دینے کے لئے ہمت
کی کمر باندھی اور جہان کا اطاعت کیا گیا یا فرمانبرداری کیا گیا حکم یعنی شاہی حکم جاری ہوا کہ حضرت جہانبانی
(ہمایون) کی فتحمند رکاب مین رہین یعنی ہمایون کے ساتھ شرکت کرین عادل سلطان اور محمد کوکلتاش اور
امیر شاہ منصور برلاس اور امیر قتلق قدم اور امیر عبد اللہ اور امیر ولی اور امیر جان بیگ اور پیر قلی اور امیر
شاہ حسین کہ دھولپور اور اُس کے اطراف کے تابع کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہین کہ اُس ولایت کو محمد زیتون
سے لے لین اور سلطان جنید برلاس کے حوالہ کر کے بیانہ پر چڑھائی کرین اور کابلی احمد قاسم بڑی تاکید

کے ساتھ حکم دیا گیا کہ جلدی سے ان سرداروں کو ہدایت کرے کہ آنحضرت (ہمایون) کے بلند لشکر کے ساتھ جڑا
مین جا ملین - اور سید مہدی خواجہ جاگیردار (انگریزی رفیت - ہولڈر) اٹاوہ اور محمد سلطان میرزا اور سلطان محمد
دُلدی اور محمد علی جنگ جنگ اور عبد العلی میرآخور بھی آنحضرت (ہمایون) کی خدمت کے لئے مقرر ہوئے (ماسٹر
آف دی ہورس) جو سارے لشکرون کے ساتھ قطب خان افغان کے دفع کرنے کے لئے کہ اٹاوہ کے اطراف
مین مخالفت کا جھنڈا بلند کئے تھا بھیجے گئے تھے (ہمایون) پنجشنبہ کے روز تیرھوین ذی قعدہ کو مبارک گھڑی
مین دار السلطنت آگرہ سے باہر نکل کر شہر سے تین کوس کے فاصلے پر اقبال کا اُترنا فرمایا یعنی کمپ ڈالا - اور
وہان سے کوچ پر کوچ کرتے ہوئے آگے بڑھے اور فتح اور کامیابی کی بہار کی خوشبوئین اور اقبال اور فتحمندی
کے سبزہ زار کی نرم ہوائین روز بروز چلنے لگین نصیر خان جو جاجمئو مین ایک بڑا لشکر جمع کئے بیٹھا تھا بھاگ نکلا
جبکہ فتحمند نیزے (ہمایون کا لشکر) پندرہ کوس کے فاصلے پر تھے - اور دریاے گنگ سے عبور کر کے خرید کے
ملک مین چلا گیا - اور بلند لشکر (ہمایون) بھی خرید کی جانب متوجہ ہوا اور اُس ملک کو کچھ سختی اور کچھ نرمی کے
ساتھ درستی پر لاکر ارادے کی باگ جونپور کی طرف موڑی اور اُن اطراف کو انصاف اور بخشش کے ساتھ آباد
اور آسودہ حال کر کے ملک فتح کرتے اور ملک کی نگہبانی کی ضروری باتون مین بوڑھی عقل کی روشنی اور جوان نصیب
کی قوت کے ساتھ کوشش کرنے والے ہوئے - اور لوٹنے کے وقت دلمؤ کے نزدیک فتح خان سروانی جو ہندوستان
کے بڑے سردارون سے تھا اور اُس کے باپ نے سلطان ابراہیم سے اعظم ہمایون کا خطاب پایا تھا حضرت جہانبانی
(ہمایون) کی مبارک خدمت مین حاضر ہوا - اور اُنھون نے یعنی ہمایون نے اُس کو سید محمدی خواجہ اور محمد سلطان
میرزا کی سپردگی مین دُنیا کی پناہ دینے والی بارگاہ (بابر کی بارگاہ - امپیریل کورٹ) مین روانہ کیا - اور اُس نے سعادت
کے سر سے دو لگر یعنی اُس نے آداب شاہی بجا لاکر بادشاہانہ مہربانیون سے (یعنی بادشاہ کے شاہانہ برتاؤ سے)
فخر و عزت کا خلعت پہنایا پایا - اور اُس کے باپ کی تنخواہ (ایلوائیس) اُس کے لئے مقرر ہوئی اور ایک کروڑ
چھے لاکھ تنگہ اُس تنخواہ سے زیادہ پایا - اگرچہ بیوقوفی (سمپلیسیٹی) سے آرزو یہ رکھتا تھا کہ باپ کے خطاب سے
سر بلند ہووے لیکن بادشاہ نے خان جہان کے خطاب سے ممتاز کر کے اُس کو اُس کی جاگیر کی طرف رخصت
فرمایا - (ترجمہ صفحہ یکصد و ہیژدہم از کشوری) اُس کا بیٹا محمود خان ہمیشہ کی خدمت کے حاصل کرنے کے ساتھ سربلند ۱۱۸
کیا گیا حضرت گیتی ستانی (بابر) دار السلطنت آگرے کے اندر ظاہر اور باطن کے ساتھ مقصدور اور مرادیں پوری کرنے
یا سخاوت کرنے والے تھے ماہ محرم ۹۳۳ہجری مطابق ۱۵۲۶ء مین کابل سے خوشی کا اثر رکھنے والی خبر آئی کہ مہر عظمی اور
مہد علیا (بڑے پردے اور اونچے ہنڈولے - یہ دونون لفظ مع اپنی صفت کے القاب کے طور پر ماہم بیگم کے ہین)
ماہم بیگم بزرگ والدہ حضرت جہانبانی (ہمایون) کے ہان ایک مبارک بیٹا پیدا ہوا ہے حضرت گیتی ستانی (بابر)

نے اُس کا نام محمد فارق رکھا اُس کی پیدائش تیئیسوین شوال ۹۳۲ھ ہجری مطابق ۲۶ ۱۵۲۶ء مین ہوئی تھی اور ۹۳۴ھ
مین اس سے پہلے کہ وہ بادشاہی مہربانی کی نظر سے نظر کیا گیا یا دیکھا گیا ہو اُس نے اس جہان کو رخصت کیا
یعنی مر گیا

اس مبارک سال (۹۳۳) کے بعضے حادثے اور رانا سانگا کے بغاوت کی خبر اور حضرت جہانبانی (ہمایون) کا حضرت گیتی ستانی (بابر) سے ملنا

چہار شنبہ کے روز چوبیسوین ماہ صفر کو بلانے کا فرمان حضرت جہانبانی (ہمایون) کے نام صادر ہوا یا جاری
ہوا۔ کہ جونپور کے بعضے سردارون کو سونپ کر۔ خود بہت جلد حضور مین حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرو۔ کہ
رانا سانگا نے ایک بڑا لشکر ہندو اور مسلمان کا جمع کر کے دلیری کا قدم آگے بڑھایا ہے اور اس خدمت (نامہ
رسانی کی خدمت) پر مہتر حیدر رکابدار کا بیٹا محمد علی مقرر ہوا۔ اور اس سال مین بیانہ کے گورنر نظام خان نے
بوسیلے خدمت منبع البرکات امیر رفیع الدین صفوی کے آکر (انگریزی۔ تھرو دی انسٹرومینٹیلیٹی آف۔ ڈیٹ نوٹین
آف بلیسنگس رفیع الدین) زمین بوسی کی (بادشاہی آداب بجا لایا) اور بیانہ کے قلعے کو زبردست سلطنت کے
سردارون کو سونپ دیا۔ اور تاتار خان نے بھی گوالیار کو پیشکش کر کے آستان بوسی کا شرف حاصل کیا۔ اور
محمد زیتون نے بھی دھولپور بزرگی کے آستانے کے ملازمون کے حوالہ کر کے ملازمت اختیار کی (سب بٹیڈ۔
ہمسلف) اور اُن مین سے ہر ایک اپنی سچائی اور اخلاص کے موافق شاہی مہربانیون کا حاصل کرنے والا ہوا۔
اور حادثون کے صدمون سے بیغم ہوا۔ اور ذکر کئے گئے سال کی سولھوین ربیع الاول کو سلطان ابراہیم کی
ماں نے باورچیون کے وسیلے ایک قصد کیا تھا خیر کے ساتھ گزرا (یعنی سلطان ابراہیم کی ماں نے شاہی باورچیون سے
سازش کر کے شاہ کو زہر دلوانا چاہا تھا مگر خیر ہو گئی کہ وہ فریب ظاہر ہو گیا اور بادشاہ سلامت بچ گئے) اور
بُرا سوچنے والون کے لئے یہ بیہودہ خیال نامبارک ہوا اور سزا کو پہنچے جب مہربانی کا فرمان (شاہی فرمان) حضرت
جہانبانی (ہمایون) کو پہنچا۔ وہ شاہ میر حسین اور امیر سلطان جنید برلاس کو جونپور کی حکومت پر مقرر فرما کے
اور قاضی جیا کو جو حضرت گیتی ستانی (بابر شاہ) کے تربیت یافتہ (ٹرینڈ) لوگون سے تھا ان دونون سردارون
کی مدد کے لئے چھوڑ کر بادشاہت کے تخت کے چومنے کے لئے متوجہ ہوا۔ (ترجمہ صفحہ یکصد و نوزدہم از نسخہ) ۱۱۹
اور بھی اُس نے (ہمایون نے) شیخ بایزید کو اودھ کی طرف مقرر فرمایا۔ اور چونکہ عالم خان کالپی پر قابض تھا
اور اُس کے بڑے کام کا انتظام کرنا خواہ صلح سے ہو اور خواہ جنگ سے۔ ملک کی ضروری تدبیرون سے
تھا۔ اس لئے محمد لشکرون کا گورنر ناصوبہ کالپی کی طرف سے فرمایا اور امید اور خوف کی باتین عمل مین لا کر اس کا

بندون کی لڑی مین داخل کر کے اپنی فتح کی جنگل مارنے والی رکاب مین (اپنی ہمراہ) دُنیا کی پناہ دینے والی بارگاہ مین لائے۔ اور مبارک گھڑی یکشنبہ کے روز تیسری ماہ ربیع الثانی مین دار الخلافۃ آگرہ کے چارباغ کے اندر جو ہشت بہشت (ایٹ پے رے ڈائزر) کے نام رکھا گیا اور از سر نو دولت و اقبال کی بہار سے سرسبزی حاصل کے ہوئے تھا حضرت گیتی ستانی کی ملازمت کی سعادت سے مشرف ہوئے یعنی حضور شاہ مین حاضر ہوئے اور اسی روز مین خواجہ دوست خاوند نے کابل سے پہنچکر عزت اور شرف حاصل کیا۔ اور اس وقت برابر مہدی خواجہ کی عرضیان جو بیانہ مین تھا آ رہی تھین اور رانا سانکا کی بغاوت اور لڑائی کی تیاریون کی خبر پہنچ رہی تھی۔

حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کا رانا سانکا کے ساتھ صف آرائی کر کے فتح کے جھنڈے بلند کرنا

جو اقبالمند آدمی کے بلند رتبہ عقل کو کہ جہان کے آراستہ کرنے والے خدا نے باطنی یا سچی بادشاہت کا تاج (اُس کو عقل سے) عزت کے سر پر رکھا ہے بزرگ رکھ کر اُس خدا کے بنائے ہوئے بادشاہ (عقل) کے حکمون کی فرمانبرداری جان و دل سے بجا لاتا ہے بے شک و شبہ آرزو کا نقد وکیلان قضا و قدر یا کارکنان الٰہی اُسکی آغوش مین رکھتے ہین اور اُس کے کام کو زمانے کے عام لوگون کی اونچی رایون (کمینہ اور چھوٹی رایون) سے بہت اونچا کر کے اُس کو دین و دُنیا کا مقصد ور بناتے ہین۔ اور اس بات کا نمونہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کا فتح سے ملا ہوا نادر حال ہے کہ جس قدر دولت بڑھی ہوشمندی زیادہ ہوئی۔ اور جس قدر مستی کے اسباب بہت سے جمع ہوئے ہوشیاری کی روشنی اُن (سبھون مستی) سے زیادہ چمکی ہمیشہ یکتا خدا کی بزرگی کی بارگاہ مین پناہ کے خواہان رہے اور انصاف اور سخاوت اور ملک گیری اور ملکداری کے کامونکے انتظام مین عقل کے روشن راستے سے ایک بال کے سر کے برابر مخالفت نہ کی یا تجاوز نہ کیا اور اس وقت کہ رانا سانکا اپنی جمعیت (لشکر) اور شجاعت پر مغرور ہوا اور غرور کا جنون یا پاگل پن اُس کے دماغ مین لپٹا اور بدمستی (گستاخی اور دلیری) کرنے لگا اور اُس نے صلاحیت (اے کویٹینمٹی) کے دائرہ سے قدم باہر رکھا اور دلیری اور دلاوری کے قدم سے نزدیک آیا آنحضرت (بابر شاہ) خدا کی خاص مہربانی کا قلعہ بنا کر اور عام کی کثرت کا اپنے دل مین خیال نہ لا کے اُس اوندھے نصیب (بدقسمت) زندگانی برباد کرنے والے کے دفع کرنے کو متوجہ ہوئے اور دوشنبہ کے روز ۹ جمادی الاولی کو اس فتنہ (سڈیشن) کے جڑ سے اکھاڑنے کے ارادے پر دار الخلافۃ آگرہ سے کوچ فرمائے شہر کے اطراف مین بزرگی کے خیمے استادہ کئے (ترجمہ یکصد وبستم از کشوری) اور لگاتار خبرین بھیج رہی تھین کہ وہ ۱۲۰

بدنصیب آدمی (رانا سانکا) بڑا بھاری لشکر لے کر بیانہ پر حملہ آور ہوا ہے۔ اور بیانہ کے قلعے سے جو فوج باہر نکلے تھے اُنکے مقابلے کی برداشت نہ لاکر واپس پھر گئے ہین۔ اور سنگر خان جنجوعہ مار ڈالا گیا ہے۔ اور اُس موقع پر امیر کتہ بیگ زخمی ہوگیا ہے۔ بادشاہ نے اس منزل مین (جس کا بیان اوپر ہو چکا) چار روز توقف فرماکر پانچوین روز کوچ فرمایا اور مندھاکر میدان مین جو آگرہ اور سکری کے درمیان ہے بزرگی کا اُترنا واقع ہوا یعنی کمپ ڈالا۔ اور بزرگ دل مین گذرا کہ یہان سے نزدیک ایسا بہت پانی کہ اقبال کی فوج کے واسطے کفایت کرے قصبہ سکری کے سوا کہ جس کو حضرت گیتی ستانی (بابر) نے اس فتح کے شکریے کے ادا کرنے کے بعد نقطے دے کر شکری نقطہ دار شین کے ساتھ نامزد فرمایا ہے اور اس وقت میرے شاہنشاہ (اکبر شاہ) کی روز بروز بڑھنے والی دولت کی برکت سے کہ فتح پور کے نام سے کہ دلون کو فتح بخشنے والا ہے مشہور ہے۔ اور کوئی پانی نہین بتاتے ہین عجب نہین ہے کہ مخالف کا لشکر جلدی کرکے اس پانی پر قابض ہو جاوے چنانچہ اس درست خیال کے موافق دوسرے روز بزرگی کے قاعدہ کے ساتھ فتح پور کی طرف بڑھے اور امیر درویش محمد ساربان کو دولت خانہ کی جگہ مقرر کرنے کے لئے یعنی کمپ ڈالنے کی زمین مقرر کرنے کے لئے) اپنے سے پہلے روانہ کیا امیر مذکور (جو کہ کہے گئے) نے فتح پور کی جھیل یا تالاب کے اطراف مین کہ ایک بڑا چوڑا تالاب ہے اور ایک دریا کے برابر حوض ہے۔ کمپ پڑنے کے لئے پسندیدہ جگہ قرار دی۔ اور وہ دل کھولنے یا خوش کرنے والا میدان فتح اور فتحمندی کے خیمون کے استادہ ہونے کی جگہ ہوا۔ اور وہان سے قاصد مہدی خواجہ اور سب اُن سردارون کے بلانے کے لئے جو بیانہ مین تھے روانہ ہوئے اور پیک میرک حضرت جہانبانی (ہمایون) کا ملازم اور خاص نوکرون کی ایک جماعت جاسوسی کے لئے بھیجی گئی۔ صبح کے وقت قاصد آئے اور یہ عرض کیا کہ مخالف کا لشکر بساور سے ایک کوس آگے اُترا ہوا ہے اور اٹھارہ کوس کا درمیان ہمارے اور اُن کے فاصلہ ہے۔ اور اسی روز مین مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا اور سارے سردار جو بیانہ مین تھے آئے اور آستان بوسی کی دولت سے سربلند ہوئے۔ ان روزون کے اندر ہر روز قراولون (وہ فوج جو لشکر کے آگے آگے جاتی ہے قراول کہلاتی ہے اس جگہ دونون لشکرون کے قراول مراد ہین اسی لئے جمع ہے) مین لڑائی ہو جاتی تھی اور جنگجو بہادر غلبہ کی داد دیکر بادشاہی شاباش کے اُترنے کی جگہ ہوتے تھے۔ آخرکار شنبہ کے روز تیرھوین جمادی الاخری ۹۳۳ھ ہجری مطابق ۱۵۲۷ء مین سرکار بیانہ کے موضع خانوہ کے اطراف مین ایک پہاڑ کے نزدیک دو کوس کے قریب شاہی کمپ سے دُور۔ بڑے بھاری لشکر کے ساتھ رانا سانگا آگے بڑھا۔ اور آنحضرت (بابر) نے اپنے واقعات مین بیان کی قلم کا لکھا ہوا فرمایا ہے کہ ہندوستان کے قاعدے کے موافق کہ ایک لاکھ کی ولایت کے سو سوار ایک کروڑ کی ولایت کے دس ہزار سوار اعتبار کرتے ہین (یعنی ہندوستان کے قاعدہ کے موافق کہ ایک لاکھ کی آمدنی کی ولایت سو سوار رکھتی اور ایک کروڑ کی آمدنی کی قریب دس ہزار سوار رکھتی ہے (ترجمہ صفحہ یکصد و بست ویکم از کشوری) ۱۲۱

رانا سانگا کی ولایت دس کروڑ تک پہنچی تھی کہ ایک لاکھ سوار کی جگہ ہوتی ہے۔ اور بہت سے ایسے نامی سردار کہ اُس سے
پہلے کبھی کسی لڑائی میں اُس کی پیروی اور مدد نہ کی تھی اس وقت اُس کے فرمانبردار بنکر اُس کے لشکر میں آملے
تھے۔ جیسے کہ سلہدین حاکم رائیسین اور سارنگ پور وغیرہ کا کہ تیس ہزار سوار کی ولایت رکھتا تھا اور راول ادے سنگھ
باگری بارہ ہزار سوار اور حسن خان میواتی حاکم میوات بارہ ہزار سوار اور بہاری مل ایدری چار ہزار سوار اور ترمپت ہاڈا سات ہزار سوار اور سروہی کی
چھے ہزار سوار اور پرم دیو میرٹھ کا حاکم چار ہزار سوار اور نر سنگھ چوہان چار ہزار سوار اور سلطان سکندر کا بیٹا محمود خان
اگرچہ ولایت نہ رکھتا تھا لیکن اپنے گزشتہ بزرگوں کی سرداری کی امید پر دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر آیا تھا۔
پس مخالف گروہ کا مجموعہ دو لاکھ ایک ہزار سوار تھا۔ جب مخالفوں کے آنے کی خبر برتر سماعت میں پہنچی یعنی بادشاہ
نے سُنی۔ فتحمند لشکروں کے ترتیب دینے میں مشغول ہوئے۔ بادشاہی خاص موکب (باڈی گارڈس) قول (درمیانی
فوج۔ سینٹر) میں قرار پکڑنے والا ہوا یعنی شاہی مقام سینٹر میں تھا۔ اور اُس کے دہنے ہاتھ کو چین تیمور سلطان
اور میرزا سلیمان اور خواجہ دوست خاوند اور یونس علی اور شاہ منصور برلاس اور درویش محمد ساربان اور عبداللہ
کتاب دار اور دوست ایشک آغا اور دوسرے بہت سے بڑے بڑے سردار مقرر ہوئے۔ اور بائیں ہاتھ پر سلطان بہلول
لودی کا بیٹا علاؤالدین اور شیخ زین خوافی اور نظام الدین علی خلیفہ کا بیٹا امیر محب علی اور قوچ بیگ کا بھائی
تردی بیگ اور قوچ بیگ کا بیٹا شیر افگن اور آرائش خان اور خواجہ حسین اور بہت سے لوگ سلطنت کے
ملازموں اور امیروں اور سرداروں سے قرار پکڑنے والے ہوئے۔ اور برانغار (رائٹ ونگ) حضرت جہانبانی
(ہمایوں) کی مبارک موجودگی سے آراستہ ہوا۔ اور حضرت جہانبانی کے فتحمند دہنے پر قاسم حسین سلطان اور
احمد یوسف اوغلاقچی اور ہندو بیگ قوچین اور خسرو کوکلتاش اور قوام بیگ۔ اردو شاہ۔ ولی خازن قراقوزی
پیر قلی سیستانی۔ خواجہ پہلوان بدخشی۔ اور عبدالشکور اور دوسرے بہت سے بہادر لوگ تھے اور حضرت جہانبانی
کے فتحمند بائیں پر میر ہمہ۔ محمدی کوکلتاش اور خواجگی اسد جامدار نامزد ہوئے تھے۔ اور برانغار (رائٹ ونگ)
میں ہندوستان کے سرداروں سے جیسے خان خانان۔ دلاور خان۔ ملکداد کرارانی۔ اور شیخ گھورن نے
خدمت کے آداب میں قیام کیا یعنی برانغار میں یہ سب سردار تھے۔ اور مبارکی کا نشان رکھنے والے جرانغار
(لیفٹ ونگ) (ترجمہ صفحہ یکصد و بست و دوم از کشوری) میں سید مہدی خواجہ۔ محمد سلطان میرزا۔ مہدی سلطان ۱۲۲
کا بیٹا عادل سلطان۔ عبدالعزیز میر آخور محمد علی جنگ جنگ۔ قتلق قدم قراول۔ شاہ حسین بارمگی۔ جان بیگ
آتکہ اور ہندوستان کے سرداروں سے جلال خان۔ کمال خان بیٹے سلطان علاؤالدین کے۔ اور علی خان
شیخ زادہ فرملی۔ نظام خان بیانہ۔ اور بہت سے بہادر غازیوں اور چست و چالاک بہادروں نے بندگی
کا پٹکا یا فرمانبرداری کی کمر کامل اخلاص (سچے دل کے ساتھ) باندھی۔ اور تولقمہ کے لئے (یہ ترا سٹریٹیجک چال)

وہان تھے۔ تردی بکہ اور ملک قاسم بھائی باباقشقہ کا۔ اور بہت سے مغل رائٹ ونگ پر تھے۔ اور مومن اتکہ اور رستم ترکمان بہت سے بادشاہی لوگون کے ساتھ لیفٹ ونگ پر قرار پکڑنے والے تھے اور حفاظت کے لئے روم کے غازیون کے قاعدہ کے موافق (دی پریکٹائز آف دی ہولی واریرس آف روم) بندوق چلانیوالون اور توپ چھوڑنے والون کی اُوٹ کرنے کے واسطے جو افبالمند فوج کے آگے تھے ایک ارابہ (کارٹس) کی صف (لائن) ترتیب دی گئی تھی اور وہ صف زنجیرون کے ساتھ جوڑی گئی تھی اور اس صف (لائن) کے انتظام ترتیب کے واسطے نظام الدین علی خلیفہ مقرر ہوا تھا (یعنی حفاظت کے واسطے روم کے مبارک لڑنیوالون کے دستور کے موافق عمل کیا گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ ایک ارابہ کی صف ترتیب دی گئی تھی جس کو زنجیرون کے ساتھ باہم جوڑا تھا تاکہ بندوقچیون اور توپچیون کے لئے ایک آڑ ہووے جو کہ سپاہ کے سامنے تھے۔ اور نظام الدین علی خلیفہ اس صف کی حکم دہی کے لئے مقرر کیا گیا تھا) اور سلطان محمد بخشی غالب فوجون کے کمانڈرون اور افسرون کو اُن کی جگہون (پوسٹس) ترتیب دینے کے بعد بادشاہ کے نزدیک کھڑا ہوا کہ اُس کے (بادشاہ کے) احکام سُنے جو خدا کے الہام (انسپیریشن) کے تعلق رکھتے تھے۔ اور تواچیون (اڈجوٹنٹس۔ چوبدارون) اور پیادون (کوریرس۔ نقیبون) کو سب طرفون کو روانہ کرے کہ سردارون اور افسرون کو شاہی حکم پہنچاوین اور جب لشکر کے ستون (پلرس آف دی آرمی) اس معقول یا پسندیدہ قاعدہ مین ترتیب پاچکے اور ہر شخص اپنی جگہ مین کھڑا ہوگیا۔ شاہی حکم جاری ہوا کہ کوئی شخص بغیر حکم کے اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے اور نہ بغیر اجازت کے لڑائی کے میدان مین اپنا قدم بڑھائے۔ ایک پہر (دواچ) دن چڑھا یا گزرا تھا کہ لڑائی آگ شعلہ زن ہوئی۔ ترجمہ شعر۔ رات اور دن باہم ملے۔ جبکہ دونون طرف یا ہر طرف کی فوج نے حرکت کی دھاوا (مارامار۔ انگریزی۔ وار۔ کرائی) ہر طرف سے یا ہر طرف پر اُٹھی۔ دوکینہ (انگریزی۔ ایچ اے۔ ٹی۔ ای ہیٹ) کے سمندر لبون پر کف (جھاگ۔ انگریزی۔ فوم) لائے ہوئے۔ فولادنعل تیز رفتار گھوڑون کے سُم۔ دلیرون کے خون سے زمین سُرخ کئے ہوئے۔ جہاندار (دی ورلڈ۔ ہولڈر) اپنے خاص موکب مین (ہِز ہز گلوریس کمپ) اپنے ناچنے والے کبک (گھوڑے) پر خرامان (انگریزی۔ مُووڈ ایکز لٹینٹ آن ہز ہز ارگنگ ہیڈ) بُرانغار اور جرانغار (دی رائٹ اینڈ لیفٹ ونگس) پر ایسی بڑی لڑائی ہوئی کہ زمین لرزی اور جہان (یونیورس) شور و غوغا (کلیننگ) سے گونج اُٹھا (ری سٹون ڈیڈ) جرانغار (لیفٹ ونگ) نے مخالف (دشمن) کے شاہی برانغار (رائٹ) کے مقابل حرکت کی اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم اور باباقشقہ پر حملہ کیا۔ چین تیمور سلطان بادشاہی حکم کے موافق اُن کی مدد کو گیا اور بہادرون کی طرح غلبہ کرکے دشمنون کو رگید کر اُن کے قول (سینٹر) کے پیچھے (انگریزی ریر) کے نزدیک پہنچا دیا اور ایک بڑا انعام اُس کے واسطے اس فتح کے عوض مین مقرر ہوا۔ اور مصطفیٰ رومی

۱۲۳ حضرت جہانبانی (ہمایون) کے غول (سینٹر) سے آرابون (کارٹس) کو آگے لایا (ترجمہ صفحہ یکصد و بست و سوم
از کشوری) اور بندوق اور ضرب زن (انگریزی۔ سی ٹو ایل کلوریانس) سے دشمنون کی صفون کو اس طرح
توڑا کہ بہادرون کے دلون کے آئینہ سے زنگ (مورچہ۔ انگریزی۔ رسٹ) صاف کر دیا (ایس۔ سی۔ او۔ یو۔
آر۔ آئی۔ ڈی۔ او۔ ڈبل الیف۔ سکورڈ اوف) اور بہت سے دشمنون کو خاک کے برابر کھدیا فنا ہو گئے یا دشمنون
سے بہت سے لوگون کو موت کی خاک کے برابر کرکے نیستی کے ہوا پر اڑا دیا۔ اور چونکہ ہر دم دشمنون کی فوجین (دی
ہوسٹل ٹروپس) برابر آگے بڑھ رہی تھین حضرت گیتی ستانی بھی آدمیون کو چن چن کر یکے بعد دیگرے فتحمند فوج
کی مدد کے لئے بھیجتے تھے ایکبار قاسم حسین سلطان۔ احمد یونس۔ اور قوام بیگ کو حکم ہوا۔ اور دوسری بار ہندو
بیگ قوچین کو۔ اور پھر محمد کو کلتاش اور خواجگی اسد کو حکم پہنچا۔ اور اُس کے بعد یونس علی اور شاہ منصور برلاس
اور عبد اللہ کتابدار کو اور اُن کے بعد دوست ایشک آقا اور محمد خلیل آختہ بیگی مدد کے لئے حکم دئے گئے ہوئے
اور دشمن کا برانغار (رائٹ ونگ) بار بار فتحمند لشکر کے جرانغار (لیفٹ ونگ) پر حملہ آور ہوا۔ مگر ہر بار اخلاص مند
(انگریزی۔ لائل۔ سولڈ) غازی بعض کو بلا کے مینہ کے تیر سے (انگریزی۔ بائی ای رین آف کلیمیٹیس ایروز)
زمین سے ملاتے تھے اور بعض کو کٹار تلوار کے کوندے سے (انگریزی۔ وِتھ دی لائٹننگ آف ڈیگرس اینڈ
اسکیمیٹرس) راکھ کرتے تھے۔ اور مومن اتکہ اور رستم ترکمان شاہی حکم کے موافق عمل کرکے عقب (انگریزی۔ ریئر)
سے سیاہ ظلمت آئین (انگریزی۔ بی نائٹ ٹید ہینڈس) پر حملہ آور ہوئے۔ اور ملا محمود اور علی اتکہ باشلیق جو خواجہ
خلیفہ کے نوکر تھے اُن کی مدد کو گئے اور محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان اور عبد العزیز میر آخور اور قتلق قدم قراول
اور محمد علی جنگ جنگ اور شاہ حسین بارہیگی اور مغل غانچی لڑائی مین مشغول ہوئے اور پائداری کا پاؤن مضبوط
جمایا اور خواجہ حسین دیوانیون کی جماعت کے ساتھ (انگریزی۔ وِتھ لے بوڈی آف ہؤس ہولڈ ٹروپس) ان کی مدد
کو گیا۔ اور سب فتحمند لشکر کے بہادرون نے کہ جانفشانی کا ارادہ کرکے جان لینے پر آمادہ ہوئے تھے دشمن سے
بدلہ لیکر اپنے مقصد یابی کا جھنڈا بلند کیا اور دشمنون کے امید کے چشمے کو نامراد ہونے کی خاک سے پاٹ دیا یا بند
کر دیا۔ ترجمہ شعر۔ پیکان (گانسی) چلانے والون (انگریزی۔ جیولین تھروارس) کے ہاتھ گرہ برگرہ تھے (انگریزی
ورلوٹ اپولونٹ) روئین تنون (انگریزی۔ برین بوڈیڈ ونس) کی پشت زرہ پر زرہ تھی (انگریزی۔ ورکنورس
اپون کنورس) ہر طرف سے چٹائی کی سوراخدار بنانے والے تیرون نے (دی روک۔ پیرسنگاس پیرس) کانون
سے سلامت کا راستہ بند کیا تھا بنفشہ رنگ کی روشن تلوارین۔ اپنی چمک سے آنکھ کی بینائی اچکتی تھین زمین
کے غبار نے چاند پر سائبان تانا۔ اور سانس کا گلے کے اندر راستہ بند کر دیا (انگریزی۔ اینڈ اسٹوپڈ دی بریتھ
اِن دی تھرِدت) اور جبکہ دشمن کے فوج کی کثرت کے سبب سے لڑائی دیر تک رہی بادشاہی حکم جاری ہوا کہ

خاص شاہی ملازم (انگریزی- ہوس ہولڈ ٹروپس) جو ارابون (کارٹس) کے پیچھے زنجیردار شیرون (چینڈ- ٹائگرس)
کی طرح تھے غول (سینٹر) کے راست وچپ (رائٹ اینڈ لیفٹ) سے باہر نکلین اور بندوقچیون کی جگہ درمیان مین
چھوڑ کر دونون طرف سے لڑائی کرین- شاہی حکم کے موافق بہادر جوانون اور چُست وچالاک دلاورون نے زنجیر
توڑنے والے شیرون کی طرح اپنے آپ کو اپنے اختیار مین پاکر یعنی آزاد پاکر دلیری اور دلاوری کا حق ادا کیا اور تلوار
کی چکا چاک (انگریزی- دی کلیشنگ آف سوروڈس) اور تیر کی شپا شاپ (انگریزی- اینڈ دی وہیزنگ آف ایروز)
آسمان تک پہنچائی- (ترجمہ یکصد وبست وچہارم از کشوری) اور زمانہ کا یکتا یا نادر علی قلی اپنے پیرو لوگون کے ساتھ
۱۲۴ غول (سینٹر) کے آگے کھڑا تھا اور گولے پھینکنے اور توپ اور بندوق چھوڑنے مین یا فائر کرنے مین عجیب باتین
ظاہر کر رہا تھا- اور اسی حالت مین خدا کے حکم کی طرح جاری ہونے والا زبردست حکم جاری ہوا- کہ غول کے ارابے
(انگریزی- دی کیر یجیز آف دی سینٹر) آگے کی طرف بڑھین یا چلین- اور آنحضرت نے عروج دولت اور اقبال کے
ساتھ دشمن کی فوج کی طرف درست ارادے اور بڑی ہمت کے ساتھ حرکت فرمائی- اور ہر طرف سے شاہی لشکر
یہ دیکھ کر ایک موج زن سمندر کی طرح حرکت مین آئے اور سب اقبالمند دلاورون نے ایکبارگی دشمنون کی
صفون پر حملہ کیا اور دن کے آخر مین لڑائی کی آگ ایسی بھڑکی کہ فتحمند فوج کا میمنہ اور میسرہ (دی رائٹ
اینڈ لیفٹ) دشمن کے خواری کی راہ مین چلنے والے میمنہ اور میسرہ پر سبقت لے گیا اور اُن کو ایسا ہانکا کہ
وہ اپنے سینٹر کے ساتھ جا ملے ایسے دلاوری کے صدمون کے دبدبہ کے ساتھ اُن بدبخت لوگون پر حملہ کیا
کہ وہ سب بدنصیب اپنی جان سے ہاتھ دھو کر اور اپنی زندگانی سے دل برداشتہ ہو کر بادشاہی غول کے
راست وچپ پر حملہ آور ہوئے- اور اُنھون نے اپنے آپ کو بہت نزدیک پہنچا دیا اور بلند درجہ رکھنے والے غازیون
نے بلند ہمت کے ساتھ پائداری کا پانون اور قیام کا قدم مضبوط جما کے لڑائی کے تھپیڑون کی بہادر لوگون
کی طرح برداشت کی اور آسمانی مدد سے مخالف (دشمن) کو ٹھیرنے کی قدرت اور پانون جمانے کا موقع نہ ملا اور
وہ بدبخت بدقسمت ناچار ہو کر پائداری کی باگ تدبیر کے ہاتھ سے چھوڑ کر بھاگ نکلے اور ایسی ہمت آزما لڑائی
سے (انگریزی- فروم سچ اے کرج ٹیسٹنگ کنٹیسٹ) اپنی ادھ مری جان کے بچانے کو مفت (انگریزی
اے میری ٹوریس) سمجھے- فتحمندی اور فتح کی نرم ہوا مین دولت کے پھل رکھنے والے جھنڈون کے درختون پر چلنے
لگین (انگریزی- دی بریزیز آف وکٹری آر سکمیس بلوان دی گروو آف فورچیونیٹ سٹینڈرڈس)
اور فتحمندی اور مدد کے غنچے توکّل اور تردد کی شاخون سے شگفتگی مین آئے (انگریزی- اینڈ دی بڈس آف
سٹرینتھ اینڈ ہیلپ بلوسمڈ اون دی براچیز آف فیتھ اینڈ ایکزرشن) دشمن کے لشکر کے بہت سے آدمی خون
پینے والی تلوار (انگریزی- دی بلڈ ڈرنکنگ سورڈ) اور شاہین پرواز تیر (انگریزی- دی ہاکنگ ایرو) کی

غذا (فوڈ) ہوئے۔ اور بہت سے زخمی بقیۃ السیف (انگریزی۔ دی ریمینز آف دی سورڈ) ہمت کار خسار بدبختی
کی گرد سے آلودہ کئے ہوئے (دی ڈسٹ سٹینڈ چیک آف کرج) اپنی ہستی کے کوڑے کو شکست کی جھاڑو سے
لڑائی کے میدان سے صاف کرنے والے ہوئے۔ اور حرکت کرنیوالی ریگ کی طرح کانپتے (انگریزی۔ کوورنگ۔
لائک موونگ سینڈس) آوارگی کے صحرا کے گم گشتہ ہوئے (انگریزی۔ دے بی کیم اے صحرا آف ریڈ پنیس)
حسن خان میواتی بندوق کی گولی سے مارا گیا اور راول اودے سنگہ۔ مانک چند چوہان۔ راے چند رہبان۔
دلیپ راے۔ گنگو۔ کرم سنگھ۔ راونا کرسی۔ اور بہت سے اُن کے بڑے بڑے سردار نیستی کے راستہ کا غبار بنے (اینڈ
مینی آف ویر گریٹ چیف ورسلین) اور کئی ہزار زخمی اقبال کے لشکر کے تیز رفتار گھوڑون کے ہاتھ اور پاؤن
کے نیچے نیست و نابود ہوئے (انگریزی۔ ورڈس ترائد بائی دی ہینڈس نیتھ دی سُبقٹ فیٹ آف دی کنورس
آرمی) محمدی کوکلتاش اور عبدالعزیز میر آخور اور علی خان (ترجمہ صفحہ یکصد و بست و پنجم از کشوری) اور بعضے دوسرون ۱۲۵
کو رانا سانگا کے تعاقب مین بھیجا۔ اور حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی نے کامیاب اقبال (فتحمند) ہوکر
اس بڑی فتح اور بزرگ عطا پر حضرت باری (بزرگ ہے نام اُس کا) کے شکر گزاری کے سجدے کہ ظاہری اور باطنی
چیزون کی کھول اور بند اُس کی حکم کی زنجیر کے ساتھ بندھی ہے بجا لا کر لڑائی کے میدان سے ایک کوس تک
دشمنون کا تعاقب کیا (انگریزی۔ ہز مجیسٹی گیتی ستانی فردوس مکانی ہیوِنگ بکم وکٹورییس ریٹرنڈ تھینکس
فور دس گریٹ وکٹری اینڈ سب لائم بلیسنگ ٹو المائیٹی گوڈ گلوری بی ٹو ہز نیم (ہو اِیز بنچیز دی سپرنگ آف
فیلٹس بائی ری۔ سٹنگ دی اوپننگس اینڈ شٹنگس آف تھنگس وزیبل اینڈ وزیبل) اینڈ پرسیوڈ دی
اینیمی فوروں کو ہس فروم دی فیلڈ آف بیٹل) یہانتک کہ رات آگئی اور وہ روز دشمنون کے لئے کالا تھا اور
وہ رات دوستون کے لئے خوشی کی بھری (جوا سے قُل) تھی۔ تب اُس نے اپنی بلند ہمت کو دشمنون کے کام
سے ہیچ کیا (دین ہی ریکالڈ ہز لوفٹی اسپرٹ فروم دی اینیمی) اور وہ کامیابی کا نقارہ بلند آوازہ کرکے پلٹا
(اینڈ ہیٹنگ بائی دی ڈرم آف سکسیس ٹرنڈ) اور رات کے چند گھنٹے گزرنے کے بعد کیمپ مین پہنچا (اینڈ ریچڈ
ہز کیمپ سَم آوَرز آفٹر نائٹ فال) اور چونکہ خدا کا حکم نہ تھا (اِیز اِٹ وَاز نوٹ اَور ڈینڈ آف گوڈ) کہ وہ بدبخت
(رانا سانگا) پکڑا جاے اُن لوگون سے جو بھاگے ہوؤن کے پیچھے گئے تھے اچھا انتظام نہ بن پڑا آنحضرت فرماتے
تھے (ہز میجسٹی اوبزروس ویراولی) کہ وقت نازک تھا (دی ٹائیم واز کریٹیکل) مجھکو خود جانا چاہئے تھا
اور کسی پر بھروسہ نہین کرنا چاہئے تھا۔ شیخ زین صدر نے کہ بڑے مرتبہ رکھنے والے فاصلون سے تھا اس بڑی فتح
۹۳۳
کی تاریخ۔ فتح بادشاہ اسلام۔ پائی اور میر گیسو نے بھی کابل سے یہی تاریخ (دی سیم وڈ گرام) لکھ کر بھیجی تھی اور
وہ حضرت (بابر) واقعات (ان ہز میموریز) مین لکھتے ہین کہ اگلی فتحون مین بھی ایسا ہی توارد (اے سیمیلر

کو ائلنسی ڈیینس) دیپال پور کی فتح مین ہوا تھا کہ ماہ ربیع الاوّل کے وسط (درمیان) مین دو شخصون نے تاریخ پائی تھی۔ جب ایسی بڑی فتح ملک فتح کرنیوالی ہمّت کی بدولت حاصل ہوئی سانکا کا تعاقب کرنا اور اُس کی ولایت پر چلا آور ہونا موقوف رکھ کر میوات کا فتح کرنا بلند ہمّت کے پیش نظر ہوا اور محمد علی جنگ جنگ اور شیخ گھورن اور عبد الملوک قورچی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ الیاس خان کے مقابلے کو بھیجا۔ کہ وہ آپ کے درمیان فتنہ (سیڈیشن) کا سر بلند کئے تھا اور قصبۂ کول کو گھیرے تھا۔ اور وہان کے حاکم کچک علی کو قید کر لیا تھا۔ جب فتحمند لشکر نزدیک پہنچا وہ مقابلہ کی تاب نہ لا کے کنارے پر ہوا اور جب فتحمند لشکر دار الخلافہ آگرہ مین پہنچا اُس بدنصیب باغی کو گرفتار کر کے بزم بارگاہ مین لایا اور سزا کو پہنچا یعنی مار ڈالا گیا۔ چونکہ میوات کا فتح کرنا جہان کے آراستہ کرنے والے دل مین مستحکم تھا یا جما ہوا تھا اُس طرف کو تشریف لے گئے چھٹی رجب چہار شنبہ کے روز الور کی اطراف مین کہ میوات کا کیپٹل ہے جا کر اُترے اور الور کے خزانے حضرت جہانبانی (ہمایون) کو عطا ہوئے۔ اور جب یہ ملک بھی داخل ممالک محروسہ ہو گیا (اینڈ دین دس ٹیریٹوری ہیڈ بین اینکسڈ) مشرقی ملکون کے انتظام (ریڈکشن) کے ارادے پر مستقر خلافت (کیپٹل) کی طرف لوٹے۔

(ترجمہ صفحہ یکصد و بست و ششم از کشوری)

حضرت جہانبانی کا کابل اور بدخشان کی طرف رخصت ہونا اور حضرت گیتی ستانی کے جہان طے کرنے والے جلوسی لشکر کا مستقر خلافت کی طرف کوچ کرنا ۱۳۶

چونکہ کابل اور بدخشان کا انتظام اور اُن ولایتون کا استحکام برتر سلطنت (بادشاہ بابر) کے ذمے ضروری تھا یعنی چونکہ کابل اور بدخشان مین عمل دخل رکھنا (ایڈمنسٹریشن) بہت ضروری تھا۔ اور وقت تقاضا کرنیوالا تھا (اینڈ ایز دی ٹائم واز ایکزیجینٹ) اور ۹۳۶ھ ہجری مطابق ۱۵۲۹ء مین جبکہ خان میرزا نے طبیعی موت سے کوچ کرنے کا اسباب اس جہان سے باندھا یعنی مر گیا حضرت جہانبانی (ہمایون) کو بدخشان عطا ہوا تھا۔ اور چونکہ بہت سے نوکر وہان مشغول رہتے تھے۔ اس لئے حضرت جہانبانی (ہز ہائنس جہانبانی) ملک فتح کرنے کے زیور (ڈاورنمنٹ آف ورلڈ سبڈوئنگ) اقبال کی تلوار کے گوہر (جوئل آف دی سورڈ آف فورچیون) بزرگی کی پیشانی کی روشنی (فور ہیڈ آف گلوری) فخر و بلندیون کے سرنامہ (فرونٹس پیس آف سپلینڈر اینڈ گلوری) ہمیشالی کی مثال کے طغرا (بری ایبل آف این امپیریل موڈل) سلطنت اور خلافت کی آنکھون کی ٹھنڈک یا پتلی (پیوپل آف دی آیز آف سورنٹی اینڈ دی خلافت) فتح کے باپ (ابو النصر۔ دی فادر آف وکٹری) نصیر الدین محمد ہمایون کو

اس مبارک فال سال کے (آن دس آسپیشس ایئر) ماہ رجب کی نوین تاریخ الور سے تین کوس پر ان ملکوں کی طرف
رخصت فرمایا اور اسی زمانے مین بادشاہ (بابر) جلدی سے خود اس طرف مشغول ہوے کہ بین افغان کی بیخ کنی کرین
کہ وہ راناکے آشوب (ڈسٹربینس) کے زمانے مین لکھنؤ کا محاصرہ کرکے اُس پر قابض ہوگیا تھا۔ اور قاسم حسین
سلطان اور ملک قاسم بابا قشقہ۔ اور ابوالمحمد نیزہ باز اور حسین خان اور ہندوستان کے سرداروں مین سے علی خان
فرملی اور ملکداد کرارانی اور تاتار خان اور خان جہان کو محمد سلطان میرزا کے ساتھ ہمراہ کرکے بھیجا اور وہ بدنصیب
شاندار لشکروں کی آمد سنکر اپنا اسباب اور چیزین چھوڑکر نقد جان ہاتھ مین لیکر بھاگا (لیفٹ آل ہز گڈس بی ہائنڈ
ہم اینڈ فلیڈ وِتھ ناٹ (این-اے-یو-جی-ایچ-ٹی) بٹ دی کوائن آف لائف اِن ہز پام) اور آنحضرت نے اس
سال کے اخیر مین سیر فرمائی (وزیٹیڈ) فتح پور (سیکری) اور باری کی۔ اور اپنی بلند تشریف فرمائی سے دارالخلافہ آگرہ کو
درجہ آسمان کا عطا فرمایا۔ اور ۹۳۴ سنہ ہجری مین لول کا معائنہ فرمایا اور پھر وہان سے سنبھل کی طرف شکار کھیلنے کو گئے
اور اُس دلکشا کوہستان کا تماشا کرنے کے بعد (اینڈ آفٹر ویوانگ دیز ڈیلائٹ فل ہائی لینڈس) دارالخلافہ کی
طرف بزرگی کا اُترنا فرمایا (لوٹے) اور ماہ صفر کی اٹھائیسوین تاریخ فخر جہان بیگم اور خدیجہ سلطان بیگم کابل سے
تشریف لائین۔ اور آنحضرت کشتی پر سوار ہوکر (اینڈ ہز مجسٹی ایمبارکڈ آن اے بوٹ) اُن کے استقبال کو گئے
(اینڈ وینٹ ٹو میٹ دیم) اور مروت کے لوازم بجالاے (اینڈ بی ہیوڈ وِتھ لیبریلیٹی ٹوڈس دیم) اور چونکہ خبریے
درپے (رفری کوئنٹلی) پہنچتی تھی۔ کہ میدانی راے حاکم (رولر) چندیری کا لشکر (ٹروپس) جمع کر رہا ہے اور رانا بھی لڑائی
کی تیاری کرکے اپنی بربادی کے اسباب جمع کر رہا ہے (اینڈ پٹنگ ٹوگیدر دی میٹیریلیز آف ہز اون ڈسٹرکشن) اسلئے
۱۲۷ (بادشاہ) مبارک ساعت مین چندیری کی طرف متوجہ ہوئے (ترجمہ صفحہ یکصد وبست وہفتم از کشوری) اور چھ سات
ہزار سوار جان نثار (جان نچھاور کرنے والے) کارگزار (گیلنٹ مین) چین تیمور سلطان کے ہمراہ کالپی سے چندیری
کے سرپر (ٹوچندیری) بھیجے اور چہارشنبہ کی صبح ساتوین جمادی الاولیٰ چندیری کی فتح دلخواستہ طور پر نقش پذیر ہوئی (اے
سپلینڈڈ وکٹری واز گینڈ ایٹ چندیری) اور فتح دارالحرب ۹۳۴ (کن کوئسٹ آف دی ہوسٹائل کنٹری) اس تائید الٰہی کی
تاریخ ہے (اِز دی کرونوگرام آف دس ڈوائن ہیلپ) اور اس امید کے حاصل ہونے کے بعد چندیری کو سلطان ناصرالدین
کے پوتے احمد شاہ کو عنایت فرمایا اور یکشنبہ کے روز گیارھوین جمادی الاولیٰ کو لوٹ آئے۔ بعضے اعتبار کے قابل نقل کرنیوالوں
سے سُنا گیا ہے (اِٹ ہیز بین اسٹیٹیڈ بائی ٹرسٹ ورتھی اینالسٹس) کہ چندیری کی طرف نیزوں کے جانے سے پہلے (بادشاہ
کے چندیری کی طرف مارچ کرنے سے پہلے) رانا (سانگا) بغاوت کا ارادہ کرکے چڑھائی کر رہا تھا یا فوج کشی کر رہا تھا جب
وہ (رانا) ایرچ تک آیا آغا نام حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے ایک نوکر نے اُس کو (ایرچ کو) بچایا یا
اُس کی حفاظت کی (وہیڈ پٹ اِٹ اِن گڈ اے کنڈیشن آف ڈیفینس) اور سیہ بخت (بلیک ہیڈڈ) نے آکر محاصرہ کیا

(ڈیسپجڈ دی ٹیپس) لیکن ایک رات اُس نے (رانا نے) ایک خواب مین دیکھا (بی ہیلڈ) اپنے ایک بزرگ (انسیسٹر) کو
خوفناک صورت مین (انڈر اے ڈریڈفل اپیرینس) اور اُس نے اُس کو دھمکایا - چنانچہ وہ وحشت اور دہشت سے
(ان ٹیرر اینڈ ہورر) جاگ پڑا اور اُس کے سارے اعضا (جوڑ - لمبس) تھرتھرانے (ٹریمبل) لگے اور بخار چڑھ گیا اور اسی حال
مین لوٹ گیا اور راستہ کے درمیان موت کی فوج اُس پر حملہ آور ہوئی - اور اس میدان سے اُس کو شکست دی (ہرگیا)
اور فتحمند لشکر برہانپور کے دریا سے عبور کرتے رہے برتر ساعت مین پہنچا یعنی بادشاہ کے کانون مین یہ خبر آئی - کہ معروف
بین - اور بایزید نے اپنی فوجین جمع کی ہین اور بادشاہی نوکر قنوج کو چھوڑ کر رابری کو چلے آئے ہین - اور اُس مخالف
نے شمس آباد کے قلعے کو ابوالمحمد نیزہ باز سے بزور لے لیا ہے اس لئے ارادے کی باگ اس طرف کو پھیری (اکیو زنگی
دی رینز آف ریزولیشن ورٹرنڈ ٹو ڈیٹ کوارٹر) اور بہت سے کارطلب بہادرون کو اپنے سے پہلے (اڈوانس
روانہ کیا - معروف کا بیٹا فوج کے دیکھتے ہی قنوج چھوڑ کر بھاگا اور بہن اور بایزید اور معروف شاہی لشکر کی آنے کی خبر
سُنکر گنگ کے پار گئے اور قنوج کے مقابل گنگ کے مشرقی جانب پرگذر بندی (راستہ بند کرنے) کے خیال سے (وِتھ
اے ویو ٹو ڈسپیوٹ دی پیسیج) بیٹھے - شاہی لشکر برابر آگے بڑھتا گیا اور جمعہ کے روز تیسری محرم سال نوسو پینتیس ۹۳۵
مطابق ۱۵۲۸ء میرزا عسکری جس کو کابل سے ملتان کے کامون کی صلاح کرنے کے لئے چندیری پر حملہ آور ہونے
سے پہلے بلایا تھا آکر حاضر باشی کی بزرگی سے نیکبختی ڈھونڈھنے والا ہوا (ایرائو ڈ اینڈ ایٹرڈ اپون اسپلینڈس سروس)
اور جمعہ کے روز کہ عاشورہ (ٹینتھ محرم) تھا گوالیار بزرگی کے خیمون کی استادگاہ ہوا - اور اُس کی صبح کو راجہ بکرماجیت اور
مان سنگھ کی عمارتون کا تماشا فرماکر متوجہ دارالخلافہ کو ہوئے (اینڈ نیکسٹ مورننگ سروےڈ دی پیلیسیز آف ..... اینڈ
دین پروسیڈیڈ ٹو ورڈس دی کیپٹل) پنجشنبہ کے روز چھبیسوین محرم کو دارالخلافہ بزرگ تشریف آوری کی شوکت سے
نیکبختون کے اُترنے کی جگہ ہوا - دوشنبہ کے روز دسوین ربیع الاول کو حضرت جہانبانی کے قاصد بدخشان سے
آئے اور طرح طرح کی خوشدلی اور خرمی کی عرضیان لائے (اینڈ بروٹ سیورل پیپرز آف گڈ نیوز) لکھا تھا کہ یادگار
طغائی کی پاکدامن بیٹی سے حضرت جہانبانی کے ہان ایک بیٹا پیدا ہوا ہے (اٹ واز ریٹن ڈیٹ اے سن ہیڈ بین
بورن ٹو ہز ہائینس جہانبانی بائی دی چیسٹ ڈاٹر آف یادگار طغائی) اور اس کا نام آل آمان رکھتا ہے (ترجمہ صفحہ
یکصد و بست و ہشتم ازکشوری) (ترکی مین لفظ الامان کے معنی کُٹیرا ہین) چونکہ یہ لفظ عوام کے نزدیک ناپسندیدہ معنی ۱۲۸
رکھتا ہے - پسند نہ آیا - اور بھی چونکہ پاک خاطر کی خوشنودی طلب کرنے کے بغیر تھا پسند نہ ہوا (اور یہ سبب بھی تھا کہ
بادشاہ کی رضامندی اس مین نہ لی گئی تھی لہذا ناپسند ہوا) باپ کی خوشنودی خاص کر کے ایسے ایک باپ کی اور
ایسے ایک بادشاہ کی - ظاہری اور باطنی (ورزیبل اینڈ ان وزیبل) سعادتون (بلیسنگس) سے بارور ہے (از فروٹ
فل) اور اُس کی نارضامندی (اینڈ دسپلیزنگ آف ہم) تسو طرح کی ظاہری اور باطنی ناپسندیدگی کا باعث ہے

(از دی کاز آف اے ہنڈریڈ ایولز اکسٹرنل اینڈ انٹرنل) کیا تعجب کی بات ہے (واٹ اے مارویل دیر) اگرچہ بکار
لوگ اس سلطنت کے پہلے میوے کا ایسی جلدی غائب ہونا اسی ناخوشنودی کی وجہ سے سمجھیں (دٹ مین آف اکسپیرینس
ریگارڈ دی ریڈڈ ریس اسپیرینس آف دس فرسٹ فروٹ آف سورنٹی اَیز اے مارک آف دس ڈس پلیزر) حاصل کلام
جب دار الخلافہ بلند جھنڈون کے ٹھہرنے کی جگہ ہوا یعنی جب بادشاہ (ہز مجسٹی) دار الخلافہ مین تشریف فرما ہوئے (ہیڈ مٹ اِن دی کیپٹیل) دولت کے ستونون اور عزت والے سلاطینون کے ساتھ جو ترکی اور ہندی تھے ایک بڑی شان
شوکت کا جشن کیا (ہی کنویڈ دی ترکی اینڈ انڈین نوبلز اینڈ ہیلڈ اے سپلینڈڈ فیسٹ) اور مشرقی ملک کے پاک صاف
کرنے اور نافرمانون کی سرکشی و بغاوت کی آگ کے شعلے کے بجھانے کے لئے مشورہ کیا (اینڈ ہیلڈ اے کنسلٹیشن
اباؤٹ دی سیٹلمنٹ آف دی ڈسٹرکس اینڈ دی اکسٹنگیوشنگ آف دی فلیم آف ریبلین) اور بہت گفتگو کے
بعد یہ قرار پایا یعنی بہت گفتگو کے بعد اس پر اتفاق ہوا۔ کہ بلند جھنڈون کے جانے کے پہلے (دیٹ بیفور ہز مجسٹی
ٹک دی فیلڈ) میرزا عسکری کو بڑے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف بھیجنا چاہئے دریائے گنگ کے اس طرف کے
امیر (سردار) اپنے لشکرون کے ساتھ ہمراہ ہوکر اس خدمت (کار) مین بڑی کوشش پیش پہنچادین (بجالاوین)
اس قرار داد کے موافق دوشنبہ کے روز ساتوین ربیع الآخر کو میرزا عسکری رخصت پاکر متوجہ ہوا (روانہ ہوا) اور خود
(بادشاہ خود) سیر و شکار کے لئے دھولپور کی طرف توجہ فرما ہوئے (گئے) تیسری جمادی الاخری کو خبر آئی کہ سکندر کے
بیٹے محمود نے بہادر کو گرفتار کر لیا ہے اور پریشانی پھیلانے کا خیال رکھتا ہے (یعنی بغاوت پر آمادہ ہے) شکار سے
لوٹ کر دار الخلافہ آگرہ مین اقبال کا اترنا فرمایا (تشریف فرما ہوئے) اور یہ بات قرار پائی کہ خود بھی دولت اور اقبال
کے ساتھ مشرقی ملکون پر یورش فرماوین (حملہ آور ہون) اسی عرصے مین (اسی مدت یا وقت مین) قاصد بدخشان سے
آئے اور یہ خبر لائے کہ حضرت جہانبانی (ہمایون) ان طرفون کے لشکر کو جمع کر کے اور سلطان ویس کو اپنے ساتھ
ہمراہ لیکر چالیس یا پچاس ہزار آدمیون کے ساتھ سمرقند پر چڑھائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہین اور صلح کا حرف بھی
درمیان مین ہے اُسی دم مہربانی کے فرمان نے جاری ہونا پایا یعنی بادشاہ نے یہ فرمان ہمایون کے نام
بھیجا۔ کہ اگر کام مصلحت سے نہ گزرا ہو یعنی اگر نامناسب بات نہ ہو یا سلطنت کے واسطے کوئی نقصان پہنچانے
والی بات نہ ہو تو ہندوستان کی مہم کے صاف ہونے تک ایک طرح کی صلح کر لینا چاہئے اور اسی مہربانی کے
فرمان مین ہندال میرزا کے بلانے اور کابل کے خالصہ بنانے (خالصہ۔ خالص واسطے مصارف شاہی کے)
کا ذکر کیا اور لکھا تھا کہ اگر پاک خدا نے چاہا تو ہندوستان کا کام انجام پانے کے قریب ہے سرانجام دینے کے بعد
فراخ حوصلہ تجربہ کار خالص خیر خواہون کو یہان چھوڑ کر ہم خود ولایت موروثی (سمرقند وغیرہ) کی طرف متوجہ
ہوا چاہتے ہین تم کو چاہئے کہ اس یورش (حملے) کے لئے ان اطراف کے سارے بندون کو آمادہ کرکے شاہی

کے منتظر رہو۔ (ہمارے آنے کا انتظار کرو) (ترجمہ صفحہ یکصد و بست و نہم[۱۲۹]) پنجشنبہ کے روز ستر ھوین ماہ مذکور کو خود بدولت ۱۲۹
و اقبال (یعنی بادشاہ خود) دریاے جون سے عبور فرماکر مشرق کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی روز مین بنگالے کے حاکم نصرت شاہ
نام کے ایلچی قیمتی تحفے یا نذرانے لائے اور بندگی کا اظہار کیا اور دوشنبہ کے روز انیسوین جمادی الاخری کو دریاے
گنگ کے کنارے میرزا عسکری نے ملازمت کی سعادت حاصل کی یعنی حضور شاہی مین حاضر ہوا۔ اور حکم شاہی ہوا
کہ میرزا اپنے لشکر سمیت دریا کے اُس پار اترا رہے اور کڑہ مانک پور کے نزدیک سلطان سکندر کے بیٹے محمود خان
کے ویران ہونے (یعنی اُس کی فوج اور خود اُس کے پراگندہ ہونے) کی خبر پہنچی اور بادشاہ نے غازی پور کے
اطراف تک پہنچکر بھوج پور اور بہیہ مین بزرگی کا اُترنا اور اقبال کا داخل ہونا فرمایا یعنی اُترے اور داخل ہوئے
اور اُس جگہ مین ولایت بہار میرزا محمد زمان خان کے لئے قرار پائی۔ اور پانچوین تاریخ رمضان دوشنبہ کے روز
بنگالے اور بہار سے دلجمعی فرماکر ببن اور بایزید کے شر (بدی) کے دُور کرنے لئے سروار کی طرف کوچ کرنے کا اتفاق
ہوا۔ مخالفون نے زبردست یا غلبہ رکھنے والی فوجون کے ساتھ لڑائی کر کے شکست پائی اور آنحضرت خرید اور
سکندر پور تک سیر فرماکے اور دل کو ان حدود سے جمع کر کے مارا مار یا بڑی جلدی یا تیزی کے ساتھ متوجہ دار الخلافہ
آگرہ کو ہوگئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ یا مدت مین اس اقبال کے خیمے کے گڑنے کی جگہ (یعنی آگرہ) کے میدان
بہ تشریف بری سے پاک پاکیزہ گھر یعنی بہشت کا شرمندہ کرنے والا بنایا۔ اور حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون
شاہ) ایک سال تک بدخشان کے اندر مبارکی سے ظاہر ہونے والے دل کو خوش بنانے والے رہے۔ اچانک
یکبارگی حضرت گیتی ستانی کی بلند محفل کا شوق جو ظاہری اور باطنی کمالون کا ایک جہان تھی گریبان پکڑنیوالا
ہواے اختیار ہوگئے اور اپنے آپ کو روک نہ سکے اور بدخشان میر سلطان ویس کے جس کا داماد میرزا سلیمان تھا
حوالہ کر کے اُس اقبال کے قبلے اور آرزوؤن کے کعبے یعنی بادشاہ کی طرف تیز رفتار ہوئے چنانچہ ایک روز مین کابل
پہنچے میرزا کامران قندھار سے کابل مین آیا ہوا تھا عیدگاہ مین اُن حضرت (ہمایون شاہ) کی ملاقات سے حظ اٹھانیوالا
اور نیکبختی حاصل کرنے والا ہوا۔ اور حیران ہوکر توجہ (آنے) کا سبب پوچھا (ہمایون شاہ نے) فرمایا بادشاہ کا
اشتیاق مجھے کھینچتا گھسیٹتا لے جا رہا ہے اگرچہ مین خیال اور تصوّر کی آنکھ سے اس آرزوؤن کے کعبہ کا جمال
ہمیشہ دیکھتا تھا اور غائبانہ اس اقبال کے قبلے کی جان بڑھانے والی صورت معائنہ کرتا تھا لیکن آنکھوں سے
دیکھنے کے مرتبہ کی وہ حالت ہے کہ بیان جس کی حقیقت تک نہین پہنچ سکتا ہے بعد میرزا ہنڈال کو کابل سے
بدخشان کی نگہبانی کے واسطے رخصت فرمایا اور وہان سے ارادہ کا قدم ہمت کی رکاب مین لاکر شوق کے شوخ
گھوڑے کو ارادے کی شاہ راہ (بڑی سڑک) مین گرم (تیز) کر کے کچھ عرصے مین دار الخلافہ آگرہ کے اندر کہ بادشاہی
تخت کے پایہ کی شوکت سے روے زمین کے سعادتمندون کی سجدہ گاہ بنا ہوا تھا پہنچ کر حاضر باشی کی نیکبختی

مقصد پانے والے ہوئے (ترجمہ صفحہ یکصد وسی ام ازکشوری) اور عجیب حالات سے یہ ہے (عجیب بات یہ ہے) کہ حضرت گیتی ستانی اُن کی (ہمایون کی) بزرگ مرتبہ مان کے ساتھ تخت پر بیٹھے ہوئے انھین کا (ہمایون کا) ذکر کر رہے تھے کہ ایکبارگی یا اچانک روشن ستارہ بدخشان کے مطلع (ستارہ کے نکلنے کی جگہ) سے نکل کر نیکبختی یا خوش قسمتی کے ستارے کی طرح پر چلنے والا ہوا دل باغ بن گئے آنکھین روشن ہوگئین۔ مقرر ہے کہ باد شاہون کا ہر روز عید ہے لیکن اُس روز حضرت جہانبانی کے خوشی بخشنے والے آنے سے ایک اور ایسی دوسری عید کی خوشی ترتیب پائی یا ظہور مین آئی۔ کہ جس کو دولت و اقبال کے روزنامہ کی فہرست اور مسرت و خوشی کی تاریخ کا سرنامہ بنا سکتے ہین اور میرزا حیدر نے تاریخ رشیدی مین لکھا ہے کہ سنہ نوسو پینتیس ۹۳۵ مین حضرت جہانبانی حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے بلانے کے موافق ہندوستان کو متوجہ ہوئے یا آئے اور فقر علی کو بدخشان مین چھوڑا۔ اور انھین دنون مین سلطنت کے آنکھ کی روشنی میرزا الور (نام شاہزادہ) خدا کی رحمت سے وصل ہوا تھا یا ملنے والا تھا یعنی مرگیا تھا اور آنحضرت کو اس واقعہ سے بہت بڑا غم ہوا تھا حضرت جہانبانی کے بزرگ آنے نے آنحضرت کی پاک خاطر کو تسلّی بخشی اور حضرت جہانبانی ایک مدت تک آنحضرت کے حضور مین یا آنحضرت کے ساتھ دین اور دولت کا حصہ پانیوالے رہے اور آنحضرت اُن کے (ہمایون بادشاہ کے) ساتھ مصاحبانہ برتاو کرتے تھے اور بہت بار اُن کی مبارک زبان پر جاری ہوتا یا گذرتا تھا کہ ہمایون ایک بے بدل یا بے مثل مصاحب ہے اور سچ تو یہ ہے کہ انسان کامل آنحضرت کی پاک ذات سے مراد ہوسکتی ہے۔ اور جب بدخشان سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے سلطان سعید خان کہ کاشغر کے خاقون (ترک اپنے بادشاہ کو خان کہتے ہین) سے تھا اور رشتہ دار بھی ہوتا تھا اور باوجود اس سبب کے حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی ملازمت مین آکر عنایتین اور تربیتین پاچکا تھا سلطان ویس اور دوسرے بدخشان کے سردارون کی طلب کے موافق کچّے خیال (بیہودہ خیال یعنی بغاوت کے خیال) سے رشید خان کو یارکند (نام مقام) مین چھوڑ کر بدخشان کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے پہلے کہ وہ بدخشان تک آوے میرزا ہندال نے بدخشان مین پہنچ کر قلعہ ظفر کو اپنے حضور کا عیش خانہ بنایا تھا یعنی قلعہ ظفر مین جا ٹھہرا تھا سعید خان تین مہینے تک قلعہ کا محاصرہ کئے رہا آخر کار نامراد کاشغر کو لوٹ گیا اور ہندوستان مین حضرت گیتی ستانی کی جناب عرض مین ایسا پہنچا کہ کاشغریون نے آکر بدخشان پر قبضہ کرلیا ہے آنحضرت نے بدخشان کے بڑے کامون کے انتظام کے واسطے خواجہ خلیفہ کو جانے کا حکم فرمایا خواجہ نے معاملہ نافہم ہونے کی وجہ سے سستی کی یا دیر لگائی آنحضرت نے حضرت جہانبانی (ہمایون) کو کہ جوان نصیب اور جاگتی دولت کے ساتھ حضور کے حضور مین یا دربار مین سعادت سے مقصد ور تھے فرمایا کہ اپنے جانے مین کیا صلاح دیکھتے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ مین نے حضور کی حاضری کی سعادت کی بے نصیبی

سے بہت تکلیف پائی ہے یعنی حضور کی دربار کی غیر حاضری کی وجہ سے مجھ کو بہت تکلیف ملی ہے اور مین نے عہد و پیمان
خدا کے ساتھ کرلیا ہے کہ دوسری بار اپنے اختیار سے اس بے نصیبی کو (حضور سے غیر حاضر ہونے کو) اپنے لئے
۱۳۱ پسند نہ کرونگا اور حضور کے حکم کی فرمانبرداری سے چارہ نہین ہے (ترجمہ صفحہ یکصد و سی و یکم ازکشوری) یعنی مجھ کو
حضور کے حکم کے ماننے سے کوئی عذر نہین ہے اب جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن - اس لئے آنحضرت نے میرزا سلیمان
کو بدخشان رخصت فرمایا اور سلطان سعید کو لکھا کہ اتنے گذشتہ حقوق کے باوجود (جو ہمارے تم پر ہین) اس بات
کا ظاہر ہونا نہایت عجیب نظر آیا اب ہم نے میرزا ہندال کو طلب کرلیا ہے یا بلا لیا ہے اور میرزا سلیمان کو بھیجا ہے
اگر تم حقوق کا لحاظ رکھکر بدخشان سلیمان میرزا کو جو ہمارے ساتھ نسبت فرزندی رکھتا ہے دیدو تو بے موقع
نہ ہوگا ورنہ ہم تو اپنے ذمے سے جدا کرکے میراث کو وارث کے حوالے کرچکے ہین آیندہ تم جانو میرزا سلیمان اس سے
پہلے کہ کابل پہنچے بدخشان بداندیش کے آسیب و صدمے سے محفوظ اور نگاہداشتہ ہوکر امن و امان کا مقام ہوچکا تھا
جیساکہ بیان ہوا (یعنی ہم نے اوپر لکھا) اور جب میرزا سلیمان بدخشان مین پہنچا ہندال میرزا نے بلند حکم کے
موافق (بادشاہی حکم کے موافق) بدخشان میرزا سلیمان کے حوالے کیا اور خواجہ متوجہ ہندوستان کی طرف
ہوا اور آنحضرت نے جہانبانی (ہمایون) کو چند مدت کے بعد کہ ملازمت مین تھے سنبل کی طرف جو اُن کی
جاگیر مین مقرر تھا رخصت فرمایا اور وہ (ہمایون) چھے مہینے تک سنبل مین کامیاب عیش و عشرت رہے
یہانتک کہ تپ کا عارضہ اُن کے (ہمایون کے) معتدل مزاج پر چھانیوالا یا لاحق ہونیوالا ہوا - اور رفتہ رفتہ بڑھتا گیا حضرت
گیتی ستانی اس جان گھٹانے والی خبر سے بیقرار ہوئے اور مہربانی کی زیادتی سے فرمایا کہ (اُن کو یعنی ہمایون
کو) دہلی لاوین اور وہان سے کشتی مین روانہ کرین تاکہ ہوشیار دانشمند طبیب ہمارے حضور مین اُن کا علاج
کرین اور بہت سے دانشمند طبیب کہ دارالسلطنت مین حاضر ہین ٹھیک اور درست فکرون کے ساتھ علاج مین
متوجہ ہون تھوڑے عرصہ مین دریا کی راہ سے بزرگ تشریف آوری ہوئی - بہتیرا کچھ تدبیر معالجون مین عمل
مین لائے (طبیبون نے بہتیری تدبیر اُن کے علاج مین کی) اور صحیح اور درست تدبیرین کین مزاج کی برگشتگی
یا ناسازی دور ہونے والی صحت و تندرستی کو واپس لانے والی نہ ہوئی - اور جب بیماری پُرانی ہوگئی ایک روز
بادشاہ دریاے جون کے اُس طرف بیٹھے ہوئے زمانے کے دانشمندون کی راے کے موافق علاج کرنیوالون
کا خیال فرماتے تھے میر ابوالبقا نے جو اُس زمانے کے بہت بڑے فاضلون سے تھا عرض کیا کہ اگلے عقلمندون
سے ایسا پہنچا ہے کہ اس طرح کے کامون مین کہ ظاہری طبیب جس کے معالجے سے عاجز ہین اُنھون نے کلام کی تدبیر
ایسی دیکھی ہے کہ سب سے اچھی چیز کو صدقہ کرکے خدا کی درگاہ سے صحت کی درخواست فرماوین دُنیا کے فتح
کرنے والے ملک کے تابع کرنے والے حضرت نے فرمایا کہ سب سے اچھی چیز ہمایون کے نزدیک مین ہون اور

ہمایون مجھ سے بڑھ کر اور مجھ سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہین رکھتا ہے اور مین اپنے آپ کو اُس پر فدا کرتا ہون جہان کا پیدا
کرنے والا خدا قبول کرے۔ خواجہ خلیفہ اور دوسرے برتر بساط (دربار شاہی) کے مقربون نے بزرگ عرض مین پہنچایا
کہ وہ (ہمایون) خدا کی عنایت سے بہت جلد آنیوالی تندرستی حاصل کرین گے (بہت جلد تندرست ہو جائین گے) اور
آنحضرت کے دولت کے سایہ مین عمر طبیعی کو پہنچین گے (ترجمہ صفحہ یکصد وسی ودوم از کشوری) حضور یہ حرف مبارک ۱۳۲
زبان پر کیون لاتے ہین۔ مقصود اُس سے جو اگلے بزرگون سے نقل کیا گیا ہے یہ ہے کہ دُنیا کے مال سے جو چیز
سب سے بڑھ کر ہو صدقہ کرین پس وہی اُن مول الماس (ہیرا) جو غیبی بخشایشون سے ابراہیم کی لڑائی مین
ہاتھ لگا تھا اور وہ حضور نے اُن کو (ہمایون کو) عنایت فرمایا ہے صدقے کر دینا چاہیئے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ دُنیا
کا مال کیا وقعت (قدر۔ عزّت) رکھتا ہے اور ہمایون کا عوض کیسے ہو سکتا ہے مین اپنے آپ کو اُس پر فدا
کرتا ہون اسلئے کہ کام اُس پر سخت ہو گیا ہے اور مجھ مین اب ایسی طاقت نہین رہی ہے کہ اُس کی بے طاقتی۔
(کمزوری) کو دیکھ سکون اور اُس کی اس سب تکلیفات کی برداشت کر سکون۔ اُس کے بعد مناجات کی خلوتگاہ
مین داخل ہوئے (اس کے بعد خلوت گاہ مین جا کر خدا کے حضور مین بڑی عاجزی کے ساتھ رو رو کر دعا مانگنے لگے)
اور ایک خاص شغل (ایک خاص دعا کہ اس پاک جماعت (شاہان مغلیہ) کے لیئے خاص ہے بجا لا کر (پڑھ کر) تین
مرتبہ جہانبانی جنت آشیانی کے گرد پھرے جب اُن کی دعا قبولیت کی عزت کو پہنچ گئی (قبول ہو گئی) گرانی (بھاری پن
یعنی بیمار ہونے) کا اثر اپنے مین پا کر فرمانے لگے ہم نے اُٹھا لیا یعنی ہمایون کے بیماری کے بوجھ کو ہم نے
اپنے اوپر لے لیا ہم نے اپنے اوپر لے لیا۔ اُسی دم بیرونی گرمی آنحضرت کے بدن کو لاحق ہوئی یعنی بدن
آنحضرت کا کچھ گرم سا ہو گیا یا آنحضرت کو بخار سا چڑھ آیا۔ اور حضرت جہانبانی (ہمایون) کے عنصر بدن
مین ایک سُبکی (ہلکا پن یعنی بخار کی کمی) طاری ہوئی یا معلوم ہوئی۔ چنانچہ تھوڑے عرصے (مدت) مین کامل
صحت نے صورت دکھائی (ظاہر ہوئی) حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی بلند صفتین رکھنے والی ذات
دمبدم زیادہ بوجھل ہوتی جاتی تھی (بخار بڑھتا جاتا تھا) اُس حد تک پہنچی کہ کمزوری نے مزاج مین زیادہ
ہوتا اور دوچند ہونا پکڑا۔ اور کوچ و انتقال کے نشانات اُن کے حال کے رخسارون سے ظاہر ہوئے
یہانتک کہ جاگتے دل اور سچائی دیکھنے والے باطن کے ساتھ دولت کے ستونون اور سلطنت کے شریفون
کو حاضر فرما کر خلافت (قائم مقام ہونے) کے بیعت (عہد و پیمان کرنے) کے ہاتھ کو ہمایون کے ہاتھ پر
رکھکر (ہمایون کو اپنا قائم مقام بنا کر) اپنی جانشینی اور ولیعہدی کے واسطے مقرر فرمایا اور خلافت کے تخت
پر بٹھا کر خود خلافت کی جائے بازگشت کے تخت کے پایہ کے قریب بیمار پڑے یا بچھونے پر لیٹ گئے
خواجہ خلیفہ اور قنبر علی بیگ اور تردی بیگ اور ہندو بیگ اور اور بہت سے لوگ حضرت کی ملازمت مین

موجود تھے بلند نصیحتین اور بڑی بڑی وصیتین جو ہمیشہ والی دولت کا سرمایہ اور لازوال سعادت کی آراستگی ہو سکتی ہین
جلکہ مین لائے یا زبان مبارک سے ادا فرمائین اور انصاف اور سخاوت اور عدل واحسان اور خدا کی رضامندی کا حاصل
کرنا اور رعیت کی رعایت کرنا اور خلائق کی نگہبانی اور کوتاہی کرنے والون (گنہگارون) کا عذر قبول کرنا اور خطاکارون
کی خطاؤن سے درگزر کرنا اور تجربہ کارون کی دُور اندیشی (رائے) کا لحاظ رکھنا اور سرکشون اور ظالمون کا پاؤن
سے گرانا (ہلاک کرنا) ان سب باتون کی رہنمائی فرمائی اور مبارک زبان پر لائے۔ کہ ہماری وصیتون کا خلاصہ وہ
ہے کہ تم بھائیون کا قصد مت کرنا (یعنی اُن سے مت لڑنا جھگڑنا) اگرچہ وہ اُس کے لائق ہین (یعنی اگرچہ بھائی
کیسے ہی بے عنوانی کرین مگر تم اُن سے لڑنے یا اُن کے ہلاک کرنے کا ارادہ مت کرنا) اور بیشک آنحضرت (بابر)
کی وصیتون ہی کا لحاظ تھا کہ حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون) نے اتنے ظلم بھائیون سے کھینچے (ترجمہ صفحہ
یکصد و سی ویم از کشوری) اور بدلہ لینے کی کوشش نہ کی۔ جیسا کہ احوال کے اخبار سے روشن ہوگا اور حضرت گیتی ۱۳۳
ستانی فردوس مکانی کے مرض کی شدت اور زیاتی مین میر خلیفہ اس سبب سے کہ عالم بشریت ہے (اس وجہ سے کہ
ایک آدمی ہی تو تھا پس خیال بھی آدمیون کے سے رکھتا تھا) اُس وہم کی سبب سے جو حضرت جہانبانی (ہمایون)
کی طرف سے اُس کے دل مین راستہ پائے ہوئے تھا کم سمجھ بنکر چاہتا تھا کہ مہدی خواجہ کو سلطنت کے لیے اُٹھاوے
(یعنی بادشاہ بناوے) اور خواجہ بھی بدعقلی اور بدمستی اور نامعاملہ فہمی کی وجہ سے اپنے دل مین بیہودہ خیال کو راستہ دیکر
ہر روز دربار مین آکے ہجوم کا مجمع گرم کرتا تھا آخرکار دو ہین درست بات کہنے والون کے وسیلے سے میر خلیفہ سیدھے
راستہ پر آیا اور ایسے خیالون سے باز آیا اور ذکر کئے گئے خواجہ کو حکم فرمایا کہ وہ دربار مین حاضر نہ ہووے اور منادی کی
گئی کہ کوئی اُس کے (خواجہ کے گھر نہ جاوے) اور خدا کی مدد سے کام نے اپنی جگہ پر اور حق (راستی) نے اپنے مرکز پر قرار
پکڑا اور چھٹی تاریخ جمادی الاولی سنہ نوسو سینتیس اُس چہار باغ مین کہ دریاے جون کے کنارے دار الخلافہ کے اندر
اُس اقبال کی بہار کا سرسبز کیا ہوا تھا۔ اس بے وفا جہان کو رخصت کیا (زمانے کے فاضلون نے آنحضرت کے مرثیون
اور تاریخون مین قصیدے اور ترکیب بند کہے ہین۔ اُن مین سے مولانا شہاب الدین مُعمّائی نے یہ مصرع تاریخ پایا ہے۔
ہمایون بود وارث ملک وے۔ ہمایون اُس کی بادشاہت کا وارث ہے۔ محال ہے (ناممکن ہے یہ ہو ہی نہین سکتا)
کہ اس پاک نشان رکھنے والے کی ذات کے ذاتی اور صفاتی کمال دفترون مین لکھے جا سکین اُس کا مُجمَل (مختصر بیان)
یہ ہے کہ جہان کی نگہبانی کے آٹھ اصول کو کہ اوّل بخت (خوش قسمتی) ہے دوسرے بلند ہمت تیسرے ملک فتح کرنے کی
قدرت۔ چوتھے ملکداری پانچوین شہرون کی آبادی مین کوشش۔ چھٹے بندون کی آسودگی پر ہمّت (توجہ دلی)
کو مصروف رکھنا۔ ساتوین سپاہی کو خوش دل کرنا آٹھوین اُن کو تباہی سے روکنا۔ کامل طور پر پورے پورے
رکھتے تھے (یہ آٹھون اصول اُن کو کامل طور پر حاصل تھے) اور زمانہ کی رسمی مشہور حاصل کی گئی فضیلتون مین بھی

سب سے بڑھے چڑھے تھے اور آنحضرت کو نظم و نثر کے اندر بڑا کمال حاصل تھا خاص کر کے زبان ترکی کی نظم مین۔ اور
آنحضرت کا ترکی دیوان نہایت فصیح اور شیرین زبان ہے اور تازہ مضمون اُس مین درج ہین اور کتاب مثنوی کہ مُبین
جس کا نام ہے آنحضرت کی ایک مشہور تصنیف ہے اور اس زبان کے جاننے والون کے نزدیک بڑی تعریف کے
قابل ہے۔ حضرت خواجہ اَحرار کے رسالہ والدیہ کو جو معرفت (خداشناسی) کے سمندر کا یکتا موتی ہے نظم کی لڑی یادگار
مین کھینچا یا پرویا ہے۔ اور نہایت دلچسپ ہے۔ اور اپنے واقعات کو اپنی سلطنت کے آغاز سے کوچ کرنے یا رحلت
فرمانے کے وقت تک قرار واقع طور پر (جون کا تون۔ ٹھیک ٹھیک) فصیح و بلیغ عبارت مین لکھا ہے کہ جہان کے
حکم چلانے والون کے واسطے ایک دستور العمل (کام کرنے کا قاعدہ بتلانے والی کتاب۔ انگریزی مین ماسٹر پیس کہتے)
اور زمانے کی دانائی سیکھنے والے تجربہ لینے والے لوگون کے لئے (یا زمانے کے دانشمند تجربہ والے لوگون کے لئے) صحیح
فکرون اور درست خیالون کے سکھلانے مین ایک قانون ہے (ترجمہ صفحہ مکصیدوسی و چہارم از کشوری) اور اُس ۳۴
دولت اور اقبال کے دستور العمل کا بیرے عظیم القدر بادشاہ (اکبر شاہ) کے جہان کے فرمانبرداری کئے گئے حکم کے موافق
سنہ۳۴ چونتیس الٰہی (اکبر شاہ کی تخت نشینی کے چونتیسوین سال) مین جس وقت کہ بلند جھنڈون نے کشمیر اور کابل
کی بہارستان کے سیر و تماشے سے لوٹنا فرمایا بیرام خان کے بیٹے میرزا خان خانان نے فارسی مین ترجمہ کیا تاکہ
اُس کا خاص الخاص فیض سارے نیکبختی کے قطرون کے پیاسے ہونٹ رکھنے والون کو پہنچے اور اُس کا پوشیدہ خزانہ
دانائی کے خالی ہاتھ رکھنے والون کی نظر مین ظاہر ہوئے اور آنحضرت فنون موسیقی مین بھی بڑی قدرت رکھتے
تھے۔ اور اسی طرح سے فارسی زبان مین بھی دل کو بھانے والے یا پسند آنے والے شعر۔ کہتے ہین اُن مین سے یہ باتین
آنحضرت کی فیض پہنچانے والی طبیعت کی صادر ہونے والی باتون سے ہے۔ ترجمہ رباعی کا۔ اگرچہ ہم درویشون کے
خویشون (قریبون یا ہمجولیون یا بہت نزدیک ہونیوالون) سے نہین ہین لیکن دل و جان سے اُنکے ساتھ اعتقاد
رکھنے والے ہین۔ یہ مت کہو کہ شاہی درویشی سے دُور ہے۔ ہم شاہ تو ہین لیکن درویشون کے بندے یا غلام
ہین۔ اور یہ دو مطلع (غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کو جس کے دونون مصرعون مین قافیہ ہوتا ہے مطلع کہتے ہین)
بھی اُس کے بہت روشن دل کی روشنیون سے ہین۔ ترجمہ شعر۔ مین جانتا ہون (مین سمجھ گیا ہون) کہ تیری جدائی
مجھے مار ڈالے گی۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی (یعنی تیری جدائی مین مجھے مرنے کا خوف نہ ہوتا) تو مین اس شہر سے چلے
جانے کی قدرت رکھتا تھا۔ جب سے کہ مین نے اُس کی کالی زلف کے ساتھ دل باندھا (یعنی اُس کی کالی زلف کا عاشق
بنا) جہان کی پریشانی سے چھوٹ گیا (یعنی زلف کے عشق مین سارے عالم کی پریشانی کو بھول گیا اس لئے کہ زلف
کی خواہش کے سوا کوئی خواہش ہی نہ رہی کہ جس کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہون۔ یا یہ مطلب ہے کہ
دُنیا کی پریشانیان اس قدر پریشان بنانے والی نہین جیسے کہ زلف کی پریشانی پریشان بنانے والی ہے بس

اُس کی پریشانی نے ساری دُنیا کی پریشانیون کو میرے دل سے بھلا دیا اور لطف یہ ہے کہ زلف کے ساتھ پریشانی
کو خوب نسبت ہے کہ اُس کی خاص صفت ہے) اور آنحضرت کے علم عروض (وہ علم کہ جس سے شعر کا وزن جانا جاتا
ہے) بہت عمدہ عمدہ رسالے ہین (رسالہ مختصر کتاب کو کہتے ہین) اور ان مین سے ایک کتاب جو بہت شرح کے ساتھ
لکھی گئی ہے کہ جس کو اس فن (علم عروض) کی شرح کہہ سکتے ہین - اور آنحضرت سے چار بیٹے جو بادشاہی کا حق رکھتے
تھے اور نیک نصیب بیٹیان رہین - اوّل حضرت جہانبانی نصیر الدین محمّد ہمایون بادشاہ دوسرے کامران میرزا
تیسرے عسکری میرزا چوتھے ہندال میرزا - پاکدامن بیٹیان - گلرنگ بیگم - گلچہرہ بیگم - گلبدن بیگم - یہ تینون ایک مان سے
ہین - اور اُن لوگون مین سے جو بہت بڑے مصاحبون اور مقربون اور کاملون سے تھے اور حضرت فردوس مکانی
کی حضور مین حاضر ہونے کی سعادت سے مقصد ور تھے ایک میر ابو البقا ہین جو علم اور حکمت مین بڑا مرتبہ رکھتے تھے
دوسرے شیخ زین الدین خوافی کے پوتے یا نواسے شیخ زین صدر دو واسطے سے ہین مشہور (رواجی) علمون سے
واقف اور تیز طبع تھے - اور نظم و نثر سے آگاہ تھے آنحضرت کی صحبت کی ہمیشگی سے سربلند رکھتے تھے اور حضرت جہانبانی
جنت آشیانی (ہمایون) کے دولت و اقبال کے زمانے مین درجۂ امیری بھی پایا تھا - اور ایک اَور شیخ الواحد فارغی ماموں
شیخ زین کے تھے کہ خوش صحبت اور خوش طبع تھے اور شعر بھی کہتے ہین اور ایک اور سلطان محمّد کوسہ کہ پاکیزہ طبیعت اور شعر شناس تھے اور میر علی شیر کے مصاحبون
سے تھے اور ملازمت شاہی عزّت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے - ایک اَور مولانا شہاب معمائی جس کا
تخلص حقیری تھا علم اور فضل اور شعر کا بڑا حصّہ رکھتا تھا (یعنی بڑا عالم فاضل شاعر تھا) اور ایک اَور مولانا یوسفی طبیب
تھا جس کو آنحضرت نے خراسان سے طلب فرمایا تھا اور اچھی عادتون اور ہاتھ کی مبارکی (یعنی دست شفا رکھتا تھا)
اور توجہ کی زیادتی سے ممتاز تھا - اور ایک اَور سُرخ وداعی ایک پُرانا شاعر غیر مخصوص تھا فارسی اور تُرکی مین
شعر کہتا تھا (ترجمہ صفحہ نکیمدوسی و پنجم از کشوری) اور ایک اَور ملا بقائی تھا شعر مین سلیقہ درست رکھتا تھا اُس نے ١٢٥
مخزن (مولانا نظامی کی مثنوی کا نام ہے) کی زمین (بحر - وزن) مین آنحضرت کے نام نامی پر ایک مثنوی کہی ہے
ایک اور خواجہ نظام الدین علی خلیفہ ہے اس سبب سے کہ وہ مدت سے خدمت مین تھا اور رازدار تھا اور عقل کی پائداری
اور تدبیر کی درستی رکھتا تھا آنحضرت کی نظر مین بلند مرتبہ پائے ہوئے تھا (یعنی آنحضرت اُس کی بہت عزت کرتے تھے)
فضیلتون اور کمالون خاص کر کے طب سے حصّہ پانے والا تھا اور ایک اَور میر درویش محمّد ساربان مرید اور نظر کردہ
ناصر الدین خواجہ احرار کا خوش صحبت ہونے اور فضیلت مین امتیاز رکھتا تھا - اور پاک درگاہ مین بہت معزز تھا -
اور ایک اَور اخوند میر تاریخدان اور فاضل اور خوش صحبت تھا - اور مشہور تصانیف جیسے تاریخ حبیب السیر اور خلاصۃ الاخبار
اور دستور الوزرا وغیرہ رکھتا ہے اور ایک اَور خواجہ کلان بیگ تھا کہ بڑے امیرون اور پاس کے بیٹھنے والون سے
تھا اور اطوار کی سنجیدگی (عمدہ چال چلن) اور فضیلتون کی شایستگی مین ممتاز تھا اُس کے بھائی کیچک خواجہ مُردا

اور معتمد خاص اور پاس کے بیٹھنے والون سے تھا اور ایک اور سلطان محمد دولدی بڑے امیرون سے تھا اخلاق پسندیدہ رکھتا تھا چونکہ اس نادر کتاب (اکبر نامہ) سے مقصود (اصلی غرض) حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کے بلند خاندان کا حوال ہے دوسرون کے احوال سے باز رہ کر حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون) پاکیزہ اطوار مین شروع کرتا ہے اور ان بزرگون کی سرگزشت (احوال) کو ختم کر کے اپنے آپ کو دین اور دُنیا کے بزرگ اور ظاہر و باطن کے صاحب کے احوال لکھنے کے لئے تیار کرتا ہے۔

حضرت جہانبانی جنّت آشیانی نصیر الدین محمّد ہمایون بادشاہ غازی

بلند کرامتون کا ظاہر کرنے والا۔ برتر الہامون کا جائے ظہور۔ بزرگ بادشاہت کے تخت کا بلند کرنے والا بڑی سرداری کے جھنڈے کا قائم کرنے والا۔ ملک بخشنے والا۔ ولایتون کا لینے والا یا فتح کرنے والا۔ مسند کا بیٹھنے والا۔ نیکبختی یا خوش قسمتی کے نشان رکھنے والا۔ انصاف اور عدالت کے قانون کی بنیاد ڈالنے والا یا مضبوط کرنے والا بزرگی اور بڑائی کے روشن ثبوتون کا ترتیب دینے والا۔ احسان اور مہربانی کے چشمون کا سرچشمہ۔ عرفان (خداشناسی) اور علم کے اُترنے کی جگہ۔ صفا اور پاکی کا بہت برسنے والا ابر۔ وفا اور جوانمردی (مروّت) کا بہت موج مارنے والا سمندر حق (راستی) کا پسند کرنے والا۔ حقیقت کا پہچاننے والا۔ کثرت کا آئین رکھنے والا وحدت کی بنیاد ڈالنے والا (یعنی اگرچہ ظاہر مین مخلوق کے درمیان ہے اور رات دن دنیا کے کاروبار مین مشغول ہے مگر دل سے ہر وقت خدا کے ساتھ لو لگائے ہے اور اُس کی حضوری مین حاضر ہے۔ کثرت سے مراد ماسوائے خدا ہے اور وحدت سے مراد خدا ہے) بھی بادشاہ ہے درویش کا سرمایہ رکھنے والا۔ (یعنی دیکھنے مین بادشاہ ہے شان و شوکت دنیوی کے لحاظ سے مگر دل مین اُس کے وہی محبّت و نور الٰہی جو درویش کو حاصل ہوتا ہے) بھی درویش ہے بادشاہ کا خطاب رکھنے والا (یعنی کہنے کو بادشاہ ہے مگر اصل حقیقت کے اعتبار سے درویش ہے اسلئے کہ دل اُس کا خدا کے ساتھ ہے) دُنیا اور دین کے سلسلہ یا انتظام کا چمن آراستہ کرنیوالا۔ باطن اور ظاہر کی بہار کا باغبان۔ ازلی اور اَبدی رازون کے کرہ کی کرسی۔ حکمت علمی اور عملی کے اصطرلاب کا بازو ریاضت (نفس کشی) کی دشوار یا دشوار گزار راستون اور فیضرسانی کی منزلون مین یونانی افلاطون (ترجمہ صفحہ یکصد و سی و ششم از کشوری) حکمت ۱۳۶
کے فنون اور ہمّت کے راستون مین دوسرا اسکندر۔ سات سمندرون (سات آسمانون یا سات اقلیمون) کا گوہر۔ چار گوہر (اربعہ عناصر۔ خاک۔ باد۔ آتش۔ ہوا۔ کہ ان سے سب چیزین عالم کی پیدا ہوئی ہین کیونکہ جز یہی ہین) کی روشنی۔ بہت بڑی روشنیون کی نکلنے کی جگہ۔ بہت بڑے مبارک ستارے کے نکلنے کی جگہ (سعد اکبر۔ مشتری کو کہتے ہین کہ نجومیون کے نزدیک سب سے بڑھ کر مبارک ہے) بلند پروازی کی بلندی کے آسمان کا ہما

نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ غازی - اللہ تعالیٰ اُس کی دلیل روشن کرے - سبحان اللہ (واہ واہ کیا کہتے ہین) گویا کہ پاک ذات اور پاک نور پر انسانی نقاب اور عنصری چادر ڈالی تھی (یعنی مجھے حیرت ہے کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے میرے خیال مین تو یہ آتا ہے کہ وکیلان قضا و قدر نے خدائے تعالیٰ کے مبارک نور اور پاک ذات کو انسانی پردہ اور عنصری چادر کے اندر آراستہ کیا ہے یعنی ایسا مبارک پاک سرشت پاک دل شخص ہے کہ جس پر آدمی کا خیال ہی نہین ہوسکتا یا نفس قدسی و نور قدوسی سے مراد فرشتہ ہے یعنی گویا کہ فرشتہ کو انسانی صورت مین بنا دیا ہے) عبارت کا میدان اُس کی تعریفون کی دوڑ دھوپ مین ویران ہے (دستور ہے کہ جس جگہ بہت آمد و رفت رہتی ہے وہان کوئی درخت نہین اُگتا ہے) اور اشارہ کی دوڑ اُس کی اچھی صفتون کے بڑے شہر سے بہت دُور ہے (یعنی وہان تک نہین پہنچا ہے) اللہ کا شکر ہے کہ نزدیک ہوا کہ بے اختیار بلند سلسلہ (خاندان) سے اپنے ہاتھ کو باز رکھ کر (روک کر) اصلی مطلب کے دامن مین اُلجھون یا اٹکون - اب شروع ایک مختصر طور پر حضرت جہانبانی جنّت آشیانی کے نادر واقعات سے کرتا ہون جو میرے دُور بین مقصد کے نزدیک پہنچنے کا سبب بھی ہے اور میرے پیر (مرشد - رہنما - گرو) اور بادشاہ کے احوال کے مفصل بیان کو بھی شامل ہے - مین اس خدا پرست بادشاہ کے مجازی خدا ہونے کا حال لکھ کر دانائی کے پیاسا ہونٹ رکھنے والون کو بھی معرفت کے شربت سے سیراب کرتا ہون اور اپنے آپ کو بھی ایسے حال مین کہ پیاسا جگر رکھنے والا ہون اس کامل ذات کی پاک عادتون کے بیان کے دریا کے کنارے تک نزدیک لے جاتا ہون - خدا کی پناہ؟ اس جوہر فرد (اکیلا موتی) - وہ جزو جس کے اور جزو نہ ہوسکین) کے کمالون کا بیان کہان مجھ ایسے سے ہوسکتا ہے - اُس کا تعریف کرنے والا کوئی اُسی کی مانند ہونا چاہیئے - ہائے ہائے (یعنی مین نے یہ کیا بات تھی جو کہہ دی) اُس معرفت کے دریا کے یکتا گوہر کا مثل و مانند کہان ہے - اپنے کلام کو رونق دیتا ہون اور اپنے واسطے ایک کام کرتا ہون (یعنی جبکہ بادشاہ کی تعریف مین کرہی نہین سکتا ہون اور اُس کے اچھے اخلاق کا بیان لکھ ہی نہین سکتا ہون تو کوئی پوچھے گا کہ پھر یہ کیا کر رہے ہو - اُس کا جواب مین یہ دیتا ہون کہ سچ ہے مین نہین لکھ سکتا ہون اور یہ جو لکھتا ہون اس سے میرا مطلب سوائے اس کے نہین ہے کہ اپنے کلام کو زینت دار بناؤن اور دُنیا اور آخرت مین اس کے وسیلے سے عزت پاؤن اور بامراد ہون) دل کو معرفت کا تیرنے والا یا واقفکار یا جان پہچان بناتا ہون اور زبان کو معنی کی روشنی سے نورانی بناتا ہون اے اخبار شاہی کے دریافت کرنے والے آگاہ ہو اور بات کا قبول کرنیوالا ہو - کہ حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون) کی مبارک پیدائش سہ شنبہ کی رات کو چوتھی ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۱۳ ہجری مین کابل کے قلعے کے اندر حضرت پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی - پاکدامنی کے خیمون کی پردہ نشین ماہم بیگم کے پاک شکم سے واقع ہوئی اور وہ پاکدامنی کی پناہ دینے والی خراسان کے شریفون اور بزرگ سردارون کے خاندان

سے ہین اور سلطان حسین میرزا کے ساتھ رشتہ داری کا علاقہ یا نسبت رکھتی ہین۔ اور بعضے معتبر لوگون سے سُنا گیا ہے کہ
اُن کا (سلطان حسین میرزا کا) بلند نسب میرے حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کی بزرگ والدہ کے نسب کی طرح حضرت شیخ جام
تک پہنچتا ہے۔ اُس پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی (ماہم بیگم) کا بھی نسب اسی پاک سلسلہ تک انتہا پذیر ہوتا ہے۔ حضرت
گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر شاہ) نے جس وقت کہ سلطان حسین میرزا کے بیٹون کی مزاج پرسی کے لیئے اقبال کا اترنا
عطا فرمایا (یعنی تشریف لے گئے) اُس پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی (ماہم بیگم) کو نکاح کے پھندے مین لائے تھے
مولانا مسندی نے آنحضرت (ہمایون) کی پیدائش کی تاریخ۔ سلطان ہمایون خان۔ پائی ہے۔ اور شاہ فیروز قدر اور ادشا
صف شکن اور کلمۂ خوش باد بھی اس نیکبختی کے ساتھ نزدیکی رکھنے والے زمانے کی تاریخ ہوتی ہے۔ جو زمانے کے فاضلون
۱۴۱ نے پائی ہین (ترجمہ صفحہ یکصد وسی وہفتم از کشوری) اور خواجہ کلان سامانی نے کہا ہے۔ شعر۔ سال مولود ہمایونش ہست
(اُس کی پیدائش کا سال ہمایون (مبارک) ہے یا یہ کہ شین کی ضمیمہ طرف بابر کے جائے۔ یعنی اُس کے (بابر کے) ہمایون
کی پیدائش کا سال ہے اس لیئے یہ سال بھی ہمایون ہے) زادک اللہ تعالیٰ قدراً (خدا تیرے بزرگ تجھے قدر و مرتبہ
مین بڑھائے) بردہ ام یک الف از تاریخش (مین نے اُس کی تاریخ سے ایک الف لے لیا ہے) تا کشم میل دو چشم بد را
(تاکہ بد کی دونون آنکھون مین سلائی کھینچون کہ وہ اندھا بنکہ بدبینی سے باز رہے آنحضرت کی تخت نشینی حکومت
کے تخت پر نوین جمادی الاولیٰ ۹۳۷ھ نوسو سینتیس مین دار الخلافہ آگرہ مین ہوئی ہے۔ خیر الملوک مبارک تخت نشینی کی
تاریخ ہے اور چند روز کے بعد دریا کی سیر فرمائی اور خوشی کی کشتیان شوق کے سمندر مین ڈال کر ایک زر سے بھری کشتی
اُس روز مین انعام فرمائی اور اس زر بخشنے سے اپنی دولت کی عمارت کی سونے کی بنیاد رکھی۔ سچ ہے جس کو کہ (وکیلان
قضا و قدر) جہان کا حاکم بناتے ہین اُس سے پہلے (حاکم بنانے سے پہلے) انصاف اور سخاوت اُس کو عطا فرماتے
ہین۔ شعر کا ترجمہ۔ ہر ایک آدمی سر بلندی نہین کر سکتا ہے۔ سردار وہی بنتا ہے کہ آدمیون پر مہربانی کرتا ہے۔ شیر درندے
اور چار پایون کا اسی وجہ سے بادشاہ ہوا ہے۔ کہ شکار گاہ مین مہمان نوازی کرتا ہے۔ اور فاضلون مین سے ایک
فاضل نے اس بخشش کی لہر کی تاریخ کشتی زر ۹۳۷ پائی ہے۔ اور آغاز حال سے تخت آرائی کے وقت تک کہ بزرگ عمر چوبیا
برس کی تھی نصیبہ وری اور مقصد وری کے نشان اُس کے اقبال کی پیشانی سے ظاہر تھے اور سردار ہونے اور
بادشاہ بننے کی روشنیان اُس کی بزرگی اور بڑائی کی چمک سے روشن تھین۔ اور کیسے ہو سکتا ہے کہ بزرگی اور بزرگ ذاتی
کی روشنی اُس کی روشن پیشانی سے نہ چمکے اسلیئے کہ وہ میرے شاہنشاہ (اکبر شاہ) کے نور کی اُٹھانے والی اور خدا
کے معرفتون کے خزانے کی خزانچی تھی اور یہی نور تو تھا جو حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر) کی فتوحات مین ظاہر
ہونا رکھتا تھا۔ اور یہی نور تو تھا کہ حضرت میرے صاحبقران (امیر تیمور) کے جہان فتح کرنے کے نورون کی چمکین
ظاہر ہوئین اور یہی نور تھا کہ آن تقوا کی پاکی کی مُہر رکھنے والی بیبی سے مُوالید رجع ہے مولود کی جس کے معنی پیدا ہونا

ہوا اور بچہ ہین) کی نقاب مین یعنی شاہانہ موتیون اور سیپیون سے ظاہر ہوا (یعنی یہی نور تھا جو آنحضرت مین پہلے سمایا اور
پھر برابر پشت بہ پشت نقل کرتا ہوا حضرت جہانبانی تک آیا) اور یہی نور تھا کہ جس کی روشنی مین اغرخان و دولت کا آراستہ
کرنے والا ہوا اور یہی نور تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام تک قابلیت کے اندازے کے
موافق روشنی بڑھانے والا رہا - اس نور بلند ہونے والے یا چمکنے والے راز اور اس ظہور کے (ظاہر ہونے کے)
عجیب عجیب نشانات گھیرنے اور شمار کرنے کے دائرہ سے باہر ہین ہر شخص کو اس معنی (پوشیدہ بات) کے راز یا حقیقت
کے پہچاننے کی قوت نہین ہے اور ان دقیقون (باریک باتون) کے دریافت کرنے کی قدرت نہین ہے اب مختصر
طور پر حضرت جہانبانی (ہمایون) کا حال سُنو اس خدا کے نور کی قوت سے جو اتنے زمانون اور وقتون تک ایک
خاص طور پر ایک خاص پوشاک پہنکر جہان کا روشن کرنے والا رہا تھا اور اب وہ وقت آگیا تھا کہ کامل طور پر ظاہر
ہوے جیسا کہ ظاہری اور باطنی بزرگیون کی شوکت آنحضرت (ہمایون) کی نورانی پیشانی کے صفحے سے ظاہر ہونے
کی جھلک رکھتی ہے اور نہایت درجہ کی حیا (شرم ولحاظ) ساتھ پرلے درجے کی بہادری کے پاک ذات مین جمع ہوئی
ہے کہ ہمیشہ بلند دلی ارادہ بزرگوار آسمان احترام مرتبہ رکھنے والے باپ کی مرضی ڈھونڈھنے پر مصروف رکھا اور شجاعت
(بہادری) کی زیادتی کو بڑی بردباری کے ساتھ جوڑے ہوئے تھے (ترجمہ صفحہ یکصد وسی وہشتم از کشوری) اور باوجود ۱۲۸
اس بزرگی اور بزرگ ذات ہونے کے نظر اپنے آپ پر نہین ڈالی - اور اپنے آپ کو درمیان مین نہین دیکھا (یعنی
ہمیشہ اپنے آپ کو ہیچ سمجھے) اور یہی سبب تھا کہ درست نیت اور بلند ہمت کی برکت سے جس کام کی طرف کہ رُخ کیا
یا توجہ کی اور جس خدمت (کام) پر کہ حکم کئے گئے ہوئے فتحمند اور کامیاب ہوئے اور اپنی ساری مبارک زندگی مین
دانائی کو دولت کے ساتھ اور دولت کو شفقت (مہربانی) کے ساتھ جمع کر کے جہان کے آراستہ کرنے والے رہے
قسم قسم کے علمون مین خاص کر کے ریاضی مین اپنے زمانہ کے اندر کوئی اپنا مانند اور مثل نہ رکھتے تھے - سکندری دبدبے
کے ساتھ ارسطو کی حکومت و دانائی بلند صفت رکھنے والی ذات مین جمع تھی اور جب وہ وصیت کے عمل مین لانے
کے لئے ظاہری بادشاہت کی تقسیم مین مشغول ہوئے یا جب وہ وصیت کے موافق ظاہری سلطنت کی تقسیم کرنے
مین متوجہ ہوئے - تو نہایت درجہ کا انصاف عمل مین لائے اور کامل انصاف بلکہ فضل و احسان بیحد بجالائے - اور
باطنی کمالون کا پہنچنا یا حاصل کرنا کہ سچی بادشاہت وہی ہو سکتی ہے وہ تو خود خدا کی عطا فرمائی ہوئی تھی جو آنحضرت
کے بہت بزرگ ذات کے ساتھ خصوصیت رکھتی تھی کہ بھائیون سے کسی کو اُن میراث کے خزانون کی نعمتون اور
برکتون سے کوئی حصہ نہین ملا تھا اور ہر ایک کو درگاہ کی نسبت رکھنے والون سے مواجب (جمع ہے موجب کی جس کے
معنی مقرری وظیفہ ہین) اور مناصب (جمع ہے منصب کی جس کے معنی مرتبہ کے ہین) عنایت فرمائے میرزا کامران
کی جاگیر کے مقام کابل اور قندھار مقرر ہوئے اور سرکار سنبل میرزا عسکری کے ساتھ خاص ہوئی - اور سرکار الور میرزا

ہندال کو عطا فرمائی۔ اور بدخشان میرزا سلیمان کے لئے مقرر اور مسلّم تھی اور درست تدبیر کے ساتھ تمام دولت (سلطنت) کے ستونون (امیرون وزیرون) اور سلطنت کے شریفون اور فتحمند لشکر کے عام لوگون کے دلون کو فرمانبرداری اور اطاعت کی قید یا زنجیر مین لائے۔ اور جو شخص کہ مخالفت کا دم مارتا تھا جیسے کہ محمد زمان میرزا بیٹا بدیع الزمان میرزا پوتا سلطان حسین میرزا کا حضرت فردوس مکانی گیتی ستانی (بابر شاہ) کی خدمت مین رہ چکے تھے آنحضرت کے داماد ہونے سے سربلند تھے اور کوتہ نظر ہونے (نادان ہونے) اور ناقص بین ہونے (انجام نہ سوچنے) کے سبب سے جھگڑے فساد کی آستین جھٹکتا تھا۔ اُس نے خدمتگاری کا پٹکا موافقت کی کمر پر باندھا اور آنحضرت دولت اور اقبال کے ساتھ پانچ یا چھے مہینے کے بعد قلعہ کالنجر کے تابع (مطیع۔ فرمانبردار) کرنے کے متوجہ ہوئے اور ایک مہینے کے قریب تک اُس قلعہ کا محاصرہ کیئے رہے۔ جب قلعے کے رہنے والون کا کام تنگ ہوا کالنجر کے حاکم نے اطاعت (فرمانبرداری) کی اور بارہ من سونا دوسرے اسباب کے ساتھ پیشکش (نذرانہ) بھیجا۔ اور آنحضرت نے اُسکی عاجزی (گڑگڑانے) اور زاری پر نظر کر کے اُس کو معاف کر دیا اور وہان سے لوٹنے کا جھنڈا بلند کر کے قلعہ چنار کی طرف متوجہ ہوئے اور دُنیا کی فتح کرنے والی فوجون نے پہنچکر اُس کا محاصرہ کیا۔ پوشیدہ نہ رہے کہ یہ قلعہ آسمان ایسی بنیاد رکھنے والا سلطان ابراہیم کے تصرف (قبضے) مین تھا اور اُس کی طرف سے جمال خان سارنگ خانی گروہ کا خاص سردار اُس کی (قلعہ کی) نگہبانی کے لئے مشغول رکھتا تھا۔ سلطان ابراہیم کا جھگڑا ختم ہونے (مرنے) کے بعد جب جمال خان کی عمر کا پیمانہ (پیالہ) اُس کے نالائق بیٹے کی بداندیشی (عداوت۔ دشمنی) سے لبریز ہوا (مرگیا) شیر خان نے فریب اور دھوکے بازی (پھسلانے اور بہکانے) سے اُس کی بی بی کو جس کا لاڈ ملک نام تھا اور سیرت (عادت) اور صورت مین ممتاز تھی اپنی بی بی بنایا اور اس حیلہ سے اس ایسے بلند قلعے کو ہاتھ مین لایا (ترجمہ صفحہ یکصد وسی ونہم) شیر خان نے جب جہان فتح کرنے والی فوجون کے آنے کی ۱۳۹
خبر پائی۔ اپنے بیٹے جلال خان کو ایک معتمد جماعت کے ساتھ اُس قلعے مین چھوڑکر خود باہر نکلا اور تجربہ کار ایلچیون کو بھیج کر مکاری کی آڑ مین بات بنانے والا ہوا آنحضرت نے زمانہ سازی (ٹیمپورا ئز ٹائم سرونگ) موقع کے مناسب) فرماکر اُس کی بات کو قبول کرلیا اور اُس نے اپنے بیٹے عبد الرشید کو حضرت جہانبانی کی خدمت کے لئے بھیجا تاکہ خود بادشاہی لشکرون کے صدمون سے محفوظ رہ کر عذر اور تدبیر کے اسباب درست کرے۔ یہ لڑکا ہمیشہ ملازمت مین رہا اور ہمیشہ خدمت کرتا تھا اور جس وقت مین کہ جہان کے فتح کرنے والے جھنڈے سلطان بہادر کے بیدار کرنے اور ادب (سزا) دینے کے واسطے مالوہ کی طرف پہنچے وہ بدبخت مبارک لشکر سے بھاگ گیا اور ۹۴۰ھ سنہ مین کہ افغانون کے گروہ سے بین اور بایزید فتنہ اُٹھائے ہوئے تھے آنحضرت مشرقی طرف کو متوجہ ہوئے بایزید اخلاص مند بہادرون کی لڑائی کے مقابلے مین ہمتی کے نیچے گھر کی طرف اُتر گیا اور بادشاہ

ان شریرون کے گروہ کے آشوب کے کوڑے کرکٹ کو پاک صاف کرکے اور سلطان جنید برلاس کو جونپور اور وہ حدود (مقام) مرحمت فرماکر خلافت کے مرکز (دار الخلافہ) کو لوٹ آئے۔ جبکہ آنحضرت کی فتحمندی اور ملک گیری کا کرّوفر ملکون کے طرفون مین بلند ہوا ۹۴۰ھ مین گجرات کے حاکم سلطان بہادر نے تحفے اور ہدیے عقلمند ایلچیون کے ہاتھ بھیجے اور اخلاص (دوستی) کی زنجیر ہلانے والا ہوا (دوستی کی تحریک کی) اور آنحضرت نے اُس کے قاصدون (ایلچیون) کو بادشاہانہ مہربانی سے سربلند کیا اور مہربانی کے فرمان شاہی بھیج کر اُس کے دل کو دلجمعی فرمایا یا اطمینان حاصل کرنے والا فرمایا۔ اور اسی سال مین دار الملک دہلی کے قریب دریاے جمنا کے کنارے پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی یا ایک شہر تعمیر کیا اور اُس کا نام دین پناہ رکھا اور فاضلون سے ایک فاضل نے اُس شہر کی تاریخ "شہر بادشاہ دین پناہ" پائی ہے۔ اور اس کے بعد محمّد زمان میرزا اور محمّد سلطان میرزا مع اپنے بیٹے الغ بیگ میرزا کے راستہ بغاوت اور سرکشی کا چلے یا اختیار کرنے والے ہوئے۔ اور آنحضرت نے ارادہ کی باگ اس گروہ کی طرف موڑ کر بھوجپور کے اطراف مین گنگا کے کنارے پر بزرگی کا اُترنا فرمایا (اُترے) اور یادگار ناصر میرزا کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ پانی سے گذران کر یا پار کرا کے باغیون کے سر پر (مقابلہ کے) بھیجا وہ خدا کی مدد سے جنگ کرکے فتح کرنے والا ہوا اور محمّد زمان میرزا اور محمّد سلطان میرزا اور ولی خوب میرزا ہاتھ مین پڑا (گرفتار ہوا) آنحضرت نے محمّد زمان کو قید کرکے بیانہ کو بھیجدیا اور اُن شخصون کی آنکھون مین سلائی کھینچکر (اندھا کرکے) اعتبار کے درجے سے گرایا (بے اعتبار اور خوار بنایا) اور محمّد زمان میرزا سلامت کی قدر نہ جانکر فرمان لباسی (جعلی فرمان) ظاہر کرکے قید خانہ سے باہر آیا اور بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس گجرات کی طرف گیا اور بہت سے ہندوستان کے دلکشا (دل کھولنے والے۔ دل خوش کرنیوالے) آباد مقام جو حضرت فردوس مکانی گیتی ستانی (بابر) کے مبارک زمانے مین بباعث کم فرصتی اور کم قدرتی کے فتح نہ ہوئے تھے
۱۴۰ آنحضرت نے اپنے اقبال کی قوّت اور دولت کے بازو کے زور سے فتح کئے (ترجمہ صفحہ یکصد و چہلم از کشوری)۔۔

میرزا کامران کے کابل سے پنجاب مین آنے کا بیان

جب میرزا کامران نے حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے شُنقار ہونے (چغتائی بادشاہون کے مرنے کو شُنقار شدن یعنی مرنا استعمال کیا گیا ہے) کی خبر سُنی بے حوصلہ ہونے کی وجہ سے قندھار میرزا عسکری کے حوالہ کرکے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا (آیا) کہ شاید کوئی کام آگے لے جاسکے (یعنی کچھ گڑبڑ مچاکر کسی سلطنت کے حصّہ کا مالک بن سکے) جبکہ دولت کا تاج کسی دولتمند (اقبالمند) کے سر پر سربلندی پاتا ہے اور خدا کی حمایت اور خدا کی حفاظت اُسکی نگہبانی کرتی ہے تو تباہ خیال کو سوائے تباہ ہونے کے چارہ نہین ہوتا۔ اور ایسا بیان کرتے ہین کہ ان دنون مین میر یونس علی حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے حکم کے مواقف لاہور کا حاکم تھا میرزا کامران نے یہ ارادہ دل مین لاکر قراچہ بیگ

کے ساتھ مکر و فریب دینے کی راہ سے ایک رات روگردانی کی اور سخت سخت باتین اُس کو کہین اور قراچہ بیگ دوسری رات
کو اپنے سپاہیون کے ساتھ میرزا کامران کے لشکر سے بھاگ کر لاہور کو آیا (یعنی میرزا کامران نے یہ ارادہ کرکے کہ میر یونس علی
سے لاہور لے لے اور خود اُس پر قابض ہو جاوے یہ تدبیر سوچی کہ قراچہ بیگ سے کہا کہ مین تم سے روگردانی کرون گا اور
تم کو بہت سخت سُست کہون گا اور میرا سب برتاؤ تمہارے ساتھ صرف دکھاوے کو ہوگا تاکہ سب لوگ سمجھین کہ مین
تم سے ناراض ہون پس جب مین ایک رات ایسا کرون تم دوسری رات یہان سے اپنے لشکر سمیت لاہور کو بھاگ
جانا چنانچہ قراچہ بیگ نے ویسا ہی کیا) اور میر یونس علی اُس کے آنے کو بزرگ رکھ کر نہایت عزت بجا لایا (اور میر
یونس علی نے بڑی تعظیم اور تکریم سے اُس کو اپنے شہر مین اُتارا) اور اکثر وقتون مین اُس کو اپنے گھر بلاتا تھا اور
دوستون ایسی صحبت اُس کے ساتھ رکھتا تھا اور قراچہ فرصت کا انتظار کرنے والا تھا (یعنی موقع دیکھتا تھا کہ تا ہو
پائے تو اُس کو گرفتار کر لیوے) یہانتک کہ ایک رات شراب کے جلسے یا مجلس مین کہ اُس کے (میر یونس علی کے) معتمد
(اعتبار کے قابل) سپاہی جاگیر پر گئے ہوئے تھے قراچہ بیگ نے اُس کو گرفتار کرکے قید کر دیا اور اپنے آدمیون کو لاہور
کے قلعے کے دروازون مین مقرر کیا اور بہت جلد میرزا کامران کے بُلانے کو آدمی بھیجا میرزا کامران کہ اس بات کا
انتظار کرنے والا تھا دوڑتا مارتا (حملے کرتا) جھٹ لاہور تک جا پہنچا اور شہر پر قابض ہو گیا اور میر یونس علی کو قید سے
نکال کر عذر چاہا اور کہا اگر تم یہان رہتے ہو تو لاہور کی حکومت تمہارے ساتھ تعلق رکھتی ہے میر یونس علی نے
اُس کی بات قبول نہ کی اور اُس سے رخصت لیکر حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی ملازمت مین آیا اور میرزا کامران نے
اپنے آدمیون کو سرکار پنجاب کے پرگنون پر مقرر کیا اور دریاے ستلج کے کنارے تک کہ آب لودیانہ (دریاے
لودیانہ) کے نام سے مشہور ہے اپنے قبضے مین لایا اور مکّاری کی راہ سے دانا ایلچی بھیجکر عقیدت اور اخلاص کا اظہار
کیا اور درخواست کی کہ یہ مقامات اُس کے لئے خاص ہو جاوین۔ حضرت جہانبانی نے بھی اس سبب سے کہ
اُن کی سخاوت و بخشش کا دریا موج خیز تھا ان مقامات کو ظاہری عقیدت کی نسبت اور حضرت گیتی ستانی فردوس
۱۴۱ مکانی کی دولت بڑھانے والی نصیحتون کی نگہبانی کرنے کے موافق اُس کے لئے مقرر رکھا (ترجمہ صفحہ کشیدہ جمل و کم
از کشوری) اور برتر فرمان (شاہی فرمان) کابل اور قندھار اور پنجاب کے مُسلّم رکھنے کے بارہ مین جاری ہوا (اور
میرزا نے اس غیر مُترقّب (جو بلا انتظار اور بے مشقّت حاصل ہو) مہربانی سے اُن کا شکریہ بجا لاکر بلند بارگاہ مین
پیشکش (نذرانہ) بھیجا اور اس کے بعد میرزا ہمیشہ خطوط اور قاصدون کے دروازے کھلے رکھکر حضرت جہانبانی (ہمایون)
کی تعریفین لکھکر بھیجتا رہا۔ اُن مین سے ایک بار یہ غزل لکھکر آنحضرت کے حضور مین بھیجی۔ ترجمہ غزل۔ تیرا حسن ہمدم
بڑھنے والا ہوجیو۔ تیرا طالع (دیدار۔ نصیب۔ اختر) مبارک اور بابرکت ہوجیو۔ جو گرد و غبار کہ لیلی کی راہ سے اُٹھے
اُس کی جگہ مجنون کی آنکھ ہوجیو (جو غُبار کہ تیری راہ سے اُٹھے۔ مجھ غمگین کی آنکھ کا نور ہوجیو۔ جو شخص کہ تیرے

گرد پرکار کی طرح نہ گھوما - وہ اس دائرہ (جہان کے دائرے) سے باہر ہوجیو - اے کامرآن جب تک کہ جہان کو بقا (زندگی - قیام) ہے - زمانہ کا بادشاہ ہمایون ہوجیو - اور یقیناً اُس کی دُعا قبولیت تک پہنچی تھی کہ اپنی کم اخلاصی کی وجہ سے اعتبار کے دائرہ بلکہ ہستی کے دائرہ سے باہر آیا جیسا کہ اپنے موقع پر بیان ہوگا - حاصل آنحضرت ذاتی مہربانی کے تقاضے سے ظاہر پر نظر ڈال کر شاہانہ مہربانیون کا شامل کیا گیا رکھتے تھے اور خاص توجہ سے غول کے انعام کو وسیلہ ٹھہرا کر حصار فیروزہ اُس کو عطا فرمایا اور ہمیشہ میرزا ظاہر کا لحاظ رکھ کر فرمانبرداری کی جگہ مین کھڑا ہوتا تھا اور مہربانیون کا شامل کیا گیا اور عنایتون کا گھیرا گیا ہوتا تھا - اور ۹۳۳ھ ہلالی مین میرزا کامران نے قندھار کی حکومت خواجہ کلان بیگ کو دی اور اسکا سبب یہ تھا کہ میرزا عسکری کابل کو آتا تھا راہ کے درمیان ہزارون سے جنگ کر کے شکست پائی میرزا کامران کو یہ ناپسند ہوا اور قندھار کو اُس سے بدل دیا -

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی پاک سواری کا بنگالے کے تابع کرنے کے لئے کوچ کرنا اور پھر اُس ارادہ کا توڑ دینا اور مستقر خلافت (دار الخلافت) کی طرف لوٹنا

جب حضرت جہانبانی کا پاک دل نگاہداشتہ ملکون کے مشکل بڑے کامون سے فارغ ہوا ۹۴۱ھ مین ارادے کی باگ شرقی ملکون کے فتح کرنے کے لئے پھیری کہ اقبال کی قوت سے بنگالہ کے ملک فتح ہووین - اقبال کے جھنڈے قبضہ کنار مین جو کالپی کی حدود مین ہے پہنچے تھے پر تیز ساعت مین پہنچا کہ سلطان بہادر نے قلعہ جیپور کا محاصرہ کیا ہے اور بہت سے لوگ تاتار خان کی ہمراہ کئے ہین اور وہ تباہ خیال رکھنے کی وجہ سے ناممکن (بیہودہ) خیال سر مین رکھتا ہے - آنحضرت نے جاگتے نصیب کی مشورہ کے موافق ماہ جمادی الاولی ۹۴۱ھ مین فتحالفتون کے دفع کرنے کے لئے توجہ مقرر فرما کے (دل مین ٹھان کے) لوٹنے کا نقارہ بلند آوازہ کیا تجربہ کار روشن دل لوگون پر پوشیدہ نہین ہے کہ سلطان بہادر ہمیشہ اپنے خیال مین بہت اونچی اُڑان اڑتا تھا (بہت بڑے بڑے خیال باندھتا تھا) اور تباہ آرزو کا کانٹا جان کے حلق مین ٹوٹا ہوا رکھتا تھا (ہمیشہ اس آرزو مین بیقرار رہتا تھا - لیکن جب کہ وہ گجرات کی حکومت کے زمانے سے پہلے کہ مجرّد دن (ننگون - لچّون) کی طرح سے پھرتا تھا اور عبرت کی آنکھ سے حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے لڑائی کے کارنامے کہ سلطان ابراہیم کے ساتھ واقع ہوا تھا دیکھے ہوئے تھا کسی طور سے اس بلند خاندان کی فتحمند فوج کا مقابلہ اپنے ساتھ قرار نہین دیتا تھا اور اس بات کو بار بار اپنے خاص رازدارون سے ظاہر کرتا تھا جب تاتار خان نے آکر اُس کو دیکھا (اُس سے آکر ملا) ہمیشہ بیہودہ باتین اُس کے دلنشین کرتا تھا اور ادب کی

چار دیواری (معزز بادشاہ) کا مقابلہ کرنا آسان دکھتا تھا مگر سلطان بہادر اُس پھندے مین نہ آتا تھا (اُس کی بات کو گوش
دل سے نہ سُنتا تھا) یہانتک کہ ایک روز سلطان بہادر نے کھلّم کھلّا صاف طور پر تاتار خان سے کہا کہ مین اس نادر زرگ
فوج کے غلبہ کرنے کا تماشا دیکھ چکا ہون گجرات کا لشکر اُن کا مدّ مقابل (جوڑ کا) نہین ہے۔ مین تدبیرون اور حیلون
سے اُن کے لشکر کو اپنی طرف مطیع بناؤن گا۔ اور اسی ارادے پر خزانون کے دروازے کھول کر زر بخشی (روپیہ لٹانا۔ دینا)
کرتا تھا مگر اس قسم کا لشکر حکم لغو بے بود کا رکھتا تھا (یعنی کہان وہ پاسکتا تھا جبکہ دنیا ہی مین موجود نہ تھا) یہانتک کہ اُس نے
دس ہزار آدمی اپنے ہان نوکر رکھے تھے۔ اسی درمیان مین محمد زمان میرزا یادگار بیگ طغائی کے نوکرون کے اتفاق
(موافقت) سے جو اُس کے نگاہ بان تھے قید خانہ سے نکل کر گجرات کو گیا اور وہان کے حاکم نے اپنے کچّے (ناقص۔ ادھورے۔
بیہودہ) دیوانہ خیال کے موافق کہ بکتا تھا میرزا کے آنے کو غنیمت سمجھ کر اُس کے احوال کی رعایت مین مشغول ہوا (متوجہ ہوا)
حضرت جہانبانی نے سلطان بہادر کو لکھا کہ عہد و پیمان کا تقاضہ یہ ہے کہ جو لوگ کہ خدمت کے حقوق کو نافرمانی (نمکحرامی)
کے ساتھ بدل کر اُس طرف کو بھاگ گئے ہین پکڑ کر بلند درگاہ مین بھیجدو۔ یا یہ کرو کہ اپنے پاس سے ہنکا کر نکال دو تاکہ
یکجہتی (یک طرفی۔ دوستی) کے نشان اہل عالم پر ظاہر ہون۔ سلطان بہادر نے یا تو معاملہ نافہم ہونے یا دُنیا کے
مال و دولت کی مستی (بیہوشی۔ غرور) کے سبب سے جواب مین لکھا کہ اگر کوئی بڑے آدمی کا بیٹا ہمارے پاس پناہ پکڑے
اور کچھ کسی قدر رعایت پاوے تو یہ بات محبّت اور اخلاص کے قاعدے کے مخالف نہین ہوسکتی ہے اور عہد و پیمان کو کوئی
نقصان نہین پہنچا سکتی ہے۔ چنانچہ سکندر لودی کے زمانے مین باوجود اس کے اُن کے اور سلطان مظفر کے درمیان
نہایت درجہ کی موافقت تھی اور سلطان علاؤالدین اُس کا بھائی اور کتنے ایک سلطانون کی نسل رکھنے والے موقع
بموقع آگرہ سے اور دہلی سے گجرات کو آئے اور اُنھون نے یہان مردمی اور جوانمردی کے نشان دیکھے (یعنی اُن سے یہان
مروّت کا برتاؤ کیا گیا) اور یہ بات ہرگز دوستی کے مقدمات مین خلل پڑنے کا سبب نہ ہوا حضرت جہانبانی نے نیکبختی کا
فرمان جواب مین بھیجا اس مضمون کا۔ کہ عہد و پیمان کے راستے پر پائداری اور استواری کی علامت سوائے اس کے
نہین ہے کہ کوئی ایسی بات جو سچائی اور دوستی کے ستونون کے ہلانے کا سبب ہو عمل مین نہ آوے (ترجمہ یکصد و چہل و
۱۴۳ سوم از مکتوبی) تاکہ موافقت (دوستی) کا رخسارہ خلاف کے ناخن سے چھیلا نہ جاوے اور یہ دو بیتین اُس اقبال کے
دفتر مین (بادشاہی نامہ مین) درج تھین اے وہ کہ تو دل سے ڈینگ مارتا ہے کہ وہ (دل) عاشق ہے۔ (اور
بار بار اُس دل سے یہ کہتا ہے کہ طوبیٰ لک یعنی تیرے لئے بشارت ہو۔ یہ تو مجھ کو بتا کہ) تیرے لئے بشارت ہو یہ فقرہ
تیری زبان کا تیرے دل کے ساتھ بھی موافقت رکھنے والا ہے (مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ نہین ہے) دوستی کا درخت
لگا کہ دل کے مقصد (کے پورا ہونے) کا پھل لاتا ہے۔ دشمنی کے درخت کو اُکھاڑ ڈال کیونکہ بے شمار رنج لاتا ہے۔ پناہ
سو ہزار بار پناہ۔ ہماری نصیحت کو ہوش کے کان کے ساتھ سُن کر اُس خوار و ذلیل شخص کو بلند تخت کے پایہ کے نزدیک بھیجدو

یار عایت کا ہاتھ اُس کی تربیت (پرورش) سے روک کر اُس ولایت مین اُس کو مت رہنے دو۔ وگرنہ کونسی دلیل سے موافقت پر اعتماد کرسکتے ہین اور تعجب کی بات ہے کہ تمنے اُس واقعہ کا قیاس علاؤالدین اور اُس کے مانند لوگون کے قضیہ (مقدمے یا واقعہ) پر کیا ہے یہ قیاس مع الفارق (دو چیزون مین فرق کرنے والی بات ہوتے ہوئے دونون کو یکسان سمجھنا) کیسے قبولیت کا درجہ حاصل کرسکتا ہے وہ اَور چیز (بات) تھی اور یہ اَور طرز (دوسری طرح کی بات) ہے (یعنی اگر تم ایسا نہ کرو جیسا کہ ہم نے تم کو لکھا ہے تو پھر کیسے جان سکتے ہیں کہ تم ہم سے موافقت رکھتے ہو اور بڑی عجیب بات ہے کہ تم نے اُس کا اشارہ علاؤالدین اور اُس کے مانند لوگون کی طرف کیا ہے یہ ٹھیک نہین ہے تمہارے خیال مین غلطی واقع ہوئی ہے وہ اور بات تھی یہ اَور بات ہے تمہارا اس واقعہ کا اُس کے قضیہ پر جو قیاس ہے یہ قیاس مع الفارق ہے کہ دو چیزون مین فرق موجود ہوتے ہوئے تم دونون کو یکسان مانے لیتے ہو) اور شاید تم کو تاریخون کے دفترون سے معلوم ہوا ہو گا کہ حضرت صاحبقرانی (امیر تیمور) باوجود اُس خلاف کے جو ایلدرم بایزید سے ظہور مین آیا تھا دل سے روم کی چڑھائی پر مائل نہ تھے اس لئے کہ اشارہ کیا گیا (ایلدرم بایزید) فرنگ سے لڑائی کر رہا تھا لیکن جب قرا یوسف ترکمان اور سلطان احمد جلائر بھاگ کر اُس کے پاس گئے آنحضرت نے کتنی بار اُس کو بڑی بڑی نصیحتون سے اُن کی رعایت سے منع فرمایا جب اُس نے اس بات کو قبول کرنے سے سر پھیرا (انکار کیا) جو کچھ کہ ہمت کی قدرت تھی ظہور مین پہنچا (یعنی جو کچھ آنحضرت کرسکتے تھے اُنھون نے اُن کے ساتھ کیا) سلطان بہادر نے کہ غرور کے نشہ مین اپنے آپے سے باہر تھا ہوشمندون کی طرح جواب نہ لکھا اسی کے درمیان تاتار خان کام سے دُور (بیہودہ) باتین کہ نا عاقبت اندیشون (کم نظرون غافلون) کی فریب دینے والی ہوتی تھین سلطان بہادر سے کہتا تھا اور اُس سے تاکید کرتا تھا کہ اُس کو محفوظ ملکون (شاہی ملکون) کی طرف روانہ کرے اور ظاہر کرتا تھا کہ بادشاہی لشکر عیش کا خوگر (آرام طلب) ہوگیا ہے اور بے فکری کو پسند کرتا ہے اور جیسا کہ سلطان نے (تم نے) دیکھا تھا نہین رہا ہے۔ سلطان بہادر نے فتنہ برپا کرنے والون کی بناوٹی باتون (چھوٹی باتون۔ چکنی چپڑی باتون۔ سخن آرائیون) کی وجہ سے تاتار خان کے روانہ کرنے کے اسباب آمادہ (تیار) کرکے بیس کرڑ قدیم زر (پُرانا سکہ یا روپیہ) گجرات کا کہ دہلی کے رواجی زر کے موافق چالیس کرڑ ہوتا تھا تھنبور قلعہ مین بھیجا کہ تاتار خان کی صلاح (مشورے) کے موافق نئی فوج کی تنخواہ مین خرچ کیا جاے۔ اور تاتار خان کے باپ سلطان علاؤالدین کو ایک بڑی فوج کے ساتھ کالنجر کی طرف بھیجا۔ کہ اُس طرف مین پہنچکر شورش (پریشانی۔ فتنہ وفساد) بڑھاوے یا مچاوے۔ اور برہان الملک بنیانی اور گجراتیون کی ایک جماعت کو نامزد کیا (مقرر کیا) کہ ناگور کی حدون مین دوڑکر (چڑھائی کرکے) پنجاب کا ارادہ کرے اور اس خیال سے کہ فتحمند لشکر مین پریشانی پیدا ہووے یعنی گھبرا اُٹھے اپنے لشکر کو متفرق (پراگندہ۔ جُدا جُدا) کیا اگرچہ تجربہ کار تیز ہوش لوگون نے کہا کہ لشکر کا اکٹھا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے کچھ مفید نہ ہوا اور اُنھون نے (تیز ہوشون نے) پیمان توڑنے کی نامبارکی کو بھی اشارہ کنایہ سے اور صاف طور پر

ظاہر ہونے کی تختی پر لکھا (یعنی اُنھون نے اشارہ کنایہ اور صاف طور سے ظاہر کیا کہ عہد و پیمان کا توڑنا بہت بُری بات
۹۳۹ ہے) فائدہ نہ کیا اور اُس نے اپنے دل مین نادرست خیال کو راستہ دیا (ترجمہ صفحہ یکصد و چہل چہارم از کشوری) کہ جبکہ
لودیون کا گروہ ہندوستان کی سرداری کا دعوی رکھتا ہے اُس کی تلاش سلطان کے عہد و پیان مین (میرے عہد و
پیمان مین) کوئی نقصان نہ رکھے گی اور عہد و پیمان کے توڑنے کے نتیجے سلطان کی طرف نہ لوٹین گے۔ یعنی
جب تیز ہوش لوگون نے سلطان بہادر سے کہا کہ عہد و پیمان کا توڑنا بہت نقصان پہنچانے والی چیز ہے تو اُس نے
اپنے دل مین یہ خیال کر کے کہ لودی اس بات کا دعوی کرتے ہین کہ ہندوستان ہمارا ہے۔ پس اب جو لودی اپنے حق
کے پانے کے واسطے بادشاہ سے لڑین جھگڑین تو اس مین میری طرف سے کیا عہد شکنی ہوگی کہ جس کا نقصان مجھے
پہنچے گا) تاتار خان کو بے اصل ارادہ پر دہلی کی طرف روانہ کیا اور اپنے آپ کو خارج (باہر۔ نکلا ہوا۔ الگ۔ جُدا) اور
داخل (اندر آنے والا) کر کے ارادہ کیا کہ قلعہ چیتور کا محاصرہ کرے تاکہ اس قلعہ کو بھی فتح کر لیوے اور حاجت
(ضرورت) کے وقت مین لودیون کی مدد کرنے کے لئے بھی کمر باندھے (یعنی تاکہ دونون باتین حاصل ہوجاوین کہ قلعہ
بھی فتح ہوجاوے اور ضرورت کے وقت لودیون کی مدد بھی کر سکے) پوشیدہ نہ رہے کہ سلطان علاؤالدین کا عالم خان
نام تھا وہ سکندر لودی کا بھائی اور سلطان ابراہیم کا چچا تھا اُس نے سلطان سکندر کے قضیہ کے بعد (مرنے کے بعد)
سلطان ابراہیم کے ساتھ مخالفت کی اور سرہند کی حدون مین سلطنت کا دعوی کر کے سلطان علاؤالدین اپنا
خطاب کیا اور دورُو (منافق۔ جو مُنہ پر کچھ اور کہے اور دل مین کچھ اور رکھے۔ مکّار) افغانون کی ایک جماعت کے اتفاق
سے آگرہ کی رُخ کیا اور سلطان ابراہیم اُس سے لڑنے کے ارادہ پر آیا اور دھولپور کے نزدیک جب دونون فریق اکٹھا
ہوے سلطان علاؤالدین نے لڑائی کی قدرت اپنے مین نہ دیکھ کر شبخون (چھاپا) مارا اور کوئی کام نہ کرسکا اور نقصان
کا مارا ہوا واپس چلا گیا اور مکّاری اور دورُوئی کی راہ سے کابل کو گیا اور ابراہیم شاہی لڑائی مین فتمند لشکر کا شریک تھا
اور تاتار خان گجرات کی طرف گیا اور سلطان بہادر نے اُس کا اعتبار کیا (یعنی اُس سے سازش کی) اور حضرت گیتی ستانی
فردوس مکانی نے ہندوستان کی فتح کے بعد اُس کے دل کے پوشیدہ مقامون پر (دل کے رازون پر) اطلاع پاکر
اُسے بدخشان کو بھیجدیا وہ سوداگر افغانون کی مدد سے قلعہ ظفر سے بھاگ کر افغانستان آیا اور وہان سے بلوچستان پہنچا
اور اُن ملکون سے گجرات کو گیا۔ حاصل کلام جب یہ فوجین روانہ ہوئین تاتار خان ہاتھ خزانون مین رکھکر لشکر کے جمع کرنے
مین مشغول ہوا اور افغان وغیرہ سے چالیس ہزار کے قریب اُس کے پاس جمع ہوگئے یہان تک کہ اُس نے آکر بیانہ
کو گھیر لیا یا لے لیا۔ اور جب حضرت جہانبانی کو کہ مشرقی ملکون کے چڑھائی کرنے اور مطیع کرنے کے لئے کوچ فرمائے ہوئے
تھے یہ خبر پہنچی توجّہ کی باگ پھیر کر بہت جلد دار الخلافہ آگرہ مین بزرگی کا اُترنا فرمایا اور میرزا عسکری اور میرزا ہندال اور یادگار
ناصر میرزا اور قاسم حسین سلطان اور میر فقر علی اور زاہد بیگ اور دوست بیگ کو اٹھارہ ہزار سوار کے ساتھ اس فتنہ (فساد)

کے دُور کرنے کے لئے روانہ کیا اور فرمایا کہ اس بڑی فوج کا دفع کرنا کہ تباہ خیال کے ساتھ دہلی کی طرف آرہی ہے اصل مین دوسری فوجون کا بڑے اُکھاڑنا ہے پس وہی بہتر ہے کہ اسی فوج کے دفع کرنے پر دلی ارادہ مضبوط کیا جاے اور جب زبردست غلبہ رکھنے والی فوجین مخالف کے لشکر کے نزدیک پہنچین غنیم (دشمن) کے لشکر پر غالب آئین - ہر روز ایک جماعت اُن سے جُدا ہوئی تھی (ترجمہ یکصد و چہل و پنجم از کشوری) چنانچہ مخالف کا لشکر رفتہ رفتہ تھوڑے زمانے مین تین ہزار سوار رہ گیا ۱۴۵
چونکہ اُس نے بڑی ضد (ہٹ) سے یہ لشکر اختیار کیا تھا اور بہت سا روپیہ خرچ ہو گیا تھا نہ ارادہ جانے کا رکھتا تھا اور نہ ارادہ لڑنے کا - آخر کار اپنی جان سے ہاتھ دھو کر مندرایل مین میدان جنگ مین آیا اور جتنی کہ طاقت رکھتا تھا ہاتھ پانون ہلاکر (لڑ بھڑ کر) موت کے تیر کا نشانہ اور خونریز لڑنے والون کی تلوار کی گھاس ہوا اور اس لشکر کے پراگندہ (پریشان) ہونے سے وہی نقشہ کہ جس کا پاک دل (بادشاہ) پر عکس پڑا تھا ظاہر ہوا اور وہ دوسری دو فوجین فتحمند لشکر کے اقبال اور فتحمندی کی شہرت (آوازے) آپ ہی آپ پراگندہ ہو گئین -

حضرت جہانبانی جنّت آشیانی کے گجرات کے تابع کرنے کے لئے کوچ کرنے اور سلطان بہادر کے شکست کھانے اور اُن ملکون کے فتح ہونے کا بیان

ہرچند جہان فتح کرنے والا دل ولایت گجرات کے تابع کرلنے کے خیال سے بے فکر تھا (یا خالی تھا) کہ وہان کا حاکم ہمیشہ موافقت اور اخلاص (سچی دوستی) کا راستہ چلتا تھا لیکن جب جہان کا پیدا کرنے والا (خداے تعالیٰ) چاہتا ہے کہ کسی ملک کو ایک منصف بادشاہ کے آنے کی شوکت سے آراستگی دیوے ضرور اُس کے اسباب تیار کرتا ہے اور اس مضمون یا بات کا سچّا گواہ گجرات کے حاکم کا عمل (کام) ہے کہ ذاتی غرور اور خوشامد گویون کے ہجوم اور مستی اور مستون کی زیادتی اور ہوشیاری اور ہوشیارون کی کمی کے سبب سے بغیر کسی وجہ کے عہد و پیمان کا توڑنا اور ظاہری رابطون (تعلقون) کا توڑنا کرکے اتنی نامناسب باتون کے نکلنے (ظاہر ہونے) کی جگہ ہوا اسلئے بلند ہمّت نے اس بات کی خواہش کی کہ بلند شہر (شاہی لشکر) گجرات کی متوجہ ہوئے (جاوے) اور ۹۴۱ھ ہجری جمادی الاولیٰ کے آغاز مین دولت کی رہبری اور اقبال کی رہنمائی کے ساتھ مبارک گھڑی مین ارادہ کا پانون رکاب مین رکھکر اقبال کی باگ گجرات کے تابع کرنے کے ارادہ پر پھیری جب قلعہ راسین کے نزدیک بزرگی کا اُترنا واقع ہوا - قلعہ کے لوگون نے عرضیان قیمتی پیشکشون (تحفون نذرانون) کے ساتھ بھیجین کہ قلعہ بادشاہ کا ہے اور ہم بادشاہ کے بندے ہین جبکہ سلطان بہادر کا کام انجام پا جائے گا یہ قلعہ کیا ہوگا - سچ تو یہ ہے کہ چونکہ ارادہ گجرات کے ملکون کے فتح کرنے کا تھا وہان نہ رُکے اور ولایت مالوہ کی طرف متوجہ

ہوئے اور جب سارنگ پور اقبال کے خیمون کی خیمہ گاہ ہوا جہان کی فتح کرنے والی یورش (حملہ آوری) کا آوازہ اور فتحمند
جھنڈون کا کوچ کرنا منزل بہ منزل سلطان بہادر کو قلعہ چتور کا محاصرہ کئے تھا پہنچا غفلت کی نیند سے جاگا اور اپنے ملازمون
سے مشورہ کیا ایک جماعت نے اس پر اتفاق کیا کہ قلعہ کی مہم ہر وقت میسّر ہے اور قلعہ کے لوگون سے بالفعل (سردست)
کوئی نقصان نہین پہنچتا ہے وقت کے مناسب وہ ہے کہ قلعہ کی مہم کو موقوف رکھکر (ترجمہ صفحہ[۱۴۶] یکصد و چہل و ششم) ہم ۱۴۶
بادشاہی لشکر کے مقابل ہووین۔ صدر خان نے جو علم و فضل کی جماعت کا سردار تھا اور بلند مرتبہ رکھنے والے سپاہیون کے
دائرہ مین تھا اپنی رائے کی پختگی اور تدبیر کی درستی سے کہا مناسب وہ ہے کہ قلعے کے کام کو کہ ہم قریب انجام پہنچا چکے
ہین انجام کو پہنچالیین اور ہم کہ بیدینون کے مقابلہ کو آئے ہوئے ہین بادشاہ اسلام ہمارے اوپر چڑھائی نہین کریگا
اور اگر آئے تو ہم اُس وقت اُس لڑائی کے چھوڑنے اور اُس کے ساتھ لڑنے مین صاحب عذر ٹھہرین گے۔ یہ راے
سلطان بہادر کو پسندیدہ خاطر ہوئی اور پامرداری کے ساتھ قدم جمایا یہان تک کہ تیسری ماہ رمضان سنہ ۹۴۱ ہجری مین
سلطان نے قلعہ چیتور کو فتح کر لیا اور شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ اقبال کے خیمون کی خیمہ گاہ اُجین کا میدان تھا
جب سلطان بہادر کی دلیری برتر ساعت (شاہی کان) مین پہنچی آنحضرت نے بھی بہت جلد توجہ فرمائی (روانہ ہوئے)
اور مندسور کے اطراف مین جو مالوہ کے مضافات (متعلقات) سے ہے ایک پانی کے تالاب کے کنارے جو بڑے ہونے
اور پھیلے ہونے مین ایک دریا تھا اس کے دونون طرف لشکر اُترا۔ اور حضرت جہانبانی کے ہراول (وہ فوج جو سب سے
آگے جاتی ہے) کے درمیان یکچہ بہادر اور ایک جماعت اور سلطان بہادر کے ہراول کے درمیان سید علی خان اور میر مقیم
کہ خراسان خان خطاب رکھتا تھا لڑائی ہوئی اور مخالفون کو شکست ہو گئی اور سلطان بہادر بھی شکستہ خاطر ہو گیا
تاج خان اور صدر خان نے اُس سے کہا ہمارا لشکر نے تازہ طور پر (حال ہی مین) چیتور کو فتح کیا ہے اور ابھی تک
کچھ ایسی مار اور لڑائی (مار دھاڑ) بادشاہی لشکر کی نہین دیکھی ہے امید ہے آیندہ قوی دل ہو کر لڑائی کے کام مین
مشغول ہوگا اب دیر نہ لگانا چاہئے اور لڑائی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ رومی خان نے کہ جس کی سپردگی مین توپ خانہ
تھا اور اور بہت سے لوگون نے سلطان سے کہا کہ ہمارے ساتھ ایک بڑا توپ خانہ ہے ایسے آگ برسانے کے سامان
کے موجود ہوتے ہوئے اپنے آپ کو تلوار پر مارنا کیا معنی رکھتا ہے (بے فائدہ کام کرنا ہے) مناسب وہ ہے کہ ارابہ (گاڑی
جس پر توپ چڑھا کرلے جاتے ہین) کا حصار (دائرہ) کرکے اُس کے گرداگرد خندق (کھائی) کھود کر پہلے اس دُور تک
پہنچنے والے ہتیار (یعنی توپ) کو عمل مین لائین تاکہ مخالف کا لشکر روز بروز کم ہوتا قبول کرکے (گھٹ کر) متفرق ہو جائے
یا پراگندہ ہو جلے اور تیر اور تلوار کی لڑائی اپنی جگہ مین ہے آخر کار اسی قرارداد (ٹھہرائی ہوئی بات) پر ٹھہرے۔
ہمیشہ لڑائی کا ہنگامہ گرم ہوتا تھا (خوب زور شور سے لڑائی ہوتی تھی) اور برابر گجراتیون پر شکست پڑتی تھی اور اقبال
(اقبال شاہی) کے ظہورون سے وہ ہے کہ ایک روز بہت سے بہادر اور یکّہ جوان شراب نوشی کی محفل گرم کئے تھے

(شراب نوشی کر رہے تھے) اور ہر ایک مست ہوکر اپنی مردانگی کا ذکر کر رہا تھا اُن مین سے ایک بہادر نے کہ اُس مین معاملہ کے سمجھنے کا ہوش بہت کم باقی رہا تھا کہنا شروع کیا کب تک یہ گپ شپ ہوتی رہے گی آج کے دن کہ غنیم (دشمن) مقابل مین ہے اس کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور اپنے کام کی کھرائی کو ظاہر کرنا چاہیئے (اور اپنی بہادری کا جوہر ظاہر کرنا چاہئے) اور بغیر اس کے فتحمند لشکر (بادشاہی لشکر) کے ہوشیارون کو خبر ہوئے یہ شراب کی مجلس کے شرابخوار لوگ کہ دو سو آدمیون کے قریب تھے (ترجمہ صفحہ یکصد چہل و ہفتم از کشوری) ہتھیار بند ہوکر غنیم کے لشکر کے مقابلے کو روانہ ہوئے جب نزدیک ۱۴۷
پہنچے گجرات کے شریفون یا سردارون سے ایک سردار چار ہزار آدمیون کے قریب اپنے ساتھ لئے لشکر (چھاونی) کے باہر نکل کر نگہبانی کرتا تھا آگے بڑھا اور لڑائی کا میدان ایسا آراستہ ہوا کہ کہنے مین نہین آتا اور گجراتیون کا دل ہاتھ سے گیا اور شکست پاکر اپنے لشکر مین (چھاونی مین) جا گھسے۔ اور یہ لڑاکا لوگ کارنمایان یا یادگار کام کرکے لوٹ آئے اس دلیری اور دلاوری کی شہرت (آوازہ) سلطان بہادر کے لشکر کے آرام کی کھودینے والے (پریشان بنانے والی) ہوئی اور اُس کے اپنے ارابہ کے قلعے سے کم کوئی نکلتا تھا اور ہمیشہ فتحمند سپاہ طرفون مین جاکر غلبہ کے آنے جانے کے راستہ کو لوٹتی تھی یہانتک کہ گجراتیون کے لشکر مین بڑا قحط ظاہر ہوا۔ عید رمضان کے روز محمد زمان میرزا پانسو یا چھ سو آدمیون کے ساتھ دلیری کا قدم آگے بڑھا کر باہر نکلا اور اس طرف سے بھی ایک جماعت لڑنے کو آگے گئی دو تین مرتبہ گراتی تیر پھینک کر بھاگے اور حیلہ اور مکّاری (چھل۔ فریب) سے بادشاہی فتحمند لشکرون کو توپخانہ کے چلنے کے موقع پر (توپخانہ کی زد پر) پہنچایا اور ایکبارگی توپون کو آگ دی (فیر کیے) اُس روز بعضے بادشاہی لوگون کو بدنظر (شکست) پہنچی سترہ روز کے بعد کہ پسندیدہ (شبھ) گھڑی تھی حضرت جہانبانی نے قرار دیا کہ سلطان بہادر کے لشکر کے مقابل جاکر لڑائی کرون۔ اس درمیان مین روز بروز گجراتیون کا کام طرف خوف اور ڈر کے زیادہ تر کھنچتا جاتا تھا (روز بروز گجراتی زیادہ زیادہ خوف و ڈر سے بھرتے جاتے تھے) اور بد دولتی (نحوست) کا اسباب زیادہ موجود ہوتا جاتا تھا۔ یہان تک کہ حضرت دائمی اقبال سے یکشنبہ کے روز اکیسوین شوال مذکور سلطان بہادر نے خود ویران ہوکر حکم دیا کہ تمام ضرب زنون (بالون) اور بڑی دیگون (شاید مراد بڑی توپین ہین) باروت سے بھر کر آگ لگادی کہ سب ٹوٹ کر رہ گئین جب شام ہوئی سلطان بہادر میران شجاع اور پانچ یا چھے اپنے نزدیکیون (مقرّبون) کو ساتھ لے کر خیمہ کے شگاف سے باہر نکل کر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ بھول جانے کی وجہ سے مندو کی طرف چلا گیا اور صدر خان اور عماد الملک شاہی سوار دونون آپس مین اتفاق کرکے بیس ہزار سوار کے ساتھ سیدھے راستے سے مندو گئے اور محمد زمان میرزا بہت سے لوگون کو لے کر فتنہ اور فساد کے لئے لاہور کی طرف گیا اُس روز ایک عجیب شور و غل اور غل غپاڑا گجراتیون کے لشکر سے اُٹھا اور حال کی شاہی لشکر مین ظاہر نہ تھی اور حضرت جہانبانی تیس ہزار سوار لئے شام سے صبح تک ہتھیار بند کھڑے رہے اور غیبی فتح کی سفیدی کے نکلنے کا انتظار کرتے رہے یہان تک ایک پہر دن چڑھے

معلوم ہوا کہ سلطان بہادر مندو کی طرف بھاگ گیا ہے فتحمند لشکر کے بہادروں نے سلطان بہادر کی لشکر مین گھسکر
ہاتھ لوٹ کے لئے کھولا (خوب لوٹا) اور اسباب اور اموال اور ہاتھی اور بہت سے گھوڑے ہاتھ لگے (ترجمہ صفحہ یکصد و
۱۴۸ چہل ہشتم از کشوری) اور خداوند خان جو اُستاد بھی اور وزیر بھی سلطان مظفر کا تھا ہاتھ لگا (گرفتار ہوا) اور آنحضرت
نے اُس کو بادشاہانہ مہربانیوں سے خصوصیت (خاص ہونا) عطا فرما کے اپنی ملازمت مین نگاہ رکھا (اپنے ہان
لاکر رکھ لیا) اور یادگار ناصر میرزا اور قاسم سلطان اور میر ہندو بیگ کو (بادشاہ نے) بڑے لشکر کے ساتھ بھاگے ہوئے
لشکر کے پیچھے بھیجا سچ ہے جو شخص اندھی عقل رکھنے والون (بدعقلون) کی سنگت مین بیٹھتا ہے بدعقل بن جاتا ہے
خاص کر کے ایسا شخص کہ جس نے عہد و پیمان توڑا ہو ایسے جہان کے بادشاہ کے ساتھ کہ سچائی اور راستی و درستی کا
قبلہ ہو۔ اور شعبدہ بازون (بازیگرون ۔ مکّارون) کی طرح آگے آکر فریب دینے کی گوٹ کھیلا ہو۔ یقیناً اُس کو ایسا ہی
روز آگے آئے گا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب صدر خان اور عماد الملک وہان سے روانہ ہوئے سیدھے قلعہ مندو پر چڑھائی
کرنے والے ہوئے اور حضرت جہانبانی نے بھی فتحمند لشکرون کے پیچھے پیچھے چل کر ایک گوشہ مین بزرگی کا اترنا فرمایا
اور قلعہ کا دروازہ اقبال کی خیمہ گاہ ہوا اور رومی خان مخالف کے لشکر سے بھاگ کر ملازمت مین آملا اور سربلندی
کا خلعت پایا اور چودھوین روز سلطان بہادر مختلف راستون سے گھومتا (چکر کھاتا ہوا) جو لی ہیسر کے دروازے سے
قلعہ مندو کے نزدیک آنکلا اور صلح کی بات درمیان مین لایا کہ گجرات اور چیتور جو ابھی ہاتھ آیا ہے سلطان کا ہے
اور مندو اور دہ حدود حضرت جہانبانی کے ملازمون کے متعلق ہووین۔ مولانا محمد بیر علی نے حضرت جہانبانی کی
طرف سے اور صدر خان نے سلطان بہادر کی طرف سے نیلی سبیل مین باہم بیٹھکر قرار دیا۔ اور اسی رات کے
آخر مین قلعہ کے نگہبانی کرنے والے کوشش کی محنت سے تھک گئے تھے ناگاہ قلعہ کے پیچھے سے فتحمند فوج کے
دو سو ۲۰۰ آدمی بعضے سیڑھیان لگا کر اور بعضے رسّیان پکڑتے قلعہ پر چڑھ گئے اور قلعہ کی دیوار سے اپنے آپ کو نیچے ڈالا
یعنی نیچے اُترے اور قلعہ کو جو دروازہ اُس جانب (شاہی فوج کی طرف) تھا کھول دیا اور گھوڑے لاکر سوار
ہوئے اور دوسرے سپاہی دروازے کے راستے سے داخل ہوئے یہ خبر صاحب مورچل (مورچہ) کو کہ ملو خان
مندو کا حاکم تھا اور لقب قادر شاہی رکھتا تھا پہنچی وہ گھوڑے پر چڑھکر دوڑاتا دوڑاتا سلطان کے پاس آیا
سلطان ابھی سو رہا تھا قادر کی آواز سے بیدار ہو کر خواب اور بیداری کے درمیان رُخ طرف بھاگنے کے رکھا اور
تین یا چار آدمیون کے ساتھ باہر کی طرف دوڑا اور راہ کے درمیان بھوپت رائے بیٹا سلہدی کا جو اُس کے
مجلسیون سے تھا بیس سوارون کے قریب پیچھے سے جا کر ملا جبکہ میدان کے سر کے دروازے پر پہنچے فتحمند
فوج کے دو سو سوارون سے قریب روبرو آئے سلطان نے آپ پہلے ان پر حملہ کیا اور کتنے ایک اور پیچھے جا آکر
۱۴۹ ہو گئے (ترجمہ صفحہ یکصد و چہل و نہم از کشوری) آخر فوج کو چیرتا ہوا ملو خان اور ایک اور ملازم کے باہر نکل گیا

اور قلعہ سونگیر پر آیا اور گھوڑون کے رسیان باندھ کر نیچے اُتارا اور خود بھی ہزار تکلیف سے نیچے اُترا اور گجرات کا راستہ لیا اور قلعہ
کے اطراف مین قاسم حسین خان کھڑا تھا بوری نام اوزبکی تے جو سلطان کی نوکری سے بھاگ کر قاسم حسین خان کا ملازم
ہو گیا تھا اُس نے سلطان کو پہچانا اور خان سے کہا خان نے خام کاری (غفلت - بے پروائی) ہستے سُننے کو ناسُنا پا
خیال کیا یہانتک کہ سلطان آدھی جان بچالے گیا اور اُس کے جا پانیر کے قلعہ کے پہنچنے تک ہزار یا پانسو آدمی آکر سلطان
سے ملے جب قلعہ مین پہنچے وہان عمدہ چیزون کے خزانون سے جو کچھ کہ سکا بندر دیپ کی طرف بھیجا بات جب یہانتک پہنچی
ہے تھوڑا سا اس مبارک انجام رکھنے والی فتح کے آغاز سے کہنے سے چارہ نہین ہے جب فتحمندی کا پیشہ رکھنے والے بہادر
ایسی چالاکی عمل مین لاکر سندو قلعے کے اوپر چڑھ گئے اور ایک ایسا یادگار کام ظاہر کیا اُس صبح مین ٹھیک خبر باہر نہین آئی
جب دن کے دو گھنٹے گزرے (دو گھنٹے دن چڑھے) اقبال کے لشکرون کے داخل ہونے کی خبر قلعے کے اندر اور اُس کا
فتح ہونا حضرت جہانبانی کی جاے غرض مین پہنچا آنحضرت سوار دولت ہو کر متوجہ قلعہ کی طرف ہوئے اور دہلی دروازہ
سے داخل ہوئے - صدر خان اُسی طرح پر اپنے سارے لوگون کے ساتھ گھر کے دروازے پر کھڑا لڑائی کر رہا تھا اگرچہ زخمی
ہو گیا تھا پایداری کا پاؤن جائے تھا آخر کار شریف لوگ (سردار) اُس کی باگ پکڑ کر سونگیر کی طرف لے گئے اور بہت سے
آدمی اُس کے ساتھ بھاگ کر وہان قلعہ نشین ہوئے اور سلطان عالم بھی وہان گیا فتح کی نزدیکی رکھنے والی سپاہ نے
تین روز مخالفون کی منزلون (گھرون) کو لوٹا - اُس کے بعد شاہی حکم جاری ہوا کہ لوٹ مار کرنے والے باز رہین - اور
اعتبار کے قابل لوگون کو صدر خان اور سلطان عالم کے پاس بھیجا ان واقفکارون (تجربہ کارون) نے بڑی بڑی
نصیحتون سے اُن کے دلون کو اطمینان بخشا - اور بہت کہنے سُننے کے بعد خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اُن دونون قلعہ نشینون کو
امان دیکر حضور شاہی مین لائے - اور چونکہ سلطان عالم سے کئی مرتبہ فتنہ و فساد نے سر نکالا تھا اُس کی کوچین کاٹ کر
چھوڑ دیا اور شاہانہ مہربانیان صدر خان کے بارہ مین ظہور مین آئین اور اس فتح کے تین روز بعد قلعہ سے نیچے آکر دس
ہزار تجربہ کار بہادر سوارون کو ہمراہ لیکر بہت جلدی کے ساتھ گجرات کی طرف متوجہ ہوئے اور حکم ہوا کہ شاہی لشکر منزل
بمنزل پیچھے چلا آتا رہے جب فتحمند لشکر جا پانیر کے نزدیک ہوا تو اُس نے دروازۂ پیلی کی طرف عماد الملک کے حوض کے
۱۵۰ قریب کہ تین کوس کا اُس کا دورہ ہے کھڑے ہو کر (ٹھہر کر) فوجون کی ترتیب دی (ترجمہ صفحہ یکصد و پنجاہم از کشوری)
جب یہ خبر سلطان بہادر کو پہنچی قلعہ کو مضبوط کر گئے دوسرے دروازے سے کہ تلاوا کی طرف ہے باہر نکلا اور کمبایت کی
طرف بھاگ گیا اور شہر مین اُس کے اشارہ سے آگ لگا دی - حضرت جہانبانی نے شہر مین اقبال کا اُترنا کر کے حکم فرمایا
کہ آگ کو رحمت (مہربانی) کے پانی سے بجھاوین اور میر ہندو بیگ اور دوسرے لوگون کو جا پانیر کی حدود مین چھوڑ کر اور
ہزار سوار اپنی ہمراہ لے کر سلطان بہادر کی طرف مارا مار روانہ ہوئے - سلطان کمبایت مین پہنچکر دیپ کی طرف چل دیا اور سو
جنگی کشتیان کہ فرنگ کے خیال سے اُس نے تیار کی تھین - اُن مین آگ لگا دی کہ ایسا نہ ہو کہ شاہی لشکر اُن مین آ کر

اُس کا پیچھا کرے اور اُسی روز کے آخر کہ وہ دیپ مین گیا حضرت جہانبانی نے کمبایت مین بزرگی کا اُترنا فرمایا۔ اور دریاے شور کا کنارہ اقبال کی خیمہ گاہ ہوا۔ اور وہان سے ایک جماعت کو سلطان بہادر کے پیچھا کرنے کے لیے کمبایت سے روانہ کیا۔ سلطان جب دیپ مین داخل ہو گیا فتحمند سپاہ دیپ کی نزدیکی سے بہت سی غنیمتون (لوٹ کے مال) کے ساتھ لوٹ کر کمبایت مین آئے اور آسمانی مددون سے سال نوسو بیالیس ۹۴۲ مین مندو اور گجرات فتح ہو گیا۔ اور جس کی کہ خدا کی طرف بازگشت (لوٹنا۔ یعنی ہر بات مین خدا پر بھروسہ کرنا) ہے اور اُس کی کسوٹی درست نیّت ہے (یعنی جو کوئی کہ سچّی نیت کے ساتھ خدا پر بھروسہ کرتا ہے) بیشک اُس کا مقصد (دلی آرزو) اُس کی آغوش مین رکھتے ہین اور اس سال کے ماہ شعبان کی پہلی تاریخ میرزا کامران لاہور سے قندھار کو گیا اور شاہ طہماسپ صفوی کے بھائی سام میرزا کے ساتھ ایک بڑی لڑائی لڑ کر فتح کر لیا اور اس سرگزشت کا مختصر حال یہ ہے کہ سام میرزا قزلباشیہ کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ قندھار کو آیا خواجہ کلان بیگ نے قندھار کو بڑی پائداری کے ساتھ آٹھ مہینے تک نگاہ رکھا انھین دنون مین میرزا کامران بڑے سامان کے ساتھ لاہور سے روانہ ہوا۔ اور میرزا کامران اور سام میرزا کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی۔ اور اغزیوار خان کو جو بڑے سردارون سے قزلباشیہ کے تھا اور میرزا سام کا اتالیق تھا لڑائی مین گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور قزلباش کے لشکر سے بہت سے لوگ نیستی کے بیابان کی طرف روانہ ہوئے (مارے گئے) میرزا کامران فتحمند اور فتحیاب لوٹ کر لاہور کی حدون مین پہنچا۔ اور میرزا محمد زمان کی فتنہ انگیزی برطرف ہوئی اور اس اقبال کی داستان کی شرح مختصر طور پر یہ ہے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ محمد زمان میرزا سلطان بہادر کے شکست پانے کے بعد فتنہ انگیزی کے خیال سے لاہور کی طرف روانہ ہوا جب اشارہ کیا گیا (محمد زمان میرزا) سند کی حدون مین آیا شاہ بیگ ارغون سند کے حاکم کے بیٹے شاہ حسین نے اپنے پاس اُس کو ٹھہرنے نہ دیا اور اُس کو لاہور کی طرف رہنمائی کی کہ میرزا کامران قندھار کی طرف گیا ہے اور ایسا بڑا آباد ملک خالی ہے وہان جانا چاہیے۔ بدنصیب میرزا (محمد زمان) میدان کو خالی خیال کر کے لاہور کی طرف آیا اور اُس کو محاصرہ کر لیا (گھیر لیا) اسی عرصہ مین میرزا کامران نے لاہور کے اطراف مین آ کر دبدبہ کا نقارہ بجالایا میرزا محمد زمان گھبرایا اور اُس نے اپنے کام کی تدبیر اس کے سوا کہ پھر گجرات کو لوٹے نہ دیکھی ناامید اور بے سروسامان لوٹ کر پھر اُس ملک کو گیا۔ اور اس سال مین میرزا حیدر گورکان کاشغر سے راہ بدخشان طے کر کے میرزا کامران سے لاہور مین آ کر ملا۔ دوسری بہار مین شاہ طہماسپ خود قندھار کی حدون مین آئے اور خواجہ کلان بیگ نے سارے کارخانون کو توشک خانہ وغیرہ سے (توشک خانہ۔ وہ کمرہ جس مین پہننے کے کپڑے رکھے جاتے ہین) مناسب طریقہ اور قاعدے سے ترتیب دے کر قلعہ اور کارخانون کی کنجیان بادشاہ کے حضور مین قلعہ داری کا سامان نہین رکھتا ہون اور لڑنے کی طاقت نہین ہے اور آ کر دیکھنا اور ملاقات کرنا نمک شناسی کے قانون اور آقا ہونے اور نوکر ہونے کے حقون کی نگہبانی کے مذہب مین جائز نہین ہے۔ ناچار گھر آراستہ کر کے مہمانون کے حوالہ کرتا ہون اور اپنے آپ کو کنارہ کھینچتا

جانتا ہے۔ اور خود ٹتہ اور آچ کی راہ سے لاہور کو آیا اور میرزا کامران نے ایک مہینے اُس کا سلام نہ لیا (یعنی ناراض ہونے
کی وجہ سے اُس کو اپنے حضور میں آنے کی اجازت نہ دی) کہ کس واسطے تو اس قدر نگاہبانی نہ کر سکا کہ میں اپنے آپ کو وہاں پہنچاتا
اور بہت سرگزشت کے بعد میرزا کامران نے سرانجام (ساز و سامان) کرکے دوسری بار قندھار پر حملہ کے متوجہ ہوا میرزا
حیدر کو بڑے بڑے کاموں کے انتظام کے لئے لاہور چھوڑا شاہ طہماسپ میرزا کے رُخ کرنے سے پہلے بداغ خان قچار
کو کہ بڑے سرداروں سے تھا قندھار کی حکومت پر چھوڑ کر چلے گئے تھے میرزا کامران نے پہنچکر قندھار کا محاصرہ کیا بداغ
خان اَمان (پناہ) مانگ کر چلا گیا اور میرزا کامران قندھار پر قابض ہوا۔ اور خوب وہاں اپنا انتظام کرکے لاہور کو لوٹا
بات کہاں تھی کہاں پہنچی۔ وہی بہتر ہے کہ اس سے ہاتھ روک کر مقصود (مطلوب۔ چاہی گئی بات) کی طرف متوجہ
ہوؤں۔ القصہ جب حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) کم لوگوں کے ساتھ کمایت کی حدوں میں بزرگی کا اترنا فرمائے
ہوئے تھے۔ ملک احمد لاد اور رکن داود نے جو سلطان بہادر کے اراکین سلطنت سے تھے اور کولی وارہ کے نزدیک
گزارہ کرتے تھے اُس سرزمین کے کواروں اور کولیوں کے ساتھ عہد و پیمان کیا کہ حضرت جہانبانی (ہمایون) کے
لشکر میں آدمی کم رہ گئے ہیں اس موقع کو غنیمت سمجھ کر رات کے وقت چھاپا مارو اور وہ اس پر آمادہ ہوگئے اور ہوش
اقبال ہونے کے اثروں سے یہ ہوا۔ کہ ایک بڑھیا نے اس بات سے واقف ہوکر اپنے آپ کو بادشاہی خیمہ کے
پاس تک پہنچایا اور درگاہ کے نزدیکوں سے ایک سے کہا کہ ایک ضروری بات ہے میں چاہتی ہوں کہ بغیر کسی کے
وسیلے کے جاکے عرض میں پہنچاؤں جب مبالغہ سکے حد سے گزر گیا اور سچائی کے نشان اُس کے حال کی پیشانی
سے ظاہر تھے اُس نے داخل ہونے کی اجازت پائی اور اُس نے رات کے وقت چھاپا مارنے کے عہد و پیمان کو عرض
میں پہنچایا (یعنی پہلے تو شاہی مصاحب نے اُس بڑھیا سے کہا کہ مجھ کو بتاؤ کہ میں کہدوں لیکن جب بڑھیا نے نہ بتایا
اور یہی کہتی رہتی کہ میں خود ہی کہوں گی وہ بات کسی اور سے کہنے کی نہیں ہے تب چونکہ وہ بڑھیا سچی معلوم ہوتی ہے
اس لئے بادشاہ کے حضور لائی گئی اور اُس نے ساری حقیقت بادشاہ کے روبرو بیان کی) (ترجمہ صفحہ یکصد و پنجاہ و دو
ازکشوری) آنحضرت نے فرمایا کہ یہ دولتخواہی کہاں سے تیرے دل میں پہنچی وہ بولی کہ میرا بیٹا حضور کے لوگوں سے ۱۵۶
ایک کی قید میں ہے میں نے چاہا کہ اس خیراہی کے انعام اور عوض میں اُس کو قید سے چھڑواؤں۔ اور اگر میں نے
جھوٹ بولا ہو تو مجھ کو میرے بیٹے سمیت سزا دیویں حکم شاہی کے موافق اس کے بیٹے کو لاموجود کیا اور دونوں پر
نگہبان مقرر کئے۔ اور خبرداری کی راہ سے فتحمند فوج کو تیار کرکے کنارہ پر کھینچا صبح کے نزدیک چھے ہزار بھیل اور کوار
بادشاہی خیموں پر آلوٹے اور حضرت جہانبانی نے اپنے آپ کو مع اقبالمند فوج کے ایک ٹیلے کے اوپر پہنچایا تھا۔
کواروں نے آکر چھاونی کو لوٹنا شروع کیا اکثر عمدہ عمدہ کتابیں کہ باطنی مصاحب تھے اور ہمیشہ اُن کو اپنے ساتھ
رکھتے تھے ضائع ہوئیں اُن سب سے ایک تیمور نامہ تھا کہ ملا سلطان علی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور اُستاد بہزاد

کا تصویر دار بنایا ہوا تھا اور اب میرے حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کے کتاب خانے مین موجود ہے - حاصل کلام تھوڑے
ہی عرصے مین سلامت کی صبح اقبال کے نکلنے کی جگہ سے نکلی - اور بہادر لوگ کہ بہادری کا طریق رکھنے والے تھے اُن گستاخون
کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سب سیاہ بخت بدنصیبون کو تیرون کی بوچھار سے شکست دے کر پراگندہ کر دیا اور اُس
بڑھیا نے سُرخ روئی پائی اور اپنے مقصد کو پہنچی - اور بادشاہی غضب کی تیزی اور زبردست بادشاہ کے غلبہ کے دبدبے
جوش مین آکر حکم دیدیا کہ کمبایت کو لوٹ لین اور جلا دین - اور اُس کے بعد سلطان بہادر کے پیچھا کرنے سے قطع نظر
کر کے جاپانیر کی طرف شاہی لشکر کا لوٹنا ہوا اور چار مہینے تک اُس قلعہ کو محاصرہ کئے رہے اور اختیار خان کہ قاضی اور ان
قصبہ بزباد سے تھا جو اُس ولایت کے قصبون سے ہے اور نیک چلنی اور کاروائی کے سبب سے سلطان بہادر کے
اعتبار کے لائق لوگون مین داخل تھا - قلعہ کی نگہبانی مین بڑی کوشش بجا لایا اور باوجود اس نگاہبانی اور خبرداری
کے کبھی کبھی باہر کے دروں سے کہ درخت کی کثرت اور جھاڑیون کی زیادتی سے ایسے تھے کہ پیدل مشکل سے گزر سکتا
تھا سوار کا تو کیا کہنا ہے بعضے پہاڑ کے طے کرنے والے لکڑہارے اپنے نفعون کی مصلحت کے لیے ایک راستہ
پیدا کر کے غلہ اور روغن کی قسم سے مہنگا بیچنے کے ارادے پر قلعہ کے دامن مین لے جاتے تھے اور قلعہ کے لوگ رسیان
یا ڈوریان لٹکا کر قیمت نیچے بھیجدیتے تھے اور چیز اوپر کھینچ لیتے تھے جب محاصرہ کی مدت بہت دیر تک رہی ایک روز
حضرت جہانبانی قلعے کی طرفون کی سیر خود دولت و اقبال کے ساتھ فرمارہے تھے اور ایسی جگہ کہ جہان سے لشکر کا گذر
نا ممکن ہو تلاش کرتے تھے ایک مرتبہ ہالول کی طرف سے کہ باغستان تھا سیر کرتے ہوئے آگے گئے وہ لوگ
کہ غلہ اور روغن بیچ کر جنگل کے درمیان سے باہر نکلتے تھے بزرگ نظر مین آئے - حکم ہوا کہ تحقیق کرین کہ یہ لوگ کیا کام
کرتے ہین اُنھون نے کہا ہم لکڑہارے ہین چونکہ لکڑہاری کے اسباب کلہاڑی اور بسولہ ہمراہ نہ رکھتے تھے اُن کی
بات سچ نہ مانی گئی - شاہی حکم ہوا کہ جب تک سچ بات نہ بتائین سزا سے رہائی نہ پائین ناچار اُنھون نے اقرار کیا
کہ حال یہ ہے حکم ہوا کہ آگے آگے چلین اور اُس جگہ کو دکھاوین جب نظر فرمائی دیکھا کہ ساٹھ یا ستر گز کی اونچائی
ہے نہایت ہموار ہین - کہ جس پر چڑھنا نہایت مشکل ہے بادشاہی حکم کے موافق لوہے کی ستر یا اسی میخین حاضر
کین - اور ایک ایک گز کے فاصلے پر داہنے اور بائین پہاڑ کی دیوار مین ٹھونکین اور بہادر جوانون کو حکم ہوا کہ اس
مردانگی کی سیڑھی پر چڑھین بتیس آدمی چڑھے تھے کہ بادشاہ نے بذات خود چاہا کہ چڑھین بیرام خان نے جا کے
عرض مین پہنچایا کہ اس قدر توقف فرماوین کہ آدمی راستے کے درمیان سے اوپر چڑھ جائین اُس وقت خود متوجہ
ہون یہ کہا اور خود آگے بڑھا اور بیرام خان کے پیچھے حضرت جہانبانی نے خود دولت و اقبال کے ساتھ چڑھنا
فرمایا اور آنحضرت اکتالیسوین تھے اُنھون نے خود کھڑے ہو کر تین سو جوانون کے قریب کو اس فولادی سیڑھی سے
سلامت کے ساتھ اوپر اُٹھا لیا اور حکم ہوا کہ فتحمند لشکر کہ مورچون پر مقرر ہوئے تھے قلعہ پر حملہ کرین اندر کے آدمی

اس واقعہ سے بیخبر تھے باہر کے آدمیون کی لڑائی کے لئے متوجہ ہوئے اور اُنھون نے قلعے کے کنگورون سے سر باہر نکالے کہ ایکبارگی ان تین ۳۰۰ سو جوانون نے پیچھے سے آکر تیرون کی بوچھار سے قلعہ کے لوگون کو بیقرار کردیا یا گھبرا دیا اور اس بات کی خبر پاکر کہ حضرت جہانبانی خود پاک ذات کے ساتھ فتح کے درجون پر دولت اور اقبال کے ساتھ چڑھنے والے ہوئے ہین بدعقل مخالفون سے ہر ایک ایک سوراخ مین جا گھسا اور فتح کا نقارہ بلند آوازہ ہوا اور اختیار خان اُس جگہ سے کہ اُس مین تھا اُس سے زیادہ اونچی جگہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر کہ اُس کو مولیہ کہتے ہین چڑھ کر قلعہ نشین ہوا دوسرے روز بادشاہ نے اُس کو امان دے کر بُلا یا وہ باوجود دانائی اور سلطنت کے بڑے کامون کے انتظام کرنے کے حکمت کے علمون سے خاص کرکے ہندسہ اور ہیئت سے بڑا حصہ رکھتا تھا اور شعر اور معمے سے بھی حصہ رکھنے والا تھا یعنی شاعر بھی تھا اور علم معما بھی جانتا تھا۔ بادشاہی مجلس مین بیٹھنے کی اجازت پاکر سارے عالمون کے جلسے مین سربلند ہوا۔ اور بادشاہی مہربانیون سے امتیاز پایا اور سلطنت کے آستانہ کے مقربون مین داخل ہوا اور فاضلون مین سے ایک فاضل نے اس فتح کی تاریخ اول ہفتہ صفر پائی ہے اور جب ولایت گجرات آب مہندری تک سلطنت کے سردارون کے قبضے مین آگئی اور اُس طرف سے کسی شخص کے عمل دخل مین نہ رہی اُس حدود کی رعایا نے سلطان بہادر کو عرضی لکھی کہ ولایت کا محصول کا وقت آپہنچا اور ایسے عامل (کارکن تحصیلدار۔ کلکٹر) کے بغیر کہ تحصیل کے قاعدہ اور قانون کو عمل مین لائے چارہ نہین ہے اگر کوئی مقرر ہووے تو رعایا مال کے ادا کرنے کے ذمہ سے باہر آوے سلطان بہادر اپنے جس ملازم سے کہ یہ بات کہتا تھا اُس کو خاموش پاتا تھا آخر کار عماد الملک نے دلیری کا قدم آگے بڑھا کر اس خدمت کی درخواست کی۔ اس عہد و پیمان پر کہ اس کام کے انجام دینے کے لئے ولایت سے جس جگہ اور جس قدر کہ کسی کو دیوے اُس کی بابت پرسش نہ کی جاوے۔ عماد الملک دو سو سوار لے کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا راستہ مین جن لوگون کو کہ جانتا تھا چند تنخواہین یا چند وظیفے لکھ کر دیدیتا تھا جب وہ احمد آباد مین پہنچا دس ہزار سوار اُس کے پاس جمع ہوگئے جو کہ دو گھوڑے رکھتا تھا ایک لاکھ گجراتی (گجرات کا سکہ ایک لاکھ) اُس کو دیتا تھا تھوڑے عرصے مین تیس ہزار آدمی اکٹھا ہوگئے مجاہد خان جونا گڑھ کا حاکم دس ہزار سوار کے ساتھ آکر اُس سے ملا اور اُن دنون مین حضرت جہانبانی جاپانیر کے قلعے کے فتح کرنے کے سبب سے اور بہت سا مال اور اسباب ہاتھ لگنے کی وجہ سے بزم شاہی کی آراستگی مین مشغول تھے اور ہمیشہ حوض کے کنارے دونون طرف بادشاہانہ جشن اور رنگین محفلین ترتیب پاتی تھین اور فرماندہی (حکومت) کی بہت بڑی شرطون سے یہ ہے کہ خاص خدمتگارون اور نزدیک کے ملازمون کے لئے چند قاعدے مقرر کرین اور ہر ایک گروہ مین ایک دُوراندیش خبردار عقلمند شخص کو مقرر فرمادین تاکہ ہمیشہ ان لوگون کے اُٹھنے بیٹھنے اور رہنے سہنے اور آنے جانے سے باخبر رہے اور بُری سنگت سے کہ بُرے خیالات کے ماں اور باپ بُری صحبت ہے یعنی بُری سنگت سے بُرے خیال پیدا ہوتے ہین۔ نگاہبانی کرے خاص کرکے ایسے وقت مین کہ

زمانے کے بادشاہ کے آگے کاروبار کی زیادتی نے چھوٹی چھوٹی باتون پر پردہ ڈال رکھا ہو۔ اور صرف انھین پربس کرکے
خبر پہنچانے والے سچے اچھے کام کرنے والے مقرر فرماوین تاکہ ہمیشہ اس جماعت کے ولی آرزو کا لبّ لُباب (خلاصہ) اور
احوال کی حقیقت بادشاہ کے کان مین پہنچاتے رہین۔ وگرنہ بہت سے کم حوصلہ رکھنے والون کو بادشاہ کی بزرگی اور عظمت
کے ساتھ ہمیشہ حاضر باش ہونے کی وجہ سے لحاظ و ادب گھٹ جاتا ہے اور نزدیک ہونے یا مقرب ہونے کی شراب
یعنی غرور اُن کو بیہوش کرکے ہمیشہ کے نقصان کے بیر پھیلنے کی جگہ مین ڈالتی ہے اور بڑے بڑے فساد اس بدمستی سے
ظاہر ہوتے ہین جیساکہ اس وقت مین پیدا ہوا یا ظاہر ہوا اُس کی شرح یا مفصل بیان یہ ہے کہ اس احوال کے
درمیان غیبی فتوحات کی شادمانی (وہ خوشی جو خدا کی دی ہوئی فتحون کی وجہ سے ظاہر ہوئی تھی) روز بروز بڑھنے والی
دولت کی محفل آراستہ کرنے والی تھی۔ کتنے ایک ناقص ذات کم حوصلہ لوگون نے کہ سرنوشت (تقدیر) کے موافق
شاہی مجلس کے گرد کھڑے ہونے والون کے اندر دخل پائے ہوئے تھے کتابدار اور سلحدار (ہتھیارون کا داروغہ)
اور دوات دار اور ایسی ہی دوسرے لوگون کے ساتھ اتفاق کرکے باغستان ہالول کے اندر کہ جس کے پھولون
کی بو جنون کی دیوانگی کو تازہ کرتی تھی اور اُس کی دل لبھانے والی ہوا بجھے ہوئے (سرد) خون کو جوش مین لاتی تھی
(گرم بناتی تھی یعنی مرجھائے ہوئے دلون مین ولولہ اور جوش پیدا کرتی تھی) جاکر صراحی اور جام کی محفل ترتیب دی
اور مستی اور سرور کے عالم (حالت) مین کہ عقل اور ہوش کے اسباب کو لوٹ کے حوالے کرچکے تھے۔ کتاب ظفرنامہ درمیان
مین رکھ کر سیرے حضرت صاحبقران (امیر تیمور) فتحمند احوال کا آغاز پڑھتے تھے کہ آنحضرت دولت و اقبال کی بہار
کے آغاز مین جان صدقے کرنے والون سچے نوکرون سے چالیس آدمی ہمراہ رکھتے تھے۔ (ترجمہ صفحہ ۱۵۵ از کشورکی) ١٥١
اُنھون نے ایک روز ہر ایک سے دو دو تیر لیے اور اُن کو ایک جگہ یعنی باہم یا اکٹھا باندھ کر ہر ایک کو دیا کہ اُن کو توڑے
ہر چند ہر ایک نے اُن بندھے ہوئے تیرون کو اپنے زانون پر رکھ کر زور کیا کچھ فائدہ نہ ہوا یعنی تیر نہ ٹوٹے اور جب
اُن تیرون کو جُدا کرکے ہر ایک کو دو دو تیر دیے ہر ایک نے اُن کو توڑ ڈالا۔ آنحضرت (امیر تیمور) نے فرمایا کہ ہم چالیس
ہین اگر اس تیر کی گڈّی کی طرح یکدل اور متفق ہو جاوین جس مقام کی طرف کہ متوجہ ہووینگے فتحمندی ہمارے
ساتھ ہوگی وہ اس درست اندیشے اور بلند خیال کے ساتھ ہمت کی کمر مضبوط کرکے ملک لینے کی طرف متوجہ ہوئے
تھے۔ اُن بے عقل بیخبرون نے اس سرگزشت کو سنکر یہ خیال نہ کیا کہ ہر ایک ان چالیس شخصون سے ایک لشکر تھا آسمانی
مدد کا۔ صرف وہ صورت یعنی ظاہر پر قیاس و اندازہ کرکے بُرے خیال مین پڑے اور جب اُنھون نے اپنے آپ کو گنا
چارسو شمار مین نکلے دیوانگی اور بیہوشی کے سبب سے اتفاق کے مضمون کو چارسو کے شمار مین بہت قوی پاکر اپنے
دل مین مضبوط ارادہ کیا کہ دکن کو فتح کرین اور اُس بدمستی مین موت کے راستہ کی تنہائی اور ناہموائی کا میدان طے
کرنے لگے دوسرے روز ہر چند ان ترکیون کا دُور تک نشان ڈھونڈھا یا ان لوگون کا کہ ظاہر مین نزدیک تھے

اور حقیقت مین بے وفائی کے سبب سے دُور تھے نشان ڈھونڈھا کوئی اثر اور نشان نہ پایا آخر کار اُن کے بُرے خیال
کا سُراغ یا پتہ و نشان لگا کر ہزار آدمی اُن کے پکڑنے کے ارادہ پر مقرر فرمائے تھوڑے عرصے مین اُن موت پہنچے ہوئے
(مرنے والے) بدنصیبون کو ہاتھ اور گردن باندھ کر (مشکین باندھ کر) شاہی دربار مین لائے۔ سہ شنبہ کا روز تھا کہ
آنحضرت سُرخ رنگ کا لباس جلّادِ فلک کے لباس کی مانند (بہرام اس کو عربی مین مرّیخ کہتے اور نجومی جلّاد فلک بتاتے)
پہنکر قہر و غضب کی کرسی پر بیٹھے۔ اور گناہگارون کی جماعت کو گروہ گروہ کر کے لاتے تھے اور بادشاہ ہر گروہ کے بارہ
مین اُس کی قسمت کی تحریر (لکھے) کے موافق اور کمال عدل و انصاف کے موافق حکم فرماتے تھے بعضوں کے ہاتھ بلند حکم
پہاڑ ایسا بدن رکھنے والے ہاتھیون کے پاؤن مین روندوایا اور بعضون کے کہ اُنھون نے ادب کے دائرے سے سر
باہر نکالا تھا سر تن سے جُدا کرنے کا حکم دیا اُن لوگون نے کہ ہاتھ کو پاؤن سے نہ پہچانکر بُرے خیال کے ساتھ ہاتھ مارا تھا
یعنی بُرے خیال کو اختیار کیا تھا بے ہاتھ او پاؤن کے ہوئے یعنی ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے گئے۔ اور جس فرقہ نے
کہ خود بینی (مغرور ہونے) کی وجہ سے بادشاہی احکام پر کان نہ دیا تھا بے کان اور ناک کے بنے۔ اور اُس جماعت
نے کہ ارادہ کی اُنگلی کا سر خطا کے حرف پر رکھا تھا اُنگلی کا نشان ہستی مین نہ دیکھا ان مقدمات اور احکام
کے ختم ہونے کے بعد مغرب کی نماز کا وقت پہنچا۔ امام نے کہ جو بیوقوفی سے خالی نہ تھا پہلی رکعت مین سورہ اَلَم تَرَ کَیفَ
(اس سورت مین خداے تعالےٰ نے حضرت پیغمبر صاحب کو اُن کو اصحاب فیل کی خبر دی ہے جو کعبۂ خدا کے ڈھانے کو
آئے تھے مگر بحکم خدا ابابیلون نے سنگریزے اپنی چونچون سے اُن پر پھینک پھینک کر اُن سب کو رائی کائی کر دیا اور
اس طرح وہ سب ہلاک ہو گئے) پڑھی۔ سلام سے فارغ ہونے کے بعد آسمان البابدلا لینے والا حکم جاری ہوا کہ امام کو ہاتھی
کے نیچے ڈالین کہ اُس نے قصداً سورۂ فیل کنایہ کے طور پر پڑھا ہے اور اس انصاف کو ظلم بتایا ہے اور بُرا شگون نکالا ہے
مولانا محمد پرغلی نے عرض کیا کہ یہ امام قرآن کے معنی نہین جانتا ہے لیکن چونکہ غضب کی آگ کا جوش شعلہ نکالے تھا اُس نے
عتاب کے خطاب کے سوا جواب مین نہ سُنا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب امام کی سادہ لوحی (نادانی) کی شعاع پاک دل کے کنارے
پر چمکی اور غضب کی آگ کے شعلے نکلنے بند ہوئے بڑا افسوس فرما کر ساری رات گریہ وزاری مین گزاری اور ان کامون کے انجام
دینے کے بعد تردی بیگ خان کو چاپانیر مین چھوڑ کر فتحمندی کے جھنڈون کو احمد آباد کی طرف متوجہ کیا اور آب مہندری
کے کنارے پر بزرگی کا اُترنا فرمایا اور عماد الملک بھی دلیری کر کے آگے بڑھا شاہی لشکر کے ہر کوچ کے ساتھ وہ بھی کوچ کرتا
تھا قصبہ نریاد اور محمود آباد کے درمیان میرزا عسکری کے ساتھ کہ ہراول تھا اور کتنی منزل آگے چل رہا تھا مقابل ہوا اور
بڑی لڑائی ہوئی اور میرزا کو شکست ہو گئی اتنے مین یادگار ناصر میرزا اور قاسم حسین خان اور ہندو بیگ بڑی جماعت کے ساتھ
جا پہنچے اور اقبال کے جھنڈے کو بلند کر کے بادشاہی عظمت کے کوکبہ (کوکبہ۔ ستارہ۔ شکوہ۔ وہ نشان جس مین فولادی گولا
لگتا ہے اور شاہون کی سواری کے آگے چلتا ہے) کے پہنچنے کا گرد و فر مخالفون کے کان مین پہنچایا۔ کہ دیکھو یہ شاہی شکوہ

آگیا یہ بات کتنا تھا اور آواز کا دشمنون کے کان مین پہنچا اور یادگار ناصر میرزا کو فتح پایا اور مخالفون کا شکست کھانا یادگار ناصر میرزا چونکہ سب آگے آگے تھا اُن سے مقابلہ ہوا۔ اور مخالفون کی جانب سے عالم خان لودہی اور کئی ایک اونہ سنے بڑی کوشش کی تو عماد الملک آدھی جان سلامت لیکر باہر نکلا شجاعت خان کا باپ درویش محمد قراشیر اُس لڑائی مین شہید ہوا اسی درمیان مین بادشاہی جھنڈے بلند ہوسے اور فتح پر فتح نے صورت دکھائی۔ جس وقت کہ آنحضرت کا پاک لشکر پہنچا تین ہزار سے زیادہ اور چار ہزار سے کم مخالف کے آدمی مرے پڑے تھے خداوند خان سے شاہ نے پوچھا۔ کہ اور کچھ لڑائی کا احتمال باقی رہا ہے یا نہین اُس نے جواب دیا کہ اگر وہ سبروص (جس کو سفید داغ کا مرض ہو) یعنی عماد الملک خود اس لڑائی مین تھا تو لڑائی ختم ہوگئی اور اگر وہ خود موجود نہین تھا تو ظاہر ہے کہ ایک اور حرکتِ مذبوح (تھوڑی سی حرکت جیسے ذبح کئے جانور مین ہوتی ہے) احتمال کی گئی ہے۔ اس بات کی حقیقت کے جاننے کے لئے آدمی مقرر ہوئے۔ دو زخمی آدمیون سے کہ مردون کے درمیان اوہ مرے پڑے تھے ظاہر ہوا کہ یہ لڑائی عماد الملک کی سرداری مین تھی دوسرے روز بلند شوکت شاہی لشکر نے کوچ کیا اور آگے بڑھ کر بزرگی کا اُترنا فرمایا اور میرزا عسکری اقبال کے لشکرون کے ساتھ ویسی ہی آگے آگے چلتا تھا اور جب حوض کانکریہ پر طرف اقبال کی خیمہ گاہ ہوا میرزا عسکری نے عرض مین پہنچایا کہ اگر سارا لشکر شہر مین داخل ہوگا باشندون کو آزار پہنچے گا حکم ہوا کہ چوبدار شہر کے ہر دروازے پر موجود رہین اور میرزا عسکری اور اُس کے لوگون کے سوا کسی اور شخص کو اندر جانے دین اور جب سعادت کے ساتھ کوچ کرکے سرکیج کے اطراف مین کہ ایک دلکش آباد مقام ہے بزرگی کا اُترنا فرمایا تیسرے روز عزت کی بارگاہ کے خاص لوگون کے ساتھ شہر کی سیر کو نکلے۔ اور اُس کے بعد گجرات کی مہمون کے انتظام کے لئے توجہ صرف فرماکے شایستہ سرانجام دیا اور ہندو بیگ کو ایک بڑی جماعت کے ساتھ چھوڑا کہ جہان کہین کمک کی حاجت پڑے اپنے آپ کو وہان پہنچاوے اور پٹن میرزا یادگار ناصر کو عنایت فرمایا قاسم حسین سلطان کو بروچ اور نوساری اور بندر سورت عطا فرمایا اور دوست بیگ ایشک آقا نے کمبایت اور بروده پایا اور محمود آباد میر بوچکہ بہادر کے لئے خاص ہوا۔ اور جب گجرات کی مہمون کا انتظام ہوگیا دولت اور اقبال کے ساتھ بندر دیپ کی طرف متوجہ ہوئے جس وقت کہ شاہی لشکر وندوقہ سے کہ احمد آباد سے تیس کوس پر گزرا تھا دار الخلافہ آگرہ سے دولتخواہون کی عرضیان پہنچین کہ چونکہ شاہی جھنڈے۔ بادشاہی کی جائے بازگشت کے پائے سے بہت دور ہوگئے ہین حدون کے سرکشون نے بغاوت اور سرکشی کا سر اُٹھاکر فساد برپا کرنے کے لئے ہاتھ کھولا ہے اور مالوہ سے بھی تیز رفتار قاصد آئے کہ سکندر خان اور ملو خان نے خروج (نکلنا) کیا اور معتز نور جاگیردار سرکار ہندیہ کے سر پر آئے اور وہ اپنے اموال کو لیکر اوجین کو آیا اور سارے سپاہی کہ اُس طرف مین جابجا مقرر تھے اوجین مین جمع ہوگئے اور فتنہ برپا کرنیوالون نے بڑی جمعیت (بڑی تعداد) کے ساتھ شہر کا محاصرہ کرلیا ہے اور اوجین کا حاکم درویش علی کتابدار بندوق کے زخم سے گزر گیا اور باقی قلعے کے قلعہ نشینون نے امان طلب کی ہے۔ دُنیا کے آراستہ کرنے والے (بادشاہ) نے اس پر قرار پائی کہ

لوٹ کر چند روز مالوہ مین ٹھہر کر مندو کو اقبال کے تخت کی جاے قرار بنائین تاکہ مالوہ بھی فساد برپا کرنے والون سے پاک صاف ہوجاوے اور ولایت گجرات بھی کہ از سر نو فتح ہوئی ہے باقاعدہ قبضہ مین ہوجاوے اور فتنہ اور فساد کا شعلہ جو اُس سلطنت کی حدود مین بھڑک رہا ہے بجھ جاوے اسلئے گجرات کو میرزا عسکری اور امیرون کے ایک گروہ کے حوالہ کر کے لوٹنے کی باگ پھیر کر کمبایت مین اُترنا فرمایا اور وہان سے برودہ اور بروچ کی طرف اور وہان سے سورت کی جانب اقبال کی باگون کا پھیرنا فرما کر اُس راستے سے اسیر اور برہان پور کی سیر کے لئے توجہ فرمائی اور سات روز برہان پور مین توقف کر کے وہان سے کوچ فرمایا اور قلعۂ اسیر کے پہلو سے گزر کر مندو کو خیمہ گاہ فتح اور اقبال کا بنایا اور فتنہ جمع کرنے والے اقبال کے جھنڈون کا آوازہ سُنتے ہی پریشان ہو کر ایک ایک گوشہ مین جا گھسا اور آنحضرت کو آب و ہواے مالوہ پاک مزاج کے موافق آئی اور اکثر دولت کے ملازمون کی جاگیر اُس ولایت مین فرمائی اور کامرانی اور کامبخشی کے دروازے زمانے کے مُنہ پر کھولے۔

میرزا عسکری کا گجرات کو خیالِ فاسد کی وجہ سے چھوڑنا

جو بزرگ کہ دولت اور نعمت کی قدر نہ پہچان کر ناشکر گزاری کا راستہ چلتا ہے اپنے ہاتھ سے کلھاڑی اپنے پاؤن پر مارتا ہے اور اپنے زور سے ہلاک کے غار مین پڑتا ہے۔ اور اس بات کی مثال میرزا عسکری اور گجرات کے امیرون کا احوال ہے کہ اُنھون نے تنگ حوصلہ ہونے کی وجہ سے تھوڑی سی کامیابی پر طرح طرح کے اندیشے اپنے دل مین لائے اور نالائق زندگی سے اوّل خلاف کی گرد آپس مین ظہور مین لائے اور نفاق (دوروئی) کے غبار نے اُن کے احوال کے میدان کو تاریک کیا چنانچہ تین مہینے کے قریب گزرے تھے کہ مخالفون نے فتنہ کی گرد اُٹھائی۔ خان جہان شیرازی اور رومی خان نے کہ صفر نام رکھتا تھا اور سورت کا قلعہ اُس کا بنایا ہوا ہے آپس مین اتفاق کیا ولایت نوساری کو کہ قاسم حسین خان کے ایک رشتے دار عبداللہ خان کے قبضہ مین تھا لے لیا اور عبداللہ خان اُس طرف کو چھوڑ کر بروچ مین آیا اور اسی وقت کے نزدیک بندر سورت بھی اُنھون نے قبضہ مین کر لیا خان جہان خشکی کے راستے سے بروچ کو روانہ ہوا اور رومی خان دریا کے رستے جنگی کشتیون پر سوار ہو کر توپ اور بندوق کے ساتھ بروچ کو آیا قاسم حسین خان ہاتھ اور پاؤن گم کر کے جا پانیر کو روانہ ہوا اور وہان سے احمد آباد کی طرف میرزا عسکری اور ہندو بیگ کے پاس آیا کہ کمک لیوے اور سید اسحٰق کہ سلطان بہادر سے خطاب شتاب خانی کا رکھتا تھا کمبایت کو تصرف مین لایا اور یادگار ناصر میرزا عسکری میرزا کی طلب مین پٹن سے احمد آباد کو گیا اور دریا خان اور محافظ خان رائسین سے نکل کر سلطان کے پاس دیپ کو گئے پٹن کو خالی پا کر قبضہ کرنے والے ہوئے۔ اور نہایت بے بوجھی اور بے تدبیری کی وجہ سے حال اس حد تک پہنچا کہ غضنفر نامی یادگار ناصر میرزا کے نوکرون سے جدا ہو کر سلطان بہادر کے پاس گیا اور سلطان کے آنے کی تحریر کرنے والا ہوا اور اُس کے

دولت خواہون کے نوشتے (عرضیان) پے درپے گئین یہانتک کہ سلطان بہادر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ اور جلدی سے
سرکیج کے نزدیک اُترا عسکری میرزا و یادگار ناصر میرزا و ہندو بیگ و قاسم حسین خان بیس ہزار سوارون کے قریب سلطان
کے بے پروا ہراول کے پیچھے جا کر اُترے تین رات دن مقابلہ رہا۔ اور چونکہ نہ حضرت جہانبانی کے ساتھ درست اخلاص
رکھتے تھے اور نہ بہتہ رائی اور نادرست اندیشہ سے پاک و جُدا تھے۔ بغیر لڑائی لڑے ہوئے جانپانیر کی طرف روانہ ہوئے
اور طرح طرح کے نقصان ظہور مین آئے۔ مثل ہے کہ جس پتری مین کھانا اُسی مین چھید کرنا۔ اور شکر کے بیش کرنے کے
موقع پر کوتاہی کا میدان اور کم خدمتی کا صحن طے کرنا۔ ظاہر ہے کہ ایسی ہی روز دکھائے گا۔ خدا پاک ہے مین نے مان لیا
کہ اخلاص اختیار کرنے والا دل کہ ایک بیش قیمت گوہر ہے اور دُنیا کے خراب آباد مین کم ہاتھ لگتا ہے نہین رکھتے تھے
معاملہ دانی اور سوداگری کا نقد کہ اس چار بازار (دُنیا) مین رائج ہے کیون ہاتھ سے دئے ہوئے تھے۔ القصہ سلطان
بہادر کہ ہزار طرح کی اندیشہ مندی رکھتا تھا دلیر ہو کر پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ سید مبارک بخاری سلطان کا ہراول تھا
بادشاہی لشکر کے نزدیک پہنچا چنداول (پچھلی فوج) یادگار ناصر میرزا تھا اُس نے پلٹ کر مردانہ جنگ کی اور سلطان کے
ہراول سے بہت سے لوگون کو قتل کر ڈالا۔ اور میرزا کے ہاتھ مین ایک زخم پہنچا غنیم محمود آباد مین رکا یا ٹھہرا۔ میرزا لوٹ کر
لشکر کے ساتھ ملنے والا ہوا اور میرزا عسکری چونکہ ہمت ہارے ہوئے تھا۔ آب مہندری سے کہ راہ کے آگے تھا بدحواسی
گزرا اور بہت سے فوج کے لوگون نے زندگی کا اسباب نیستی کے بہاو مین ڈوبایا۔ سلطان بھی آب مہندری تک آیا میرزا
جب جانپانیر مین پہنچا تردی بیگ خان مہمانداری کے لازمے بجالایا اور اپنی فرودگاہ کی طرف لوٹ گیا دوسرے روز میرزاون
نے بُرے خیال سے تردی بیگ کو پیغام بھیجا کہ ہم پریشان آئے ہین اور لشکر بدحال ہے قلعہ کے خزانون سے تھوڑا سا
مددگاری کے طور پر ہمارے لئے بھیجدے کہ لشکر کو دیوین اور یہان دم لیکر دشمن کے دُور کرنے کے لئے سبقت کرین
اور مندو تک کہ شاہی لشکرگاہ ہے قاصد چھے روز مین پہنچتا ہے ہم عرضیان بھیجتے ہین تردی بیگ نے اس بات کو
قبول نہ کیا اور میرزاؤن نے اُس کے گرفتار کرنے کی مشورت کی کہ سارے خزانون پر قابض ہوجاوین اور سلطنت میرزا
عسکری کے نام مقرر ہووے اگر ہم سلطان بہادر پر غلبہ پاجائین گے بہتر ہوگا ورنہ چونکہ حضرت جہانبانی کو مالوہ کی
ہوا پسند آئی ہے اور حدود دارالخلافہ آگرہ خالی ہے ہم اُس طرف کو رُخ کرین گے تردی بیگ خان قلعہ سے اُتر کر میرزاون
کے پاس جا رہا تھا کہ راہ کے درمیان یہ خبر اُس کو پہنچی۔ لوٹ کر قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور آدمی میرزاون کے پاس بھیجا
کہ تمہارا یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے میرزاؤن نے کہلا بھیجا کہ ہم جاتے ہین آؤ تاکہ رخصت کرکے بعضی باتین کہکر
ہم روانہ ہووین وہ اُن کے منصوبہ پر آگاہی رکھتا تھا اُن کی بات کا جواب جیسا کہ مناسب تھا دیا اور اُس کی
صبح کو توپ چھوڑی میرزا بدخیال کے ساتھ وہان سے کوچ کرکے گھاٹ گرجی کی راہ سے دارالخلافہ آگرہ کی
طرف روانہ ہوئے اور جب تک فتحمند لشکر جانپانیر کی حدود مین تھا سلطان آب مہندری سے کہ پندرہ کوس جانپانیر

سے ہے نہین گزرا۔ اور جب اُس نے میرزاؤن کے لوٹنے اور اُن کے آگرہ کی طرف جانے کا حال سُنا۔ اور اُن کے بیہودہ خیالون پر واقف ہوا آپ سے گزر کر جانپانیر کے سر پر آیا اور تردی بیگ خان نے باوجود مُحکم ہونے قلعہ کے اور قلعہ داری کے لوازم کے سرانجام کے قلعہ کو چھوڑ کر سلامت کا راستہ اختیار کیا اور منڈو مین بساط بوسی کے شرف سعادت حاصل کرنے والا ہوا۔ اور میرزاؤن کے نادرست ارادون کی صورت کو بہت پاک عرض مین پہنچایا حضرت جہانبانی نے اس بات کا لحاظ کر کے کہ میرزا بے اعتدالی کر کے دارالخلافۃ کی طرف نہ بڑھ سکین چتور کے راستے سے بہت جلدی کے ساتھ کوچ فرمایا اور عمدہ اتفاقون سے وہ ہے کہ راستے کے درمیان چتور کے اطراف مین مل گئے میرزا عاجز ہوئے اور ملازمت کی دولت سے مشرف ہوئے اور آنحضرت نے ذاتی مہربانی اور پیدائشی عفو (معافی) کی وجہ سے اُن کے ناپسندیدہ اعمال کو پیش نظر نہ کر کے اور اپنی عام مہربانی کو اُن کے گناہون معذرت کرنیوالا یا سفارش کرنیوالا بنا کر مطلق زبان پر نہ لائے اور احسان کے فیض کو ضمیمہ عفو بنا کر خسروانہ عنایتون سے امتیاز بخشا اور زمانے کی نامو فتنون سے ایک وہ کہ حضرت جہانبانی کی جلوسی فوج کی توجہ کا باعث ان شہرون سے طرف حدود آگرہ کی ہوئی یہ تھی کہ محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اُس کا بیٹا کہ اطاعت کی شاہراہ سے برگشتگی کر کے بغاوت اور سرکشی کے راستے مین چلے تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ ان دنون مین اُنھون نے پھر ذاتی بے سعادتی کی وجہ سے گمنامی کے گوشہ سے نکل کر سر شورش (فتنہ برپا کرنے) کے لئے اُٹھایا اور یقیناً وہ لوگ کہ اُس کے نابینا کرنے کے لئے مقرر ہوئے تھے اُنھون نے احتیاط کی شرطین پیش نہین پہنچائی تھین اور وہ پرگنہ بالگرام پر حملہ آور ہو کر قنوج تک گئے اور خسرو کوکلتاش کے بیٹون نے کہ وہان تھے امان طلب کر کے قنوج اُن کو دیا۔ میرزا ہندال کہ آگرہ مین تھا اس فتنے کے دفع کرنے کے لئے نکلا بلگرام کی حدود مین آب گنگ سے گزر کر دونون لشکر باہم ملے اور لڑائی ہوئی چونکہ حق ناشناس فتنہ سازون کا کام تنکے کے شعلے کے موافق ہوتا ہے جون ہی کہ اقبال کی نرم ہوا چلی وہ شعلہ بیٹھ گیا اور فتح کی اُتری ہوا چلی اور اقبال کے لشکر نے پیچھا کر کے اُس کو جا لیا اور وہان الغ بیگ میرزا اور اُس کے بیٹے جمع ہو کر پھر لڑنے کو تیار ہوئے اسی درمیان مین شاہی لشکر کے پہنچنے کی خبر خوش گجرات سے طرف دارالخلافۃ آگرہ کے پہنچی۔ بدبخت مخالفون نے پھر لڑائی کے لئے سبقت کر کے شکست پائی اور میرزا ہندال فتح کے ساتھ لوٹ کر بلند آستانہ کے چومنے سے بزرگی حاصل کرنے والا ہوا اور جب حضرت جہانبانی کا بلند مرتبہ لشکر آگرہ مین پہنچا بھوپال رائے حاکم بیجاگر قلعہ منڈو کو خالی پا کر دلیرانہ داخل ہوا اور قادر شاہ بھی منڈو کی طرف پیچھے پیچھے پہنچا اور میران محمد فاروقی بھی برہان پور سے آیا اور سلطان بہادر دو ہفتہ کے قریب جانپانیر مین رہ کر پھر دیپ کو گیا۔ چونکہ حضرت جہانبانی کی بزرگی اور دبدبے کی نظرین اور اس بلند دولت کے اقبال کا حاکم اُس سے برگشتہ تھا جو کام کہ وہ اپنے فائدے کے لئے سوچتا تھا اُس کے نقصان کا سرمایہ ہوتا تھا چنانچہ فتحمند لشکرون سے شکست کھانے اور بزرگی کے لشکرون کے صدمے دیکھنے بعد لوگون کو تحفون اور ہدیون کے ساتھ گورنر فرنگ کے

پاس کہ بندرون کے امیرون سے تھا بھیجکر اپنے پاس اُس کے آنے کی درخواست کی اس درمیان مین کہ میرزا عسکری گجرات چھوڑکر چلا گیا اور سلطان دیپ مین آیا گورنر مع کشتیون اور سپاہیون کے دریا کی راہ سے بندر دیپ مین آیا جب اُس کو اُس کا احوال معلوم ہوا تو اُس نے اپنے دل مین سوچا کہ چونکہ اس وقت مین سلطان ہماری مدد سے بے حاجت ہے ایسا نہ ہو کہ دیکھنے کے بعد بیوفائی سے پیش آوے اُس نے اپنے آپ کو بیمار بنایا اور آدمی سلطان کے پاس بھیجے کہ آپ کے بلانے کے موافق چلا آیا ہون جب تندرستی حاصل ہوگی خدمت مین حاضر ہون گا سلطان ہوشیاری کے بڑے راستے کو چھوڑکر تیسری رمضان ۹۴۳ھ مین روزے کے آخر چند لوگون کے ساتھ کشتی پر سوار ہوکر گورنر کی بیمار پرسی کو گیا۔ اور پہنچتے ہی بدون مرض کے مریض بننے کو تاڑ گیا اور آنے سے پشیمان ہوا فوراً واپس پھرا۔ فرنگیون نے اپنے دل مین سوچا کہ جب ایسا بڑا شکار ہماری قید مین آیا ہے اگر چند بندر اُس سے لے لیوین تو مناسب ہوگا گورنر نے راستے کے سرے پر آکر ظاہر کیا کہ اس قدر توقف کریں کہ ہم بعضے تحفے نظر سے گزران سکین سلطان نے کہا پیچھے سے بھیجدین اور یہ بات کہکر جلدی سے متوجہ اپنی کشتی کی طرف ہوا قاضی فرنگ نے راہ کا سر سلطان پر روک کر اُسے ٹھہرنے کا حکم دیا سلطان نے بے صبری کے ساتھ تلوار میان سے نکال کر اُس کے دو ٹکڑے کر ڈالے اور اُن کی کشتی سے اپنی کشتی کی طرف کودا۔ فرنگ کی کشتیون نے کہ دُور دُور کھڑی تھین نزدیک ہوکر سلطان کو چارون طرف سے گھیر لیا اور لڑائی ہوئی۔ سلطان اور رومی خان پانی مین کود پڑے رومی خان کو فرنگ کے لوگون سے ایک تیراک یا ایک جان پہچان نے ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور سلطان نیچے دریا مین ڈوب گیا اور سلطان کے ہمراہی بھی ضائع ہوگئے اور اس واقعہ کی تاریخ فرنگیون نے بہادر کش ۹۴۳ پائی ہے اور بعضے کہتے تھے کہ وہ سر نکالکر نجات کے کنارے پر پڑا (بعض کا یہ خیال ہے کہ صحیح سالم کنارے پر پہنچا) اُس کے بعد گجرات اور دکن مین کتنی ہی بار یہ غل مچا یا کہ لوگون نے اُسے دیکھا ہے چنانچہ ایکبار ایک شخص دکن مین ظاہر ہوا اور نظام الملک نے قبول کیا کہ وہی ہے۔ اور اُس نے اُس کے ساتھ پولو کھیلا۔ اور بہت بھیڑ اُس کے گرد جمع ہوگئی۔ نظام الملک نے اس ہجوم کو دیکھ کر ارادہ کیا کہ اُس کا کام تمام کر دیوے اور وہ اسی رات خیمہ سے غائب ہوگیا۔ آدمیون نے قطعی طور پر یقین کیا کہ نظام الملک نے اُس کو ضائع کیا یا مار ڈالا۔ ایک روز میر ابو تراب نے کہ گجرات کے بزرگون سے ہے نقل کی۔ کہ ملا قطب الدین شیرازی کہ سلطان بہادر کا اُستاد تھا ان دنون دکن مین تھا وہ قسم کھا کر کہتا تھا کہ یقیناً وہ سلطان بہادر تھا بعضی باتین کہ میرے اور اُس کے درمیان ہوئی تھین اُس کے سوا کسی کو اُن کی خبر نہ تھی مین نے اُن کو ذکر کیا معقول جواب پایا۔ خدا کی قدرت کے وسیع شہر مین اس طرح کی باتون کا ظہور ناممکن نہین بتا سکتے ہین بہر حال جب سلطان اُس روز پانی مین ڈوب گیا اور اُس کے نسبت رکھنے والے خاک پر بیٹھے یعنی تباہ و برباد ہوئے

محمد زمان میرزا نے نیلا لباس سلطان کی مصیبت پر پہنا اور مکاری کے بھیس مین گجرات کے خزانون سے بعض پر قابض ہوا اور بعضے فرنگ کے ہاتھ لگے اور کچھ تھوڑے سے لوٹ مین گئے۔ اور اُس نے اپنی سلطان بہادر کی مان کے ساتھ فرزند ہونے کی نسبت درست کی کبھی تو فرنگیون کے ساتھ سلطان کے خون کا دعوی ظاہر کرتا تھا اور کبھی بہت سا روپیہ پوشیدہ اور پنہان ان کو بھیجتا تھا کہ خطبہ کی تجویز اُس کے نام پر کرین یہانتک کہ چند روز تک مسجد صفا مین خطبہ اُس کے نام پر پڑھا گیا اور ایک مدت تک اُس نے آوارگی مین انھین جگاہون مین گذاری۔ یہانتک کہ عماد الملک نے اُس پر فوج کشی کرکے اُس کو شکست دی۔ اور وہان سے بیچارہ اور شرمندگی مارا ہوا امید کا مُنہ حضرت جہانبانی کی آستانہ بوسی کے لئے لایا۔ چنانچہ مختصر طور پر اپنے محل مین بیان ہوگا۔ اور ان باتون کی تفصیل سے کہ اُن کا ذکر اُن کے موقعون پر درج کرنا کلام کا زینت دینا ہے باز رہ کر اصل مقصد کو شروع کرتا ہون۔ جب حضرت جنت آشیانی نے دار الخلافہ آگرہ مین بزرگی کا اُترنا فرمایا اطراف و ہر طرف سے وہ بیباک (نہ ڈرنے والے بیخوف آدمی) کہ سرکشی کا سر اُٹھا کر جھگڑا کرنے کی گردن بلند کئے ہوئے تھے اطاعت اور فرمانبرداری کے مقام مین آکر فرمان ماننے والے ہوگئے اور اُنھون نے باج اور خراج کو اپنے امن و امان کا سرمایہ بنایا شاہی ملکون کی طرفین آسودگی اور راستی سے آراستہ ہوئین۔

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی جلوسی فوج کا بنگالے کے تابع کرنے کے لئے کوچ کرنا اور اُن ملکون کا فتح ہونا اور دار الخلافہ کی طرف لوٹنا اور وہ باتین جو اس درمیان مین ظہور مین آئین

جب جہان کا آراستہ کرنے والا اول اس حدود کی مہمون سے فارغ ہوا۔ شاہانہ ہمت گجرات کی یورش کے سامان کے سرانجام پر تھی کہ پھر ارادہ کی باگ اُس طرف کو پھیرین اور برخلاف سابق (گزشتہ زمانے کے برخلاف) ملکون کو ایسے جوانمردون کے حوالے کرین کہ جن کے چال چلن سے راستی اور ملکداری کی صفت آشکارا ہو اور احوال کا بدلنا اور اُن کے احوال کی بنیادون مین خلل کا پڑنا راستہ نہ پاوے ہر پاک دل کو اس صوبہ کی اُستواری سے بیفکر کرکے بزرگی اور مرتبہ کی مستقر خلافت (دار الخلافہ) کی طرف لوٹنا فرماوین اسی وقت مین شیر خان کے خروج (نکلنے۔ بغاوت کرنے) اور اُس کی فتنہ انگیزی کی خبر مشرقی حدود کے اندر پاک سماعت مین پہنچی۔ بنگالہ کے تابع کرنے کا ارادہ کہ فیض و برکت کے ظاہر ہونے کی جگہ یعنی شاہی دل پر گجرات کی مہم سے پہلے چہرہ کھولنے والا تھا اور ذکر کی گئی خواہشون کے موافق

توفقت اور تاخیر کے پردے مین جلوہ رکھتا تھا اس وقت وہ خواہش از سر نو تازہ ہوئی- اور شاہی حکم بنگالہ کی چڑھائی کے سامان درست کرنے کے لئے صادر ہوا اور قرار پایا کہ اُس بلند کوچ مین شیر خان کو دفع کر کے بنگالہ کے ملکون کو فتح کرین

ذکر احوال شیر خان - اور یہ شیر خان افغانان سور کی جماعت یا گروہ یا خاندان سے تھا- اُس کا قدیم نام فرید ہے- بیٹا حسن بیٹا ابراہیم شیر اخیل کا- اور یہ ابراہیم ہمیشہ گھوڑون کی سوداگری کرتا تھا- اور سوداگرون کے گروہ مین کچھ خصوصیت اور نام در رکھتا تھا اور موضع شملہ مین کہ پرگنات نارنول سے ہے رہتا تھا اُس کے بیٹے حسن نے کسی قدر لیاقت کار پیدا کی اور سوداگری چھوڑ کر سپاہگری کی طرف آیا مدت تک رائمل کے یہان کہ دادا رائسال درباری کا تھا کہ اب میرے حضرت شاہنشاہ کی حضوری کی خدمت مین امتیاز کی بزرگی رکھتا ہے نوکری کرتا تھا- اور وہان سے موضع جونہ مین کہ پرگنات سہسرام سے ہے نصیر خان لوہانی کے ہان کہ سکندر لودی کے امیرون سے تھا جا کر ملازم ہوا اور اپنے خدمت اور کاردانی کے وسیلے سے اپنے آپ کو برابر والون سے آگے بڑھا دیا جب نصیر خان مر گیا تو اُس نے اُسکے بھائی دولت خان کے ہان خدمت کا پٹکا باندھا وہان سے ہین کے نوکرون کی لڑی مین کہ سکندر لودی کے بڑے سردارون سے تھا پرویا جانے والا ہوا اور اُس کا کام اُسی قدر آگے بڑھا- اکثر مہمون کا سرانجام اُس کی تدبیر سے صورت پاتا اور اُس کا بیٹا فرید بدچلن اور بدذات ہونے کی وجہ سے اپنے باپ کو رنج دے کر اُس سے جدا ہو گیا اور ایک مدت تاج خان لودی کے نوکرون سے رہا- اور کچھ مدت اودہ مین قاسم حسین خان اوزبک کا ملازم رہا اور ایک مدت سلطان جنید برلاس کا نوکر رہا- ایک روز سلطان جنید برلاس ایک موقع پر اُسکو دوسرے دو افغانون کے ساتھ کہ اُس کے ملازمون سے تھے حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی ملازمت مین (خدمت مین) لے گیا تھا جون ہی کہ حضرت کی جہان بین نظر اُس پر پڑی پاک زبان پر گزرا کہ سلطان جنید اس افغان کی آنکھین- اور اشارہ فرید کی طرف فرمایا- شور و فتنہ انگیزی پر دلالت کرتی ہین- اُس کو قید کرنا چاہئے- اور اُن دوسرے دو پر مہربانی فرمانا چاہئے فرید حضرت گیتی ستانی کی نگاہ سے اندیشہ اپنے دل مین لایا اور اُس سے پہلے کہ سلطان اُس کو اپنے لوگون کے [illegible] کرے بھاگ گیا اسی درمیان مین اُس کے باپ کی موت آ گئی اور مال دولت اُس کے ہاتھ لگا اور اُس نے حدود سہسرام اور جنگلستان جوتہ مین کہ رہتاس کا ایک پرگنہ ہے راہزنی اور دزدی اور مقدم کشی (گانون کے سردار کو مار ڈالنے) سے فتنہ کا سر اُٹھایا اور تھوڑے زمانے مین مکاری اور نادرستی سے اپنے آپ کو زمانے کے باغی لوگون یا شریرون سے آگے بڑھا دیا- چنانچہ سلطان بہادر گجراتی نے سوداگرون کے ہاتھ روپے کی مدد اُس کو بھیجکر اُسے اپنے پاس بلایا اُس نے اُس روپیہ کو فساد کا سرمایہ بنایا اور جانے کے لئے کچھ بہانہ کر دیا- اور مواضع اور قصبات کے دست اندازی اور تاخت و تاراج مین اہتمام کیا یعنی لوٹ مار کرنے لگا- تھوڑی مدت مین بہت سے رند اور اوباش (آوارہ- کمینہ) لوگ اُس کے پاس جمع ہو گئے انھین دنون مین بہار کہ ایک اُمراے لوحانی سے تھا مر گیا اور ایسا کوئی شخص کہ امیری کے سر رشتہ کو انتظام دیوے نہ تھا- شیر خان نے اپنے آوارہ لچّے لوگون کو لے کر مار مار بہت جلد اپنے آپ کو پہنچایا اور بہت مال اُس کے

ہاتھ لگا۔ اور وہاں سے لوٹ کر پھر اپنی جگہ مین آیا اور الغ میرزا پر ایکبارگی حملہ آور ہوا کہ سرد کے نزدیک تھا۔ اور مکاری کے وسیلے اس پر غالب آیا۔ اور وہان سے پلٹ کر بنارس پر حملہ کیا اور جب فوج اور مال اُس کو حاصل ہو گیا پٹنہ کی طرف جا کر اُس حدود پر قابض ہوا اور سوراج گڈہ مین کہ جو ملک بنگالہ کی ہے وہان کے لشکر کے ساتھ لڑائی کر کے فتح پائی اور اُس حدود کو بھی قبضے مین لایا اور ایک سال تک نصیب شاہ حاکم بنگالہ کے ساتھ لڑتا رہا اور مدت دراز تک گور کا محاصرہ کیے رہا اور عجیب باتون سے یہ ہے کہ شیر خان نے ایک ممتاز نجومی کا حال سُنا کہ راجہ اڑیسہ کے ہان ہے اُس نے اس کو بلایا ا چونکہ بڑے خیال اور بیہودہ ارادے سر مین رکھتا تھا اُس کے کام سے آگاہی بخشے۔ راجہ نے اُس کو اجازت نہ دی۔ لیکن نجومی نے لکھ بھیجا کہ ایک سال تک تجھے بنگالہ پر قدرت حاصل ہوگی اور فلان تاریخ مین تو غلبہ یا قدرت پائیگا اور اُس روز دریاے گنگ ایک گھنٹے کے لئے پایاب ہو جائے گا اتفاقاً جو کچھ اُس نے لکھا تھا اسی طور پر ظہور مین آیا۔ شعر کا ترجمہ۔ مین نے دانا سے سُنا ہے کہ دانش بہت ہے۔ لیکن لوگون کے درمیان بکھری ہوئی یا پراگندہ ہے۔ اور اسی زمانے مین کہ فتح کے جھنڈون نے مالوہ کے فتح کرنے اور گجرات کے تابع کرنے کے لئے توجہ فرمائی اُس نے اس موقع کو غنیمت جانا اور سرکشی اور بغاوت کو حد سے گزار دیا یہ مختصر طور شیر خان کا احوال ہے اور اُس کے کام کا خاتمہ اور انجام کا خاتمہ حضرت جہانبانی کے بزرگ احوال کے درمیان بیان ہوگا۔ تاکہ فتنہ اور فساد برپا کرنے والون کے واسطے عبرت کا کارنامہ ہووے۔ الحال جب حضرت جہانبانی کے جہان کے آراستہ کرنے والے دل مین مشرقی ملکون پر حملہ آور ہونے کا خیال جم گیا۔ میر فقیر علی کہ حضرت فردوس مکانی گیتی ستانی کے بڑے سردارون سے تھا دار الملک دہلی کی نگہداشت کے لئے مقرر کیا گیا اور دار الخلافہ آگرہ کی حکومت میر محمد بخشی کے اہتمام کے ذمے سپرد ہوئی کہ سلطنت کے اعتماد کے لائق لوگون سے تھا اور یادگار ناصر میرزا آنحضرت کے چچیرے بھائی نے کالپی کو کہ اُس کی جاگیر تھی رخصت پائی کہ اُن حدود مین رہ کر اُس صوبہ کا انتظام بخشنے والا ہووے اور نور الدین محمد میرزا کہ آنحضرت کی ہمشیرہ گلرنگ بیگم اُس کے نکاح کے اندر تھی اور پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی پاک نقاب باندھنے والی سلیمہ سلطان بیگم اُس کی پشت کے پردے سے ظہور مین آئی قنوج اور وہ حدود اُس کی نگہبانی مین خاص ہوئے۔ اور حاصل کلام آنحضرت ملک کی مہمون کا سرانجام فرما کر پاکدامنی کے پردہ کے پردہ نشینون کے ساتھ کشتی کے وسیلے مشرقی جانب کو روانہ ہوئے میرزا عسکری اور میرزا ہندال ہمراہ تھے۔ اور امیرون سے میرزا ابراہیم بیگ چاپوق اور جہانگیر قلی بیگ اور خسرو بیگ کوکلتاش اور تردی بیگ خان قورچی اور نزدی بیگ اٹاوہ اور بیرم خان اور قاسم حسین خان اوزبک اور بوجکہ بیگ اور زاہد بیگ اور دوست بیگ اور پیک میرک اور حاجی محمد بابا قشقہ اور یعقوب بیگ اور نہال بیگ اور روشن بیگ اور مغل بیگ اور اور بہت سے عالی مرتبہ سردارون سے فتحمند رکاب مین تھے۔ اور بحر و بر (تری اور خشکی) کے راستے سے فتحمند لشکر چل رہا تھا اور آنحضرت نے خود کبھی کشتی پر سوار ہو کر اور کبھی گھوڑے پر سوار ہو کر ملکی کار و بار مین اور ملک گیری کے ضابطون مین خود فرماتے ہوئے اور ارادے کی باگ

قلعہ چنار کی طرف کہ شیر خان وہان تھا پھیری اور چونکہ میرزا محمد زمان سعادت سے بہرہ (حصہ) رکھتا تھا جب شاہی لشکر چنار کے نزدیک پہنچا شرمساری کی گرد پیشانی پر پڑی ہوئی اور حیا کا پسینہ چہرے پر بہتا ہوا گجرات سے پہنچا یا آیا (بڑی شرمساری اور حیا کے ساتھ حاضر ہوا) اور آستانہ بوسی کی بزرگی حاصل کی۔ اور اس واقعہ کا مختصرہ ہے کہ اس سے پہلے کہ میرزا گجرات سے آوے آنحضرت کی ہمشیرہ عزیزہ معصومہ سلطان بیگم نے کہ میرزا کی بیوی تھی آگرہ مین میرزا کے گناہ کی درخواست کرکے اپنی طرف مائل کرنے کا فرمان حاصل کرلیا تھا و آنحضرت نے ذاتی مہربانیون کی راہ سے معافی کا نشان اُس کی خطاؤن پر کھینچکر مہربانیون کا مقصدور کرکے اُس کو طلب فرمایا تھا۔ اور جب میرزا شاہی لشکر کے نزدیک پہنچا بادشاہ نے عتبر سرداروں کی ایک جماعت کو استقبال کے لئے بھیجا اور جب ایک روز کا فاصلہ درمیان مین رہ گیا میرزا عسکری اور میرزا ہندال شاہی اشارے کے موافق گئے اور میرزا عسکری حکم کے موافق تسلیم کا ہاتھ سینہ تک اور میرزا ہندال تسلیم کے دستور کے موافق ہاتھ سر پر رکھکر آداب بجالایا۔ اور میرزا کو بڑی آؤبھگت کے ساتھ لشکر شاہی مین لائے۔ اور اُس روز میرزا بادشاہی فرمان کے موافق اپنے خیمہ مین اُترا۔ اور دوسرے روز دولت خانہ عالی مین آکر پاک فرش کا چومنے والا ہوا۔ اور اُس نے شاہانہ نوازشون سے فخر و بزرگی کی سعادت پائی اور دومرتبہ ایک مجلس مین خاص خلعت اور پٹکے اور تلوار اور گھوڑے سے سربلند ہوا۔ سچ ہے خدا کے خاص بندون کی بارگاہ مین بدیان نیکیون کے برابر خریدی جاتی ہین۔ اور بدیان نیکیون کے شمار مین شمار کی جاتی ہین اور خدا کے جود و سخا کے کارخانہ مین اس طور پر مرضی خدا کی واقع ہوئی ہے کہ اُس کی خاص رحمت گناہ اور نافرمانی کے موافق یا برابر پہنچتی ہے جس قدر کہ گناہ اور نافرمانی زیادہ لاتے ہین معافی اور کرم زیادہ پاتے ہین۔ اور یہ صفت بادشاہون کی نسبت کہ خدا کے سایہ ہین زیادہ مناسب اور زیادہ مطابق ہے کہ گناہون سے درگزر کرنا اُن کی رحمت کی کشادگی اور دولت کی وسعت کوئی نقصان نہین پہنچاتا ہے اور ایسے نامراد کو کہ اپنے نالائق کامون کی وجہ سے شرمندہ ہے عذاب کے وبال سے نجات کا پروانہ بخشتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی باوجود ایسی بڑی نافرمانی کے کہ بخشش کی قابلیت نہ رکھتی تھی خدا کی عمدہ عادتون کے ساتھ خوگر ہو کے بدی کے بدلے مین نیکی سے پیش آئے اور خدا کا شکر ہے کہ حضرت شاہنشاہِ زمان کے لئے یہ عمدہ خصلتین اور یہ پسندیدہ عادتین بلند پیدائش سے جڑی ہوئی اور پاک عنصر سے ملی ہوئی یعنی اصلی اور ذاتی ہین۔ اور سزاؤن کے احکام کے جاری کرنے مین اس قدر غور اور آہستگی فرماتے ہین کہ آدم کے زمانے سے اب تک کوئی بلند شوکت بادشاہ ان کامل صفتون سے آراستہ نہ ہوا ہوگا۔ چنانچہ اس نادر کتاب (اکبرنامہ) مین بہت سے تھوڑا سا بیان کیا جائے گا۔ خدائے تعالیٰ اس نسبت کو روز بروز بڑھائے اور اس بزرگ عادت کے نتیجون کی برکت سے آنحضرت کی عمر اور دولت پر مبارکیان عطا فرمائے۔ القصہ جب شیر خان فتحمندی کی شعاع رکھنے والے جھنڈون کے نکلنے سے اطلاع پائی۔ اپنے بیٹے قطب خان کو اور لوگون کے ساتھ قلعہ چنار

مین چھوڑا اور قلعہ کو مضبوط کر کے بنگالہ کی طرف روانہ ہوا اور اُس ملک کو لڑائی مین فتح کیا اور بہت مال اُس کے ہاتھ لگا جب
حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے دنیا کے فتح کرنے والے لشکر نے چنارہ کے حدود مین بزرگی کا اُترنا فرمایا۔ جہان کی
آراستہ کرنے والی رائے اُس قلعہ کے فتح کرنے پر جمی۔ اور رومی خان کہ استوار قلعون اور آسمان ایسے بلند قلعون کے
فتح کرنے مین یکتائے زمانہ تھا اور مندسور کے فتح ہونے کے بعد سے سلطان بہادر سے جُدا ہو کر درگاہ کے ملازمون
کی لڑی مین پرویا جانے والا ہوا تھا میر آتشی (داروغگی توپخانہ) کے منصب پر بلندی رکھتا تھا اُسنے کشتیوں پر چھت پاٹی یا کشتیون کے
اوپر ایک ایسا چھتہ پاٹا اور پختہ قطعون (ٹکڑون) سے تختے کے اوپری رُخ پر ایک ایسی سطح مُرتّب کی کہ باریکی کی باریکی
نکالنے والے عقلمند اور دانشمند ہنرمند لوگ اُس کی صنعتگری مین حیرت کی انگلی دانتون مین پکڑنے والے ہوئے
اور اُس نے ایسی نقبین (سُرنگین) دیوار مین کین کہ اُن مین آگ لگانے کے وقت زمین و آسمان لرزے مین آیا
شیر خان کا بیٹا قطب خان وہان سے بھاگا اور سارے قلعے کے لوگ امان طلب کر کے باہر نکل آئے اور قلعہ دولت
کے سردارون کے قبضے مین آگیا۔ اور امان پائے ہوئے کہ دو ہزار لوگون کے قریب تھے اگرچہ حضرت جہانبانی نے
رومی خان کی بات پر اعتبار رکھ کر اُن کو اُس کی سفارش سے معاف کر دیا تھا لیکن مؤیّد بیگ دولدی نے کہ بادشاہی
بارگاہ کے مقربون سے تھا اپنے دل سے یہ بات گھڑ کر کہ بادشاہی حکم ہے حکم دیا اور اُن کے ہاتھ کٹوا دئے اور ایسی
ایک بناوٹی حکومت اُس سے ظہور مین آئی حضرت جہانبانی نے اُس کو ملامت کی اور رومی خان نے شاہانہ مہربانیون
سے خصوصیت پائی۔ اور اُس کے اعتبار اور مرتبے نے زیادتی پکڑی اور قلعہ کو اُس کی خدمت کے عوض مین اُسی کو عطا
فرمایا لیکن چند روز مین تقدیر کے لکھے کے موافق وہ زمانے کا حسد کیا گیا ہوا اور اُس کو زہر دیا گیا اور اِس عالم سے گزر گیا
اور جب بزرگ دل نے اس کام سے فراغ پایا بنگالہ پر حملہ آور ہونا بلند ہمّت کے آگے رکھا ہوا ہوا نصیب شاہ
بنگالہ کا حاکم زخمی جہان کی پناہ دینے والی بارگاہ مین آیا اور شیر خان کی فریاد کی اور یہ بات بنگالے کے باعثون کا ضمیمہ
علاوہ شاہی توجہ کی خواہشون کے ہوا آنحضرت نے اُس کو شاہانہ ہمدردیون سے تسلّی دے طرح طرح کی شاہی مہربانیون
سے امتیاز (سربلندی) کی بزرگی بخشی اور جب اس بڑے حملے کا ارادہ پختہ ہو گیا۔ جونپور اور اُس کی حدود میر ہندو بیگ
کوکہ بڑے امیرون سے تھا عطا فرمایا اور چنارہ بیگ میرک کو عنایت ہوا اور سامان اور انجام ان شہرون کا فرما کر
خشکی اور تری کے راستے سے فتحمند لشکر حرکت مین آئے اور جب پٹنہ کا میدان آسمان ایسے گنبد رکھنے والے خیمون کی
قیام گاہ ہوا درگاہ کے دولتخواہون نے جائے عرض مین پہنچایا کہ بارش کا موسم پہنچا ہے اگر آنحضرت بنگالے پر
حملہ آور ہونا اس موسم کے گزرنے تک موقوف رکھین تو بیشک ملک گیری کے آئین کے موافق ہوگا اس لئے کہ اس
موسم مین بنگالے کے اندر لشکر کا گزرنا نہایت دشوار ہے اور سپاہ کے تباہ ہونے اور ویران ہونے کا باعث ہے بنگالہ
کے حاکم نے اپنی غرضون کے لئے اپنی بزرگ عرض مین پہنچایا کہ شیر خان نے بنگالہ مین ابتک آپ کو راستہ نہین کیا ہے یعنی شیر خان ابتک بنگالہ مین مستقل طور سے قائم نہین

ہوا ہے۔ جلدی سے اُس پر حملہ آور ہونا آسانی کے ساتھ اُس کی بیخ کنی کا باعث ہوگا۔ آنحضرت نے اُس ستم رسیدہ (مظلوم) کی دلداری کرنے کے لئے اور اُس کی صلاح کے معقول ہونے کی وجہ سے جہان کے فتح کرنے والے جھنڈون کے کوچ کرنے کا حکم فرمایا بھاگل پور مین لشکر کو تقسیم کیا یا دو جگہ کیا میرزا ہندال کو پانچ چھے ہزارون آدمیون کے ساتھ دریا کے پار بھیجا کہ دریا کے اُس طرف کوچ کرے جب مونگیر کا میدان اقبال کا لشکر گاہ ہوا خبر آئی کہ شیر خان کا بیٹا جلال خان کہ جس نے باپ کے بعد اپنا نام سلیم خان رکھا خواص خان اور برمزید اور سرمست خان اور ہیبت خان نیازی اور بہادر خان کے ساتھ پندرہ ہزار آدمیون کے قریب لیکر آیا ہے قصبے گڈھی کو کہ گویا بنگالہ کا دروازہ ہے مضبوط کئے ہے ارادہ فتنے اور فساد کا رکھتا ہے اور معاملے کی حقیقت وہ ہے کہ شیر خان نے شاہی جھنڈون کے رُخ کرنے کی خبر سُنکر کسی طرح اپنے لئے لڑنا مناسب نہ سمجھا و چہارکند کا راستہ اختیار کیا کہ جب شاہی لشکر بنگالہ مین داخل ہو جاوے تو اس راہ سے بہار اور اُس طرف کو جاکر شورش اُٹھاوے اور بھی بنگالے کے اموال کو ایک امن کی جگہ مین پہنچاوے اور جلال خان اور اور لوگون کو گڈھی کے نزدیک چھوڑ کر اُن سے کہہ دیا کہ دُنیا کی فتح کرنے والی فوجین نزدیک پہنچین گی مین شیر پور تک پہنچ جاؤن گا تم سب لوگ بھی بہت جلد مجھ تک اپنے آپ کو پہنچانا اور لڑنے پر دلیری نہ کرنا۔ حضرت جہانبانی نے بھاگل پور سے ابراہیم بیگ جابوق اور جہانگیر قلی بیگ اور بیرم بیگ اور نہال بیگ اور روشن بیگ اور کرک علی بیگ اور بچکہ بہادر اور اور بہت سے لوگ پانچ چھے ہزار کے قریب مقرر فرمائے جب بادشاہی لشکر گڈھی کے اطراف مین پہنچے جلال خان باپ کی بات یا ہدایت کے خلاف عمل مین لایا اور فوج کی صف باندھ کر لشکر پر حملہ آور ہوا۔ ان لوگون نے اپنے آپ کو راست نہ کیا تھا یعنی یہ لوگ ابھی لڑنے کو تیار نہ ہوئے تھے۔ کہ لڑائی کو باقاعدہ انتظام دین۔ اور فوجون کی ترتیب کے طریقے قائم کرین مخالف کا لشکر بہت تھا اور یہ لوگ مستعد اور لڑائی کے ارادے پر نہ تھے بیرام خان نے چند مرتبہ پلٹ پلٹ کر دشمن کی فوج پر حملہ کیا اور اُن کو پراگندہ (تتر بتر) کر دیا اور دلیرانہ تلوار کی لڑائی لڑا۔ لیکن زبردست فوجون کی کمک سے بے ترتیبی کی وجہ سے کوتاہی ہوئی۔ اور دل کی خواہش کے موافق کامون نے انتظام نہ پایا علی خان تھماوئی اور حیدر بخشی اور اور کتنے ایک سلطنت کے شریف لوگون نے شہادت کا بلند درجہ پایا جب یہ خبر بادشاہ کے کان مین پہنچی آنحضرت نے بہت جلدی کوچ فرمایا اس سفر مین سمندر کی آراستہ کرنیوالی کشتی کہ خاص شاہ کی سواری کے لیے تھی کھلکام مین ڈوب گئی اور جب شاہی لشکر بدقسمت افغانون کے نزدیک پہنچا یہ بدنصیب بھاگ گئے آنحضرت نے میرزا ہندال کو کہ ترہت اور پرنیا اُس کے نامزد ہوئے تھے التماس کے موافق رخصت فرمایا کہ اپنی تازہ جاگیر کی طرف جاکر لائق سامان کے ساتھ اُس طرف سے بنگالہ مین آوے۔ اور حضرت جہانبانی وہان سے کوچ بہ کوچ بنگالے کی طرف توجہ فرمانے والے ہوئے اور خدا کی مددون سے ۹۴۵ھ مین بنگالہ فتح ہوگیا اور شیر خان سارے افغانون اور بنگالے کے برگزیدہ خزانہ کو لیکر چہارکند کے راستے سے رہتاس کی حدود مین آیا اور مکاری سے رہتاس پر قابض ہوگیا۔

شیر خان کا رہتاس کے قلعے کو لینا

مختصر طور پر اس سرگزشت سے وہ ہے کہ جب وہ رہتاس کی حدود مین کہ ایک نہایت استوار اور مضبوط قلعہ ہے پہنچا تو اُس نے راجہ چنتامن برہمن قلعہ کے حاکم کے پاس آدمی بھیجکر قدیم مہربانیان اس کو یاد دلائین اور دوستی کی بنیاد ڈال کر عرض کی آج کے روز مجھے ایک کام پیش آیا ہے یعنی ایک مشکل مین پڑگیا ہون مین چاہتا ہون کہ تو مردی کا برتاو کرے۔ اور میرے اہل و عیال اور میرے ساتھیون کو قلعہ مین جگہ دیوے اور مجھے اپنے احسان کا ممنون و احسانمند کرے سیکڑون مکاری اور خوشامد کی وجہ سے وہ سادہ لوح (نادان) راجہ اُس شعبدہ باز کے فریب مین آگیا اور اُس کی بات کو قبول کرلیا۔ اس آشنائی کے ملک سے بیگانہ نے چھ سو ڈولیان سرانجام دین اور ہر ڈولی مین دو ہتھیاربند جوانون کو داخل کیا اور ڈولیون کے چارون طرف لونڈیون کو مقرر کیا اور اس حیلے سے سپاہیون کو داخل کرکے قلعے کو لے لیا اور اپنے بال بچون اور سپاہیون کو اُس قلعہ مین چھوڑکر فتنے کا ہاتھ دراز کیا اور بنگالے کا راستہ بند کیا اور حضرت جہانبانی بنگالے کی ہوا کو پسند کرکے عیش و عشرت کے لئے بیٹھے۔ اور اقبال کے لشکرون نے آباد اور وسیع ملک کو پاکر بے پروائی کے اسباب سرانجام دئے۔ اور اسی وقت مین میرزا ہندال منافق (دورو) اور فتنہ برپا کرنے والے لوگون کی موافقت سے بُرے بُرے خیال اپنے دل مین لاکر بغیر شاہی رخصت کے بارش کے موسم ہی کے اندر دارالخلافہ آگرے کی طرف متوجہ ہوا۔ بادشاہ نے ہرچند نصیحت کے فرمان بھیجے مفید نہ ہوئے اُس نے چندروز کے بعد دارالخلافہ آگرہ مین پہنچکر شورش کے اسباب ترتیب دئے اور دماغ کے خلوت خانے مین کہ خدا کی شوکت سے خالی تھا سلطنت کا خیال پکانے لگا۔ شیر خان نے وقت کو غنیمت جان کر فتنہ اور فساد کا دروازہ کھولا اور آکر بنارس کا محاصرہ کرلیا اور تھوڑے ہی عرصے مین بنارس پر قابض ہوگیا اور وہان کے حاکم میر فضلی کو مار ڈالا اور وہان سے جونپور کو روانہ ہوا۔ جونپور شاہم خان کے پاک بابا بیگ جلائر سے تعلق رکھتا تھا کہ میر ہندو بیگ کے مرنے کے بعد اُس کو عطا فرمایا تھا بابا بیگ جونپور کو اچھی طرح سے قابو مین لاکر اُس کی استواری کے درپے ہوا۔ ابراہیم بیگ کا بیٹا یوسف بیگ اودھ سے بنگالہ کا ارادہ کرکے جارہا تھا۔ آکر اُسکے ہمراہ ہوا ہمیشہ اطراف و جوانب مین قراولی (وہ جماعت جو لشکر کے آگے آگے غنیم کی خبر لگانے کو چلتی ہے) کے لئے جاتا تھا اور جنگ و لڑائی کا طلبگار رہتا تھا جلال خان یہ خبر سُنکر دو تین ہزار آدمیون کے ساتھ دھاوا کرتا ہوا پہنچا اور یوسف بیگ لشکر کی گرد کو دیکھ کر جنگ کے لئے طیار ہوا اور اگرچہ ہمراہیون نے مخالفون کی کثرت اور اپنی قلت (کمی) بیان کی کوئی فائدہ نہوا اور اُس نے ہمت کے اطراف مین مردون کی طرح آخری شربت پیا (مارا گیا) مخالفون نے دوسرے روز آکر جونپور کا محاصرہ کیا اور بابا بیگ جلائر نے نگاہبانی مین داد مردانگی اور کاردانی کی دی یعنی حفاظت کرنے مین بڑی بلندہمتی اور تجربہ کاری عمل مین لایا اور جو حقیقت میرزاؤن اور امیرون کو لکھی اور عرضیان پے درپے شاہی درگاہ مین بھی بھیجین میر فقہ علی دہلی سے

دار الخلافہ آگرہ مین آیا اور بڑی عمدہ نصیحتین میرزا ہندال کے روبرو ظاہر کین بہت گفتگو کے بعد میرزا کو آگرے سے نکال کر دریا کے اُس پار لے گیا۔ اور محمد بخشی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ جو کچھ اس وقت ہو سکے میرزا کی مدد کرے کہ جلدی سے اپنے آپ کو جونپور تک پہنچا دے اور وہان سے فقر علی رخصت لیکر کالپی کے حدود مین گیا کہ یادگار ناصر میرزا کو لشکر کے لئے تیار کرے۔ اور حدودِ کڑہ مین میرزا باہم اتفاق کرکے آگے کو روانہ ہوئے۔ اور اسی وقت خسرو بیگ کوکلتاش اور حاجی محمد بابا قشقہ اور زاہد بیگ اور میرزا نظر اور اور لوگ نالایقی اور شور انگیزی کی وجہ سے بنگالہ سے بھاگ کر میرزا نور الدین محمد کے پاس کہ اُسکو قنوج مین چھوڑا تھا آئے اور میرزا نے اُن کے آنے کا حال میرزا ہندال کو لکھا اور اُن کی دلجوئی کی درخواست کی میرزا ہندال نے دوستانہ خط محمد غازی توغبائی کی ہمراہ کہ میرزا کے معتمدون سے تھا بھیجے۔ اور امیرون کے آنے کا مفصل بیان یادگار ناصر میرزا اور میر فقر علی کو بھی لکھ کر روانہ کیا اور ان امیرون نے میرزا نور الدین محمد کے پاس جواب کا انتظار نہ کیا اور کول (علیگڈھ) کی طرف کہ زاہد بیگ کی جاگیر مین تھا آئے قاصد راستے سے خبر پاکر اُن کی طرف دوڑا ان کوتاہ اندیش نمکحرامون نے بیہودہ گوئی کی زبان کھول کر صاف صاف طور پر کہدیا کہ ہم دوسری بار بادشاہ کی خدمت کا ارادہ نہین رکھتے ہین۔ اگر تم جیسا کہ تم نے خیال کیا ہے اپنے نام پر خطبہ پڑھتے ہو تو ہم تمہاری ملازمت مین رہ کر لائق خدمتین پیش پہنچائینگے۔ وگرنہ ہم میرزا کامران کے پاس چلے جائینگے اور وہان کامروائی اور بامرادی جاری آغوش مین ہے۔ محمد غازی توغبائی نے آکر امیرون کا پیغام پوشیدہ طور پر پہنچایا اور کہا کہ ایک دو کامون سے ضرور ہونا چاہیئے یا تو اپنے نام پر خطبہ پڑھنا چاہیئے یا بہانے سے امیرون کو پکڑ کر قید کر لینا چاہیئے میرزا ہندال نے کہ ہمیشہ اُس کا سرنا ممکن خواہش سے کھیلا تا تھا۔ اس بات کو ایک بہت عمدہ برکتون سے سمجھ کر مہربانی کے وعدون کے وسیلے سے اُن ناعاقبت اندیش نمکحرامون کو بلاکر اُن کو دلاسا (تسلّی) دیا اور بُرے خیال کو زیادہ مضبوطی دی۔ اور جب خبر بنارس اور جونپور اور اُس حدود کی حضرت جہانبانی کی برتر سماعت مین پہنچی۔ اور میرزا ہندال کی بغاوت کا ارادہ معلوم ہوا شیخ بہلول کو کہ ہندوستان کے بڑے شیخون سے اور بادشاہی بزرگ مہربانیون کا نزدیک کیا گیا تھا۔ بنگالے سے رخصت فرمایا کہ بہت جلد اپنے آپ کو دار الخلافہ مین پہنچاوے اور حقیقت کی بنیاد رکھنے والی نصیحتون سے میرزا کو بُرے خیالات سے باز لاکر جلدی سے افغانون کی بیخ کنی کے لئے یکدل اور یک زبان کرے اور ایسے وقت مین کہ میرزا نادرست اندیشے اور بے فائدہ فکرین پیش نظر رکھتے ہین نزدیک ہے کہ میرزا ہندال کو قدیم راستے سے ڈگمگا دیوین اچانک مارا مار کرتا شیخ آپہنچا میرزا ہندال استقبال کے لئے نکلا اور شیخ کو بڑی عزت اور بزرگی کے ساتھ اپنے خیمے مین لایا شیخ نے بہت عمدہ خیر خواہانہ باتین کہین اور میرزا کو اُسی خدمت کے ارادے پر کہ جس سے وہ نکلا ہوا تھا ثابت قدم کیا۔ دوسرے روز محمد بخشی کو لایا کہ جو کچھ سامان اور سر انجام لشکر کا ہو زر اور شتر اور اسپ و سامان جنگ سے سب کو آمادہ کرے محمد بخشی نے معذرت چاہی کہ خزانہ نہین ہے کہ سپاہیون کو دیا جاوے لیکن اسباب و جنس بہت ہے مین سب کو دل کی

خواہش کے موافق سرانجام دیتا ہون۔ چار پانچ روز اس بات پر نہ گزرے تھے کہ میرزا نورالدین محمد قنوج سے مارامار آیا اور
یقیناً امیرون نے باہم قرار دیکر اتفاق کرلیا تھا اُس کا آنا امیرون کے ارادے کے قوت دینے کا سبب ہوا۔ اور دوسری بار
محمد غازی تو غبائی کو امیرون کے پاس بھیجا امیرون نے اُسی بات کا اعادہ کیا اور یہ بات قرار دی کہ ہماری بات کے
قبول کرنے کا نشان وہ ہے کہ شیخ پھول کو کہ بادشاہ کا بھیجا ہوا ہے اور ہمارے کام کی صلاح کو بگاڑتا ہے کُھلم کُھلا قتل
کرڈالو تاکہ سب کو یقین ہوجاوے کہ تم بادشاہ سے بالکل علیحدہ ہوگئے ہو۔ اور ہم دلجمعی سے ملازمت کرین شیخ سفر کے اسباب کے سامان
مین تھا اور لشکر کا سازوسامان درست کر رہا تھا کہ قاصد لوٹ کر آیا اور میرزا نورالدین محمد کے اتفاق سے نامبارک ارادہ پختہ
ہوگیا اور میرزا نورالدین محمد نے میرزا ہندال کے حکم کے موافق شیخ کو گھر سے پکڑ کر اور دریا سے پار لیجاکر اُس ریگستان مین کہ باغ
بادشاہی کے نزدیک تھا حکم دیا کہ گردن ماردین۔ اور خوار انجام امیرون نے آکر میرزا سے ملاقات کی اور منحوس گھڑی
اور نامبارک وقت مین خطبہ میرزا ہندال کے نام پر پڑھا اور آگے بڑھے ہرچند پاکدامنی کی جاے بازگشت دلدار آغا بزرگ
والدہ میرزا ہندال نے اور دوسری بیگمون نے نصیحت کی مفید نہ ہوئی اور اُس کے حال کی زبان یہ مضمون گاتی تھی
لوگون کی نصیحت میرے کان مین ہوا ہے۔ لیکن ایسے ہوا ہے کہ میری آگ کو اور زیادہ تیز کرے (بھڑکاوے) جب میرزا
نے خطبہ اپنے نام پر پڑھا اور اپنی والدہ کے روبرو گیا وہ پاکدامنی کے گنبد کی بیٹھنے والی نیلا لباس پہنے تھی۔ میرزا نے
کہا ہوگا کہ ایسے خودمرادی کے وقت مین یہ کس طرح کا لباس ہے کہ تم نے پہنا ہے۔ اُس پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی
نے دُوربینی کی راہ سے فرمایا تو کیا دیکھتا ہے مین تیرا ماتم رکھتی ہون۔ تو خردسال ہے حرف وحکایت سے ناعاقبت اندیش
فتنہ سازون کے راہ صواب کو گم کئے ہے اور تیرا ہلاک کے لئے باندھے ہے۔ محمد بخشی نے آکر کہا کہ شیخ کو تو تم نے
قتل کرڈالا اب میرے مارنے مین کیون دیر لگاتے ہو۔ میرزا نے اُس کی دلجوئی کرکے اُس کو اپنے ساتھ لیا یادگار
ناصر میرزا اور میر فقر علی یہ ناپسندیدہ واقعہ سُنکر کالپی کی حدود سے گوالیار کی راہ مارامار روانہ ہوئے اور اپنے آپ کو دارالملک
دہلی مین پہنچاکر شہر کی بنیاد دونون کی استواری اور قلعہ داری کے لازمون مین اہتمام کرنے والے ہوئے۔ میرزا جمید پور
مین کہ فیروزآباد کے نزدیک ہے پہنچا تھا کہ خبر یادگار ناصر میرزا اور میر فقر علی کے مارامار روانہ ہونے کی دہلی کی طرف پہنچی
میرزا اور امیر مشورہ کرکے دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ اکثر چھوٹے جاگیردارون نے طرفون اور اطراف سے آکر میرزا سے
ملاقات کی اور اُس نے کوچ بہ کوچ پہنچکر دہلی کا محاصرہ کیا یادگار ناصر میرزا اور میر فقر علی نے قلعہ داری مین کمر ہمت باندھی
اور میرزا کامران کو صورت واقعہ لکھ کر عرض کیا کہ فتنہ کے دُور کرنے کے لیے متوجہ ہون۔ میرزا لاہور سے متوجہ ہوا جب
قصبہ سُنپت کی حدود مین پہنچا میرزا ہندال کام نہ کئے ہوئے دارالخلافہ آگرہ کی حدود کی طرف چلا گیا میرزا کامران جب دہلی
کے قریب پہنچا میر فقر علی نے آکر میرزا کامران کو دیکھا۔ اور یادگار ناصر میرزا اُسی طور پر قلعہ کے استحکام مین کوشش
رکھتا تھا۔ میر فقر علی نے ہوش بڑھانے والی باتون کے وسیلے میرزا کامران کو آگرہ کی طرف روانہ کیا میرزا ہندال آگرہ مین

اپنا رہنا قرار نہ دے کر الور کو گیا۔ میرزا کامران نے آگرہ مین آکر پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی ولدار آغا چہ بیگم سے درخواست کی کہ میرزا ہندال کو دلاسا دے کر ملازمت مین طلب کرین اُس دانائی کے خیمے کی بیگم نے میرزا ہندال کو الور سے لاکر اور رومال اُس کی گردن مین ڈال کر میرزا کامران سے ملاقات کرائی میرزا لائق آئین سے پیش آیا اور دوسرے روز فتنہ انگیز امیرون کی خطا معاف کر کے اُن کا سلام لیا اور میرزاؤن اور امیرون نے آپس مین اتفاق کر کے دریاے جمنا سے عبور کیا کہ شیر خان نمکحرام کے فتنے کو دفع کرین لیکن چونکہ سعادت رہنمائی کرنے والی ان بزرگ نسلون کی نہ تھی اُنھون نے اس سلطنت کی آراستہ کرنے والی خدمت کی توفیق نپائی الحاصل جب آسمانی مددون کی برکتون سے ملک بنگالہ دائمی اُجڑی دولت کے سردارون کے ہاتھ مین آیا اور اُس شاہی لشکر کی ٹھہرنے کی جگہ کی ولایت کا پایۂ تخت ہوا اور بڑے بڑے امیرون نے بڑی بڑی ولایتین اپنی اپنی جاگیرون مین پائین۔ اور عیش و عشرت کے سامان مہیا کر کے غفلت کے دروازے اپنے زمانے کے مُنہ پر کھولے اور سلطنت کے اُمرا وُزرا مُلکی کامون کے انتظام مین کمتر مشغول ہوئے۔ اور فتنہ انگیز لوگون نے کہ ہمیشہ جہان کا کشایش کا ہر اشہر اُس قسم کے بیباکون سے خالی نہین رہتا ہے سر آشوب و شورش کے لیے اُٹھایا اور نزدیک پہنچا کہ فتنہ اونگ کی وجہ سے لٹکی ہوئی پلکون کو اُٹھاوے یا اوپر کی طرف اونچا کرے۔ احتیاط کی بنیاد مین خلل نے راہ پائی چنانچہ ایسی خبر کہ اعتماد کے قابل ہو اقبال کے لشکرگاہ مین نہین پہنچتی تھی اور اگر تھوڑی سی بہت سے عزت کے فرش کے مقربون سے کسی ایک کو معلوم بھی ہو جاتی تھی تو وہ اس کی قدرت نہ رکھتا تھا کہ جاے عرض مین پہنچاوے اور ایسا نقش بیٹھا ہوا تھا کہ پاک مجلس مین کوئی نامناسب بات ذکر نہ کی جاوے رفتہ رفتہ جب ہندوستان کے فتنہ کی حقیقت ایسے دولتخواہان حقیقی کے وسیلے سے کہ جو اپنی بہتری کا لحاظ نہ کر کے جو کچھ کہ حق ہو عرض مین پہنچاتے ہین حضور کے جاے عرض مین پہنچا حضرت جہانبانی نے دولت و اقبال کے ساتھ سلطنت کے اُمرا وُزرا کو بُلا کر شاہی لشکر کے پلٹنے کا ارادہ استوار کیا ہر چند مینہ کی کثرت سے تمام زمین سیلاب کے نیچے تھی اور دریا کے پانی ایک طوفان برپا کئے تھے و مطلق وہ وقت حملہ آور ہونے کا نہ تھا وقت کے تقاضے کے موافق لوٹنے کو سلطنت کی نگہداشت کی ضروری باتون سے سمجھا زاہد بیگ کو ملک بنگالہ سونپے تھے وہ بد نصیب باطل اندیش و غا بازون کی چال چلا اور تباہ ارادے عمل مین لایا اور بد عقلی اور بد نصیبی سے بھاگ کر میرزا ہندال کے پاس آیا آنحضرت بنگالہ کی حکومت جہانگیر قلی بیگ کو عنایت کر کے اور اور بہت سے لوگون کو اُس کی مدد کے لئے چھوڑ کر نہایت بارش کے اندر لوٹنا کر کے دار الخلافہ کی طرف رُخ کرنے والے ہوئے شیر خان نے جب شاہی لشکر کے لوٹنے کا آوازہ اور میرزاؤن کے دار الخلافہ آگرہ سے روانہ ہونے کی خبر سُنی جونپور سے ہاتھ روک کر رہتاس کی طرف متوجہ ہوا اور اُس نے مقرر کیا کہ اگر شاہی جھنڈے اُس کے سر پر آئین گے لڑائی سے ایک طرف ہو کر جہارکند کے راستہ سے کہ آیا تھا پھر لوٹ کر بنگالہ کا ارادہ کرے گا اور ایسا نقش نہ بیٹھے گا اور دار الخلافہ کی طرف متوجہ ہووین گے اور موقع پاوے گا تو پیچھے سے آکر چھاپا مارنے کا قصد کرے گا۔ جب حضرت جہانبانی کا شاہی لشکر زمین

تک پہنچا شیر خان لشکر کی کمی اور شاہی لشکر کی بے سرانجامی معلوم کرکے شیر کا بچہ بن گیا یا دلیر ہو گیا اور بڑے لشکر اور بہت
سامان کے ساتھ قدم آگے بڑھانے والا - اور لشکر کے نزدیک نزدیک ہر طرف سے موقع ڈھونڈھتا تھا اور کسی کی وہ قدرت
نہ تھی کہ غنیم کی مکّاری اور فریب سے واقف ہووے ابن علی قراول بیگی جاکر تحقیق خبر لایا اور میرزا محمد زمان کے وسیلے
سے حال کی حقیقت پاک عرض میں پہنچی اگرچہ شاہی لشکر دریاے گنگ سے عبور کرکے دارالخلافہ کی طرف متوجہ تھا جب
شیر خان کے پہنچنے اور اُس کے نزدیک ہونے کی خبر اقبال کی لشکرگاہ تک بادشاہی غضب کی آگ کے شعلہ کی بھڑکانے
والی ہوئی - نہایت قہر کے دبدبے سے توجہ کی باگ اُس کی طرف پھیری - ہر چند معروض ہوا کہ ایسے وقت میں کہ اقبال کے
لشکروں کی بے سامانی اعلیٰ مرتبے میں ہے کہ گھوڑوں نے اتنی دُور دراز راہ کو پاؤں مٹی میں دھنساتے ہوئے طے
کیا ہے - ارادے کا رُخ غنیم کی طرف لانا اور اقبال کا میدان جلدی کے قدم سے طے کرنا مصلحت کے موافق نہیں ہے
دولت کے لائق وہ ہے کہ ایک جگہ میں قیام کی بنیاد ڈالی اور لشکر کا سرانجام کرکے فتنے کے دفع کرنے کا ارادہ کیا جاوے
آنحضرت نے توجّہ کی شعاع ان باتوں پر نہ ڈال کر دریاے گنگ سے لوٹ کر مخالفوں کی طرف کوچ فرمایا - جاننا چاہیے
کہ ایک قدیم رسم ہے اور ایک جاری قاعدہ کہ جب ملک تقدیر کے کارآگاہ کوئی قیمتی نقد ایک
کے لیے مقرر کرتے ہیں - اُس سے پہلے نامرادی کے دروازے کھولکر اُس کو غم کی کشاکش میں ڈالتے ہیں تاکہ اُس
یکتا گوہر کی خوشحالی جگہ سے خالی جاوے اور اُس غم کی تلافی میں مشغول ہوکر کام کو اعتدال کی طرف لاوے اس لیے
چونکہ اب جہان والوں کی روشنی بڑھانے والے اُس ستارہ کے ظاہر ہونے کا وقت کہ قاچولی بہادر کے گریبان سے
آگاہ دلوں کو نظر آیا تھا اور انتظار کی دولت سے سربلند کیے ہوئے تھا نزدیک پہنچا ہے بیشک کہ اُس سے پہلے چند
نامرادیاں ظاہر میں چہرہ دکھاویں تو دُور ہیں عقلمندوں کے غور و فکر کا چہرہ خراشیدہ (چھلا ہوا - نچا ہوا) نہ ہوگا - ایسے
ایسے لشکر کے باوجود کہ جس سے ایک جہان کو تابع کرسکتے ہیں چند بے حیا بدعقل افغانوں سے ایسی باتیں ظہور میں آئیں
چنانچہ دولت کے سرداروں کے صلاح و مشورے کے برخلاف شاہی لشکر کی توجہ افغانوں کی طرف واقع ہوئی - موضع
بہیہ میں کہ بھوجپور کے پرگنوں سے ہے شیر خان کے ساتھ مقابلہ ہوا وہاں ایک سیاہ آب ہے کنبا اس نام وہ دونوں
لشکروں کے درمیان واقع ہوا شاہی لشکر پانی پر پل باندھکر پار اُترا اگرچہ بادشاہی لشکر تھوڑا تھا اور بے سامانی
بہت تھی ہمیشہ دونوں طرف کے قراولوں میں جو لڑائی کہ ہوتی تھی زبردست سلطنت کے سرداروں کی طرف فتح ظاہر
ہوتی تھی اور ہر طرف سے افغان قتل ہوتے تھے یہاں تک کہ مقابلے اور قتل کی مدّت درازی کے ساتھ کھنچی اور بزرگ
بھائی کہ ہر ایک ایک اقلیم کے فتح کرنے کے لیے کافی تھا کوتاہ بینی سے دُور از کار اندیشے اپنی سعادت کی راہ کا پتھر بناکر
اتفاق کی سعادت سے فیض یاب نہ ہوئے - اور خدمت کے حاصل کرنے کی توفیق ایسے نازک وقت میں اُنکی سعادت کے
زمانے کی مدد دینے والی نہ ہوئی ہر چند نصیحت کے فرمان پر فرمان آتے تھے اُن خدا کی بخشیوں کے نقش اُن لوہے کا دل

رکھنے والون کے دلون مین صورت پذیر ہوتا تھا اور شیر خان مکاری کی راہ سے کبھی تو معتبر لوگون کو شاہی درگاہ مین بھیجکر صلح کا دروازہ
کھٹکھٹاتا تھا اور کبھی لڑائی کے جھوٹے خیال کو خیال کے میدان مین دوڑاتا تھا یہان تک کہ فریب اور مکر سے بہت پیدلون اور
ادنی لوگون کو تباہی کے اسباب کے ساتھ روبرو چھوڑ کر خود دو منزل پیچھے ہٹ کر بیٹھا اور بادشاہی لشکر کہ ہمیشہ فتحمندی
اُن کے لیے تھی اس حیلہ جمع کرنیوالے کی مکر کی باتون سے واقف نہ ہوئے اور پیچھے ہٹ کر بیٹھے اور تقدیر کے موافق
جب کوئی بات ظاہر ہونا چاہتی ہے کسی قدر بے پروائی کار آگاہی کے رکنون کو پہنچتی ہے اور اس سبب سے نگاہبانی
کی شرطون مین بڑی سستی واقع ہوتی ہے یہانتک ایک رات کو محمد زمان میر کا پہرہ تھا اُس سے بڑی غفلت واقع ہوئی
وہ مکار کہ موقع تک رہا تھا رات کے وقت کوچ کر کے صبح سویرے بادشاہی لشکر کے پیچھے سے ظاہر ہوا اپنے لشکر کو تین
حصون مین تقسیم کئے تھا ایک حصے مین خود تھا اور ایک حصے مین جلال خان اور ایک حصے مین خواص خان
ہستا۔ بادشاہی لشکر کو اتنا موقع نہ ملا کہ گھوڑے پر زین کسین یا جبہ پہنین۔ حضرت جہانبانی سپاہ کی غفلت سے اطلاع
پاکر تقدیر کے کارخانے کے نقش کے حیران ہوئے تدبیر کا سر رشتہ ہاتھ سے جا چکا تھا سوار ہوتے وقت مین بابا جلائر
اور تردی بیگ قوچ بیگ خدمت مین پہنچے شاہی حکم ہوا کہ جلدی جاکر مہد علیا (اونچے ہندولے مین بیٹھنے والی) حاجی بیگم کو لے
آوین اُن دو وفادار غیرت مندون کے عزت کے خیمے کے دروازے پر شہادت کا شیرین شربت پیا اور میر پہلوان بدخشی نے
بھی او بہت سے لوگون کے ساتھ عزت کے خیمے کے گرد جان صدقے کرنے کی توفیق پائی وقت نہایت تنگ ہو گیا تھا حضرت
مہد علیا باہر نہ آسکے اور چونکہ خدا کی مہربانی اور حفاظت حال کی ذمے دار اور مال کی ضامن تھی پاکدامنی کے محل کی چاردیواری
تک بداندیشون کے خیال کی تیز ہوا مین نہ پہنچ سکین اور سیاہ جانون کے اندیشہ کا غبار بزرگی اور مرتبے کی پردہ نشینون کے پاک
خیمے کے کنارون پر نہ بیٹھ سکا اور خدا کے فرشتون نے بلندی کے پاک گھر سے غیرت کے دربانون کی دورباش کے وسیلے پاکدامنی
کے خلوت خانے کی پردہ نشینون کی نگہبانی کی وہ برا خیال اُن سیاہ دل رکھنے والون کے دل مین راہ پانیوالا نہ ہوا شیر خان نے
اُس پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی کو نہایت حفاظت اور پردہ پوشی مین بڑی آبرو کے ساتھ روانہ کیا اور حاصل کلام جب حضرت پل
کی طرف متوجہ ہوئے پل کو ٹوٹا پایا ناچار اپنے آپ کو سوداگری کی حالت مین دریا کے طے کرنے والے مگرمچھون کی طرح پانی
مین ڈالا اتفاق سے گھوڑے سے جدا ہو گئے اسوقت چونکہ خدا کی نگہبانی آنحضرت کے احوال کی نگہبانی تھی ایک سقا اُن کی راہ
کا خضر (رہنما) ہوا اور اُس کے تیرنے کی مدد سے اس فتنے کے بھنور سے نجات کے کنارے پر پہنچے آنحضرت نے اسی حالت مین
اُس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے عرض مین پہنچایا کہ نظام شاہ نے فرمایا کہ تو اولیا کا نظام (خدا کے پیارے بندون کا)
کا انتظام کرنے والا ہے۔ اور عنایت اور مہربانی بجا لا کر اُس سے وعدہ فرمایا کہ جب مین سلامت کے ساتھ سلطنت کے تخت پر بیٹھونگا آدھے
دن کی بادشاہی تجھے دونگا اور غصے (رنج گلوگیر) کا ماجرا قصہ نوین صفر ۹۴۶ھ مین دریائے گنگ کے کنارے گزر جو سر پر تقدیر کے پردے سے
ظاہر ہوا میرزا محمد زمان اور مولانا محمد علی اور مولانا قاسم علی صدر اور مولانا جلال ستوی اور بہت سے امیر اور فاضل لوگ نیستی کے سمندر مین

ڈوبنے والے ہوئے۔ اور آنحضرت میرزا عسکری اور چند اور لوگون کے ساتھ جلدی سے آگرہ تشریف لے گئے۔ اور میرزا کامران شاہی آستانہ بوسی سے سرفراز ہوا اور چند روز کے بعد میرزا ہندال میرزا کامران اور اپنی بزرگ والدہ کے وسیلے سے شرمندہ اور سرافگندہ الور سے آکر خدمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت ذاتی مہربانیون کے تقاضے کے موافق نوازش فرماکر اُس کے قصورون کو اُسکے منہ پر لائے اور بے انتہا مہربانیون سے کہ بشری قدرت سے باہر ہون اُسکے ساتھ پیش آئے اور چونکہ اچانک بے تدبیری کی راہ سے تقدیری بات ظہور مین آئی ہمیشہ اس بات کی تلافی رہتے تھے اور تلافی کے ساز و سامان و آلات کے انجام مین مشغولی رکھتے تھے سلطنت کے طرفون سے امیر اور سپاہی شاہی آستانے کے چومنے سے مشرف ہوتے تھے۔ اسیوقت مین پاک طبیعت سقا بزرگ وعدے کا امیدوار بزرگی کے تخت کے پایہ کے نزدیک حاضر ہوا حضرت جہانبانی نے کہ ملک مروت اور احسان کے تاج دینے والے اور تخت بخشنے والے تھے جب اُنھون نے مفلس بے سر و سامان سقے کو دور سے دیکھا اُسیوقت اپنے شاہی قول و قرار کو وفا کے تخت پر جگہ دی اور سلطنت کے تخت کو اُس راہ کے خضر (رہنما) کے لیے خالی کرکے سقے کو وعدے کے موافق آدھے روز تک تخت پر بٹھایا اور اُسکو ملک نیمروز کے تخت نشین کے برابر بنایا اور بعضے بادشاہی حکم کہ اُسکا ظرف دریا۔ حوصلہ ہمت اُنکی گنجائش نہ رکھتا تھا مستثنیٰ (جدا کیے گئے) کرکے حکمرانی کے ساتھ اُسکے امتیاز کے پائے کو بلندی بخشی اور بخشش کے موج زن سمندر سے احتیاج کی گرد اُسکے اور اُسکے قبیلہ کے احوال کے چہرے سے دور کی ہر ایک حکم کہ سقے سے شاہی تخت کے بیٹھنے کے وقت مین ظاہر ہوا جاری ہونے کے ساتھ نزدیک کیا گیا ہوا میرزا کامران نے ایسی بلند حوصلگی کے ظاہر ہونے سے شکایت کا اُلٹ حکایت کی پیشانی پر ظاہر کیا اور آزار ڈھونڈھنے والے دل کو ایک بہانہ ہاتھ آیا اور اس مکاری کے قضیہ کے بعد شیر خان نے بنگالہ کا قصد کیا اور بہار کی حدود تک آگر توقف کرنے والا ہوا جلال خان کو ایک پریشان جماعت کے ساتھ بنگالے کے سر پر مقرر کیا اور وہ تھوڑے عرصے مین جہانگیر قلی بیگ سے جا بھڑا اور اُس نے دلیری کی داد دیکر لڑائی کے میدان کو بہادری کے قدم سے طے کیا لیکن چونکہ خدا کی مرضی اور اُسکی دائمی اور لازوال حکمت ایک اور صورت کا نقش باندھنے والی تھی سارے بنگالے کے سردارون نے فتنے کے دفع کرنے مین لائق اتفاق نہ کیا اور بے فکری پسند ہوکر اس لڑائی مین جمع نہ ہوئے اسلیے جہانگیر قلی بیگ کوشش اور کشش کے بعد میدان جنگ مین پائداری کا قدم جما نہ سکا۔ اور منہ موڑکر زمینداروں کے پاس پناہ لینے والا ہوا اور نادرست عہد و پیمان کی وجہ سے وہ خود اور اُور بہت سے دوسرے لوگ نیستی کے صحرا کی طرف روانہ ہوئے۔ شیر خان بنگالے سے دلجمعی کرکے جونپور کی حدود مین آیا اور شور و شر بچانے والا ہوا اور اُس ملک کو اپنے تصرف اور زبردستی قبضہ مین لاکر فتنے کا ہاتھ دراز کرنے والا ہوا اور قطب خان کہ اُسکا چھوٹا بیٹا تھا اور بہت سے لوگون کو آوارہ بچے لوگون سے اپنی ہمراہ لیکر کالپی اور اٹاوہ کے سر پر فتنہ برپا کرنے والا ہوا جب یہ خبر بلو شاہی کانون مین پہنچی یادگار ناصر میرزا اور قاسم حسین خان اوزبک کہ وہ حدود اُنکی جاگیر مین مقرر تھی اور اسکندر خان کہ میرزا کامران کی طرف سے کالپی کے بعضے مقامات کے اہتمام مین قیام رکھتا تھا اُسکے مقابلے کے لیے نامزد ہوئے ان دلاوری کے میدان کے شیر مردون نے اُن حیلہ گر لومڑی صفتون کے مقابلے مین آکر بڑی لڑائی کی اور غیبی مددون سے فتح ظاہر ہوئی اور قطب خان میدان جنگ مین مارا گیا اور حضرت جہانبانی ایک مدت تک آگرہ مین فتحمند فوج کے سرانجام اور برادرون اور عزیزون کے پریشان دلون کے جمع لانے اور اُن کے پوشیدہ رازون اور باطنی باتون کی اصلاح فرمانے مین مشغول رہے۔ ہرچند میرزا کامران کے دل کے غبار سے بھرے رخسار کو نصیحتون کے صاف شیرین پانی سے دھویا صفائی کا چہرہ کسی طرح سے ظاہر نہ ہوا اور بہتیرا کچھ خلاف کے زنگار کو نصیحتون کی صیقل سے صاف کیا

موافقت کی چپک اُسکے زمانے کے آئینے مین کسی صورت سے نظر نہ آئی اور ایسی بڑی مہم مین کہ ہاطنون کے خلاف کے باوجود ظاہری اتفاق اُس کی دولت کی نگہداشت کے لئے ضروری تھا ایسے وقت مین کہ اتنے سارو سامان کے ساتھ تیس ہزار مجرد آدمی اُسکی ہمراہ تھے۔ اور حضرت جہانبانی کے فضل واحسان کی بدولت کابل سے وادر زمین تک شمال مین اور حد سمانہ تک جنوب مین قبضے کے دائرے مین رکھتا تھا ایسے اپنے ولی نعمت اور بزرگ برادر احسان کرنے والے بادشاہ کے ساتھ غدر کرنے والا اور کوتاہی کرنے والا ظاہر ہوا۔ اور جھوٹ موٹ بیمار بنا۔ اور غفلت کی زیادتی اور فکر کی کمی کی وجہ سے اس بزرگ خدمت سے پیچھے رہنا اور سستی کرنا اختیار کیا۔ آخر خدائے اس مکافات (بدلے دینے) کے کارخانے مین کام کے نتیجے اُسکی طرف عائد (لوٹنے والے) کئے۔ چنانچہ اُس نے زندگانی ہی کے اندر اپنے عملون کی سزا کو اپنی آنکھون سے دیکھا۔ اُس مین سے کچھ اُس مجمل طرز کے بعد وضاحت کے قلم سے اپنے مناسب مقام مین بیان ہونگے۔ اور چونکہ اُس نے اپنی زبان سے بُرا شگون نکالا تھا اُسکا حال بھی ویسا ہی ہوا۔ مصرعہ۔ جب اختر (نصیب) گزر گیا وہ فال راست ہوئی۔ چند دیرینہ بیماریاں اُسے پیش آئین اور بخت برگشتہ ہونے کی وجہ سے غیبی تنبیہات (ہوشیار کرنیکی باتون) پر آگاہ نہ ہوا اور اپنے انعام کرنیوالے کے ناخوشنودی کے رستے اور اپنے احسان کرنیوالے کی نارضامندی کی راہ پر اڑا رہا۔ پہلے خواجہ کلان بیگ کو بڑی جماعت کے ساتھ لاہور بھیجا اور مُنہ آرزوون کے قبلے سے مروڑ کر اُسکے پیچھے خود روانہ ہوا اور ایسی تباہی اور نقصان کا بانی اور باعث ہوا کہ جس سے دوست کو آزار اور دشمن کو فائدہ پہنچے۔ ہرچند حضرت جہانبانی نے فرمایا۔ کہ میرزا اگر تجھے ہمراہ ہونے کی توفیق نہین ہے اور تو ایسے موقع کو ہاتھ سے دیتا ہے اپنے آدمیون ہی کو ساتھ کردے میرزا آنحضرت کی خواہش کے برعکس بالکل اس فکر مین تھا کہ بادشاہی لوگون کو بدراہی کیطرف مائل کرکے اپنے ساتھ لیجاوے اسلئے کہ میرزا حیدر بن محمد حسین گورگان کہ خالہ زادہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کا تھا ہمراہ میرزا کامران کے دارالخلافہ آگرے مین آکر حضرت جہانبانی کی خدمت کی بزرگی پائے ہوئے تھا اور بہت سی نوازشون کے ساتھ ممتاز بنا ہوا تھا میرزا کامران نے اپنی بیماری کا بہانہ کرکے اُسکو اپنے ساتھ لیجانے کی کوشش کی میرزا حیدر میرزا کامران کیطرف مائل کربہ عذر خواہی کے مقام مین ہوا اور بے فکری سے حرف رخصت درمیان مین لایا حضرت جہانبانی نے فرمایا اگر رشتہ داری کی نسبت پیش نظر ہے تو دونون طرف سے برابری پر ہے اور اگر اخلاص کی ارادت کی نسبت ہے تو یہ نسبت تو نے ہمارے ساتھ بہت زیادہ ظاہر کی ہے۔ اور نام آوری اور مردانگی کی تلاش ہے تو تو ضرور ہے کہ تو ہمارے ساتھ چلے کہ ہم غنیم کے سر پر جارہے ہین اور وہ کہ میرزا کامران بیماری کا اظہار کرتا ہے تو نہ طبیب ہے اور نہ دوا پہچاننے والا۔ کہ ہمراہ جاوے اور وہ کہ میرزا نے لاہور کو اسن کی جگہ تصور کیا ہے ایک بیہودہ خیال ہے اسلئے کہ اس حملے سے عاجز رہنے کے بعد اگر کوئی بات ظاہر ہوویگی تو سلامتی کا گوشہ ہندوستان مین نہین مل سکیگا اور یہ بھی ہے کہ یہ امر دو باتون سے خیالی نہین ہے اگر فتح ہمارے لئے ہے تو پھر تمہارے لئے کیا منہ اور کونسی آبرو ہوگی کہ شرمندگی کے سبب سے سر مین سے نہ اُٹھا سکوگے کہ مرنا اُس زندگی سے اچھا ہے۔ اور اگر بناہ بخدا۔ حال اسکے برعکس ہوا تو پھر تمہارا لاہور مین رہنا محال ہوگا اور جس شخص نے کہ یہ صلاح میرزا کو دی ہے اُسکے دماغ مین خبط آگیا ہے یا اُس نے ناراستی اختیار کی ہے اور حق کو اُس سے چھپایا ہے اور خوشامد کی بات کہی ہے۔ الحاصل میرزا حیدر نے بیدار نصیب کی رہنمائی سے ہدایت کا راستہ پایا اور شاہی لشکر کی ہمراہی کی سعادت سے معزز اور ممتاز ہوا اور میرزا کامران اپنی لشکرون کی کثرت کے باوجود تین ہزار آدمی میرزا عبداللہ مغل کی سرداری مین ہمراہ کئے اور توفیق خدمت کی نہ پائی۔

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کا دار الخلافہ آگرہ سے مشرقی ملکون کیطرف شیر خان کے فتنے کے دفع کرنیکے لئے توجہ فرمانا اور لڑائی کے بعد واپس لوٹنا اور عبرت بڑھانے والے واقعات کہ اُسکے بعد ظہور مین آئے

چونکہ تقدیر کے نگارخانے کے ہنگامے کے نادر نقش کرنے والے کارآگاہ دوسری منبا دکے نقش ونگار مین ہین اگر اب کام مراد کے موافق نہووے جائے شکر ہے نہ مقام شکایت۔ لہذا جہان کے آراستہ کرنے والے خدا نے اتفاق ایسے بزرگ ہمایون سے اٹھالیا اور جمعیت کو پراگندہ کیا اور آنحضرت تھوڑے سے لشکر کے ساتھ بہت سے دشمنون کی طرف متوجہ ہوئے اور دل کی قوت اور اپنی پیدائشی ہمت کے استقلال سے دوستون کی کمی اور دشمنون کی زیادتی کو منظور نرکھا اور جب شاہی لشکر بھوج پور مین پہنچا شیر خان ایک بڑا لشکر لیکر دریاے گنگ کے اُس طرف آکر ٹھیرا۔ آنحضرت نے اپنی تھوڑی فوج کے ساتھ ارادہ دریا سے پار جانے کا فرمایا۔ اور تھوڑے سے زمانہ مین بھوجپور کے راستے پر پل بندہ گیا۔ اور بہادرون کی ایک جماعت کہ قریب اکیسو پچاس کے تھی اپنے آپکو آمادۂ جنگ کرکے بے زین کے گھوڑون پر سوار ہوکر پانی مین اُتری اور دریائی شیرون کی طرح موج اور بھنور سے نہ ڈر کر دریا مین داخل ہوے اور دریا کے طے کرنے والے مگرمچھون کی طرح گھرے دریا مین تیزی سے چلتے ہوئے پانی سے پار گئے اور ایک بڑی جماعت کو بھگایا اور مردانگی اور پہلوانی کی داد دے کر لوٹنے کے خیال سے اپنے لشکرگاہ کا ارادہ کیا جب پل کے نزدیک پہنچے افغانون نے فیل گردباز نامی کو کہ چوسہ کی لڑائی مین دشمن کی فوج کی طرف رہگیا تھا پل توڑنے کے لئے چھوڑا اُس بے اعتدال ہاتھی (بڑے عظیم الجثہ ہاتھی) نے اپنے آپکو پل کے سر پر پہنچا کر اُسکے پایون کو توڑ ڈالا اسوقت شاہی لشکر سے توپ چھوڑی گئی کہ گرد باز ہاتھی کے پاؤن کو چورا چورا کر دیا اور غنیم کا لشکر کہ زور لایا تھا اُسنے شکست پائی اور جان صدقے کرنے والے جوان شجاعت کی داد دے کر سلامت کے ساتھ آئے اور صلاح اسمین دیکھی کہ دریا کے کنارے کنارے قنوج تک روانہ ہووین بڑی نگاہداشت اور آہستگی کے ساتھ کوچ بہ کوچ جارہے تھے راہ کے درمیان مخالفون کی کشتیان نمودار ہوئین بادشاہی توپخانہ سے توپ چھوڑی گئی مخالفون کی بڑی کشتی چورہ چورہ ہوگئی اور قہر کی موجون کی تپانچہ زنی سے زیروزبر ہوگئی

اور ایک مہینے کی مدّت سے زیادہ قنوج کے اطراف مین مقابلہ رہا اور آخر کار محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اور شاہ میرزا کے بیٹون نے کہ اُنکی نسبت حضرت صاحبقرانی تک پہنچی ہے اور سلطان حسین میرزا کے نواسے ہین حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی خدمت مین سربلند تھے اور آنحضرت کے مرجانیکے بعد حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے ساتھ نافرمانی ظہور مین لائے۔ جیسا کہ اشارہ اس بات کیطرف ہُوا چونکہ باطل رب فائدہ جھوٹے جھگڑے کو رونق اور چمک دمک حاصل نہین ہوتی ہے اور ولی نعمت کے ساتھ جھگڑنے والا مقصد پانے والا نہین ہوتا ہے کام نہ کئے ہوئے پھر حضرت جہانبانی کے بلند آستانے کی طرف آکر بندگی کا سجدہ پیش پہنچایا اور آنحضرت نے نہایت مروت اور جوانمردی سے اُنکے کئے ہوئے گناہون کو نا کیا ہوا خیال کرکے بادشاہانہ مہربانیون سے امتیاز کی سعادت بخشی اور چونکہ یہ ناشکر گزار جبلی سرشت (پیدائش) مین بدذات واقع ہوئے تھے پھر بدقسمتی اور کم فرصتی سے ایسے نازک وقت مین بھاگ کر پاؤن قرار اور صبر کے دائرہ سے باہر رکھا اور دوسرے بھاگے ہوئے کے رہنما ہوکر بدقسمتون کو بھاگنے کا راستہ دکھایا اور بہت سے لوگ نمکحرامی کی راہ طے کرنے والے ہوئے اور علیحدہ ہوگئے۔ حضرت جہانبانی کی راستی کی خواہش کرنیوالی راے نے ایسا ارادہ کیا۔ کہ پانی سے گزرکر ہر طور سے لڑنا چاہیئے تاکہ جو صورت کہ غیب کے پردہ سے ظاہر ہونے والی ہووے ظاہر ہونے کا جلوہ دکھاوے اور اگر اس مقصد مین دیر ہوگی کام دوسرے طور پر ہوجائیگا اور بہت لوگ جدا ہوکر چلے جاوینگے اسی ارادہ پر کہ آدمیون کے جانے کے راستے کو روکین پل باندھکر پار جانا فرمایا لشکر کے آگے خندق (کھائی) کھودکر توپخانے کی گاڑیان اُنکی جگہون مین انتظام دین اور مورچے تقسیم فرمائے شیرخان مقابلے مین غلغلے اور آشوب کا جگھٹا جمع لاکر خندق (کھائی) کھودکر بیٹھا اور ہر روز جوان ہر طرف سے نکلکر لڑتے تھے انہین دنون مین موسم بدلا۔ اور بارش کا موسم آپہنچا۔ اور بادل مست ہاتھیون کی طرح جوش وخروش مین آکر برسنے لگے اور وہ سرزمین کہ شاہی خیمون کی قیامگاہ تھی بارش کے پانی سے لبالب ہوگئی ناچار ایسا اونچا میدان کہ پانی اور مٹی (کیچڑ) کے آسیب سے محفوظ ہووے تلاش کیا تاکہ خیمے ڈیرے اور توپخانہ اور شاہی لشکر کو اس میدان مین لیجائین اور قرار پایا کہ صبح کے وقت کہ روز عاشور (دسوین محرم) ہے فوجون کو ترتیب دیکر کھڑے ہون۔ اگر مخالف خندق سے نکلکر آگے آیا لڑین اور اگر وہ اپنی جگہ مین رہے تو اُس جگہ مین کہ اُترنے کے لیئے مقرر ہوئی ہے جا اُترین دسوین محرم ۹۴۷؁ھ کو اس ارادے سے سوار ہوے اور صفین آراستہ کین محمد خان رومی اور استاد علی قلی کے بیٹے اور استاد احمد رومی اور خلفات کہ توپخانہ کے انتظام کرنے والے تھے ہر ایک نے گاڑیون اور توپون کو نصب کرکے مقرر قاعدے کے موافق زنجیر کھینچی اور قول نے آنحضرت کی پاک ذات سے امتیاز پایا اور میرزا ہندال کے قول کے آگے جگہ مقرر ہوئی اور میرزا عسکری برانغار کا سرراہی کرنیوالا ہوا اور یادگار ناصر میرزا نے جرانغار کو انتظام دیا میرزا حیدر اپنی تاریخ رشیدی

مین لکہتا ہے کہ آنحضرت نے اُس روز مجھکو اپنے بائین جانب کر دہنا آن حضرت کے بائین سے ملنا اور جڑ نار کھتا تہا جگہہ دی تھی اور مجھ سے قول کی جرانغار کی حد تک ستائیس علمدار سردار تھے ۔ شیر خان بھی پانچ حصے کر کے نکلا دو گروہ کہ تعداد مین بہت زیادہ تھے خندق کے باہر کہڑے ہوئے اور تین گروہ لشکر شاہی کی طرف رُخ کرنے والے ہوئے جلال خان اور مست خان اور تمام نیازی میرزا ہندال کے روبرو آئے اور مسار زخان اور بہادر خان اور راے حسین جلوانی اور سب کرانی روبرو یادگار ناصر میرزا اور قاسم حسین خان کے پہنچے ۔ اور خواص خان اور برمزید اور اَور لوگ میرزا عسکری کے مقابل ہوئے اوّل لڑائی میرزا ہندال اور جلال خان کے درمیان واقع ہوئی اور عجیب تلوار کی لڑائی ظہور مین آئی ۔ اور جلال خان گہوڑے سے گرا بادشاہی جرانغار اپنے غنیم کو پیچھے ہٹا کر اُسکے غول پر حملہ آور ہوا جب شیر خان نے یہ دیکھا خود بڑے لشکر کے ساتھ آ ٹوٹا اور خواص خان اور اُسکے ہمراہیون نے بھی میرزا عسکری پر حملہ کیا افغانون کے حملہ کرتے ہی اکثر سردار بے لڑے پیچھے کو ہٹے آنحضرت نے اپنی پاک ذات سے دو مرتبہ مخالف کے لشکر پر حملہ آور ہو کر کوشش کی اگرچہ یہ قاعدہ نہین ہے کہ بادشاہ خود لڑائی لڑے لیکن اس مرد آزمائی کے وقت مین دلیری کا گہراپن اور شجاعت کی تیزی قانون پر عمل نہین کرنے دیتی ہے چنانچہ اس لڑائی مین دو نیزے آنحضرت کے ہاتھ مین ٹوٹے اور اُنہون نے لڑنے اور مردانگی کی داد دی ۔ لیکن بہائی برادری بجا نہ لائے ۔ اور امیر مضبوطی کا قدم پایداری کے دائرے مین نگاہ نہ رکھکر اپنی تقصیرون کی خرابی سے غافل ہوئے اور ایک ایسی بُری نظر (صدمہ) ولی نعمت کے لئے روا رکہی اور وہ ظاہر اور باطن کے بزرگوار کہ حقیقت کی آنکھ سے دیکھنے والے اور بہیدون کے دیکھنے پر قدرت رکھنے والے تھے ایسے تہوڑے لشکر کے ساتھ کہ دوروئی سے بھرا اور سچائی سے خالی تہا جو اس گلے کی طرف متوجہ ہوئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یقیناً اُنکے غیرتمند دل مین گزرا ہوگا کہ شجاعت کے گہوڑے پر سوار ہوکر ملک عدم کی طرف روانہ ہونا اور زندگانی کے گہوڑے کو فنا کی منزل کیطرف دوڑانا دوست صورت دشمنون کے ساتھ مصاحبت رکھنے اور اُنکے ساتھ دوروئی برتنے اور ٹیڑہی چال چلنے والے ہمصحبتون کے ساتھ ردّو بدل کی گوٹ کہیلنے سے بدرجہا بہتر ہے ۔ ایسے پانی سے جوان بے آبروؤن کے ساتھ پیا جاوے سَراب (خشک بالو جو دُور سے پانی معلوم ہو) بہتر ہے ۔ چنانچہ بادشاہ کا اپنی پاک ذات سے حملہ آور ہونا زمانے کے لوگون کی نظر مین اس بات کو علانیہ طور پر ظاہر کرتا تہا ۔ یکدل دولت خواہون سے بعضے لوگ دولت کی رکاب مین گڑگڑانے اور سفارش کا ہاتھ مار کر زبردستی باہر نکال لائے مین یہ بات عالم اسباب کے وسیلون پر نظر کر کے کہتا ہون ۔ ورنہ حقیقت کے عالم مین (یعنی اگر سچائی کی راہ سے پوچھو) تو جہان کا آراستہ کرنے والا خدا اُنکا لانے والا ہے ۔ چونکہ پیدائش کے ستارہ کا چڑھاؤ اور حضرت شاہنشاہی کے ظہور کے کروفر کی بلندی خاص زمانے اور مخصوص جگہہ مین نزدیک ہوئی تھی عجیب باتون کے پیدا کرنے والے خدا نے یہ ایک ایسی عجیب بات ظاہر کی عقلمندون سے ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ یہ واقعہ آزادون (نیکون) کے بیدار کرنے اور آگاہی کی زیادتی کے لئے ہے نہ کام کے عوض کی قسم سے ہے ۔ چنانچہ اگلے حکیمون کے نزدیک مقرر ہے

کہ زمانے کے حادثے خاص لوگون کے لیے مثل صیقل کے ہوتے ہین اور عام لوگون کیلیے مثل زنگار کے ہوتے ہین پاک خصلت روشن ضمیرون
سے ایک گروہ کا گمان وہ ہے۔ کہ یہ واقعہ ایک تربیت کا نقشہ ہے جب کہ تقدیر کے کارخانے کے کارکن کسی مستعد (صاحب استعداد) کو بلند درجے
پر پہنچاتے ہین تو پہلے اُسکو دُنیاوی مرتبون یعنی خوشی اور غم اور تندرستی اور بیماری اور آرام اور تکلیف اور کشادگی اور بستگی
کا جمع کرنے والا کرتے ہین تاکہ سرداری کے بلند درجے کے قابل ہووے اور تصور کے میدان کے تیز چلنے والون سے
بعضے اس بات پر ہین (یوُن کہتے ہین) کہ اس بلا مین مبتلا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا قاعدہ اس طور پر جاری ہے
کہ جبکہ کسی سعادتمند کو کوئی بہت بڑی نعمت عطا کیجاوے اور اُس بزرگ دولت کے حاصل ہونے کا زمانہ نزدیک آپہنچا ہو
اُس وقت کے صحن کو تکلیفون کے اُترنے کی جگہہ اور فتنون کے گھومنے کا مقام بناتے ہین اور نقصان کی گرد اوسکے
مرتبے اور بزرگی کے دامنون پر بٹھاتے ہین تاکہ جب کمال کے درجے اور انتہا کی اونچائی پر چڑھے اس نقطہ کی سیاہی
اُسکی نظر بد کے لئے کالا دانہ بنے اور اس سے زیادہ صاف بیان کرتا ہون۔ کہ جب انسانی جاے ظہورون اور بشری
جاے طلوعون سے اُس پاک نور کے ظاہر ہونے کا وقت کہ حضرت آنقوا کی پاکی کی زینت دینے والی سرشت اُسکی
اوٹھانے والی ہوئی تھی اور بہت سے مختلف قسم کے لوگون کی پشتون اور شکمون کی پوشیدہ جگہون مین جلوہ گر ہوکر
ظہور کے ملک کے جہان مین قدم رکھ رکھ کر خدا کی خاص نظرون کے وسیلے بلندی کے مرتبون مین تربیت کی بزرگی پایا
تھا اور اسوقت کہ اُس نوُر کے مقصودِ اصلی کے ظاہر ہونے کا زمانہ کہ حضرت شاہنشاہی کی پاک ذات ہے قریب ہوا اپنے
قضیہ کو اس بزرگ دولت کا کالا دانہ بنا کر پیدائش کے کارخانے کے جمال آراستہ کرنے والے نے ایسی کارفرمائی کی اب
پردہ کشائی سے باز آکر سخن کے سر پر آتا ہے اور حاصل کلام جب ایسی شکست کہ جہان کی بنیاد کی دُرستی کا آغاز ہو
ظہور مین آئی۔ دریاے گنگ کے کنارے تک کہ قریب ایک فرسخ کے ہوگا امیر بے لڑائی لڑے مُونہہ موڑکر بھاگے
ناشکرگزاری اور حق ناشناسی کا بدلہ پاکر نامرادی کے بھنور مین ڈوبے اور اپنی زندگی کی کشتیون کو نادرستی کے
عوض مین فنا و نیستی کی موج اُٹھنے کی جگہہ مین دیا اور حضرت جہانبانی نے پائداری اور استواری کے قدم کے ساتھ
ہاتھی پر چڑھکر دریا سے گزرنا فرمایا اور دریا کے کنارے پر ہاتھی سے اُترکر اوپر چڑھنے کا راستہ
ملاحظہ کر رہے تھے چونکہ کنارہ بلند تھا اوپر چڑھنے کا راستہ میسر نہ ہوتا تھا سپاہیون سے ایک
ڈوبنے سے نجات پاکر وہان پہنچا اور آنحضرت کا پاک ہاتھ پکڑکر اوپر اٹھا لیا اور اُسنے حقیقت مین اپنی ہمیشہ
والی سعادت کی مددگاری سے نصیب اور اقبال کو اپنی طرف کھینچا آنحضرت نے اُسکا نام اور وطن پوچھا اُسنے عرض کیا
میرا نام شمس الدین محمد اور میرا وطن غزنی ہے میرزا کامران کے نوکرون سے ہون آنحضرت نے اُسکو شاہانہ
نوازشون کا امیدوار فرمایا اور اسی وقت مین مقدم بیگ نے کہ میرزا کامران کے شریف لوگون سے تھا آنحضرت
کو پہچان کرا اپنے آپکو دولت کی خوشخبری کے اطمینان پائے ہوؤن کی لڑی مین داخل کیا اور اس ارادے

اپنا گھوڑا پیش کیا اور بادشاہی مہربانیون کے وعدون سے خصوصیت کی خوشخبری پائی۔ حضرت جہانبانی وہان سے
دارالخلافہ آگرے کو متوجہ ہوئے اور راہ مین میرزا آکر ہمراہ ہوئے۔ جب موضع بھنگاپور کی حدود مین پہنچے قصبے کے
لوگ خرید و فروخت کا راستہ بادشاہی لوگون پر بند کر کے بے ادبی کے مقام مین آئے۔ چنانچہ جو شخص اُنکے ہاتھ مین پڑتا تھا اُسکے
مار ڈالنے کا ارادہ کرتے تھے اس معاملہ کی حقیقت جب شاہی عرض مین پہنچی شاہی حکم ہوا کہ میرزا عسکری اور یادگار ناصر
میرزا اور ہندال میرزا جاکر اس بدبخت گروہ پر غلبہ کر کے اُنکو ادب دین۔ تیس ہزار آدمیون کے قریب سوار اور پیدل
اس بدبخت گروہ کے جمع ہوئے تھے جب بادشاہی حکم اُن کو پہنچا میرزا عسکری نے جانے سے سُستی کی یادگار ناصر
میرزا نے چند طعنے دیکر کہا کہ تمہاری بے اتفاقی سے کام اس حد تک پہنچا اب تک نہین جاگتے ہو اور یادگار ناصر میرزا اور
میرزا ہندال فرمانبرداری کر کے اُس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے بڑی لڑائی ہوئی اور بہت لوگ اندھے بے سعادت
لوگون سے قتل ہوئے۔ اور میرزا تنبیہ کر کے لوٹے اور میرزا عسکری کہ شکایت ناک آیا تھا عتاب کیا گیا ہوا۔ اور وہان
سے حضرت جہانبانی تیزی کے ساتھ کوچ کرتے ہوئے آگرہ مین آئے ملکون کی طرفین اُلٹ پلٹ ہو رہی تھین اور ہر
طرف مین فتنہ برپا تھا۔ دوسری صبح کو بزرگون کے پیشوا امیر رفیع کے مکان پر کہ صفوی کے سیدون سے نہایت علم اور عقل
مین یکتا تھا اور چونکہ سلاطین اُسکی بزرگی اور تعظیم کرتے تھے اسلئے ممتاز وقت تھا۔ تشریف لیجاکر مشورہ فرمایا آخرکار جہان کی
آراستہ کرنے والی رائے نے یہ قرار پایا کہ پنجاب کی طرف کوچ فرمائین اگر میرزا کامران کی عقل فرمانروائی اور سعادت
مددگاری کرے اور تلافی اور تدارک (کوتاہی کے پورا کرنے اور اُسکے عوض کرنے) مین متوجہ ہوکر اچھی خدمت کا ٹیکا
کر پر باندھے اور بیشک فتنہ کا سوراخ بند ہو جائیگا اس درست ارادے کے ساتھ وہان سے لاہور کی طرف متوجہ ہوئے
میرزا عسکری سنبل کو گیا اور میرزا ہندال الور کو گیا اور اس سال کی اٹھاروین محرم کو قاسم حسین سلطان نے یبک میرک
کے وسیلے دہلی کے میدان مین رکاب بوسی کی سعادت حاصل کی اور بہت لوگ خدمت مین حاضر ہوئے اور ذکر کئے گئے مہینے
کی بیسوین تاریخ وہان سے آگے کی طرف کوچ فرمایا اور اس مہینے کی بائیسوین کو قصبہ رہتک مین ہندال میرزا اور میرزا حیدر
نے پاک دولت حاصل کی اور ماہ کی تیئیسوین کو حضرت جہانبانی نے اسی منزل مین بزرگی کا اُترنا فرمایا قلعے کے لوگون
نے شہر کے دروازے کو آن حضرت کے موُنھ پر بند کیا اور بدبختی کے دروازے اپنے اوپر کھولے۔ اور آنحضرت نے دولت
اور سعادت کے ساتھ متوجہ ہوکر تھوڑی ہی دیر مین اہل قلعہ کو تنبیہ فرمائی اور سترھوین صفر کو شاہی لشکر سرہند مین پہنچا
اسی مہینے کی بیسوین کو میر فقر علی نے راہ کے درمیان زندگی کا کجاوہ باندھا اور جب شاہی لشکر لاہور کے اطراف مین
دولت خان کی سرا کے قریب پہنچا میرزا کامران استقبال کے لئے آکر خدمت مین حاضر ہوا۔ آنحضرت خواجہ دوست
منشی کے باغ مین کہ لاہور کی منزلون مین سب سے زیادہ دلکشا تھا دولت کے ساتھ اُترے۔ اور میرزا خواجہ غازی کے
باغ مین کہ اُن دنون مین میرزا کامران کا دیوان تھا اُترا۔ اور اُسکے پیچھے میرزا عسکری سنبل سے پہنچا اور امیر ولی بیگ

کے گھر مین ٹھیرا۔ اور انھین دنون مین دولتمند مبارک سرشت شمس الدین محمد جسنے دریا کے کنارے پر ہاتھ دیا تھا آیا اور
بادشاہانہ نوازشون سے سربلندی پانے والا ہوا۔ اور یکم ربیع الاول ۹۴۷ھ مین سارے بزرگ بھائی اور امیر اور سارے ملازم
جمع ہوے اور اتنی آگاہی کے اسباب کے باوجود اور آسمانی تنبیہات کے یہ عزیز آگاہ نہین ہوتے تھے اور سچائی کا پٹکا ہمت
کی کمر پر نہین باندھتے تھے۔ اور ہر مرتبہ حضرت کی خدمت مین جمع ہوکر مشورہ کرتے تھے اور اتفاق اور یکطرفی پر عہد و پیمان
باندھتے تھے اور بزرگون اور مشہور لوگون کو اسپر گواہ کرتے تھے۔ اور اکثر وقتون مین خواجہ عبدالحق کے بھائی خواجہ خاوند
محمود اور میر ابوالبقا کو مشورت مین داخل کرتے تھے یہانتک کہ ایکروز سارے میرزا اور سلطنت کے شریف اور بڑے بڑے
لوگ جمع ہوئے اور اتفاق اور یکطرفی کا ایک محضر لکھا اور سارے لوگون اور بزرگون نے اپنی گواہی اُس سعادت کے محضر پر
لکھی اور جب یہ اعتماد کے لائق محضر اختتام کو پہنچا مشورت مین شروع کی آنحضرت نے ہر باب مین بلند نصیحتین اور عمدہ
کلمے فرمائے اور گوہر بیان زبان پر گزرا کہ اُس جماعت کے انجام کی خرابی کہ جسنے اتفاق کے سیدھے رستے سے تجاوز
کیا سب لوگون پر روشن ہے خاص کرکے اسی نزدیکی مین جب سلطان حسین مرزا نے خراسان کے اندر کوچ کا نقارہ
بجایا اٹھارہ اقبالمند مقصد ور بیٹے چھوڑے ایسی مستقل دولت اور ایسے بڑے سامان کے باوجود بھائیون کے
بے اتفاقی سے خراسان کا ملک کہ کتنے برس عدل و داد کی دولت کی برکتون سے جوہی کا مرکز رہا تھا تھوڑے ہی
عرصے مین اتنے حادثون کے اُترنے کی جگہ ہوا اور شاہی بیگ کیطرف منتقل ہوا۔ اور سارے بیٹون سے بدیع
الزمان میرزا کے سوا کہ روم کی طرف چلا گیا کوئی نشان نہ رہا اور میرزا کے سارے بیٹے خواص و عوام کی زبانون پر
اور موہنون مین طعنہ کئے گئے اور ملامت کئے گئے ہو!! اور حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی نے ایسے بڑے وسیع ہندوستان
کو کس مشقت سے لیا ہے اگر تم لوگون کی بے اتفاقی سے تصرف کے احاطہ سے نکلکر کتنے ایک نالائقون کے ہاتھ
مین چلا جاوے گا عقلمند لوگ تمکو کیا کہین گے اب اس بارے مین فکر کے گریبان مین سر اچھی طرح جھکانا چاہیے اور
پھر غیرت کے گریبان سے باہر نکالنا چاہیے تاکہ لوگون کے درمیان سربلندی حاصل ہووے اور خدا کی خوشنودی
کے جمع لانے کا سبب ہووے اور ہر ایک نے صاحبان عہد و پیمان اور اصحاب مواثیق اور ایمان (قسم کھانے والون
اور عہد و پیمان کرنے والون) سے ایسے قریبی عہد کو فراموش کیا اور اپنی اپنی خواہش کے موافق باتین بنانا شروع
کین میرزا کامران بولے کہ وہ جو میرے دل مین پہنچتا ہے یہ ہے کہ بادشاہ اور سارے میرزا تن تنہا چند روز تک
پہاڑون مین بسر کرین اور سب کے بال بچون کو مین لیکر کابل کی طرف چلا جاؤن اور ایک امن گاہ مین پہنچا کر واپس
آؤن اور تمہارے ساتھ آملون اور میرزا ہندال اور یادگار ناصر میرزا نے کہا کہ بالفعل ہماری لڑائی افغانون کے
ساتھ صورت نہین پاتی ہے مناسب وہ ہے کہ بکر کی حدود کی طرف جاکر اُس ولایت کو قبضے مین لائین
اور اُسکی قوت سے گجرات کو تابع کرین اور جب یہ دونون ملک ہاتھ لگ جائین۔ اور کام با انتظام ہو جائے

اس ملک کا چھوڑنا غالباً بہت اچھی طرح سے آسان ہوگا میرزا حیدر نے کہا مناسب وہ ہے کہ سارے میرزا کوہ سہرند سے کوہ سارنگ تک پہاڑ کے دامنون کو مضبوط کر کے بیٹھین اور مین ذمے دار ہون کہ تھوڑی سی تقویت سے دو مہینے کے اندر کشمیر کو چھوڑا لونگا۔ اور جب کشمیر کے لینے کی خبر پہنچے ہر شخص اپنے علاقہ دارون کو کشمیر کی طرف بھیج کر کوئی امن کی جگہ اس سے زیادہ محفوظ نہین ہے چار مہینے درکار ہین کہ شیر خان وہان تک پہنچے اور گاڑیون اور توپون کے ساتھ کہ اسکی لڑائی کی قوت انہین پر ہے۔ پہاڑون مین نہین چل سکتا ہے اور تھوڑے عرصے مین افغانون کا لشکر ویران ہو جائیگا اور چونکہ انکی زبان دل کے ساتھ موافق نہ تھی بات ناتمام رہی اور مجلس تمام ہو گئی یعنی جلسہ برخاست ہوا اور جب کبھی بات درمیان مین آتی تھی اور آنحضرت بڑی بڑی نصیحتین فرماتے تھے کہ شاید میرزا کامران کی عقل کا چراغ روشن ہووے اور بدعقلی سے باز آکر صفائی کے مقام مین آوے میرزا اپنی بات سے نہین بدلتا تھا اور اسکا سارا دلی قصد یہ تھا کہ ہر ایک اسباب طرف مین ویران ہووے اور وہ خود کابل مین جا کر عشرت کے گوشہ کو غنیمت شمار کرے اور وہ ہمیشہ نادرست خیالون مین ڈوبا ہوا تھا اور اقبال بخشنے والی اور ہوش بڑھانے والی باتین اسکو بیدار نہین کرتی تھین ظاہر مین موافقت کا دم مارتا تھا اور کہتا تھا کہ فلان مبارک وقت مین ہم نکلین گے۔ اور یکدل اور یکرنگی سے مخالف کی لڑائی کے لئے ہمت کا ٹیکا باندھین گے اور باطن کی راہ سے مخالفت کی بنیاد کو زیادہ استوار کرتا تھا یہانتک کہ نادانی اور بدعقلی سے اپنے صدر قاضی عبد اللہ کو پوشیدہ شیر خان کے پاس بھیجا کہ دوستی کے علاقے کو مضبوطی دیوے اور محبت کا پیمان اسکے ساتھ باندھے اور اپنے مقصد دشمن کی مدد مین ڈھونڈھتا ہے۔ اور مکتوب کے مضمون مین ایسا لکھا کہ اگر پنجاب سابق دستور کے موافق مجھپر مقرر رکھین تھوڑے ہی زمانے مین عمدہ عمدہ کام پیش پہنچاؤنگا۔ شیر خان نے اس واقعہ کے بعد دہلی آگے قدم آگے بڑھانا شروع کیا اور اس قضیے کو اپنے نصیب کی موافقت سے سمجھا اور فکرمند تھا کہ اگر آگے بڑھتا ہون تو ایسا نہو کہ میرا کام خرابی مین پڑے اور اس جمعیت سے کہ لاہور مین سنتا تھا وہم کرنے والا تھا اور نہایت خوف رکھتا تھا کہ اسی درمیان مین مکار صدر کہ پیدائشی کمینگی کے ساتھ خلقی شرارت بھی رکھتا تھا پہنچا شیر خان کہ اسکے اچھے ہونیکا دار و مدار مکاری پر تھا صدر سے بڑے تپاک سے ملا اور نااتفاقی کی خوشخبری پا کر ایک دل سے ہزار دل ہو گیا۔ اور اسکو جواب میرزا کے مطلب کے موافق دیتا رہا۔ اور اس بدنصیب نے مخالف کو آگے آنے کی رغبت دلائی۔ اور خواری کی باتین درمیان مین لایا شیر خان نے ایک حیلہ ساز آدمی کو اسکے ساتھ ہمراہ کیا تا کہ معاملہ کی حقیقت پر آگاہی پا کر واپس پھرے میرزا کامران نے شیر خان کے بھیجے ہوئے شخص سے لاہور کے باغ مین ملاقات کی اور اسنے اس روز جشن کیا اور حضرت جہانبانی کو بھی التماس کر کے لایا اور دوسری بار خام طمع کوتاہ اندیش میرزا نے پھر اسی بے سعادت کو شیر خان کے روبرو بھیجا اور اس مرتبہ یہ تمام دریاے سلطان پور کے کنارے

پہنچکر نادولتخواہی کا حرف درمیان مین لایا اور شیرخان کو دریا سے گزرنے کے لئے دلیر کیا اور اسی درمیان مین
مظفر ترکمان نے کہ قراولی کے لئے آب سلطان پور کے اطراف مین مقرر ہوا تھا جاے عرض مین پہنچایا کر لشکر
نے آب سلطان پور سے عبور کیا ہے میرے بھائی کا بیٹا جلیدہ و بیگ کہ سیرت اور صورت مین درگاہ کے مقبولون اور
منظورون سے تھا شہید ہوا جمادی الاُخریٰ کی آخری تاریخون مین حضرت جہانبانی اور میرزا آبِ لاہور سے
کہ پایاب تھا عبور کرکے کوچ بہ کوچ آبِ چناب کے کنارے پہنچے۔ اور چونکہ حضرت جہانبانی کا ارادہ کشمیر کیلئے
پختہ ہوچکا تھا بہت سے لوگون کو میرزا حیدر کی ہمراہ کرکے میرزا کو اپنے سے پہلے کشمیر کی طرف بھیجا اُس وقت
مین کہ میرزا کامران سام میرزا کی لڑائی کے لئے قندہار کی طرف روانہ ہوا میرزا حیدر کو اپنی طرف سے لاہور
کی حکومت پر چھوڑ گیا تھا خواجہ حاجی اور ابدال باکری درکی چاب اور بہت سے لوگ کشمیر کے امیرون سے
وہان کے حاکم کی مخالفت کرکے لاہور کی حدود مین چلے آئے تھے کہ میرزا حیدر کی آشنائی (وسیلے) سے ایک
لشکر میرزا کامران سے لیکر ولایت کشمیر کو اپنے قبضے مین لاوین اور ہرچند میرزا حیدر نے کوشش کی اس آرزو
کے نقش نے صورت نہ باندہی۔ اور اُس وقت مین کہ میرزا ہندال اپنے نام کا خطبہ بناکر فتنہ برپا کرنے والا ہوا۔
میرزا کامران نے لاہور کی حدود سے دار الخلافہ آگرہ کی طرف توجہ کی میرزا حیدر نے بڑی کوشش کے ساتھ
دار الخلافہ سے ایک لشکر بابا جوجک کی سرداری مین کہ میرزا کامران کے اعتماد کے لایق سردارون سے تھا
ترتیب دیکر بھیجا کہ کشمیر کے سردارون کی رہنمائی سے جنکے نام ذکر کیئے گئے ولایت کشمیر کو قبضے مین لاوین۔
بابا جوجک نے جانے مین سُستی کی یہانتک غم کا بھرا قصہ گذر جوسہ کا دائمی چرچہ دولت کو نظر بد شکستہ
پہنچی عام کی زبانون پر پڑا۔ اور اشارہ کیئے گئے نے ارادہ کا توڑنا کیا (یعنی بابا جوجک کشمیر جانے سے رک گیا)
اور کشمیر کے امیر حدود نوشہرا اور راجوری مین پہاڑون کی گھاٹیون کے اندر ٹہر کر موقعہ تکتے رہے۔ اور ہمیشہ
اُنکے خط میرزا حیدر کے نام آتے تھے جنمین کشمیر کے فتح کرنے کی ترغیبین ہوتی تھین اور میرزا اُن خطون کو حضرت
جہانبانی کی جاے عرض مین پہنچاتا تھا اور پاک دلکو روز بروز کشمیر کے دلکشا ملک کی سیر کا شوق بڑھتا جاتا تھا
ان دنون مین اُنکے موافق اجازت دی کہ اول میرزا بہت سے لوگون کے ساتھ نوشہر کو جاوے اگر کشمیر کے
امیر کہ ہمیشہ کشمیر کی طرف جانے کی رغبت دلاتے تھے آکر دیکھین (ملاقات کرین) سکندر تو بھی اپنے آدمیون
کے ساتھ کہ اُس حدود کی نزدیک کا جاگیر دار ہے آکر ملے اور جب عینہ تک پہنچین امیر خواجہ کلان بیگ کہ حضرت
گیتی ستانی فردوس مکانی کے بڑے سردارون سے تہا اور اُسکا مختصر احوال لکھا گیا اپنے آپکو مدد کے لئے
پہنچا وے اور جب خواجہ کلان بیگ کے پہنچنے کی خبر شاہی کان مین پہنچے گی حضرت جہانبانی خود دولت
اور اقبال کے ساتھ اُس طرف متوجہ ہونگے۔ اور آنحضرت دریاے چناب کے کنارے تھے کہ

میرزا کامران اور عسکری میرزا خواجہ عبدالحق اور خواجہ خاوند محمود کے ساتھ کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور محمود سلطان میرزا الملتان کی حدود سے تفرقہ (پراگندگی - جدائی) کا آوازہ سُنکر دریاے سندہ کے کنارے میرزا کامران کے ساتھ آملا اور یکم رجب ۹۴۷ھ مین کہ حضرت جہانبانی کا ارادہ کشمیر جانے کے لئے پختہ ہوگیا تہا میرزا ہندال اور یادگار ناصر میرزا اور قاسم حسین سلطان بہت اصرار کرکے سندہ کی طرف لے گئے خواجہ کلان بیگ کہ اُسنے حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے ہمراہ ہونا قرار دیا تہا سیالکوٹ سے جاکر میرزا کامران کے ہمراہ ہوا اور سکندر توپچی نے اپنے آپکو کوہسار کی طرف کھینچا اور ماہ رجب ۹۴۷ھ مین کہ حضرت جہانبانی میرزاؤن کی کوشش سے متوجہ حدود سندہ ہوئے چند منزل کے بعد ہندال میرزا اور یادگار ناصر میرزا نے بے تأملی سے بیگ میرک کے بہکانے سے کہ شاہی خدمت سے جدا ہوکر اُنسے ملگیا تھا مخالفت کا راستہ اختیار کرکے آنحضرت سے جدا ہوگئے۔ اسی درمیان مین قاضی عبداللہ کتنے ایک افغانون کے ساتھ آپہنچا میرزا ہندال کے قراول اُنکو پکڑکر میرزا کے روبرو لائے بدبخت افغان قتل کئے گئے اور بدنصیب عبداللہ نے کہ اُسکی عمر کے چند سانس ابھی تک باقی رہے تھے بابا دوست کی سفارش سے سزا سے نجات پائی اور بیس روز تک میرزا حیرت کے بیابان مین سرگردان رہے۔ کچھ نہین جانتے تھے کہ کیا کام کرین اور کہان جاوین نصیب اور سعادت سے جدا ہوگئے تھے۔ اور دولت کی ہمصحبتی کو چھوڑکر مقصد گم کئے ہوئے تھے اور مقصود کی راہ کا نشان نہ پاکر سرگردان اور حیران گھومتے تھے۔

اور حضرت جہانبانی جنگل کی راہ سے متوجہ طرف بکر کے تھے اور اندازے اور قیاس سے راستہ چلتے تھے کہ پانی نایاب اور غلہ کسی جگہہ مین نہ تھا۔ تحمل کی رہبری اور توکل کے توشہ پر منزلین طے اور مقامات قطع کررہے تھے۔ یہانتک کہ ایکروز نقارے کی آواز پہنچی تحقیق کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ تین کوس پر میرزا ہندال اور یادگار ناصر میرزا تلاش کے جنگل کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہین حضرت جہانبانی نے میر ابوالبقا کو کہ میرزا کامران کی ہمراہی سے جدا ہوکر اس حملہ مین شاہی لشکر کا مصاحب اور شاہی محفل کا ہمنشین تھا میرزاؤن کے پاس بھیجا تاکہ اس لشکر کی قرارگاہ سے خبر دیوے اور نیکبختی بخشنے والی عقل بڑھانے والی باتین کہکر میرزاؤن کو شاہی آستانے کے چومنے کی ہدایت بخشے۔ میر بادشاہی اشارہ کے موافق میرزاؤن کو نصیحت ماننے والا بنکر مبارک خدمت کی دولت کیطرف رہنمائی کرنے والا ہوا اور سب ملک ولایت بکر کو گئے اور خواص خان اور ایک بڑی فوج افغانون کی کہ پیچھے پیچھے آرہی تھی اگرچہ فتحمند لشکر نہایت ہی کم تھا لڑنے کی جرأت نہین کرتی تھی۔ اور شعبان کے آخر مین کہ شاہی لشکر اُچہ مین پہنچا امیر سید محمد باقر حسینی نے کہ سیدون اور زمانے کے باماؤن کا دیباچہ تھا رحلت کی اور وہین مدفون ہوا۔ اور آنحضرت نے اُسکے مرنے پر بڑا افسوس ظاہر فرمایا اور چونکہ بنا بگڑنا جہان گزرنے والا اور چھوڑنے کے قابل مقام ہے خدا کی مرضی پر گردن جھکاکر کہ مقام تسلیم کے کاملون کی عادت ہے ہم خدا کے حکم پر راضی ہوگئے۔ اور جب بخشوے اتکاے وطن کے نزدیک کہ اُس سرزمین کے شریفون اور زمیندارون سے تھا بزرگی کے خیمے استادہ ہوئے عنایت کا فرمان اور توجہ کا تکمہ اور قیمتی خلعت بیگ بجادل اور کچک بیگ کی ہمراہ بھیجا اور اُسکو خطاب خان جہانی

اور علم اور نقارے کا امیدوار کرکے دولتخواہی اور خدمت گاری اور شاہی لشکر مین غلہ بھیجنے کے بارے مین حکم فرمایا بخشوی انگا
بھیجے ہوئے لوگون کا استقبال کرکے تسلیمات بجالایا اور بڑی عزت سے پیش آیا اگرچہ نصیب نے مددنہ کی کہ آکر زمین بوسی
کی سعادت حاصل کرے لیکن جس بات کا کہ اسکو حکم ہوا تھا اُسکی فرمانبرداری کرکے اُسکو بجالایا لائق پیشکش بہی بہیجا
اور سوداگرون کو بھی ہدایت کی کہ قسم قسم کی جنس شاہی لشکر مین لیجاکر بیچین اور بہت سی کشتیان تیار کین کہ دریا سے
عبور کرکے بکر کی طرف متوجہ ہون اور یادگار ناصر میرزا ہراولی کی طور پر آگے آگے چل رہا تھا - اور اٹھائیسوین رمضان
سنہ ۹۴۷ھ مین شاہی جھنڈے کہ حدود بکر مین پہنچے اور اس سے دو روز پہلے قاضی غیاث الدین جامی کو کہ اس بلند خاندان
کے ساتھ نسبت رکھتا تھا اور فضیلتون اور عمدہ صفتون سے آراستہ تھا صدارت کے منصب سے سرفراز فرمایا اور جب خدا
کی توفیق سے اتنے سفر کے خطرے طے کرکے حدود بکر مین منزل ہوئی قصبہ لوہری کہ دریاے سند کے کنارے بکر کے روبرو
واقع ہوا ہے شاہی خیمون کی قیامگاہ ہوا - آنحضرت نے اپنی پاکیزہ ذات کے ساتھ اُس باغ مین کہ اُس قصبے کے
اطراف کے اندر پاکیزگی و تازگی مین بے مثل ہے بزرگی کا اُترنا فرمایا دلپذیر عمارتین کہ وہان تعمیر پائی ہوئی تہین حضرت
جہانبانی کی پاک ذات سے رونق پذیر ہوئین اور سارے باغ اور منزلین رکابِ دولت کے ملازمون کو تقسیم ہوئین میرزا
ہندال چارباغ گوس ٹرہکا اُترا - اور چندروز کے بعد دریا سے گذر کر منزل کی - اور یادگار ناصر میرزا نے بھی اُسکے بعد دریا کی اُس
طرف منزل پکڑی - سلطان محمود بکری نے کہ میرزا شاہ حسن بیگ ارغون کے نوکرون سے تھا ولایت بکر کو ویران
کرکے قلعے کی مضبوطی کی - اور کشتیان دریا کے اس طرف سے لیجاکر قلعے کے نیچے لنگر کین - اور یہ شاہ حسن بیگ بیٹا
میرزا شاہ بیگ ارغون کا ہے کہ جب حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی نے قندھار کو اُس سے زبردستی لے لیا وہ
تتہ اور بکر کی حدود کو آیا اور اس تمامی طرف کو اپنے قبضے مین لایا - جب شاہی لشکر نے قصبہ لہری پر اُترنے کی شوکت
پائی - شاہی فرمان سلطان محمود کے نام بہیجا کہ آکر آستانہ بوسی کی سعادت حاصل کرے اور قلعہ کو درگاہ کے ملازمون کے
حوالے کردیوے - اُسنے عرض کیا کہ مین میرزا شاہ حسن کا نوکر ہون جب تک کہ وہ خدمت مین حاضر نہووے میرا آنا
نمکخواری کے آئین مین پسندیدہ نہین ہے - اور اُسکی اجازت کے بغیر قلعہ سونپنا بھی لائق نہین ہے - اور اسیطرح
کا رونا دہونا کیا اور آنحضرت نے اسکو معذور رکھکر امیر طاہر صدر اور میر سمندر کو کہ معتمد ملازمون سے تھے میرزا شاہ حسین
کے پاس تتہ کو بہیجا اور عنایتون کے وعدون سے امتیاز کی بزرگی بخشی میرزا شاہ حسین نے بھیجے ہوؤن کو آداب سے
دیکھا اور شیخ میرک کو کہ شیخ پوران کی اولاد کا خلاصہ تھا اور جماعت ارغون قدیم سے شیخ مذکور کے ساتھ ارادت اور
اعتقاد رکہتے تہے رسالت کے طور پر لائق پیشکش کے ساتھ بادشاہی ایلچیون کی ہمراہ شاہی درگاہ مین بہیجا اور عرض
کی کہ ولایت بکر آمدنی کم رکہتی ہے ولایت جاجکان معموری اور آبادانی اور کثرت زراعت اور زیادتی غلہ مین ممتاز
ہے - دولت کے مناسب وہ ہے کہ ارادے کی باگ اسطرف کو پہیرین اور اسکو تصرف مین لاوین کہ دولت

کی سپاہ کو بھی فراغت ہوگی اور مین بھی خدمت کے لئے نزدیک ہونگا۔ دولت میرے نزدیک اور سعادت میری ہاتھ مین
ہوگی کہ آنحضرت نے اس حدود مین بزرگی کا اثر ناعطا فرمایا رفتہ رفتہ کچھ عرصے کے بعد اپنے دل سے دغدغون
کو دُور کرکے رکاب بوسی کی سعادت سے سربلند ہونگا۔ اور عرض کیا کہ جب مین بساط بوسی کی عزت سے سعادت
پانے والا ہونگا حضرت کی ذراسی توجہ مین ملک گجرات سلطنت کے سردارون کے تصرّف کے احاطہ مین آجائیگا۔
اور اُنکی مہمّون کے انتظام کے بعد سارے ملک ہندوستان کے ہاتھ لگ جائینگے وہ ناجوانمرد حقوق کو عقوق
(نافرمانی) کے ساتھ بدل کر مکر و فریب کے دروازے سے داخل ہوا تھا اور جھوٹی باتون کو سچائی کی صورت مین ظاہر
کرتا تھا آنحضرت نے میرزا ہندال کو اُس حدود کی نیچی زمین کی طرف مقرر فرمایا پانچ چھ مہینے تک خود سیرگاہ لہری
مین رہے کہ شاید حاکم تتہ سعادت کی راہ اختیار کرے اسی درمیان مین میرزا ہندال کی سرفرازی کے لئے اُسکی
قیامگاہ پر نیچی زمین کی حدود مین تشریف لے گئے اور دولت بڑھانے والی تشریف بری سے اُسکی سعادت کے پائے
کو سربلند بنایا جب اقبال کے آفتاب کے ظاہر ہونے اور بزرگی اور مرتبے کے ستارے کے نکلنے کا زمانہ کہ صورت اور
معنی کے جمال کا زینت بخشنے والا اور دین اور عقبیٰ کے کمال کا حسن بڑھانے والا ہے نزدیک پہنچا اُس بزرگ دولت
کے حاصل ہونے کے اسباب اور اس بزرگ نعمت کے موجود ہونے کے نشان دمبدم زیادہ آمادہ ہوتے جاتے تھے
کہ اُس خدا کے پرورش کئے ہوئے نور کے آنے کے فیض سے عالم بالا کے مقدّسون کی کتنے ہزار برس کی انتظار کرنیوالی
آنکھ روشن ہووے اور زمانے کی امید کی شام اُس بادشاہت کے تاج کے بڑے موتی کے آنے کے نور کی شعاع سے
سعادت کی صبح کی روشنی حاصل کرے۔ ایسا ہوا کہ اس حملہ مین بہت ہی عمدہ وقت اور بہت ہی بزرگ زمانے مین ۹۴۸ھ مین حضرت مہد
علیا قدسی نشانی مریم مکانی کو کہ پاکدامنی اور پاکیزگی کی روشنی اور سلطنت اور ولایت کا نور اُسکی روشن پیشانی
سے چمکتا تھا بادشاہی آئین اور بزرگی کے طریقہ کے موافق نکاح کے دائرہ مین لائے۔ اور اقبال کا جشن آراستہ کیا
اور انعام کے خزانے سے بہت نقد زمانے کے سر پر بکھیرا۔ دلون کو دولت کی نعمتون سے خوش اور آباد کیا اور خواجہ
ہجری جامی اس سعادت کے آراستہ کرنے والے معاملہ مین نہایت درجہ خدمت اور فرمانبرداری بجا لایا وہان سے
دولت اور اقبال کی ہمراہ شاہی لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور مدّت تک حدود بکر سعادت کی خیمہ گاہ تھی رفتہ رفتہ
زمیندارون کی بدنصیبی سے غلہ کی گرانی اور ولایت کی ویرانی ظہور مین آئی ہمیشہ میرزاؤن کے دلون مین کہ
ہم رکاب و ہمعنان تھے سست اندیشی اور نادرست فکرین کہ منافقون کے مشرب مین گوارا اور پسندیدہ ہوسکتے
ہین گزرتی تھین۔ یہانتک کہ میرزا ہندال یادگار ناصر میرزا کے بہکانے کے موافق کہ ہمیشہ باطن مین مخالفت کی
طرف تحریک دینے والا تھا قراچہ خان کی ترغیب سے کہ میرزا کامران کی طرف سے قندہار کی سرداری کرتا تھا قندہار کیطرف چلا گیا اور آدمی
یادگار ناصر میرزا کے پاس بھیجکر اپنے جانے اور اُسکے بلانے سے خبر دی۔ جب یہ خبر آنحضرت کے پاک کان مین پہنچی

یکشنبہ کے روز چھٹویں جمادی الاولی ۹۶۱ھ مین میرابوالبقا کے مکان کی طرف تشریف لیجاکر صحبت بزرگانہ رکھی اور بڑی عزت کے ساتھ میر کو یادگار ناصر میرزا کے پاس رسالت کے طور پر بھیجا کہ میرزا کو خطا کی خطرگاہ سے صواب کے سیدھے راستے پر لاوے میر نے سعادت کے ساتھ جاکر میرزا کو سعادت سکھانے والی باتون اور نصیحت کے بھرے عقدمون کے وسیلے مخالفت کے راہ سے لوٹاکر موافقت کی شاہراہ کی طرف رہنمائی کی۔ اور اپنی وفادارانہ اور سچی باتون سے اُسکو نادرست اندیشون سے باز رکھا اور مقرر کیا کہ میرزا دریا سے گزر کر خدمت مین حاضر ہوے اور اسکے بعد خدمتگاری جاری رکھنے کے لئے ثابت قدم رہے ان شرطون کے ساتھ کہ جب ہندوستان فتح ہو جاوے تین حصون سے ایک حصہ اُسکا ہوگا اور جب کابل مین بزرگی کا اثر ناواقع ہوگا غزنی اور چرخ اور موضع لوہ گہر کہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی نے میرزا کی والدہ کو عنایت کئے تھے اُسکے ساتھ تعلق پکڑینگے چہارشنبہ کے روز میر رسالت کی خدمت پیش پہنچاکر واپس پھرا۔ بکر کے لوگون نے میر کے جانے سے واقف ہوکر بہت سے لوگون کو کشتی کے میر پر بھیجا اور انہون نے میر پر تیر کا مینہ برسایا چند کاری زخم میر کے لگے دوسرے روز اس عالم فانی سے ملک بقا کی طرف روانہ ہوا حضرت جہانبانی کو اس غم اندوز واقعہ سے بڑی رنج ہوئی اور بہت افسوس فرمایا اور حقیقتون کی ترجمہ کرنے والی زبان پر گذرا کہ بھائیون کی مخالفتون اور سرکشیون اور نمک پروردون کی حق ناشناسی اور یارون اور دوستون کی بدمددی کے سبب سے کہ ملک ہندوستان ہاتھ سے نکل گیا اور اتنی تکلیفون نے صورت دکھائی وہ سب ایک طرف اور میر کا واقعہ ایک طرف بلکہ وہ حادثے اِسکے برابر نہین ہوسکتے۔ اور بیشک وہ بزرگ اِسی لائق تھا کہ بادشاہ نے کہ قدرشناسی کی راہ سے فرمایا لیکن چونکہ حضرت جہانبانی کی پاک ذات مین دُوربین خرد اور حق شناس عقل قدرت الٰہی کے ہاتھ کی امانت رکھی ہوئی تھی ایسے مقامون مین کہ دین اور دولت کے بزرگون کے پھیلنے کی جگہ ہین عقلِ کامل کے ساتھی ہوکر رضا اور تسلیم کی طرف مائل ہوئے۔ اور بیشک ایسے عقل کھونے والے واقعات مین کہ بہت سے لوگون کے صبر کا قدم جگہ سے جاتا ہے ہوشمند خداپرست خداداد عقل کے ساتھ مشورہ فرماکے راضی برضاے الٰہی ہوتا ہے اور اگر عوام کے ہجوم اور طبیعت کے غلبہ کی وجہ سے اس پاکیزہ مقام تک نہین پہنچ سکتا ہے بے صبری اور گھبراہٹ کو کہ عالم ظاہر کے دل باندھنے ہوون کا طریقہ ہے چھوڑکر صبر کے تنگ صحن کے ساتھ موافقت کرتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ آنحضرت اگرچہ بشریت کے تقاضے کے موافق شروع حال مین کسیقدر غمون اور رنجون کے غلبہ کئے گئے ہوئے لیکن کامل عقل کی رہنمائی سے اس طور پر کہ خداشناس کامل نظر لوگ رضا اور تسلیم کے باغ مین گلدستہ باندھنے والے اور میوہ توڑنے والے ہوتے ہین دنیاوی واقعات پر قانع ہوکر بہتری کو خدا کی تقدیر مین جاننا اور حقائق بین آنکھ سے ان باغون کے گل لالہ کے تماشا کرنے والے ہوے اس عبرت بخشنے والے واقعہ کے پانچ چھ روز بعد یادگار ناصر میرزا نے دریا سے

عبور کرکے حضرت جہانبانی کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ آنحضرت نے مہربانی کی بندشون سے روحانی پیوند دیا اسی درمیان مین شیخ میرک حاکم تتہ کے ایلچی کو رخصت دے کر تتہ کے حاکم کے نام شاہی فرمان بھیجا کہ جو کچھ التماس کیا جاے قبول مین ملا یا پہنچا اس شرط پر کہ اخلاص کی راہ سے آکر خدمت مین حاضر ہووے تتہ کا حاکم ایک مدت آنے کا حرف درمیان مین رکھتا تھا۔ چونکہ اُنکی بات صدق (سچائی) کے چراغ سے بے فروغ تھی واقع ہونے کی شعاع نہین چمکتی تھی۔ یہانتک کہ حضرت جہانبانی نے بکر اور اُس حدود کو یادگار ناصر میرزا کو عطا فرمایا۔ یکم جمادی الاخری سنہ ۹۴۸ھ مین تتہ کی طرف کوچ فرمایا۔ اور وہ خراب ولایت کہ جسے بادشاہی الضافت کی برکتون سے آبادانی کی طرف رخ رکھا تھا اور اُسکے غلّون کا حاصل اور دانون کا محصول اعلیٰ درجہ پر پہنچا تھا میرزا کو دے کر آگے کی طرف ارادہ فرمایا قلعہ سیہوان کے نزدیک منعم خان کا بھائی فضیل بیگ اور شاہم خان کا بڑا بھائی برش بیگ اور اور لوگ بیس شخصون تک ہونگے کشتی پر سوار جا رہے تھے کہ ایک جماعت نے قلعہ سے نکلکر ان لوگونکا قصد کیا انہون نے اتفاق کرکے کشتی سے اُترکر مخالف پر حملہ کیا اور مخالف بھاگ کر قلعے مین جا گھسے ان مردانگی کے جنگل کے شیرون سے کئی ایک بھی قلعے مین جا گھسے چونکہ کمک سے ناامید تھے لوٹ کر شاہی لشکر گاہ سے آملے اور ۲۶ہوین رجب کو حضرت جہانبانی نے دولت اور اقبال کے ساتھ پہنچکر قلعہ سہوان کا محاصرہ فرمایا اس سے پہلے کہ مبارک لشکر قلعہ کے گرد اُترتا والئے قلعے کے محافظت کرنے والے قلعہ کے اطراف کی عمارتون اور باغون کو ویران کر چکے تھے محاصرے کے زمانے مین تتہ کا حاکم آگے آکر راستے کا سرا روکنے والا ہوا اور غلہ فتحمند لشکر مین آنے نہ دیا محاصرے کی درازی اور اقبال کے لشکر گاہ مین غلے کے کم پہنچنے کی وجہ سے بے حقیقت کمینے لوگون نے بھاگنے کا راستہ اختیار کیا یہانتک کہ بڑے بڑے لوگون کا کہ حقیقت کا گمان اُنپر کیا جاتا تھا صبر کا پاؤن جگہ سے پھسلا چنانچہ میر طاہر صدر اور خواجہ غیاث الدین جامی اور مولانا عبد الباقی اُٹھکر تتہ کے حاکم کے لشکر مین چلے گئے اور میر برکہ اور میرزا حسن اور ظفر علی بیگ اور خواجہ محب علی بخشی یادگار ناصر میرزا کے پاس چلے گئے اور اسی درمیان مین شاہی کان مین پہنچا کہ منعم خان اور فضیل بیگ اور دوسرے لوگون نے اتفاق کیا ہے اور چاہتے ہین کہ اپنے آپکو کنارے پر کھینچین آنحضرت نے احتیاط کی راہ سے منعم خان کو کہ اُنکا سرگروہ تھا قید کر لیا بات اسجگہ پر رکھکر یادگار ناصر میرزا کے احوال سے تھوڑا سا بیان لکھا جاتا ہے جب آنحضرت نے اُسکو بکر مین چھوڑا اُسنے لہری کو اپنی جاے قیام بنایا دو مرتبہ قلعے کے لوگون نے نکلکر غفلت کے عالم مین میرزا پر حملہ کیا اور خواہی نخواہی میرزا کی جانب سے مردانگیان اس لڑائی مین ظاہر ہوئین محمد علی قابوچی اور شیردل نے کہ دونون منعم خان کے ساتھ رشتہ داری رکھتے تھے مردون کی طرح شہادت کا شربت پیا۔ تیسری بار دلیرانہ کشتی سے نکلکر ایک زمین مین لڑائی کے لیے صف آرائی کی اس مرتبہ میرزا کے لوگون نے ایسا غلبہ کیا کہ مخالف کے تین سو چار سو آدمیون کے قریب قتل ہوئے وہ جلتی بالو ان مقتولون کے بہتے ہوئے خون سے سیراب ہوئی اور ایسا خوف اُنپر چھا گیا کہ دوسری بار ارادہ سبقت کرنیکا نہ کیا اور میرزا شاہ حسین نے

پھلے فریب کا ارادہ اپنے دل مین ٹھان کر میرزا کو راہِ راست سے بے راہ کیا بابر قلی اپنے سردار کو اُسکے پاس بھیجا کہ مین بوڑھا ہو گیا ہون اور کوئی غمخوار نہین رکھتا ہون - اپنی بیٹی کی تجھسے شادی کرتا ہون - اور خزانے تیرے حوالے کرتا ہون - اور چند روز کہ میری مانگی ہوئی زندگانی سے باقی ہین بیفائدہ گزارنے نہین چاہتا ہون - اور اتفاق سے ملک گجرات فتح ہو جائیگا الغرض اس نادان کو عرقوب (ایک شخص عرب کے اندر جھوٹے وعدہ کرنے مین ضرب المثل ہے) ایسے جھوٹے وعدون سے فریب دیا اور اُسنے عقل کے ہلکے پنے اور مکر کی ٹیڑھائی سے بیوفائی کا داغ اپنے حال کی پیشانی پر رکھا اگر مروت کا کوئی ذرہ اور دانائی کا کوئی چھوٹا سا حصہ اُسکی پیدائش یا اُسکے خمیر مین پوشیدہ ہوتا سچے وعدون کی صورت مین بھی قدم کے مرکز کو بیوفائی کے دائرہ مین نہ رکھتا اور بیوفائی کا اندیشہ کرنیوالون کی عرض بھری بات پر ہوش کا کان رکھکر اپنے آپکو سچائی اختیار کرنے سے سربلند کرتا اور جب حضرت جھانبانی نے لشکر کی تنگی کو دیکھکر آدمی یادگار ناصر میرزا کے پاس بھیجا کہ اپنے آپ کو حاکم تتہ کے سر پر کہ آراستے کا ارادہ کیے ہوئے ہے بہت جلد پہنچاوے تاکہ اقبال کی لشکرگاہ تنگی کے تنگ آنگن سے فراخی اور کشادگی کی طرف مائل ہووے میرزا اگرچہ دل سے برگشتہ تھا لیکن ظاہرداری کچھ ظاہر کے موافق کرکے اپنا پیش خانہ باہر بھیجا اور روانہ ہونے مین اُسی خام خیال پر بہانہ جوئی اور سستی کرتا تھا اسی درمیان مین حضرت جھانبانی نے شیخ عبد الغفور کو کہ ترکستان کے شیخون کے نسل سے تھا اور آنحضرت نے اُسکو اپنے میر پالانون (داروغہ باربرداری کے) سے ایک بنایا تھا بھیجا کہ اہتمام کرکے میرزا کو جلدی سے لاوے اس بے سعادت نے اُسکے موافق کہ کہا ہے **مصرع** ع - کہ یہ راہ کہ تو جا رہا ہے ترکستان کی طرف ہے - کج رفتاری کرکے مدعا کے برعکس اتنی نالائق باتین کوتاہ بین میرزا کے دلنشین کین کہ میرزا کے ظاہر کے رکنون مین بھی بڑا خلل واقع ہوا اور پیش خانہ کو کہ باہر بھیجا تھا لوٹا لیا - اور ناپسندیدہ عذر لکھکر بھیجا جب حضرت جھانبانی کو معلوم ہوا کہ زمانہ اسی طرح ناموافقت پر ہے - اور اقبال کے لشکرگاہ کی تنگی اندازے سے گزر رہی ہے قلعہ کے اطراف مین توقف وقت کے مناسب نہ دیکھکر ذیقعدہ کی سترہوین تاریخ کو بکر اور لہری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس حال کے درمیان یادگار ناصر میرزا کے ناپسندیدہ عملون سے ایک وہ تھا کہ حاکم تتہ کے بہکانے سے گندم اور بالہ کو کہ خیرخواہ زمینداروں سے تھے - اور کشتی وغیرہ بہم پہنچانے مین شاہی لشکر کے ساتھ دولتخواہی کی تھی پکڑ کر حاکم تتہ کے پاس بھیجدیا اور اُس حق ناشناس نے اُنکو اس خدمت کی توفیق کے گناہ مین قتل کر ڈالا اور آنحضرت اُسکے اس نالائق عمل اور ایسے ایسے سَہو سے درگزر کرکے ہمیشہ اُسکی دلجوئی کے درپے تھے - کہ شاید اپنے عملون کے صفحہ پر پشیمانی کی رقم کھینچکر اُسکے تدارک (بدلہ کرنے) کے مقام مین آوے - جب شاہی جھنڈے لہری کی حدود مین پہنچے - یادگار ناصر میرزا اپنے لشکر کے ساتھ شاہی لشکر کے ارادے پر متوجہ ہوا آن حضرت اس خبر کے سنتے ہی فی الفور دولت اور اقبال کے ساتھ سوار ہوئے ہاشم بیگ نے کہ میرزا کے خیراندیش اعتماد کے لائق لوگون سے تھا اس حد سے بُری حرکت سے آگاہی پاکر بہت جلد اپنے آپکو میرزا تک پہنچایا اور میرزا کے گھوڑے کی باگ زبردستی پکڑ کر

موڑدی اور طرح طرح کی ملامت اور مذمت کی اور تلخ و سخت بات کہی کہ شاید مروّت کی رسم و راہ اور شرم و لحاظ کے طریقے جہان سے جاتے رہے اور ایسی حماقت و نادانی کرنا اور اپنے ولی نعمت کے ساتھ برابری کرنا کونسے مذہب اور ملت مین اور کونسے عقل و حکمت کے قانون مین روا ہے۔ ترجمہ شعر کا اُس سپہدار نے کیا عمدہ کہاوت کہی ہے کہ اپنے کام کے اندازے کو نگاہ رکھ۔ اپنے مرتبے کے موافق قدم رکھ۔ تاکہ تو آسمان کے سرپر جگہ پائے۔ جس مرد نے کہ اپنے کام کو نہ چھوڑا۔ اُسنے ہر چیز سے کہ دنیا مین بوئی پھل کھایا (فائدہ اٹھایا) اس طرح کی ہوش بڑھانے والی باتین کہکر میرزا کو روک کر لھرے تک واپس لایا اور اسی درمیان مین بہت سے لوگ جیسے قاسم حسین سلطان بے حقیقتی کی راہ اختیار کرکے آنحضرت سے جدا ہوگئے اور یادگار ناصر میرزا کی طرف چلے آئے چونکہ خدا کی حکمت کی پوشیدہ باتون اور اُسکی لازوال مصلحت کی باریکیون کے تقاضے کے موافق کہ ہر نامرادی کے اندر کتنے اسباب مراد کے سرانجام پاتے ہین دیارِ سندھ مین مُراد کا نقش نہ بیٹھا۔ اور آدمیون کی نامردی کا جوہر کسوٹی پر کسا گیا یعنی آدمیون کی نامردی بخوبی تمام آشکارا ہوئی۔ اور لشکر کی بے اخلاصی اور بھائیون کی بدمردی اور رشتہ دارون کی بیغمری اور زمانے کی ناموافقت نظر مین آئی آنحضرت نے چاہا کہ دُنیا سے بے تعلقی اور آزادی کے لباس مین شوق کا قدم خدا کی راہ کے چلنے والون کے جنگل مین رکھین اور مراد کے کعبہ کی زنجیر اور مقصود کے دامن کا سر رشتہ ہاتھ مین لاوین یا وہ کہ ایک تنہائی کا گوشہ اختیار کرین اور زمانے کے بھائیونکے دیکھنے سے ایک فراغت کا گوشہ اختیار کرین۔ اور اس آسیب کے بھرے جہان اور فریب کے بھرے لوگون سے علٰحدہ ہوجاوین خیر اندیش ہمراہیون کی جماعت نے کہ سختی اور آسائش و فراخی مین دولت کی رکاب کے ملازم اور رفاقت کی باگ کے نزدیک ہونے والے تھے بڑی عاجزی اور زاری کے ساتھ درخواست کی کہ اس ارادہ سے باز رہین اور مصلحت اُسمین ہے کہ ان دِنون مین دولت کے ہُما کا سایہ ولایت مالدیو کے سرپر ڈالکر وہ اوم لین کیونکہ اُسنے بہت بار بندگی کی عرضیان بھیجکر فرمانبرداری کی ڈینگ ماری ہے اور وہ لشکر و سامان سب کچھ رکھتا ہے ظاہر وہ ہے کہ وقت کو غنیمت شمار کریگا اور دولت کی رکاب مین ہوکر پسندیدہ خدمتون کا جلوہ ظہور ہووے گا۔ اور رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ جو کچھ کہ دولتخواہون کے دل کی آرزو ہے اور اُنکے دل مین پوشیدہ ہے۔ واقع ہونے کی صورت پاویگا۔ حضرت جہانبانی سچے وفادار لوگون کی دلداری کے لئے اُس طرف کو متوجہ ہوئے اور عنایت کا فرمان دولت بڑھانے والی نصیحتون سے بھرا ابراہیم بیگ ایشک آقا (ایشک آقا داروغہ توشکخانہ) کی ہمراہ یادگار ناصر میرزا کو بھیجا کہ شاید اُسنے اپنے حد سے بُرے کامون پر واقف ہوکر ہدایت کا راستہ طے کیا ہو۔ اور بدبختی کے آئین سے باز آکر موافقت کی سعادت اختیار کرے اور اُس مہربانی کے نشان رکھنے والے فرمان مین یہ بیت عنایت کے قلم کی لکھی ہوئی تھی۔ شعر۔ اے وہ کہ چاند ایسے رخسار کے ساتھ تو دوسرون کے لئے چشم و چراغ ہے مین تو جل گیا

یا مجھکو تو نے جلا مارا کب تک دوسرون کے داغ کا مرہم تو بنتا رہے گا۔ اونگھتی عقل کا میرا چونکہ جاگتا نصیب نہ تھا
تھا نصیحت اُسکے مزاج مین اثر کرنے والی نہوئی اُسی خام طمعی پر بیوفائی کا راستہ اختیار کئے ہوے لہری کی
حدود مین بٹھیارہا حضرت جہانبانی نے اکیسوین محرم ۹۴۹ھ مین اچہ کی جانب کوچ فرمایا اور وہان سے تیرہوین
ربیع الاوّل کو مالدیو کی جانب ارادے کی باگ موڑی۔ اور اس مہینے کی چودہوین کو قلعہ دیوارا وّل مین بزرگی کا
اُترنا فرمایا (اُترے) اور بیسوین کو داصل پور کا میدان بلندی کے جنگل مارنے والے خیمون کی قیام گاہ ہوا
اور سترہوین ربیع الاخر کو بیکانیر سے بارہ کوس پر اترنے کا اتفاق ہوا۔ اور راہ کے درمیان پاک مجلس کے
دُور بینون نے مالدیو کے مکر اور بیوفائی سے اندیشہ مند ہوکر وہ باتین کہ دور اندیشی کے طریقون کے لائق
ہون جانے عرض مین پہنچائین اور ہمیشہ ایسے احتیاط کے مضمون کے ساتھ کہ دولت کے فرمان کا سرنامہ ہو
آگاہی دیتے تھے یہانتک کہ میر سمندر کہ ہوشمندون کا سردار تھا شاہی حکم کے موافق مالدیو کے پاس گیا اور اُسکے
دل کے پوشیدہ رازون پر آگاہی پاکر واپس لوٹا اور پاک عرض مین پہنچایا کہ اگرچہ وہ سچائی اور وفاداری کی
باتین بناتا ہے لیکن ظاہر وہ ہے کہ سچائی کی شعاع سے خالی ہین۔ جب اقبال کا جھنڈا اُسکی ولایت کے
نزدیک پہنچا سنگا ہی ناگوری کہ مالدیو کے اعتماد کے قابل لوگون سے تھا سوداگری کے حیلہ یا بہانہ سے شاہی
لشکر مین پہنچا اور قیمتی الماس کی خریداری کی تلاش مین ہوا۔ چنانچہ اُسکی چال ڈہال (روش۔ وضع۔ چلن۔
برتاؤ) سے خبر کی بو سونگھنے مین نہین آتی تھی۔ حضرت جہانبانی نے فرمایا کہ اِس خریدار کے دلنشین کردو کہ اس
قسم کے قیمتی جواہر خریدنے سے نہین بہم پہنچتے ہین۔ یا تو آبدار تلوار کے جوہر سے ایسے شخص کے ہاتھ لگتے ہین
کہ جسکے ساتھ جہان کی آراستہ کرنے والی رائے جُڑی ہوتی ہے۔ یا بلند مرتبہ رکھنے والے بادشاہون کی
مہربانی سے ملتے ہین۔ اور حاصل کلام اس مکار کے آنے سے اندیشہ مند ہوئے۔ اور سمندر کی دریافت پر تعریف
کی۔ پھر دور اندیشی اور احتیاط کی راہ سے کہ فرمانروایون کا دستور ہے خاص کرکے تکلیف اور مشکل کے وقت مین
رائے مل سونی کو بھیجا کہ جلد ہی اپنے آپکو وہان پہنچا دے اور جو کچھ کہ نظر دوربین کی روشنی سے دریافت کرے
عرض مین پہنچاوے اگر لکھنے کا موقع نہو مقررہ اشارہ سے بتاوے۔ مالدیو کی موافقت اور وفا کا اشارہ وہ ہے
کہ بھیجا ہوا (قاصد) پانچون انگلیون کو ملا کر پکڑے۔ اور خلاف و دورُوئی کی علامت وہ ہے کہ صرف چھوٹی
انگلی پکڑے۔ اور شاہی لشکر قصبہ بہلودی سے کہ جودہ پور سے تیس کوس پر کہ مالدیو کا وطن ہے دو تین
منزل چھوڑکر کول (تالاب) جوگی کے کنارے پر اقبال کا اُترنا فرمایئے تھا۔ کہ قاصد رائے مل سونی پہنچا اور
چھوٹی انگلی کو پکڑا۔ اور اس اشارے سے حقیقت کھُل گئی۔ اور انجام کار صاف صاف طور پر ظاہر ہوئی کہ اُس
بدنصیب بدزمانہ کا خیال مکر اور بے وفائی ہے۔ اور بہت لوگون کو استقبال کے بہانے مقرر کرکے بیہودہ خیالات

سر مین رکھتا ہے۔ آنحضرت نے ارادے کی باگ بھلودی کی طرف پھیری۔ اگرچہ لوگون کی ایک جماعت اسپر ہے
کہ مالدیو شروع حال مین خیر اندیشی اور خدمتگاری کے مقام مین تھا آخر کو سپاہ کی بے سامانی اور لشکر کی کمی کی خبر
پاکر جہلی نیت سے بدل گیا۔ یا تو شیر خان کے فریب کے جھوٹے وعدون اور اُسکے غلبے کی وجہ سے یا اس سبب
سے کہ شیر خان نے اُسکو مدد اور خدمت کرنے سے ڈرایا ہو۔ بہرحال اُسنے ہدایت اور سعادت کے راستے کو ہاتھ
سے دیکر اخلاص کا ورق لوٹایا اُلٹ دیا اور عام راے یہ ہے کہ ابتدا سے آخر تک بندگی کا اظہار کرنا اور بندگی کی عرضیان
بھیجنا بالکل دوروئی اور دشمنی پر بنیاد رکھا گیا تھا۔ القصہ چون کہ اُسوقت مین تقدیر کے نگار خانے کے جہان
آراستہ کرنے والے دوسرے کام کی آرائش مین تھے جو کام کہ اختیار کیا جاتا تھا انتظام نہین پاتا تھا اور جہان
سے کہ خیریت اور نیکی کی امید تھی وہان سے شرارت اور بدی ظہور مین آتی تھی۔ اور جب اس کھوٹی فوج کے سونے
کا ملمع چڑھا ہونا آزمائش کی کسوٹی پر پہنچا اور اس نادرست کی بے وفائی پاک دل کے صحن مین ظاہر ہوئی
تردی بیگ خان اور منعم خان اور دوسرے پاک لشکر کے ملازمون کو حکم ہوا کہ آگے بڑھکر بداندیشون کے راستہ
کا سرا روکین اور گزرنے نہ دین کہ شاہی لشکر کی طرف دلیری کا پاؤن رکھکر نقصان پہنچانے کا ہاتھ کھولین۔ اور
اسیطرح روک تھام کرتے آتے رہین اور اگر موقع پائین تو انکو شکست دین۔ اور آنحضرت چند حقیقت کردار جان سپارون
(جان صدقے کرنے والے سچے وفادارون) اور بانو اہنی کے خیمے کی پردہ نشینون کے ساتھ روانہ ہوئے۔ فتحمند سپاہون
سے شیخ علی بیگ جلائر اور روشن بیگ بیٹا بابا جلائر کا اور فضیل بیگ اور اور لوگ تھے کہ اُن سب کا شمار بیس شخصون تک
پہنچا تھا دوسرے بعضے خاص غلامون اور وفادار خادمون سے تھے۔ اور اہل سعادت کے گروہ سے ملّا تاج الدین
اور ملّا چاند نجومی فتحمند رکاب مین حاضر تھے۔ جب شاہی لشکر بھلودی سے گزرکر ساتلمیر تک پہنچا ایک فوج مالدیو کے
لوگون کی نمودار ہوئی۔ اور جو امیر کہ ان لوگون کے دفع کرنے کو مقرر ہوے تھے راستہ گم
کرکے اور کسی طرف جا نکلے اور مخالف کے گروہ کا گزر شاہی جھنڈون کے اطراف مین ہوا۔ آنحضرت کہ شوکت کا
پہاڑ اور شجاعت کا جہان تھے پایداری کا پاؤن بردباری اور استقلال کے دامن مین لاکر خداداد عقل اور مادرزاد خرد
کی طرف متوجہ ہوئے بہت سی پاکدامن بیگمات کو پیادہ کرکے اُنکے گھوڑے لڑنے والے لوگون کو دئے اور فوجین
ترتیب دیکر غنیم کی طرف مڑے شیخ علی بیگ دوسرے تین چار وفادار بھائیون کے ساتھ آگے بڑھا اور مخالف کی فوج پر
کہ نلی کی تنگ گلی مین داخل ہوئی تھی (گھسی تھی) حملہ آور ہوا حملہ کرنا تھا کہ ہٹا دینا تھا بہت لوگ مخالفون سے مارے
گئے اور خدا کی مدد سے سلطنت کے سرداروں نے فتح پائی اور حضرت جہانبانی شکر کی رسمون کے ادا کرنے کے بعد
جیسلمیر کی حدود کی طرف متوجہ ہوئے یکم جمادی الاولی کو جیسلمیر شاہی لشکر کے اُترنے کی جگہہ ہوا۔ اس منزل مین
وہ امیر جنھون نے راستہ گم کیا تھا اور جھوٹی باتون سے زخمی دل ہوئے تھے خدمت کی سعادت پاکر شاہی لشکر

کی گرد کو اپنی اقبال کی آنکھ کا سرمہ بنانے والے ہوئے ۔ راے جیسلمیر کہ راے لون کرن نام رکھتا تھا بدقسمتی سے بدمددگی کے مقام مین ہوا ۔ اور پانی کے تالاب کی حفاظت کی ۔ تاکہ بادشاہی لشکر کہ خشک بیابان کی تکلیف جھیل کر ریت کے جنگل سے اس خراب منزل مین پہنچا تھا پانی نہ پانے کی وجہ سے آزار پائے حقیقت کے جنگل کے شیرون نے آگے بڑھکر حملہ کیا اور اُس بے شوکت گروہ کو شکست دی اور وہان سے کوچ فرماکر فیض کے گھر سے قلعے امرکوٹ کی طرف متوجہ ہوئے دسوین جمادی الاولی کو معاش کی تنگی اور پانی کی کمی کے بعد اُس اُستوار قلعے مین کہ بزرگی کے آفتاب کے نکلنے کی جگہ اور اقبال کے گوہر کے خزانے کا مقام ہے اُترنے کی بزرگی عطا کی قلعہ کا حاکم رانا پرسار نام رکھتا تھا اُسنے شاہی آمد کو اپنی دولت کے فخر کرنے کی آرائش سمجھکر پسندیدہ خدمتین پیش پہنچائین ۔ اور حضرت شہنشاہی کی پاک ذات کی اُن برکتون سے کہ جو زمانے کے دانشمندونکی حیرت بڑھانے والی ہوئین وہ ہے کہ اُس مبارک وقت مین کہ حضرت مریم مکانی اُس یکتا سے ہستی کے کارخانہ (دُنیا) مین حاملہ تھین ایکروز جبکہ وہ ایک جنگل مین تیز چل رہی تھین انھین انار کی خواہش ہوئی ۔ اس لیے آب ودانہ جنگل مین کہ غلہ کا نشان مشکل سے ملتا تھا پاک بارگاہ کے تلاش کرنے والے حیران رہے ۔ کہ اچانک ایک شخص ایک تھیلا جوار کا بھرا بیچنے کے لئے لایا جب اُسکو پاک بارگاہ مین حاضر کیا اور نکالنے لگے ناگاہ اُسکے اندر سے ایک بڑا تروتازہ انار نکل آیا اور خوشی اور خرمی کا سبب ہوا ۔ اور دنیا کے لوگون نے حیرت مین ڈوب کر کرامات کا گمان کیا ۔ چند دن تک اُس دلکشا زمین مین ٹھہرنے کا اتفاق ہوا ۔ اور یہیان تردی بیگ خان اور اور لوگ اس مال اور جائداد اور اسباب وچیزون کو کہ جو سب دائمی جڑھی دولت کی بدولت اُنھون نے پائی تھین ایسی تنگی اور سختی مین آنحضرت سے باوجود مانگنے کے عزیز رکھتے تھے آخر کار راے امرکوٹ کے اتفاق سے اُنسے لیا گیا اور آنحضرت نے کمال مروت اور ذاتی جوانمردی اور نہایت مہربانی اور انصاف سے اُنکے اموال سے کچھ فتحمند رکاب کے ملازمون کے لئے اُٹھاکر تقسیم فرمایا اور بہت سا اُنھین سے اونھین تنگ حوصلہ کمظرفون کو واپس دے دیا ۔ خدا پاک ہے میرے حضرت شاہنشاہ سایہ خدا کی پاک صفتین رکھنے والی ذات کی برکتون کی مبارکی سے زمانے کے لوگون کی گردن اور دُنیا کے لوگون کی گردن کسطرح برارادت اور اخلاص کی کمند مین آئی ہے ۔ کہ اُس زمانے مین بڑے بڑے امیرون اور بڑے بڑے امانت دارون نے اخلاص کے ادنی درجہ کو بھی ظاہر نہ کیا اور اس مال سے کہ بادشاہ کی عنایت کی برکتون سے حاصل کیا تھا ایسے حاجت کے وقت مین بخیلی کی ۔ اور آج کے روز حقیر لوگون اور اُن لوگون کو کہ بندگی کی درگاہ کے دور کھڑے ہونے والون سے تھے جانسپاری کی صفت مین اخلاص کے انتہا کے درجون پر چڑھنے کا شوق ہے ۔ اگرچہ وہ عتاب اور خطاب کے مقام مین ہون ۔ پس کیا حال ہوگا درگاہ کے اُن خاص لوگون کا کہ شاہی تخت کے پائے کے مقربون سے ہین ۔ برتر خدا اس ازلی برگزیدہ کو مدتون اور زمانون جہان اور جہان والون کے احوال کے انتظام کے لئے مہربانی کی مسند اور خلافت کے تخت پر سربلند رکھے ۔ چونکہ حضرت جہانبانی کے راست دلمین آگے جانے کی خواہش پختہ ہو چکی تھی اور زمین وزمان

کے صاحب کے ظاہر ہونے کا وقت نزدیک پہنچا تھا مبارک گھڑی معلوم کرکے یکم رجب ۹۴۹ھ کو حضرت مریم مکانی کے
عزت کے ڈولے اور پاکدامنی کے کجاوے کو بعضے جہان سیارون کے ساتھ اُس مبارک قلعے مین جان پیدا کرنیوالے
جہان کے نگہبانی کرنے والے کے سپرد کرکے دولت اور اقبال کے ساتھ آگے کی طرف کوچ کیا اور اس وقت مین کہ
انتظار کی رات کے جاگنے والون کی امید کی آنکھ کھلی تھی - اور ناامیدی کا دروازہ زمانے کے موُنھ پر بند تھا - میرے
حضرت شہنشاہ سایۂ خدا کی پیدائش کی بزرگی نے چہرہ دکھایا یکشنبہ کی رات مین پانچوین رجب ۹۴۹ھ کو وہ خدا کا
پرورش یافتہ نوجسطہ جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا پوشیدگی کے بچہ دان سے ظہور (ظاہر ہونے) کے عالم مین
آیا تاکہ جہان والون کے سارے غم ہمیشہ والی خوشی کے ساتھ بدلین اور حضرت جہانبانی کا دل آ تکلیف کے آبلہ کا
مارا ہوا تھا آسائش کا مرہم پاوے اور ظاہر کا آشوبخانہ انتظام پکڑے - اور معنی کا تفرقہ زار جمعیت کی طرف مائل ہووے
خدا کی قوت کے نظر کرنے والے یعنی فرشتے مقصود کو ظہور پایا ہوا دیکھکر خوشی مناتے ہین - ظاہر اور باطن کے ملک (عالم
اجسام و عالم ارواح) کے انتظار کرنے والے کامیاب ہووین - عقل کا آقا پیدا ہووے انصاف کا مہربان باپ ہووے
تمیز کا عاقل دوست ہووے عدالت کا راست باز بادشاہ ہو - مہربانی کے جوہر کا پہچاننے والا - باریک بین ظہور کرے
قدردانی کا بازار رواج پکڑے - صلح کل کے لئے دانش نواز درمیانی پیدا ہووے - ظاہر کا آراستہ کرنے والا اور باطن
کا دکھانے والا بنے - خدا کا احسان ہے - کہ امید کے موافق تفرقہ (پراگندگی) کی اندھیری رات کے لئے جمعیت
کی صبح بلند ہوئی اور غم کی شام کے لئے خوشی کی صبح نے طلوع کیا آسمانیون کی آرزو بر آئی - اور زمینیون کی
آرزو ظاہر ہوئی - اور جب اس تاریکی کی جلانے والی روشنی اور دنیا کی روشن کرنے والی چمک نے پاکی کے آسمان
سے اس تنگ زمین مین پردہ کشائی کی - تیز رو خوشخبری پہنچانے والے اس نیکبختی کی خوشخبری پہنچانے کے لئے دوڑے
اور راہ کے درمیان کہ حضرت جہانبانی کی دوربین آنکھ اس غیبی چمک کے ظاہر ہونے کی منتظر تھی اس جان بخشنے
والی خوشخبری سے ایک دل سے ہزار دل ہوکر پروردگار کے شکر سجدے کہ نامرادی کے خارستان مین مراد کا پھول شگفتہ
کرتا ہے اور نامرادی کی تہیدستی مین ہزارون مقصد آغوش مین رکھتا ہے بجالائے اور اندر اور باہر خوشی کا جشن ترتیب
دے کر خوشی کرنے مین مشغول ہوئے - اور ادنیٰ اور اعلیٰ اور غنی اور فقیر اور ... اور بزرگ نے شوق کے ہاتھ اچھالتے
اور عشرت کے پاؤن بجاتے ہوئے اُس اقبال کے جشن مین بیحد مہربانیون کی کامیابی سے فخر کرنے کی بزرگی پائی
اور اس بلند جشن کا بیان کہ آسمان کی عید اور زمانے کا نور وز تھا اور میرے حضرت شہنشاہ کے عزت کے گہوارے کا
حضرت جہانبانی کے بلند لشکرگاہ مین پہنچنا اور بعضے دوسرے حالات کہ اس سعادت کے فرمان اور اس اقبال کے
پروانے کے سرنامہ اور عنوان ہونے کی لیاقت رکھتے تھے اس کتاب بلند خطاب کے آغاز مین لکھے جا چکے -
اسلئے کہ یہ معنوی نگارخانہ میرے حضرت شاہنشاہ کے عجیب حالات اور بزرگ واقعات اور بڑی بڑی فتوحات

کے لکھنے مین انتظام پاتا ہے۔ پاک پیدائش کی بزرگی کی ابتدا سے اور جوکچھ کہ سوائے اسکے عاجزی کے قلم کا لکھا ہوا ہوگا
اسی کی تقریب ہے اور سخن کی سیرابی اور معنی کا پیوند اُسیر باعث ہے۔ اور خدا کا احسان ہے کہ اس دائمی سے خیگل مارنے
والے (لازوال) سلسلہ (خاندان) کا بزرگ احوال بھی جو آدم سے اس دم تک پشت بہ پشت مختصر طور پر لکھا گیا ہے
اور لکھا جائیگا تفصیل کے چہرے سے پردہ اٹھا رہا ہے۔ القصہ چونکہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی پاک ذات کا
عنصر مرّوت اور جوانمردی کا جہان تھا انہون نے سچّے وفادار لوگون کی دلداری کے لئے دُنیا کے ترک کرنے کے
ارادہ کو موقوف رکھا۔ اور عالم تعلّق کے انتظام کو کہ بادشاہون کی ذات اسی کے لئے خاص کی گئی ہے دور بین
نظر مین لاکر مالدیو کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ دیو درندہ ایسی خصلت رکھنے والا اُس ایسی بیدار دولت کی قدر کہ جو خواب
مین بھی نہین دیکھ سکتا تھا نہ پہچان کر اسلاح کا نالائق برتاؤ کرنے والا ہوا۔ ناچار سپہر سلطنت کی بارگاہ کے جان صدقے
کرنے والون کی آرزو کے موافق سند کی طرف متوجہ ہوئے کہ شاید وہان کے حاکم غفلت کے خواب سے بیدار ہوکر
گذشتہ کا تدارک کرین اگرچہ جہان کی آراستہ کرنے والی رائے اس پر نہ تھی بہرحال تقدیر کے موافق واپس پھرنے
کی صورت وقوع مین آئی۔ جب شاہی لشکر اُس حدود کے نزدیک پہنچا معلوم ہوا کہ ارغوانی قصبہ جون مین اکٹھا
ہوئے ہین اور مقابلے اور جنگ کا ارادہ رکھتے ہین۔ حضرت جہانبانی نے شیخ علی بیگ جلائر کو کہ اُسکے باپ دادے
حضرت صاحبقرانی کے جہان لینے والے دولت کے جھنڈے کے بلند ہونے کے زمانے سے جانثاری اور اخلاص
کے سبب امتیاز کا جھنڈا بلند کرتے رہے تھے دلیرون اور دلاورون کی جماعت کے ساتھ مقابلے کو بھیجا اور خود بدولت
پیچھے روانہ ہوئے چونکہ شیخ علی بیگ کی پشت فتحمند لشکر کی وجہ سے قوی تھی جنگ کے میدان کی طرف شیر مردون
کی طرح رُخ کیا اور تھوڑے سے لوگون کے ساتھ دلیری کی داد دیکر ایک ذرا سے وقت مین اس جماعت کے غول
کو پراگندہ کر دیا اور بھگا دیا فتح کی صبح کی سفیدی تیغ کی شرق اور کمان کے افق سے نکلی اور اقبال کا سورج
اُن بے غیرتون کی تاریکی کا جلانے والا ہوا۔ اور قصبہ کا میدان جب شاہی لشکر کی خیمہ گاہ ہوا اور اس بلند آستانہ
قصبہ مین حضرت مریم مکانی کے عزت کے ڈولا اور میرے حضرت شاہنشاہ کے بزرگی کے گھوارے کی آمد عصارالعرکوٹ
سے کہ بہت بزرگ پیدائشگاہ تھی سعادت اور اقبال کے ساتھ واقع ہوئی چنانچہ اُسکی تفصیل کلام کے سہرنامہ
کی آرائش ہوئی اور چونکہ یہ آباد مقام دریائے سند کے کنارے واقع ہوا ہے۔ اور باغون اور نہرون کی کثرت اور
میوون اور پھلون کی پاکیزگی مین سند کے شہرون مین ممتاز ہے اور بعضی دوسری مصلحتین بھی اُسکے ساتھ
ملی ہوئی تھین کچھ وقت تک وہان باغون کے درمیان قیام کی بنیاد وقوع مین آئی۔ اور اطراف و جوانب
مین ہمیشہ ارغونیون کے ساتھ جنگ ہوتی تھی۔ اور وہ لوگ درست شکستین پاتے تھے۔ اور شیخ تاج الدین
لاری کہ حضرت جہانبانی کے منظورون (مصاحبون) سے تھا انہین دنون مین شہادت کے درجے کو پہنچا۔

ایکروز شیخ علی جلائر اور تردی بیگ خان اور اَور لوگ ایک طرف کے حملہ آور ہونے کے لئے نامزد ہوئے تھے سلطان محمود
بکری اور اَور بہت سے لوگ اُنپر حملہ آور ہوئے۔ اور تردی بیگ خان نے لڑائی مین سستی کی شیخ علی بیگ نے
قدم جماکر اُس لڑائی کے میدان مین کہ شیر مردون کے لیے محفل کا فرش تھا شہادت کا شربت شگفتہ روئی کے ساتھ
پیا حضرت جہانبانی کا پاک دل ایسے ایک وفادار شخص کے مرنے سے بہت زخمی ہوا۔ اور بعضی اور باتین ظہور مین
آئین اسلیے دل کو حدود بکر سے سرد کرکے توجہ کا ارادہ قندہار کی طرف پختہ کیا انہین دنون کے درمیان سلخ محرم
۹۵۰ھ کو بیرام خان نے حدود گجرات سے تنہا اپنے آپکو پاک تخت کے پائے کے نزدیک پہنچا کر بہت بزرگ
دل کے زخم پر ایک طرح کا مرہم رکھا اور سبب دل لگی اور دل بستگی کا ہوا اور عجیب باتون سے وہ ہے کہ جب اشارہ
کیا گیا اقبال کے لشکر گاہ مین پہنچا۔ پہلے ہی اُسکا گزر جنگ گاہ پر پڑا ہوا۔ اس سے پہلے کہ خدمت کی سعادت
حاصل کرے اور لوگون پر ظاہر ہووے۔ اُسنے اپنے آپکو آمادۂ جنگ کرکے مردانہ جنگ کی۔ چنانچہ فتحمند لشکر حیران
رہگیا۔ اور سمجھا کہ یقیناً غیبی لشکرون سے ہے اور جب ظاہر ہوا کہ بیرام خان ہے۔ فتحمندی کے میدان کے کھڑے
ہونے والون سے شور اٹھا اور حضرت جہانبانی کے دل کی خوشی کا باعث ہوا اور اس آمد کی وجہ سے چند روز
تک اُس گلزمین مین توقف واقع ہوا۔ اور ایک مختصر طور پر بیرام خان کا حال وہ ہے کہ قنوج کے ناپسندیدہ
واقعہ مین اپنی جان صدقے کرنے یا بڑی بڑی جانفشانیان اور کوشش کرنے کے بعد سنبل کی طرف چلا گیا
اور راجہ متر سین کے پاس کہ اُس سرزمین کے معتبر زمیندارون سے تھا قصبہ لکھنؤ مین التجا لے گیا اور مدت تک
اُسکی حمایت مین رہا اور جب یہ خبر شیر خان کو پہنچی آدمی بھیجکر بلایا راجہ بیچارہ ہوا خان کو اُسکے پاس بھیجدیا اور
مالوے کی راہ مین اُسکے پاس پہنچا اوّل مجلس مین (پہلی ملاقات مین) شیر خان اُٹھکر ملا اور دل کھینچنے
کے لئے (اپنی طرف اُسکو مائل کرنے کے لئے) فریب دینے والی باتین کہین اور باتون کے درمیان
ظاہر کیا کہ جوکہ اخلاص (وفاداری) رکھتا ہے خطا نہین کرتا ہے۔ بیرام خان نے جواب مین اسی طور پر کہا
ہے جو کوئی کہ اخلاص رکھتا ہے خطا نہ کریگا۔ اور برہان پور کے نزدیک سے ہزار طرح کی بیقراری کے ساتھ
گوالیار کے حاکم ابوالقاسم کے ساتھ بھاگ کر گجرات کی جانب روانہ ہوا۔ اور راہ مین شیر خان کے ایلچی نے
کہ گجرات سے آتا تھا آگاہ ہوکر آدمیون کو بھیجا اور ابوالقاسم کو کہ صورت اور ڈیل ڈول مین کچھ نظر آتا تھا انہون نے
اُسکو پکڑ لیا بیرام خان نے نیک ذاتی اور جوانمردی کے سبب سے کہا کہ مین بیرام خان ہون ابوالقاسم نے
بہادرانہ طور پر کہا یہ میرا نوکر ہے چاہتا ہے کہ اپنے آپکو مجھپر قربان کرے خبردار اس سے ہاتھ روکے رہو اور
وہی معاملہ کہ مصرع مجھے چھوڑ اور میرے یار کا ہاتھ پکڑ۔ درمیان مین تھا اس طریق سے بیرام خان نے
نجات پائی اور گجرات کی طرف سلطان محمود کے پاس گیا اور ابوالقاسم کو شیر خان کے روبرو لے گئے

اسنے ناقدردانی کی وجہ سے اس مروت کی کان کو شہید کر ڈالا - اور بہت بار شیر خان کہتا تھا کہ اسی وقت کہ بیرام خان
نے اُس مجلس مین کہا کہ جو کوئی کہ اخلاص رکھتا ہے خطا نہین کرتا ہے ہم سمجھ گئے تھے کہ ہمارے ساتھ موافقت نہین
کریگا اور سلطان محمود گجراتی نے بھی ہر چند کوشش کی کہ وہ ٹھہرے - بیرام خان نے قبول نہ کیا اور حجاز (عرب - مکہ معظمہ)
کے سفر کی رخصت لیکر بندر سورت کی طرف آیا اور وہان سے ولایت ہرووار کی طرف گیا اور وہان سے اپنے صاحب اور
جہان والون کے ولی نعمت کے قدمون کے نیچے قصبہ جون مین پہنچکر سر بلند ہوا - میرے حضرت شہنشاہ سے بزرگ
پیدائش کے آٹھوین مہینے مین عادت کے خلاف بات کا ظاہر ہونا کرامات اور مقامات کا دیباچہ ہو سکتا ہے - خدا کے علم کے
صحیفہ پر کہ ازل اور ابد کی لوحِ محفوظ ہے ایسا لکھا ہوا ہے کہ جبکہ موجودات مین سے کسی جہان کے آراستہ کرنے والے کی
بزرگی کے سر پر ظاہر اور باطن کی جلوہ گاہ کے اندر امتیاز کا تاج رکھین اُس بزرگ شان کی پیدائش کی سعادت کے آغاز سے
اسکے احوال کے صفحون سے عالمون اور عادتون کی خلاف باتون کے ایسے چمکارے ظاہر ہون کہ اُنمین سے ہر ایک غیب
کی خبر دینے والا ہو کہ بلند آواز سے اُسکی قدر کے درجون کی بلندی کے کر و فر کو زمانے والون کے ہوش کے کان مین
پہنچاوے اور اس بات کے ظاہر کرنے سے جہان والون کی سعادت بڑھاوے - اور اس حال کی نادر مثالون سے
وہ ہے کہ اس مبارک زمانے مین کہ پورے سات مہینے میرے حضرت شہنشاہ کی مبارک پیدائش کے گزرے تھے اور دولت
و اقبال کے ساتھ آٹھوین مہینے مین قدم رکھا تھا ایک عجیب بات آنحضرت سے ظہور مین آئی ایک شام کے وقت کہ دولت
کی صبح کی سفیدی کی شعاع تھی پالکی کے گنبد مین بیٹھنے والی جیجی انگہ اُس پالکی کے باغ کے نئے میوے کو دودھ پلا رہی تھی
اور پاکدامنی کی نقاب باندھنے والی ماہم انگہ اور اور عورتون کی مخالفت کی وجہ سے رنجیدہ خاطر تھی اور اس سبب سے کہ
انہون نے حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی عرض مین پہنچایا تھا کہ میر غزنوی کی بی بی جادو کرتی ہے کہ حضرت جہان
والون کے شہزادے اُسکے سوا کسی کے دودہ کی طرف توجہ نہین فرماتے ہین نہایت دلتنگ تھی - اسی درمیان مین جبکہ
کوئی وہان موجود نہ تھا آنحضرت تنہائی دیکھکر بات کرنے والے ہوئے اور اپنی کرامت کی بیان کرنے والی زبان جیجی انگہ کے
غمگین دل کی تسلی کے لئے حضرت مسیح کیطرح کھولی - اور فرمایا کہ دل خوش رکھ کہ خلافت کے آسمان کا نورانی ستارہ (آفتاب)
تیری ہی آغوش مین قرار پکڑیگا اور تیری غم کی رات کو شادمانی کا نور بخشے گا اور خبردار ہمارے اس راز کو ظاہر نہ کیجیو - اور ان خدا
کی قدرت کے بھیدون کو بے وقت شہرت نہ دیجیو - اسلئے کہ غیبی حکمتین اور کامل مصلحتین اسکے اندر داخل ہین جیجی انگہ کہتی تھی
کہ مجھے یہ جان بخشنے والی خوشخبری بہت تعجب مین لائی - اور غم کی گرہ ایکبارگی میرے دل سے کھل گئی - اور اس سبب سے
کہ ایسے نور پرورد ہ کی خدمت کرنا اور ایسے فیض پہنچانے والے کی دائیگی کرنا بغیر کسی اور کی شرکت اور جھگڑے کے پاک خدا
کی بارگاہ سے میرے حوالہ ہوا میرے دل کی کشادگی ایک درجہ سے سَو درجے تک اور سَو درجے سے ہزار درجے تک پہنچی
اور ہر روز خوشی اور خرمی کے دروازے پہلے سے زیادہ میرے زمانے کے مونھ پر کھلتے جاتے تھے - اور مین اس بزرگ

نعمت کے شکر مین قیام کرکے دل و جان سے خدمت کے لئے متوجہ ہوئی اور دونون جہان کی دولت اور نعمت میری طرف رُخ لائی - اور مین اِس سرِ مُہر (جسکے سر پر مُہر لگی ہو) راز کو پوشیدہ رکھتی تھی - یہانتک کہ وہ نیا پودہ دولت کا مُلک گیتی کشائی کے تخت کا آراستہ کرنے والا ہوا - ایکروز دہلی کے میدان سے شکار کے لئے قصبہ پالم کے اطراف مین تشریف لے گئے تھے وہان ایک ایسا نہایت بزرگ اور ہیبت ناک سانپ نموادار ہوا کہ حد سے زیادہ بہادرون کے دل جگہ سے بے جگہ ہوگئے (ڈر اُٹھے) آنحضرت نے اس مرتبہ مین حضرت موسیٰ کا معجزہ ظاہر کیا بغیر اِس خیال کے کہ پاک دل مین پہنچا وین یدِ بیضا (روشن ہاتھ - جو حضرت موسیٰ کا معجزہ تھا کہ جب بغل مین ہاتھ ضم کرکے نکالتے تھے مثل سورج کے چمکتا نظر آتا تھا مجازاً کرامت) دیکھا کر سانپ کی طرف متوجہ ہوئے اور غیبی خوشخبری کے وسیلے سے دلیرانہ سانپ کی دُم مبارک ہاتھ سے پکڑ کر اُسکو عاجز بنا دیا یا دے ٹپکا کہ مر گیا - یوسف محمد خان (پسر جیجی انگہ) برادرِ میرزا عزیز کوکلتاش نے خود یہ قدرت کا نشان اپنی آنکھون سے دیکھکر تعجب کی راہ سے میرے پاس آکر بیان کیا اُسوقت مینے یہ راز سربستہ اور سر پوشیدہ کہ خود دیکھا اور سُنا تھا اپنے اقبالمند بیٹے کے روبرو بیان کیا - اور یہ بھی اُسنے کہا کہ آنحضرت نے کم سنی مین وہ عجیب باتین دکھائی نہین اگر بڑی عمر مین یہ کرامت نظر آوے تعجب نہین ہے اسلیئے کہ ہر ایک کام کے لئے ایک وقت ہے اور ہر ایک قوت کے لئے ایک محل ہے - یہ پوشیدہ راز کہ اتنک مین زبان پر نہ لائی تھی سبب وہ تھا - کہ مین جس کسی سے کہتی وہ یقین نہ کرتا - بلکہ جھوٹے دعویدار میری عقل کے ہلکے پن کی طرف نسبت کرتے (مجھکو نادان اور احمق بتاتے) اور اس بات کا مزہ اُنکے مقصد کے تالو مین کڑوا معلوم ہوتا - اور اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ مجھے اُسکے ظاہر کرنے کی اجازت نہ تھی - اب اے میرے بیٹے طبیب مینے تجھ سے سانپ کی بات سُنی - لب اُس راز کے ظاہر کرنے کے لئے کھولا - کہ وہ نشانہ خردسالی کا تھا اور یہ نمونہ کلان سالی کا ہے - اے بزرگ بیٹے اُس کرامتون کے جائے ظہور سے یہ علامات اور مقامات عجیب نہین ہین اور اس نادر کتاب کے جمع کرنے والے ابوالفضل نے اِن دونون باتون کو اگرچہ معتبر لوگون سے سُنا تھا لیکن اُس پاکدامنی کی جا سے بازگشت سے بغیر کسی کے واسطہ کے بھی سُنا اور جو کچھ لکھنے والے نے اس نور پرور دالہی کے پاک کمالون اور بلند خلافِ عادت باتون سے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اور اپنی فکر کی نظر سے تولا ہے بشری اندازے اور انسانی حوصلے سے باہر ہے سچ تو یہ ہے کہ جو کچھ میرزا عزیز کوکہ کی بزرگ والدہ سے نقل کیا گیا ظاہر کے لوگون کو حیرت بخشنے والا ہے اور جو کچھ کہ اس مسکین نے دیکھا صاحبانِ باطن کی عبرت بڑھانے والا ہے -

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے جلوسی لشکر کی توجہ قندھار کیطرف اور اُن حدود سے حجاز (مکہ معظمہ) کا سفر اختیار کرنا اور عراق کا قصد فرمانا

دائمی ارادت اور لازوال مشیت (خدا کی مرضی) اسپر گئی ہے - (یعنی خدا کا ارادہ اور مرضی اس طرح پر جاری ہے

کہ ایسا بادشاہ کہ (وکیلان قضا و قدر) جسکے دولت و اقبال کے بلند خلعت کو ہمیشگی اور بقا کے نقش و نگار سے آراستہ
کرتے ہین اور اُسکی سلطنت (بادشاہی) کے بزرگ تخت کے اجزا کو بلندی اور ہمیشگی کے ستونون کی بنیادون سے
مضبوط اور عزت دار کرتے ہین بعضے حالت کے بدلنے والے حادثے اور واقعے اُسکے راستے کے آگے لاتے ہین اور
حقیقت مین وہ ایک بے ہستی کی نمود (ناپایدار صورت یا حالت) ہوتی ہے - اور ایک ایسی گرہ (مشکل - اٹکاو) ہوتی ہی
جسکا انجام نیک ہوتا ہے - کہ کوتاہ نظر (ناعاقبت اندیش - غافل) اُسکو نقصان کے لبون سے سمجھکر اعتبار کے دائرہ
مین لاتے ہین (یعنی گھبرا جاتے اور اُسکا ساتھ چھوڑکر بھاگ نکلتے جیسا کہ ہمایون شاہ کے ساتھ اُنکی ساتھیون نے کیا)
اور بلند بین (عاقبت اندیش - عاقل) دولت کے رخسار کا تل (آرایش) سمجھکر نظر بد کے دور کرنے کا ذریعہ بناتے ہین -
دولتمند (صاحب حکم - صاحب اقبال) کے راستے کے سامنے جو چیز کہ اُسکی طبیعت (دل) کی خواہش کے برخلاف آتی ہے
وہ اُسکو کمالون کی پوری کرنیوالی باتون سے سمجھتا ہے اور سبب کا بندہ (سبب کا غلام یعنی وہ شخص جو ہر بات کے لئے سبب ۲۰۷
ڈھونڈھا کرتا ہے) اپنے دین اور دنیا کا ٹوٹا سمجھکر غم کے گریبان مین جاتا ہے - (غمگین ہوتا ہے) ستارون کی بازگشت
کہ آسمانون کی ساتون اقلیمون کے تخت کے آراستہ کرنے والے ہین اس حال کا ایک نمونہ ہے - اور اس تصویر کا ایک
خاکہ ہے - اگرچہ جہان کا روشن کرنے والا آفتاب بادل اور غبار کی وجہ سے نگاہ سے پوشیدہ ہو جاتا ہے لیکن اصل
یہ ہے وہ (ابر و غبار) ایک پردہ سے زیادہ نہین ہے - جو جہان والون کی آنکھون کے آگے چھوڑا جاتا ہے اور کسیطرح
کا نقصان اُس بلند بارگاہ رکھنے والے یعنی آفتاب عالمتاب کو نہین پہنچتا ہے چونکہ وہ ظاہری طور پر ایک سبب (پردہ)
بنتا ہے خدا کے دبدبے (قہر) کی ہوا آخرکار غبار کو سرگردان کرکے اُسکو خاکِ سیاہ پر بٹھاتی ہے - اور بھی بڑے روشن ستارے
(آفتاب) کے نکلنے اور چھپنے کا ذکر ایک ایسا رہبر ہے جسکے ہاتھ مین مشعل ہے اسلئے کہ وہی نسبت اور حالت کہ سمت الراس
(وہ طرف جو سر کے اوپر ہے - وسط آسمان اور نصف النہار (دوپہر) کے زوال (ڈھلنے)
کے وقت مین ہے کہ اسمین اسکے (آفتاب کے) کمال کو کوئی نقصان نہین پہنچتا ہے - وہی حال آدھی رات کی چوتھی
صبح مین یقین کی گئی ہے - اور یہ فرق خاکی نسل کے دیکھنے والون اور ایک مٹھی بھر مٹی کے رہنے والون کا خیال کیا گیا ہی
وگرنہ اُسکی بزرگی کا کنگرہ اُس سے زیادہ پاک ہے ناقصون کے خیال اُسکے گرد تک گھوم سکین - ان مقدمون (باتون)
کے موافق جو کہ تاجدار اقبالمندون اور صاحب اقبال تاجدارون کے ساتھ بداندیش (برا سوچنے والا - دشمن) ہوتا ہی
یا بنتا ہے - آخرکار اپنے عملون کے عذاب مین گرفتار ہوتا ہے اور اپنی ہستی کے ضائع کرنے مین ایک بہت بڑا سبب ہوتا ہی
اور اس حال کا آئینہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی کا عبرت بڑھانے والا یا رشک دلانے والا واقعہ ہے - کہ تھوڑے
ہی عرصے مین آنحضرت کے اقبال کا دامن کہ حادثون کے غبار سے آلودہ تھا خدا کے فضل و احسان کے چشمہ
سے دھویا دھایا گیا یا صاف اور پاک ہو گیا - سارے ناشکرگزار لوگ اپنے کامون اور نیتون (ارادون) کی سزا کو

پہنچے اور اُنکی عمر اور دولت کا کھلیان خدا کی قہر کی بجلی سے جل بھن گیا اور ان بیدولتون (بدبختون) کی ہستی کا نشان
زمانہ کے صفحہ سے مٹ گیا چنانچہ سختی و دشواری کی تکلیفین اور دشواریان اور آسانی (فراخی عیش) کے طلوع کے مقام
اور اُنکی جگہین زمانہ کی ترتیب اور مکان کی ترتیب کے موافق لکھا جاتا ہے (یعنی زمان و مکان کی ترتیب کے ساتھ
لکھا جاتا ہے) حاصل کلام چونکہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی کا باطن (دل) جو پاکی کے ظاہر ہونے کا مقام تھا ناپائدار
دنیا کے طرز (روش - ڈھنگ) سے سرد ہوگیا تھا اور ملک ہندوستان سے بہتر توجہ اُٹھ گئی تھی پاک دل مین یہ
خیال گزرا کہ تتہ کے حاکم کے ساتھ ایک طرح کی صلح فرماکر قندہار کی طرف کوچ فرمادین- اور جب شاہی لشکر وہان پہنچ جاے
(قندھار مین پہنچکر) حضرت شاہنشاہی سبکو خدا کی حفاظت مین سونپ کر درگاہ کے خاص لوگون کی جماعت کے ساتھ
تجرید (دنیا سے علیحدگی) اور تفرید (دنیا سے بے تعلقی) کی شاہراہ پر قدم رکھین اور شوق و محبت کی بلندیون پر
دیکھکر ہما کی طرح عشق کی چوٹی کو اپنے ہمت کے بازو اور پرون کے نیچے پکڑین یا چھپاوین- اور جسطرح سے ۲۰۸
کہ دل کے قبلہ کے طواف سے مشرف ہوکر باطنی فیض و برکت پائی ہے کجاوہ مٹی کے کعبہ کی طرف بھی لیجاکر ظاہر
کو باطن کے ساتھ ایک سا بناوین اور جسطرح سے کہ باطن (دل) کا نگارخانہ سرانجام پایا ہے (باسامان ہوا ہے)-
ظاہر کے صورت خانہ کو آراستگی دیوین تاکہ یہ بات دلون کے اُلفت ڈالنے کا باعث ہو اور ظاہر پرست سادی تختی
رکھنے والون (سیدھے سادے بیوقوفون) کی سچی رہنمائی کا موجب (سبب) ہو- اسی اندیشہ اور خیال مین تھے کہ
تتہ کے حاکم نے اس بات کو معلوم کرکے اپنی سعادت سمجھی اور صلح کی عرضی بھیجی چونکہ آنحضرت کی ہمت کا بلند اڑنیوالا
شاہباز عنقا کے شکار کے لیے پر کھولے ہوے تھا (اُڑنے کو تیار تھا) اور دور بین نظر چھوٹے چھوٹے شکارون
سے باز آکر بلند گھونسلے پر پڑی تھی اُسکی غرض کی صورت قبول کے میدان مین پڑی اور ارغونیون نے کہ کام اُن پر
تنگ ہوگیا تھا صلح کی خوشخبری سے خوشی کی ٹوپی آسمان پر اُچھالی اور اس بات کو اپنے مطلب کی انتہا سمجھکر اور
بے امید کی ہوئی نعمت پہچانکر بہت سے تحفے بھیجے اور طرح طرح کے عذر کیے اور آنحضرت دولت اور سعادت کے
ساتھ ذکر کیے گئے سال کی ساتوین ربیع الآخر کو قصبہ جون سے قندھار کی طرف سیوی کے راستے سے توجہ
فرما ہوئے میرزا عسکری نے بادشاہی لشکر کی توجہ سُنکر میرزا کامران کے فرمانے اور اپنی بدعملی (بدچلنی) کیوجہ
سے قلعہ کی مضبوطی کی اور ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ نادرست خیال سے شاہی لشکر کی طرف متوجہ ہوا
کہ بدبختی کی مدد سے جاکر قید کرلیوے اسی درمیان مین امیر اللہ دوست جو زمانے کے فاضلون سے تھا اور کئی بار
میرزا کامران نے وکالت اُسکے سپرد کی تھی اور وہ اور شیخ عبدالوہاب جو شیخ پوران کی اولاد سے تھا میرزا کامران
کی طرف سے شاہ حسین بیگ ارغون کی بیٹی کی خواستگاری کے لیے گئے تھے شاہی لشکر کی خبر سُنکر قلعہ سیوی مین
قلعہ نشین ہوے حضرت جہانبانی نے امیر اللہ دوست کو بلند فرمان بھیجکر طلب فرمایا اُسنے بدبختی سے حاضر ہونے

کی بزرگی سے محرومی اختیار کر کے عذر کہلا بھیجا کہ قلعہ کے لوگ مجھے نہیں چھوڑتے ہین جب شاہی لشکر نے شال
کی حدود مین جو قندھار سے تین فرسخ ہے اُترنا فرمایا جلال الدین بیگ نے جو میرزا کامران کے شہر نیدون
سے تھا اور اُس حدود مین جاگیر رکھتا تھا جاسوسی کے لئے لوگون کو چھوڑا تھا انھون نے بادشاہی ملازمون
سے دو آدمیون کو جو پہلے سے سر چشمہ پر جا پہنچے تھے پکڑ لیا تھا اُن دو سے ایک شخص موقع پا کر ان لوگون کے
پنجے سے رہا ہوا اور اُن بداندیشون کی حقیقت جو اُسنے اُنکے حال کے قرینون سے دریافت کی تھی اور اُس جماعت
۲۰۹ کی زبان سے سنی تھی آکر پاک عرض مین پہنچائی۔ حضرت جہانبانی نے ناشکری اس جماعت کی سمجھکر وقت کی مصلحت
کے موافق قندہار کا جانا برطرف کیا اور مستنبک کی طرف ارادہ کی باگ پھیری۔ لیکن محمد وسبی رخصت لیکر قندہار
کی طرف متوجہ ہوا بادشاہ نے اُسکی ہمراہ مہربانی کا فرمان اپنے پاک ہاتھ کا لکھا ہوا میرزا عسکری کو بھیجا جسکا عنوان
اس عبارت سے تھا کہ - برادر کم مہر بے ارادت معلوم نماید (نا مہربان بد اعتقاد بھائی معلوم کرے) اور اُسکے اندر
بہت سی پند و نصیحت کی باتون سے آگاہی بخشی لیکن سچ بات کا سننے والا کان کہان تھا اور دانا درست سمجھنے والا
دل کہان تھا اُسنے اُن نصیحتون کو ان سنا ہوا خیال کیا اور پہلے سے بھی زیادہ بدبختی کے پیش کرنے کے درپے ہوا۔
قاسم حسین سلطان اور مہدی قاسم خان اور دوسرے عسکری میرزا کے ملازمون سے بہت سے لوگ میرزا کو منع کرنیوالے
ہوئے کہ مت جاؤ۔ کہ ایسا نہو کہ اس صورت مین گھبرا کر حضرت کی زیادتی (نہایت مجبوری) سے عراق کیطرف متوجہ
ہوجائین۔ اور بڑے بڑے حادثے ظہور مین آئین ابو الخیر اور اور شریرون نے کچھ ایسی جکنی چپڑی گھر برباد کرنیوالی باتین
جو ظاہر مین کچھ صورت رکھتی تھین اور حقیقت مین سوائے خرابی اور ویرانی کے نہ بڑھاتی تھین کہکر میرزا کو غلط ارادہ پر پختہ
کردیا اُس روز کی صبح کو کہ اُسکی بدبختی کی شام تھی۔ میرزا ایک بُرے خیال سے مستنبک کی طرف متوجہ ہوا ایک دو منزل
راستہ چلنے کے بعد اُسنے اپنے ملازمون سے پوچھا کہ اس راستے کو کسنے دیکھا ہے۔ جیبنی بہادر اوزبک نے کہ قاسم حسین سلطان
کا نوکر تھا اور اس چڑھائی کے وقت اُسنے نوکری میرزا کی کرلی تھی کہا اس راستہ کو مین بخوبی جانتا ہون اور مین کئی بار
اسمین آیا گیا ہون۔ میرزا نے جواب دیا کہ سچ کہتا ہے وہ اس حدود مین جاگیردار رہ چکا ہے اُسکو حکم دیا کہ آگے آگے
چلتا رہو۔ اور راستہ طے کر اُسنے ظاہر کیا کہ میرا ٹٹو دبلا ہے۔ میرزا نے ترسون برلاس کی طرف جو اُسکا ایک نوکر تھا
اشارہ کیا کہ اپنا گھوڑا اسکو دیدے اُسنے حیلہ حوالہ (ٹال ٹول) کرنے کے بعد اپنے کام کو سختی تک پہنچا کر گھوڑا دیا
یعنی بڑی ٹال مٹول اور جھگڑے کے ساتھ گھوڑا اُسکو دیا جیبنی بہادر کہ پہلے ہندوستان مین بادشاہی ملازمون
کی لڑی مین پرویا جانے والا ہوا تھا نیکبختی کی رہنمائی سے وہان سے کچھ راستہ آگے آیا اور گھوڑا دوڑا کر اپنے آپکو
بیرام خان کے خیمہ تک پہنچایا اور حال کی حقیقت کا پردہ کھولنے والا ہوا۔ بیرام خان اُسکو اپنے ساتھ لیکر حضرت جہانبانی
کے حضور مین آیا اور اُس ناحق شناس کے نادرست ارادے سے آگاہ کیا اُن حضرت نے تردی بیگ خان اور بعضے

دوسرے ملازمون کے پاس آدمی بھیجے کہ چند گھوڑے بھیجین اُن کنجوسون نے اس دولت (سعادت) کے حاصل کرنے
مین سستی کی اور انکار کر دیا آنحضرت نے چاہا کہ خود بدولت سوار ہوکر اُنکو ادب (سزا) کرین اور کام کی سزا اُنکی
آغوش مین رکھین - بیرام خان نے جلے عرض مین پہنچایا کہ وقت تنگ (کم) ہوگیا ہے دیر لگانے کے وقت کی برداشت ۲۴
نہین کرتا ہے (دیر کرنے کا موقع نہین رہا ہے) ناشکر گزارون کو خدا کے قہر کے حوالہ فرما کے خود بدولت اپنے ارادہ کیطرف
متوجہ ہووین - اُنکی عرض سُنی گئی اور آنحضرت نے ساتھ چند جان سپار مخلصون کے راستہ جنگل کا اختیار کیا اور ارادہ قندہار
اور کابل کا پاک دل سے نکالکر حجاز کے ارادے پر متوجہ عراق کو ہوئے اور جدائی کے راستے کا بیابان طے کرنے والے
ہوئے - اور خواجہ معظم اور ندیم کوکلتاش اور میر غزنوی اور خواجہ عنبر ناظر کو حکم فرمایا کہ میرے حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ)
خدا کی نگہبانی اور مددگاری کے گہوارے مین ہین کسی آسیب کا غبار اُسکے اقبال کے دامن تک نہین پہنچے گا سطرح
پیراہ ہو حضرت مریم مکانی کا ڈولہ شاہی لشکر مین پہنچا دو یہ سعادتمند لوگ تیز دوڑ کر پسندیدہ خدمت بجالائے (یعنی یہ
نیک بخت آدمی بادشاہ کا یہ حکم سُنکر اُسکے پیش پہنچانے کے لیے تیزی کے ساتھ چلے) کچھ راستہ طے ہوا تھا کہ ایسی اندھیری
رات کہ جو ناحق شناس ناشکر گزار لوگون کے دل سے زیادہ تاریک تھی ظاہر ہوئی - بیرام خان نے جاے عرض مین پہنچایا
کہ حضور کے بہت روشن دل پر میرزا عسکری کے اسباب اور زر کو دوست رکھنے کی حقیقت آشکارا ہے - اسوقت مین
میرزا دلجمعی سے اور اطمینان خاطر کے ساتھ اپنے دو تین نشیون کے ساتھ اپنے خیمے مین بیٹھا شاہی لشکر کی چیزون اور
مال و دولت کی فہرست دیکھ رہا ہے حضور کے اقبال کے لایق ہے کہ ہم خدا کی عنایت پر بھروسہ کر کے ناگہانی (بےخبری
کی حالت مین) اُس خیمہ پر جا پہنچین اور اُسکا کام تمام کر دین (اُسکو قتل کر ڈالین) جبکہ میرزا درمیان سے گیا اُسکے ملازم
(نوکر) سب اس درگاہ کے نمک پروردہ ہین چارہ و ناچار اگر حضور کی نوکری اختیار کرینگے آنحضرت نے حساب اور
معاملہ کی راہ سے اس مشورت اور صلاح کی تعریف فرمائی لیکن پاک پیدایشی اور خیر اندیشی سے اس خواہش کے درپے
نہوکر فرمایا اب تو ہمنے اپنا رُخ مسافرت کے راستے مین رکھا ہے اور بڑے لمبے راستے کا ارادہ کر لیا ہے اُسکو نہین توڑینگے
نئے سرے سے میرے عظیم القدر شاہنشاہ (اکبر شاہ) کو بزرگی والے خدا کی پناہ مین کہ آفتون کا دفع کرنیوالا اور خوفناک چیزون
کا ہٹانیوالا ہے سونپ کر اور دائمی (خدائی) رہنمائی کو اپنے راستہ کا رہبر بنا کر اور دائمی (خدائی) عنایت کو وقت اور ناوقت
کا ساتھی کر کے ہمت کے سرکش گھوڑے پر دولت کا زین کسا (ہمت مضبوط کی) اور توجہ کا پاؤن توکل کی رکاب
مین لاکر قدم آگے رکھا - میرزا عسکری کہ تباہ اندیشہ کے ساتھ مستنگ کے نزدیک پہنچا - میر ابو الحسن صدر کو اپنے سے
آگے بھیجا کہ جا کر حضرت جہانبانی کو اگر ارادہ جلے نکار کہتے ہون تو باتون مین لگا کر روکے حضرت جہانبانی کے سوار
ہونے کے وقت میر مذکور پہنچا اور چاہتا تھا کہ میرزا کی جانب سے چند پیغام گھڑ کر عرض کرے اور ٹھہرانے کا سبب
بنے آنحضرت خدا کی تعلیم کے موافق اُسکی بیہودہ باتون کی طرف متوجہ نہوئے اور تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے -

٢١١ میرزا عسکری پیچھے سے آگر شاہ ولد و ابوالخیر اور اپنے بہت سے لوگون کو بہیجا کہ شاہی لشکر کی حفاظت کرین اور کسی کو لشکر سے (بادشاہی کمپ سے) باہر نہ جانے دین اور اُسنے میر ابوالحسن صدر سے جبینی بہادر کے خبر کرنے اور حضرت جہانبانی کے روانہ ہونے کی حقیقت اور مفصل طور پر معلوم کی۔ تردی بیگ خان اور سارے نمکحرام ملازمون نے آکر میرزا سے ملاقات کی اور میرزا نے اُن سب کو اپنے اعتبار کے لایق لوگون کے سپرد کیا جو کوتاہ اندیش (کم عقل) کہ روز بد اور خراب انجام سے نہ ڈر کر نامردی اور بے شرمی کا راستہ اختیار کرتا ہے حقیقت مین اپنے دولت (اقبال) کے پاؤن پر بسولا مارتا ہے اور اپنے آپکو آسمانی بلاؤن اور ذلّتون کا نشانہ بناتا ہے چنانچہ زمانے کے ورقون کے مطالعہ کرنیوالون پر پوشیدہ نہین ہے۔ میر غزنوی جب کہ میرزا کے حضور مین حاضر ہوا میرزا نے کہا کہ ہم بادشاہ کے دیکھنے کو آئے تھے کیون انہون نے بیابان کا راستہ اختیار کیا یا وہین بیابان کو چلے گئے۔ پھر پوچھا کہ میرزا (اکبر شاہ) کہان ہین یعنی میرے حضرت شاہنشاہ۔ میر غزنوی نے کہا منزل (خیمہ) مین ہین۔ میرزا نے کہا کہ خوب۔ ایک اونٹ میوہ رکاب خانہ سے میرزا (اکبر شاہ) کے لئے لیجاؤ۔ مین بھی آتا ہون۔ اور رات کے وقت اپنے خیمہ مین ایک دو منشیون اور کچھ سپاہ کے ساتھ کہ سرکار بادشاہی سے لائے تھے۔ وہ دیکھتا تھا اور لکھتا تھا اور صورت حال ہوبہو ویسی ہی تھی کہ بیرام خان نے اپنی درست دانائی سے معلوم کر کے عرض کی تھی اُس روز کے دوسرے روز سوا پھر دن چڑھے میرزا نقارہ بجا کر اپنی منزل سے شاہی لشکر مین آیا۔ اور حضرت جہانبانی کے دولت خانہ کے دروازے پر اُترنا کیا اور سب لوگون کو ایک ایک کر کے چھوٹے اور بڑے سے گرفتار کروایا تردی بیگ خان کو شاہ ولد کے حوالہ کیا اور بیوفا ملازمون اور لوگون سے ہر ایک کو اپنے لوگون کے حوالہ کیا اور قندھار کو لے گیا اور بہت سے لوگون کو قین اور شکنجے (دونون آلے ہین عذاب کے) سے ہلاک کیا اور سارا روپیہ اور مال تردی بیگ خان سے لیا اور وہ (تردی بیگ) تھوڑے عرصے مین اپنے کامون کی سزا کو پہنچا (تنگدستی کے مارے فاقون سے مرگیا) پناہ بخدا۔ اُس ایسے بڑے گناہ کی یہ سزا کیسے بدلہ ہوسکتی ہے اس بلا کے طوفان۔ (یہ مصیبت جو ان نمکحرامون پر آئی ہے اس) کا نام اگر ذرا سی گرد بدلے کے تحفہ سے رکہین تو ابھی گنجائش رکھتا ہے۔ (یعنی کہہ سکتے ہین کہ یہ گرد زیادہ ہے اس سے بھی کوئی کم چیز بتاؤ) اگر بدنصیب آدمی بُرا کرتا ہے۔ تعلیم دینے والے کی نصیحت سے نیک ہو جاتا ہے (آسمان کی گردش اسکی برائی کا بدلہ اُسکو ویسا ہی بُرا دے کر اسکو ادب دیتی ہے اور ٹھیک بناتی ہے) آخرکار (گردش زمان) اُسکے راز کو ظاہر کرتی ہے اور اپنے گوہر کو آشکارا کرتی ہے (یعنی آسمانی گردش اُس بدکار کو سزا دے کر یہ بات ظاہر کر دیتی ہے کہ ہمارے ہان ہر نیک و بد کا بدلہ اور عوض ہے تمنے اپنی نادانی سے اسکے برخلاف سمجھ رکھا تھا) تقدیر کے بھیدون کے باریکی دیکھنے والون پر آشکارا ہے۔ کہ جب ازل (روز پیدائش) کے برگزیدہ لوگون سے ایک کے اقبال کا ہاتھ سلطنت کے نگینے سے آراستہ کیا جاتا ہے اور اسکی دولت کے سر کو خلافت (قائممقامی) اور بادشاہی کے تاج

سے بلندی بخشی جاتی ہے۔ اُسکے آثار کے چمکارے اور انوار کی شعاعین ہمیشہ اُسکے احوال کے اندر چمکا کرتی ہین اور عجیب غیبی خوشخبریون اور آسمانی مبارک شگونون سے کہ میرے حضرت شہنشاہ کی نسبت ظاہر ہوئین وہ تھی کہ جب میرزا عسکری شاہی لشکر گاہ مین پہنچا۔ اور لائق عمل بجا لایا۔ میر غزنوی اور ماہم آغا میرے حضرت شہنشاہ کو عزت کے لئے اور سلامت کی آغوش مین اُٹھاکر میرزا کے روبرو لائے میرزا نے ہر چند توجہ کا رُخ آنحضرت کی طرف کیا اور خوش مزاجی کی اور کھسیانی ہنسی ہنسا آنحضرت کہ اُس وقت مین جہان کے تجربہ کار لوگون کے کمالون کے مجموعہ تھے خرد سالی کے باوجود مطلق شگفتہ مزاج نہوئے۔ اور دل کی بستگی آنحضرت کے حال کی پیشانی سے آشکارا تھی۔ میرزا نے شرمندہ ہو کر کہا۔ ہم جانتے ہین کسکا بیٹا ہے ہمارے ساتھ کسطرح ہنس سکتا ہے۔ اور ایک عرصے کے بعد میرزا کی انگوٹھی کو دیکھ کر کہ اُسکی گردن مین لٹکتی تھی اور اُسکا رُخ ڈورا جھلتا تھا بچون کی عادتون کے موافق نہین بلکہ اقبال کی مددگاری سے ہاتھ ڈورے کی طرف لیجا کر چاہا کہ لے لیوین میرزا نے اسی دم گردن سے نکالکر میرے حضرت شہنشاہ کو دی محفل کے باریکی پہچاننے والے لوگون نے اس بات کو سعادت کے لئے شگونِ نیک سمجھا کہ عنقریب دَولت کی مُہر اور سلطنت کا نگینہ آنحضرت کے نامی نام پر ہوویگا اور خدا کے فضل و احسان کے بڑے چشمے سے گیا ہوا پانی پھر ندی مین آویگا۔ اور وہان سے حضرت شاہنشاہی خدا کی مدد سے مدد کیے گئے میرزا عسکری کی ہمراہ قندھار کی طرف متوجہ ہوئے اور اُٹھنے اور بیٹھنے اور سونے اور جاگنے مین بزرگی اور فرمانروائی کی شعاعین آنحضرت کے احوال کے اندر چمکتی تھین۔ اور خداشناسی کی روشنیان اطوار اور آثار کی چمک سے ظاہر ہوتی تھین۔ راہ کے درمیان کوکی بہادر نے کہ میرزا عسکری کے اعتبار کے قابل لوگون سے تھا حضرت کے کجاوہ کے نزدیک آکر میر غزنوی سے کہا کہ اگر میرزا کو مجھے دیدو تو حضرت بادشاہ تک پہنچا دونگا میر مذکور نے جواب مین کہا کہ جب حضرت بادشاہ خود نہین لے گئے یقیناً مصلحت چھوڑنے مین ہو گی۔ اور اِسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ بغیر بلند حکم کے یہ دلیری مجھ سے نہین ہو سکتی ہے بہادر نے کہا مینے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ کہ اِن تنہائی کے دِنون عوض خدمتگاری کے لازمے بجا لاؤن اور مین چاہتا تھا کہ یہ خدمت بھی پیش پہنچاؤن اب کہ مجھے اس سعادت سے سربلند نہین کرتے ہو ایک نشان ہی حضرت شاہنشاہی کا مجھے دیدو کہ حضرت کے رُوبرو پیش کرون۔ میر غزنوی نے آنحضرت کا طاقیہ (ایک قسم کی ٹوپی) کہ سعادت کے چاند کا تاج تھا بجاور کو دیکر اُسکو اِس دولت سے سربلند کیا اور میرزا عسکری حضرت شہنشاہی کو اٹھارھوین رمضان سنہ ۹۵۰ مین قندھار مین لایا اور قلعے کے اُوپر اپنے نزدیک بیٹھک (قیامگاہ) مقرر کی۔ ماہم آغا اور جیجی انگہ اور اتگہ خان ہمیشگی کی خدمت کے ساتھ دائمی سعادت کے کامیاب تھے۔ اور پاک نورون کا فیض حاصل کرتے تھے اور میرزا نے اُس اقبال کے نئے پودے کو کہ خدا کے سایے کی

حمایت مین انگا اور بڑھنا پار ہا تھا سلطانم بیگم اپنی بیوی کے سپرد کیا۔ اور وہ پاکدامنی کی جلب بازگشت عقل کی زیادتی سے مہربانی کے لازمون اور خدمت کی رسمون مین اہتمام کرتی تھی۔ ظاہر یعنی ظاہری اعتبار سے مین تو نگاہبانی کرتی تھی اور باطن یعنی باطنی اعتبار سے مین اپنے آپکو نورِ مطلق کے مقابلے مین رکھکر روشنی اختیار کرنے والی تھی۔ روز بروز بزرگی کی شوکت اُس سعادت کے جہان نو بڑھانے والی پیشانی سے زیادہ تر چمکتی تھی جس کسی کو کہ خدا کی مدد پرورش کرتی ہے اور خدا کی ذات مین نور کا پالا ہوا ہوتا ہے۔ بداندیش کے خیال مین نیکی کے سوا اُسکے حق مین نہین گزرتا ہے۔ اور مخالفت سے باز رہکر سوائے خدمت اور موافقت کے ظاہر نہین کرتا ہے۔ چنانچہ خدا کی مرضی ایسے وقت مین کہ باپ کی مہربانی اور ماں کی شفقت درکار تھی کہ کاروحال کی ذمہ داری کرے جانی دشمنون کے ہاتھ مین پرورش دے رہی تھی تاکہ دانائی کے مُلک کے دُوربینون کے ارادے کا پاؤن زیادہ اُستوار ہووے۔ اور سادہ لوح (نادان) کوتاہ اندیشون (کم سمجھ رکھنے والون) کے ہاتھ مین ہدایت (رہنمائی) کا چراغ آئے۔ اور خدا کی نگاہبانی کی حقیقت دوست اور دشمن پر ظاہر ہو جائے۔ اور اپنے مبارک زبان سے اپنی حضرت شاہنشاہ کی سُنا ہے کہ مجھے اپنی ایک برس کی عمر کا احوال خاص کر کے اُس وقت کا کہ حضرت جہانبانی عراق کی طرف متوجہ ہوئے اور مین قندہار مین لایا گیا اور مین ایک سال تین مہینے کا تھا اچھی طرح سے یاد ہے۔ ایک روز ماہم انگہ والدہ ادہم خان نے کہ اُس اقبال کے نئے پودے کی دائگی اور خدمت مین قیام کرتی تھی میرزا عسکری سے عرض کیا کہ بزرگون کی رسم وہ ہے کہ جب بیٹے کے پاؤن سے چلنے کا زمانہ پہنچتا ہے باپ یا بڑا باپ یا وہ شخص کہ جو عزت مین اُنکے قائم مقام ہو سکتا ہے اپنی پگڑی کو اپنے سر سے اُتار کر اُس بزرگ بیٹے کے چلنے کے وقت مین مارتا ہے۔ اب وہ امید کا درخت زمین پر اترنے لگا ہے حضرت جہانبانی تو موجود نہین ہین آپ اُنکی جگہ بزرگ باپ ہو مناسب وہ ہے کہ یہ شگون کہ گویا نظر بد کا دُور کرنے والا ہے پورا کرو۔ میرزا نے اُسی دم اپنی پگڑی اُتار کر میری طرف پھینکی۔ اور مین گر پڑا فرماتے تھے۔ کہ یہ مارنا یا پھینکنا (پگڑی کا) اور یہ گرنا بعینہٖ مجھے یاد ہے اور اُسی زمانے مین یہ بھی ہوا۔ کہ مین برکت اور مبارکی حاصل کرنے کے واسطے سر کے بال منڈنے کے وقت باباحسن ابدال کی زیارتگاہ (مقبرہ) کی طرف لیجایا گیا راہ کا چلنا اور اُن سر کے بالون کا اُترنا بعینہٖ میری آنکھون کے سامنے ہے۔ جس کسی کے کہ دل کے پاکیزہ مقام مین چراغستان روشن کیا گیا ہو۔ ایسی ایسی سنو اور اُنسے زیادہ (رکا یاد رکھنا) کیا تعجب کی بات ہے۔ جب بات کا سررشتہ یہانتک کھینچا۔ اب بات کے تر و تازہ کرنے کے لئے شیر خان کی باقی سرگزشت اور میرزا حیدر کا کشمیر کی طرف جانا اور میرزا کامران کا حال کہ کابل کو گیا اور میرزا ہندال کا کہ قندہار کو روانہ ہوا اور یادگار ناصر میرزا کا کہ مخالفت کر کے بکر مین رہگیا۔ لکھنا ضرور ہے تاکہ آگاہی کا تلاش کرنیوالا عبرت کا قبول کرنے والا ہو کر جاگتے نصیب کی مدد سے زندگانی کو ہشیار دلی اور نیک عملی کے ساتھ گزارے پوشیدہ نہ رہے کہ شیر خان دریائے بیاس سے گزر کو آہستہ آہستہ قدم اُٹھا رہا تھا اور اتنے لڑائی کے اسباب کے موجود ہونے کے باوجود بڑی غور و فکر کے ساتھ رہتا تھا اور بڑا خوف رکھتا تھا کہ ایسا نہو کہ ایک طرف سے بادشاہی لشکر

کے بہادر جنگ کے میدان مین قدم رکھکر انتظام کی داد دین اور اُسکی تدبیر کی صُورت مین نظر آنے والی مکاریان ایکبارگی بیکار کر دیوین اُسنے ایک بڑی جماعت کو آگے روانہ کیا تھا اور لڑائی کی احتیاط مین نہایت غور و فکر کو پیش نظر رکھتا تھا چندروز کے بعد کہ میرزا کامران کی بے اتفاقی اور سارے بھائیون کی مخالفت نزدیک اور دور ظاہر و آشکار ہوئی۔ وہ لاہور مین آیا اور وہان سے خوشاب تک گیا اور بھیرہ اور اس حدود مین چندروز رہا۔ اور آدمی سلطان سارنگ گکھر اور سلطان آدم کی تلاش مین کہ اُس حدود کے معتبر زمیندارون سے تھے۔ بھیجے۔ اور چونکہ وہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی نعمت کے پرورش یافتہ تھے۔ اور اس بلند خاندان کی دولت سے ایک عمر سے مقصدوری رکھتے تھے انہون نے اُسکی بات خوشنودی کے کان سے نہ سُنی۔ شیر خان وہان سے بیتا کو کہ گکھران کے نسبت کیے گئے مقامون سے ہے روانہ ہوا۔ اور بہت لوگون کو اُنکے سر پر (مقابلے کے لیے) بھیجا۔ گکھران نے مردانگی کی داد دے کر افغانون کے لشکر کو شکست دی۔ اور بہت افغان اُنکی قید مین پڑ گئے۔ اور بیچے گئے۔ شیر خان چاہتا تھا کہ خود اُنکے مقابلے کو جاوے۔ اپنے ہواخواہون (خیر خواہون) کے ساتھ مشورہ کیا سب نے صلاح اسمین دیکھی۔ کہ اس گروہ کا کام کہ استوار پہاڑ اور پیچدار پہاڑی زمینین رکھتے ہین آہستگی اور تدبیر کے ساتھ انجام دینا چاہیئے۔ اور مناسب وہ ہے اس حدود مین ایک بڑا لشکر چھوڑا جاوے۔ کہ فتحمند شاہی لشکر کا بھی خیال رکھے۔ اور گکھران کی ولایت کی حدود مین بھی لوٹ مار مچاتا رہے۔ اور ایک مضبوط قلعہ ان دونون کامون کے انتظام کے لیے تعمیر کرنا چاہیئے۔ تاکہ زمانہ گزرنے کے بعد یہ لوگ خود اپنے تنگ آمن (سکڑی گلی) سے تنگ آکر گردن کشی کا سر جھکا دین۔ اور خود لوٹ کر ہندوستان کی وسیع مملکت کے سرانجام اور سامان مین مشغول ہونا چاہیئے۔ اسنے اس صلاح و مشورت کے موافق قلعہ رہتاس تعمیر کیا اور بہت لوگون کو چھوڑ کر کوچ بہ کوچ لوٹا۔ اور آگرے کو آیا اور وہان سے گوالیار کے قلعے کیطرف گیا کہ میر قاسم وہان قلعہ نشین تھا بیچارے میر نے کھانا نہ پانے کی وجہ سے اکراہ سے ملاقات کی شیر خان نگہداشت اور انتظام کے مقام مین ہوا۔ اور تمام ہندوستان کو بنگالے کے سوائے سینتالیس جاگیرون مین تقسیم کیا اور گھوڑے اور سپاہی کا داغ ظہور مین لایا اور سلطان علاء الدین کی بہت تدبیرون سے تھوڑی سی کو کہ فیروزشاہی تاریخ مین مفصل طور پر لکھی ہین عمل مین لایا اور وہان سے رائسین کے قلعے کے راجہ پورن مل کے سر پر (مقابلے کے لیے) گیا اور نادرست عہد و پیمان کے وسیلے راجہ کو قلعے سے نکالا اور اُسنے بعضے گمراہ فقیہون (علم دین کے جاننے والون) اور بدبخت کمینون کی کوشش سے اپنے اَمان دیے کو مار ڈالا اور وہان سے آگرہ کو آیا اور بنگالے کے حاکمون کے طریقے پر راہون اور راستون کے درمیان ایک ایک کوس کے فاصلے پر سرائین تعمیر کین۔ اور جان گھٹانے والی بیماری کے بعد کہ آگرے مین اُسپر طاری ہوئی مالدیو کے سر پر کہ اجمیر اور ناگور اور بہت سے مقامون اور شہرون کا حاکم تھا اُسنے لشکر کشی کی۔ اور اُس حدود کے کام کو فریب اور مکاری سے انجام دیکر چتوڑ اور رنتھمبور کے

اطراف کو روانہ ہوا - اور وہان بھی سرکاریان کین یہانتک کہ اُن قلعون کے نگاہبانون نے کنجیان دیدین - اور وہان بہت لوگون کو چھوڑکر ولایت وہندیرہ کے درمیان داخل ہوا - اور وہان سے قلعہ کالنجر کی طرف رُخ کیا - اور اُسکا محاصرہ کرکے بہت سے ساباط (قلعے کے برابر توپ مارنے کے لیئے چھتا بناتے ہین) اُسکے مقابل تیار کیئے اور نقبین لگائین - دسوین محرم ۹۵۲ھ مین اُس آگ کے شیشے مین کہ خود ہی روشن کی تھی مظلومون کی آہ کے دہوئین سے جل گیا - اور اُسکے جلنے کی تاریخ - از آتش مُرد یافتہ گیئی - اگرچہ اِس استوار قلعے کے لینے مین اُسکی جان عُنصر کی چاردیواری سے نکل گئی - لیکن قلعہ ہاتھ لگ گیا - پانچ برس دو مہینے تیرہ روز مکروفریب سے اُسنے ہندوستان کی حکومت کی - اُسکے بعد اُسکا چھوٹا بیٹا جلال خان آٹھوئین روز باپ کا جانشین ہوا اور اُسنے اپنا اسلام خان نام رکھکر شاہی کا نام اپنے لیئے اختیار کیا اور وہ بھی عملون کی نالائقی مین اپنے باپ سے بڑھکر تھا - اگرچہ اِن دو فتنے سے بھرے مکر کی طبیعت رکھنے والون کا غلبہ اِس دائمی بنیاد رکھنے والی دولت کے جہان روشن کرنے والے جھنڈے کے ماہچہ کی شعاع اور چمک دمک کے مقابلے مین رات کے چمکنے والے کیڑون (جگنوؤن) کی چمک کیطرح حکم بے بود (ناچیز) نمود (نمائش) کا رکھتا تھا لیکن خدا کی پوشیدہ حکمت نے چند مصلحتون کے لیئے جو اُسکے علم کی پوشیدہ جگہون مین تہ کی ہوئی تھین یا داخل تھین چند روز اُنکو جلوہ دیکر بدبختی کی خاک کے برابر کردیا اور زمانہ اِن جھگڑا مچانے والے بدخوؤن کی ہستی کے عیب سے نجات پانے والا ہوا اور میرزا حیدر کے حال کی صورت وہ ہے - کہ جب وہ حضرت جہانبانی کی مدد پاکر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا جیساکہ بیان ہوچکا ہے - جب وہ نوشہر کی طرف آیا ذکر کیئے گئے امیر جنکا نام پہلے گزرچکا مخلصون کیطرح آکر ملے اور کشمیر کے اندر داخل ہونے اور اُسکے فتح کرنے کے طریقے اور قاعدے نئے سر سے دلنشین کیئے - میرزا نے خدا کی مدد اور بادشاہی اقبال پر بھروسا کرکے کشمیر کی دشوار گزار گھاٹیون کے طے کرنے کے لیئے قدم آگے بڑھایا - اسی درمیان مین پراگندگی بادشاہی لشکر مین جیساکہ ذکر کی گئی واقع ہوئی خواجہ کلان بیگ اپنی خواہش سے یا میرزا کامران کی کوشش سے اُس ارادے کو توڑکر میرزا کامران سے جاملا - اور مظفر توپچی نے اپنے آپکو کوہ سارنگ کی طرف کھینچا سوائے چند قدیم ملازمون میرزا حیدر اور کچھ اور لوگون کے کہ حضرت جہانبانی نے کمک کے لیئے نامزد فرمائے تھے ہمراہ ہوئے لیکن چونکہ کشمیر مین بڑا اختلاف اور خلل پذیری واقع تھی - اور بیحد کشت وخون ہورہا تھا وہ کشمیریون کی ترغیب دینے والی باتون کی مدد سے بائیسوین رجب ۹۴۷ھ کو منبوچ کی گھاٹی سے داخل ہوا اور بغیر لڑے بھڑے کشمیر کو فتح کرلیا اسلیئے اِن دنون مین ایک مدّت گزرچکی تھی کہ کشمیر مستقل حاکم سے خالی تھا اور امیر لوگ اُس ملک کو غلبہ کرنے کیوجہ سے اپنے تصرف مین رکھتے تھے اور اُس ملک کی حکومت کے دعوے دارون سے ایک پر سرداری کا نام بولکر خود ملکداری کرتے تھے - اُس زمانے مین نازک شاہ نام ایک شخص حکومت کے بے نام رکھے گئے نام کے ساتھ خصوصیت

اور شہرت رکھتا تھا - اور اس حالت کے ساتھ جبکہ ایک دوسرے کے درمیان اتفاق اور عقل اور رائے کی تدبیر نہین ہوتی ہے بیشک مُلک کا کام اس سرحد تک پہنچتا ہے - چلہٴ دے (دے = ماگھ سردی کا مہینہ) کا موسم تھا اور بہ شدت سے برس رہا تھا کاجی چک نے جب استقلال کی تحریر میرزا حیدر کے احوال کی پیشانی سے پڑھی - فریب اور مکر کے تقاضے کے موافق کہ کشمیری اُس سے چارہ نہین رکھتا ہے نکل کر شیر خان کے پاس گیا اسلئے کہ میرزا حیدر کے لانے سے غرض اپنی کامروائی تھی جب وہ میسّر نہ ہوئی - بلکہ دوسری صورت کا نقش بیٹھنے لگا اسلئے اس سے رک کر دوسرے خیال مین ہوا - اور دوسری طرح کی فکر کی بنیاد ڈالنے لگا اور محمد شاہ کے بیٹے اسمٰعیل کی بہن کو شیر خان سے بیاہ دیا اور اس وسیلے سے اپنے آپکو مقبول کر کے عادل خان اور حسین سروانی اور اَور لوگون کو دو ہزار آدمیون کے قریب لیکر کشمیر کو آیا اور اسی درمیان مین ابدال ماکری کہ اُسکی کُشتی تھا استسقا (جلندر) کی بیماری مین مر گیا - اور میرزا حیدر اپنے اہل و عیال کو اندر کوٹ مین کہ بہت اُستواری رکھتا ہے رکھکر قلعہ نشین ہوا کشمیر کے لوگ سب جدا ہو گئے اور میرزا کے پاس آدمی کم رہ گئے اور تین مہینے تک پہاڑون کی گھاٹیون مین گزارتا رہا یہانتک کے دوشنبہ کے روز بیسوین ربیع الثانی سنہ ۹۴۸ھ کو لڑائی ہوئی اور خدا کی مدد سے اُسنے فتح کر لیا اور اگرچہ مخالف لوگ کیا کمک دینے والے افغانون اور کیا بےحقیقت کشمیریون سے پانچہزار سوار سے زیادہ تھے چونکہ اُنکے کام کی بنیاد بیوفائی اور نمکحرامی پر تھی کچھ بن نہ پڑا اور شکست پائی - اور مخالفون سے بہت لوگ قتل ہوئے اور کچھ لوگ گرفتار ہوئے اور کشمیر مستقل طور پر میرزا کے قبضے مین آگیا - اور کشمیر کے خطیب (خطبہ پڑھنے والے) مولانا جمال الدین محمد یوسف نے لفظ فتح مکرر اس فتح کی تاریخ پائی تھی - اور اس فتح کی تکرار اگرچہ میرزا کے اس جائے مین بھی صورت رکھتی ہے لیکن جس بات کی طرف کہ میرزا خود اپنی تاریخ مین اشارہ کرتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ پہلے کشمیر مین دروُلار کی راہ سے کاشغر کے حاکم سعید خان کا ایلچی بنکر داخل ہوا اور چوتھی شعبان سنہ ۹۳۹ھ کو اُسپر قابض ہو گیا - اور ذکر کئے گئے سال کی آخری تاریخ ماہ شوال کو کشمیر کے امیرون اور محمد شاہ کے ساتھ کہ حکومت کا نام اُنکے نام پر تھا ایکطرح کی صلح کر کے محمد شاہ کی بیٹی کو اپنے بیٹے اسکندر سلطان کے لئے لیا اور جس راہ سے کہ آیا تھا واپس گیا جب اس موقع پر غیبی فتح حاصل ہوئی - اور ملک کشمیر تابع ہو گیا - اُسنے دس برس تک اُس ولایت کے انتظام مین بڑی کوشش کی اور اُس دلپسند میدان کو کہ ویرانہ کا حکم رکھتا تھا شہری لباس پہنایا اور قسم قسم کے پیشہ ورون اور صنعتگرون کو ہر جگہ سے طلب کر کے اُس ملک کے رونق اور رواج کے درپے ہوا - خاص کر کے موسیقی کا بازار گرم ہوا اور طرح طرح کے باجے ظہور مین لایا مختصر طور پر یہ ہے کہ اُس ملک کی ظاہری صورت نے کہ اُسکی دنیاوی حالت ہے ایک معنی پیدا کئے - لیکن میرزا کے بے نمک سرو تعصبون کی وجہ سے کہ اُسکا سبب رسیدگی کے دعوی کے باوجود نارسائی ہے کشمیر کے معنی کے سرمایہ نے کہ وہ یکرنگی اور دینداری کی حالت ہے بے رواجی پائی - اور آج کے دن تک

تعصّب کی بو کشمیریون سے آتی ہے۔ اسلئے کہ صحبت کے لئے بڑا اثر ہے۔ خاص کر کے حاکمون کا چال چلن
کہ اُسکا بڑا زبردست اثر ہوتا ہے امید ہے کہ میرے حضرت شہنشاہ کی حقانیت اور حقیقت کے انتشار (پھیلنے)
کی برکت سے کشمیر کا ظاہر اور باطن یکسان ہو جاوے اور حق پرستی اور خداشناسی کا سرمایہ تعصّب اور تکلف سے پاک
ہو کر رواج پکڑے۔ اور میرزا کی بڑی نامبارک غلطیون سے یہ ہے کہ اُسنے ایسی فتح کے باوجود خطبہ اور سکۂ نازک شاہ کے
نام پر کشمیر کے امیرون کے دستور کے موافق رکھا۔ اُسے لائق تھا کہ حضرت جہانبانی کے نمک کا حق بجا لاکر درہمون اور
دینارون کے چہرون اور منبرون کی سطحون کو حضرت جہانبانی کے پاک نام سے بزرگ بناتا یقیناً وہ زمانہ سازی
کرتا تھا کہ بے اخلاصی کو رواج دیتا تھا۔ اور اسی لئے اُس زمانے مین کہ کابل کی فتح ہوئی آنحضرت جہانبانی کے پاک
نام پر خطبہ پڑھکر سر بلند ہوا۔ اور ۹۵۸ھ ہجری مین اُس شبخون (رات کے وقت حملہ کرنا بے خبری کی حالت مین) مین
کشمیریون نے کیا تھا نیستی کے ملک کا سفر کرنے والا ہوا۔ اس واقعہ کا مختصر وہ ہے۔ کہ میرزا نے عدالت کے آئین سے کہ
وہ دولت کا نگہبان ہے تجاوز کیا اور اپنی خواہش نفس کے موافق زندگی کرنے لگا اور ہوشیاری اور بردباری کو کہ بختیاری کے
دو بازو ہین ہاتھ سے دیا کشمیریون کا مکر و فریب جو میرزا کی تدبیر اور ہوشمندی کے سبب سے پاؤن سے گرا تھا۔ پھر
کھڑا ہوا۔ اور اس خراب باطن دوروئی کے بکھرے گروہ نے مکر و فریب کا راستہ اختیار کر کے دوستی کے لباس مین دشمنی
کا کام بنانا شروع کیا اور سب سے عمدہ حیلہ یہ تھا کہ انہون نے مکر حیلون سے میرزا کے لشکر کو اُس سے جدا کر دیا اور اُسکے
کام مین آنے کے لائق لوگون کو پراگندہ کر دیا بعضون کو تبّت کی طرف اور بعض کو پکھلی کی طرف اور کچھ کو راجوری کی طرف
بھیجدیا اور عیدی رینا اور ابدال باکری کے بیٹے حسین باکری نے خواجہ حاجی بقّال کشمیری کو کہ میرزا کے کاروبار کا سرگرد
تھا سیدہے راستے سے ہٹا کر اپنے ساتھ ملا لیا اور اور بہت سے لوگون کو اپنے ساتھ شریک کر کے میرزا کے سر پر (مقابلے
کے لئے) روانہ ہوئے غازی خان اور ملک دولت چک بھی آملے۔ اور خانپور کے قریب کہ میرہ پور اور ہری نگر کے درمیان کہ
اصل شہر کشمیر اور حاکم نشین ہے میرزا پر رات کے وقت حملہ کیا میرزا خواجہ حاجی کے گھر کے نزدیک گیا تھا تاکہ قرابہادر کو کہ قید
مین تھا خلاص کرے کہ ناگاہ کمال دوبی کے ہاتھون اُسنے اپنی زندگانی گم کی۔ اور بعض یہ کہتے ہین کہ اُسکے نوکرون سے
ایک تیر نہ جانی ہوئی حالت مین اُسکے لگا۔ چونکہ مختصر طور پر میرزا حیدر کا حال لکھا جا چکا۔ اب میرزا کامران کی سرگذشت لکھی
جاتی ہے۔ اُس نامبارک زمانے مین کہ میرزا کامران حضرت جہانبانی سے جدائی اختیار کر کے کابل کی طرف روانہ ہوا جب
وہ خوشاب کی حدود مین پہنچا اُسنے سری اور سروری کو رنجہ رکھکر اور گڑیا نچانے والے زمانے کو اپنے مقصد کے موافق
سمجھکر اپنے نام پر خطبہ پڑھا جو کوئی کہ دوربین عقل اور مصلحت اندیش مصاحب اور دلسوز (ہمدرد) ہمنشین نہ رکھتا
ہوگا بیشک ایسے ہی نالایق کام اُس سے ظہور مین آئین گے۔ نہ محبت کے حق کو پہچانے گا
اور نہ مروّت کے طریق کو جانے گا دوسرون کے ساتھ برائی کرنے کو اپنے لئے نیکی خیال کریگا۔ اور برائی کا بیج نیکون کی

زمین مین پھیرے گا۔ ظاہر ہے کہ اُس کھیتی باڑی سے کیا کاٹے گا اور اُسکی امید کا درخت کس میوہ کا پھل لا سکیگا۔ اور انجام نہ سوچنے والے کے زمانے کو کچھ قیام نہین ہے۔ اور اپنے اوپر زور سے دولت باندھے ہوئے کے لئے قرار نہین۔ بے بنیاد کے محل کی بلندی کیلئے کیا ٹھیراؤ۔ کہ برف کے مینار کیطرح بہت جلد ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی۔ اور پچھلی رات کے نئے چاند کیلئے کیا پائداری۔ کہ لٹکنے والے کوزے کیطرح ایک پلک جھپکانے مین غائب ہو جائیگا۔ اسکی سلطنت کل کی تازگی کیطرح جھٹ نیست ہونیوالی ہوتی ہے اور اُسکی دولت بہار کی نسیم (نرم ہوا) کیطرح جلد جانیوالی ہوتی ہے۔ حاصل کلام ڈنکوٹ کی راہ سے دریائے سند کے کنارے پہنچے اور یہ محمد سلطان اور الغ میرزا کہ جنہوں نے اپنے آپکو ملتان کے حدود کیطرف کھینچا تھا اور وہان پہونچ سکے تھے کے کنارہ پر آکر میرزا کو سلام بجا لائے اور میرزا نے مدت وہان ٹھیرنا کیا۔ اور جب غلہ کی تنگی حد سے گزر گئی پل باندھکر دریا کے پار گیا اور وہان سے کابل کو آیا اور مقصد دری کے دروازے اپنے زمانے کے مونھ پر کھولکر خواہش نفسانی کی خواہش کے موافق زندگانی گزارتا تھا اور وہ کہاوت کہ جمشید سے روایت (نقل) کی گئی ہے۔ کہ جب تک کہ شیر جنگل سے نہین جاتا ہے چراگاہ ہرن پرکشادہ نہین ہوتا ہے جبتک کہ باز اپنے گھونسلے کی طرف نہین بھاگتا ہے تیتر آسانی سے اُڑ نہین سکتا ہے اس واقعہ مین ظہور مین آئی۔ غزنین اور اسکی حدود کو عسکری میرزا کو دیا اور خواجہ خاوند محمود کو ایلچی کے طور پر سلیمان میرزا کے پاس بدخشان کی طرف بھیجا اور اطاعت کرنے کی خواہش کی کہ اُسکا سکہ اور خطبہ بدخشان مین بھی ہو۔ میرزا سلیمان نے قاصد کو بے مقصود لوٹا دیا میرزا کامران اس بات سے جوش مین آیا اور بدخشان کی طرف لشکر لے گیا اور موضع ناری کے اطراف مین دونون فریقون مین جنگ ہوئی میرزا سلیمان نے جب اپنی کمزوری اور میرزا کامران کی قوت کے نشان دیکھے آدمی بھیجکر صلح کا دروازہ کھٹکھٹایا اور سکہ او خطبہ اُسکے نام پر کیا اور میرزا کامران نے بدخشان کے بعض مقام بھی میرزا سلیمان سے جدا کر کے اپنے لوگون کو دیئے اور بامقصد ہو کر واپس لوٹا۔ اسی درمیان مین خبر پہنچی کہ ہندال میرزا آکر قندھار پر قابض ہو گیا میرزا اطراف و جوانب سے لشکر جمع لاکر قندھار کی طرف متوجہ ہوا اور چھ مہینے تک قلعہ کا محاصرہ کئے رہا اور کھانا نہ پانے کی وجہ سے میرزا ہندال نے تنگ آکر امان طلب کی اور آکر ملاقات کی۔ اور قلعہ اُسکے حوالے کر دیا اور میرزا کامران قندھار میرزا عسکری کو دے کر کابل کو لوٹا اور میرزا ہندال کو اپنی ہمراہ لایا چند روز تک اُسکو تکلیف مین رکھا پھر برادری کے تقاضے سے دلی نفاق (دو روئی) کو اتفاق کا ظاہری لباس پہناکر جوے شاہی مقام کہ اب میرے حضرت شہنشاہ کے بزرگ نام کے ساتھ نسبت پاکر جلال آباد کے نام سے مشہور ہے میرزا کو دیا اور سند کے حاکم نے بھی اطاعت کی اور زمانہ غفلت کے اسباب کو آمادہ کرتا تھا۔ یہانتک کہ میرزا سلیمان اُس پر جو میرزا کامران نے بدخشان سے جدا کیا تھا قابض ہو گیا اور اقرار توڑ ڈالا میرزا کامران دوسری بار لشکر اُس طرف کو لے گیا اور اندراب کے حدود مین لڑائی ہوئی میرزا سلیمان شکست کھا کر قلعہ ظفر مین قلعہ نشین ہوا میرزا کامران نے تعاقب کر کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور کھانے کے آنے جانے کو اور راستون کو بند کر دیا بدخشان کے لوگون سے بہت لوگ آکر

میرزا کامران کو سلام کرنے والے ہوئے میرزا سلیمان جب اپنے سپاہیون سے کہ وفا کی اُمید رکھتا تھا ناامید ہوا اور قلعہ کے اندر کھانا نہونے کی وجہ سے بھی کام دشوار ہوا مجبور ہو کر آیا اور سلام کیا میرزا کامران قاسم برلاس اور میرزا عبداللہ اور اپنے خیر خواہون سے دوسرے لوگون کو برلاس مذکور کی سرداری مین بدخشان مین چھوڑ کر خود لوٹ آیا خواجہ حسین مروی نے تاریخ اس واقعے کی جمعہ ہفتہ ہم ماہ جمادی الثانی پائی تھی۔ اُسنے میرزا سلیمان کو اُسکے بیٹے میرزا ابراہیم کے ساتھ قید مین نگاہ رکھا اور جب کابل مین پہنچا ایک مہینے تک شہر کی آراستگی کی اور زمانہ غفلت مین گزارا نہ معبود کی یاد کرتا تھا اور نہ مظلوم کی داد دیتا تھا یہانتک کہ حضرت جہانبانی کے آسمان پر چڑھنے والے اقبال کا کوکبہ (شاہی جلوس کا نشان۔ شان وشوکت) بلند ہوا۔ اور دولت وسعادت کے ساتھ آکر اُسکی سزا کو اُسکی آغوش مین رکھا جیسا کہ اسکے بعد بیان ہوگا۔ جو کوئی کہ اپنے آقا اور ولی نعمت کے ساتھ بے وفائی کی راہ چلتا ہے اور بے اخلاصی کی راہ مین دوڑ لگاتا ہے بیشک اسی عالم مین اپنے کامون کا بدلا پاتا ہے۔ اور اسی طور پر میرزا ہندال کا حال ہے کہ جب اُسنے ایسے وقت مین اتنے فتنے اور فساد کے باوجود حضرت جہانبانی کی خدمت چھوڑ کر بیوفائی کی راہ اختیار کی اور قندھار کی طرف متوجہ ہوا قراجہ خان کہ میرزا کامران کی طرف سے قندھار کا حاکم تھا میرزا کے آنے کی خبر سُنکر قلعے سے باہر آیا اور بڑی عزت کے ساتھ ملا اور وہ مُلک میرزا کے حوالے کیا اور چند روز ابہی نہ گزرے تھے کہ میرزا کامران آکر اُسکو اپنے قبضے مین لایا اور میرزا کو قید رکھا اور سزا دی۔ جیسا کہ ایک مختصر طور پر ذکر ہوا۔ اور مقرر ہے کہ بے وفاؤن کے حال کا انجام اُنکے کام کے آغاز کی طرح دلون کا مردود (رد کیا گیا) ہے۔ ہوشمند لوگ چند روزہ عروج سے عبرت لیکر ان حق ناشناسون کے بدلے کے انتظار مین رہتے ہین تاکہ اُنکے سزا پانے سے کہ حقیقی عدل کا تقاضا ہے شکر گزار اور خوشی منانے والے ہون کیونکہ یہ بات جہان والون کی عبرت کا سرمایہ (باعث) بھی ہوتی ہے اور بے سعادتون کی پشیمانی کی دستاویز بھی بنتی ہے چنانچہ جب یادگار ناصر میرزا کہ تتہ کے حاکم کے فند فریب سے سیدھے رستے سے واپس پھر کر بھری مین ٹھیرا۔ حضرت جہانبانی کے روانہ ہونے کے بعد دو مہینے کے قریب تک وہان رہا آخر کار اسپر ظاہر ہوا کہ تتہ کے حاکم کی باتین سچائی اور صفائی کچھ بھی روشنی نہین رکھتی ہین۔ اور وہ سب حیلے کے بھری باتین جھوٹ اور کمینگی پر بنیاد رکھی گئی ہین۔ ناچار اُس خواہش سے باز آکر قندھار کی طرف روانہ ہوا ہرچند ہاشم بیگ نے کہ اُسکے سچ بولنے والے خیر خواہون اور اُسکی خوشنودی ڈھونڈھنے والے لوگون مین سے تھا کہ کامران کی طرف جانا اور حضرت جہانبانی کی خدمت کا ترک کرنا پسندیدہ نہین ہے اور دُنیا بدلے کی جگہہ ہے اسکا خیال کرنا چاہیئے۔ چونکہ یہ ایک مقررہ بات ہے کہ جس کسی کے آگے بدبختی کا روز ہوتا ہے اُسکی عقل تاریک ہو جاتی ہے اور وہ اپنے ولی نعمتون کے آزار پہنچانے کے لئے دلیری کرتا ہے اور خیر اندیشون کی نصیحت کو ہوا (ہُوچ۔ لچر۔ بے معنی) سمجھتا ہے اور ہوش کے کان مین

نہین لاتا ہے اور دانشمندون کی جچی تلی باتون کو افسانہ و افسون (جھوٹی باتین) خیال کرتا ہے۔ اسلیئے یادگار ناصر مرزا بے توفیقی کیوجہ سے قندھار کیطرف متوجہ ہوا اور اسوقت مین کہ میرزا کامران قندھار کے قلعے کو خوب محاصرہ کیئے تھا اکر میرزا سے ملا اور میرزا کے ساتھ ساتھ کابل کو آیا اور میرزا کامران نے تتہ کے حاکم کے پاس آدمی بھیجے۔ کہ حضرت بلقیس مکانی شہر بانو بیگم اور انکے بیٹے میرزا سنجر کو کہ یادگار ناصر میرزا سے جدا ہو کر بکر کی حدود مین رہ گئی تھین بڑی عزت اور ادب کے ساتھ روانہ کرے تتہ کے حاکم نے انکو بہت سے لوگون کے ساتھ کہ جو حضرت جہانبانی جنت آشیانی سے جدائی اختیار کر کے اس حدود مین تھے پسندیدہ قاعدے کے موافق روانہ کیا اور بھولے سے یا جانکر جو خطا وقوع مین آئی وہ تھی کہ ان لوگون کو بے آب و علف (گھاس) کے بیابان سے بھیجا اور بہت لوگ تلف ہو گئے اور جب موضع شال مین پہنچے ان لوگونکو ایک قسم کا بخار آیا اور حضرت بلقیس مکانی رحلت فرما ہوئین۔ اور دو تین ہزار آدمیون سے کہ اس قافلے مین سرگردان تھے چند لوگ سلامت کے ساتھ قندھار مین پہنچے

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی جلوسی فوج کا خراسان اور عراق کی طرف کوچ کرنا اور وہ باتین جو اس سفر مین پیش آئین

چونکہ اخبار بلطے کرنے والا قلم کا تیز رفتار گھوڑا کشادگی مین چند قدم دور کر بات کی انتہا تک آیا۔ اب اصلی مطلب کی طرف مڑکر دراز راہ مین چلتا ہے۔ ایک مختصر سا خراسان اور عراق کے سفر کے مبارک انجام احوال سے کہ جو حضرت جہانبانی کو پیش آیا اور انہون نے خدا کی مہربانی کی رہبری سے بیابانون کو قطع اور جنگلون اور صحراؤن کو طے فرمایا بیان کیا جاتا ہے اور وہ اس طور پر ہے کہ آنحضرت نے حسب دائمی قانون کے موافق توکل کی وادی مین قدم رکھا اور پرخطر بیابان کے راستے کو اختیار فرمایا تو سعادت کی رکاب کے ملازمون چولی کے خطاب سے مشرف (معزز) کیا اور خدا کے بے انتہا فضل سے اس خوفناک بیابان مین ملک ہاتی بلوچ نے کہ ڈکیتون کا سردار تھا زمین بوسی سے خصوصیت کی بزرگی پائی۔ اور آنحضرت کو اپنے مکان پر لیجا کر خدمتگاری کی ضروری باتون مین کوشش کی اور اس ہولناک وادی سے رہبری کر کے گرم سیر ولایت کو لایا اور میر عبدالحی کہ اس ولایت کا چودھری تھا نادرست باتین سوجھنے کی وجہ سے اگرچہ خدمت کی سعادت کو پہنچنے والا نہ ہوا لیکن مہمانداری کے لازمون اور خدمتگاری کے آداب مین کامل اہتمام بجالایا۔ اور ان حدود مین خواجہ جلال الدین محمود میرزا عسکری کی طرف سے اس ولایت کے اموال کی تحصیل کے لیئے آیا ہوا تھا آنحضرت نے بابا دوست بخشی کو اسکے روبرو بھیجا تاکہ اسکو سعادت کی طرف رہنمائی کر کے حضور مین لاوے خواجہ اسکو بڑی نعمت سمجھا نکر خدمت کے لیئے دوڑا۔ اور ہر چیز کہ نقد و جنس سے اپنے ذخیرہ مین رکھتا تھا سب کو سعادت کی جلوسی فوج پر پہنچا دیا اور حضرت جہانبانی نے اسپر نوازش فرماکر سرکار خاصہ کی میر سامانی اسکی صائب رائے کے سپرد فرمائی۔ اور چند روز تک اس سرزمین مین ٹھہرے رہے۔ اور ان دولتخواہون کو کہ اس حملہ مین اقوال کی طرح سے شاہی رکاب کے ملازم تھے دلپسند نصیحتین اور مبارک پند و عظ فرماتے رہے۔ اور دنیا کی بیوفائی اور سلسلہ ظاہر کی بے اعتباری

(ناپایداری) کتنی دلیلون سے دلنشین فرماکر دنیاداروں کے دلون کو اسکی طرف دوڑنے سے باز رکھکر ایسے حقیقی مقصد
اور اصلی مطلب کی طرف توجہ دلاتے تھے کہ ہمت رکھنے والون کی تلاش کے قابل ہو۔ اور آنحضرت کی ساری بلند ہمت
اس بات کی طرف مصروف تھی۔ کہ جب کہ آزادی کے اسباب اور دنیا کے ترک کرنے کا سازوسامان روز بروز ترقی
پر ہے گمنامی کا گوشہ اختیار کرکے ظاہر اور باطن کو غیر سے باز رکھین اور ہمیشہ یکتا خدا کی طرف متوجہ ہون۔ لیکن مروت اور مروت
نہین چھوڑتی تھی کہ دولت کی رکاب کے ملازمون کے دلون کو اس علیحدگی سے بالکل آزردہ کرین۔ اور یہ وفادار گروہ
اس سبب سے خدمت سے جدا نہ ہوتا تھا کہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایسی کامل ذات کہ خدا کے خلیفہ بننے کے قابل ہے اور ظاہر
اور باطن کی آبادی مین اسکی مثل ظہور مین آنا بہت دورون اور قرنون مین بھی دشوار ہے ایکبارگی جہان کو چھوڑدے
اور دائمی جڑی سلطنت کے سلسلے کو توڑدے اس گروہ کی ساری خواہش وہ تھی کہ دل سے خدا کے ساتھ اور ظاہر سے
مخلوق کے ساتھ رہکر اسطرح دونون باتون کو جمع کرین اور خدا کا شکر ہے کہ اُس فضل واحسان کے دریا (ہمایون)
کے یکتا گوہر یعنی میرے حضرت شہنشاہ کو یہ قوت کامل طور پر حاصل ہے کہ عالم مُلک وشہادت (وہ عالم جو محسوس اور سامنے
ہے۔ مُراد۔ دنیا) کے انتظام وبندوبست مین متوجہ اور مشغول ہونے کے باوجود عالم جبروت (عظمت۔ جہان سواے
صفات خدا کے کسی چیز کا تصرف نہین آتا) اور لاہوت (خاص ذاتِ الٰہی) کے موج مارنے والے سمندر کا استغراق۔
(مستغرق ہونا) پورے طور سے میسر ہے۔ اور اُسکی ہمت کا قدم بلند درجون کے چڑھنے کے لئے مقرر اور مسلّم ہے۔
حاصل کلام دائمی ارادے (یعنی خدا کی مرضی) اور پیدائشی جوانمردی کے موافق محبت کا نقش رکھنے والا خط ایران کے
حاکم کے نام لکھنا اور ارادے کی باگ اس مُلک کی طرف موڑنا۔ الہام کے اُترنے کے مقام یعنی دل مین پختہ ہوا۔ کہ اگر
ایران کا حاکم موروثی حقوق کو منظور رکھکر محبت اور جوانمردی کے لازمے پیش پہنچائے تو بیشک ایکبار اور ظاہر کے
سلسلے کی طرف متوجہ ہوکر اس حقیقت اندیش گروہ کا دل ہاتھ مین لایا جاوے۔ وگرنہ گوشہ نشینی کے اختیار کرنے کے لئے
مُروّت کے طریقے کے موافق معذور ہوونگے۔ اسلئے پنجشنبہ کے روز یکم شوال ۹۵۰ھ کو ایک خط ہمراہ چولی بہادر کے بھیجا۔
اس مضمون کا۔ کہ قضاوقدر کے کارفرماؤن کے حُکم کے موافق کہ اُنہون نے ہر ایک کام مین کتنی ایک مصلحتین اور حکمتین امانت
کے طور پر رکھی ہین ایک ایسا ضروری سبب عمل آیا ہے کہ جسکے وسیلے آپکی بزرگ ملاقات جلدی سے حاصل ہو۔ اور مختصر طور پر
احوال کی خبرین ظاہر فرماکر یہ بیت اُسکے اندر لکھی تھی۔ ترجمہ شعر کا۔ جو کچھ کہ ہم پر گزرا گزر گیا ہے۔ کیا دریا مین کیا پہاڑون
مین اور کیا چٹیل میدان مین۔ آن حضرت کی یہ آرزو تھی کہ چند روز تک گرم سیر ولایت مین توقف فرماوین۔ میر عبدالحی
گرم سیری نے آدمی بھیجکر عرض کی کہ ایسا سُننے مین آتا ہے کہ میرزا عسکری نے بہت سے لوگون کو بھیجا ہے ایسا نہ ہو کہ
وہ اس حدود مین آپہنچین اور کام علاج سے گزر جاوے اور اگر مُلک سیستان اور اُن حدود کی طرف کہ ایران کے حاکم
کے ساتھ تعلق رکھتی ہین۔ توجہ فرمائین تو بیشک اس ناانجام گروہ کے آسیب کے خوف سے شاہی لشکر محفوظ رہے گا۔

آنحضرت نے سچے دوستون کی کمی اور دشمنون کی زیادتی کا خیال فرما کے اُس ولایت مین ٹھیرنا دوراندیشی کے طریقے سے کہ عقلمندون کا راستہ ہے دور سمجھکر سیستان کی طرف کوچ فرمایا۔ اور دریاے ہلمند سے عبور کرکے ایک تالاب کے کنارے کہ دریا اُسمین گرتا ہے نیکبختی کا اُترنا فرمایا احمد سلطان شاملو نے کہ سیستان کا حاکم تھا بزرگ آمدِ شاہی کو ناگھانی دولت سمجھکر نیکبختون کے قاعدے کے موافق ملازمت کی اور خدمتگاری کے وظیفون (معمولی باتون) اور میزبانی کے پسندیدہ طریقون کو بجالایا چندروز تک اُس عشرت بڑھانے والی سرزمین مین کہ اقبال کے میدان کے شہسوارون کے گھوڑا دوڑانے کا میدان تھی مرغابی کے شکار مین مشغول رہے اور وفادار ہمراہیون کے دلون کی تسلی کے لئے اپنے آپ کو دُنیا سے علاقہ رکھنے والون کے کامون مین مشغول رکھکر تقدیر کے عجائبات کے تماشا کرنے والے رہے۔ اور وہان سے دولت کے ساتھ سیستان مین اقبال کا اُترنا عطا فرمایا احمد سلطان نے عورتون اور اپنی والدہ کو حضرت مریم مکانی کی خدمت مین کہ اس کوچ مین اُنکے اقبال کا ڈولا اور بزرگی کا کجاوہ ہمراہ تھا بھیجا۔ اور اپنی ولایت کے سارے مال کو پیشکش کیا آنحضرت نے اُس سے تھوڑا سا اُسکا دل خوش کرنے کے لئے قبول فرماکر باقی کو واپس کردیا اور اس منزل مین حسین قلی میرزا بھائی احمد سلطان کا کہ مشہد سے مان اور بھائی کے دیکھنے کو آیا تھا تاکہ اُنسے رخصت لیکر حجاز (مکہ معظمہ) کے سفر کا ارادہ کرنے والا ہووے بساط بوسی کے شرف (بزرگی) سے مُشرّف ہوا آنحضرت نے اُس سے مذہب اور مِلّت کے بارے مین باتین پوچھین۔ اُسنے جواب عرض مین پہنچایا کہ ایک مُدّت ہوگئی ہے کہ شیعہ و سُنّی کی اعتقاد کی ہوئی باتون مین غور کیجاتی ہے اور دونون فریقون کی کتابین مطالعہ مین آتی ہین۔ وہ جو شیعہ کا عقیدہ ہے یہ ہے۔ کہ اصحاب (حضرت پیغمبر صاحب کے دوستون) پر لعن و طعن کرنا درجے پانا اور ثواب حاصل کرنے کا سبب ہے۔ اور سُنیون کا اعتقاد یہ ہے کہ اصحاب کو بُرا کہنا کفر ہے تامّل اور فکر کے بعد دل نے اسیر قرار پکڑا ہے کہ کوئی شخص صرف اس خیال سے کہ وہ ایک نیک کام کررہا ہے کافر نہین ہوسکتا ہے۔ آنحضرت کو یہ بات بہت پسند آئی توجہ کی زیادتی سے مہربانی اور دلجوئی کا شامل کیا گیا کرکے فرمایا کہ ہماری خدمت مین رہو وہ چونکہ ایک سفر درپیش رکھتا تھا اور سفر کا سامان درست کرچکا تھا اسوجہ سے اس دولت کے حاصل کرنے سے سُستی کرنے والا رہا۔ اور یہان حاجی محمد بابا قشقہ اور حسن کوکہ میرزا عسکری سے جدا ہوکر شاہی لشکر مین آملے۔ اور صلاح وقت نے ایسا تقاضا کیا کہ توجہ کی باگ داور زمین کی طرف پھیری جاوے کہ وہان کا حاکم امیر بیگ خدمت مین حاضر ہورہا ہے۔ اور بست کے قلعے کا حاکم جلیہ بیگ بھی خدمت کی سعادت کا حاصل کرنا چاہتا ہے اور جلدی سے بہت سے لوگ میرزا عسکری سے جدا ہوکر خدمت مین حاضر ہونگے اور قندھار اور اُسکی حدود دولت کے سردارون کے قبضے مین آجائنگی۔ جب احمد سلطان نے سُنا کہ لوگ اسطرح کی صلاح دیکر آنحضرت کو ایران جانے سے روکتے ہین وہ پاک خدمت مین حاضر ہوا اور خیرخواہی اور ہمدردی کی راہ سے عرض مین پہنچایا کہ بلند ہمت کے لئے فارس کی

طرف جانا لائق ہے یہ لوگ کہ اس سفر سے روکتے ہین سوائے مکر و فریب کے اور کوئی غرض نہین رکھتے ہین - چونکہ احمد سلطان عقیدہ اور اخلاص کے سرنامے کے ساتھ حضرت جہانبانی کے دلمین جگہ کیئے ہوئے تھا اُسکی بات مقبول ہوئی - اور اس مشورت و صلاح پر عمل فرماکر فارس کی طرف متوجہ ہوئے - اور اسوجہ سے چند روز تک حاجی محمد نزدیکی کے فرش سے بچھڑا ہوا یا دور رہا احمد سلطان شاہی سواری کے ساتھ ساتھ ہو کر چاہتا تھا کہ پیش کیلکی کی راہ سے رہنمائی کرنے والا ہووے آنحضرت کے پاک دلمین جونکہ ہرات کی سیر فرمانا پوشیدہ تھا قلعۂ اوک کی راہ سے اُس طرف کو متوجہ ہوئے - جبکہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی کا یکجہتی دوستی اور کارفرمان اور ادب کا خط ایران کے ملکون کے تخت آراستہ کرنے والے شاہ طہماسپ کو پہنچا - آنحضرت کی مبارک آمد کو نعمت غیر مترقبہ سمجھکر خوشوقت ہوا اور چاہا کہ بابرکت ہما کے مبارک سایہ کو اپنی دولت کے سر پر جگہ دے اور اس سعادت کے حاصل کرنے کو اپنے خاندان کے افتخار (فخر کرنے) کے کارنامے کا سرنامہ بناوے - اور اس نعمت کے شکر مین اُسنے فرمایا تو تین روز قزوین مین خوشی کا نقارہ بجایا گیا اور ایک خط جواب مین شامل اور بہایت عزت اور احترام کے اور حضور کی بہت جلد تشریف آوری کی درخواست کے ہزارون تعریفون اور ثناؤن اور قسم قسم کے تحفون کے ساتھ اپنے خاص مقربون کے ہاتھ بھیجا اور یہ بیت خط کے سرے پر لکھی - شعر کا ترجمہ - سعادت کی بلندی کا ہما ہمارے جال مین پھنسے اگر تیرا گذر ہمارے مقام پر ہووے - اور شاہی قاصد کے ساتھ بہت لائق برتاؤ کر کے روانہ کیا اور طرح طرح کی شکر گزاری اور حق شناسی کا اظہار اور قدیمی محبت کا یاد دلانا کر کے تعظیم و تکریم کی بزرگیان بجالایا اور اُسنے شہر کے والیون اور حاکمون کو لکھا کہ ہر منزل اور ہر ایک شہر مین کہ شاہی لشکر اُترے اس بلند خاندان کے زمانے کی بزرگی کو جانکر اُس شہر کے بڑے بڑے حاکم اور بزرگ لوگ اور باشندے ادنی اور اعلی استقبال کے لئے جائین اور بادشاہون کے لائق ضیافتون کی رسمین پیش پہنچا کر مشرف ہووین اور لائق چیزون اور اسباب اور شربتون اور کھانے کے قابل چیزون اور تازہ بتازہ میوون کو منزل بمنزل مہیا کر کے بہت بزرگ قبول کی نظر کے لائق بناؤ - اور جو فرمان کہ ہرات کے حاکم محمد خان کے نام لکھا تھا ہوبہو (بعینہ) تحریر کی لڑی مین لایا گیا تاکہ دانشمندون کے لئے دستور العمل ہووے اور مردمی کی راہ و رسم کے واقفکار لوگ اُس مروت کے دیباچہ پر نظر رکھکر یکجائی اور اُ یکجائی کی منزلون کے حادثون کے طے کرنیوالون کی بزرگی کرنے اور تعظیم کرنے مین انسانیت کا حق بجالا کر کوئی باریک بات بھی جوانمردی کے پسندیدہ طریقون سے نہ چھوڑین -

شاہ طہماسپ کا فرمان - خراسان کے حاکم کے نام

مبارک فرمان نے جاری ہونے کی بزرگی پائی - (مبارک فرمان یون صادر ہوا) کہ سرداری کی پناہ شوکت کی قدرت - سرداری اور اقبال کا سورج محمد خان شرف الدین اوغلی تکلو - ہمارا اقبالمند اور بہت لائق بیٹا

اورہرات کی دارالسلطنت کا حاکم اور میر دیوان بادشاہ کی طرح طرح کی مہربانیون اور عنایتون سے سربلند ہوکر معلوم کرے
کہ اُسکا عرض کرنے کے لائق مضمون کہ اندنون امانت کے پناہ دینے والے قراسلطان شاملو کے بھائی
کمال الدین شاہ قلی بیگ کی ہمراہ دولت کی پناہ دینے والی درگاہ کی طرف روانہ کیا تھا ماہ ذی الحجہ کی بارہوین تاریخ
پہنچا اور اُسکے مبارک آئین مضمون آغاز سے انجام تک آشکار و ظاہر ہوئے۔ اور وہ کہ دربارہ رخ کرنے مقصد در
نواب آسمان پر سوار ہونے والے آفتاب کے گنبد مین بیٹھنے والے۔ کامگاری اور سلطنت کے دریا کے موتی۔ فرماندہی
اور جہانداری کے چمن کے آراستہ کرنے والے میوہ دار درخت سلطنت اور بزرگی کے محل کے جہان روشن کرنے والے
نور سعادت اور اقبال کی نہر کے سربلند سرو شوکت اور عظمت کے گلشن کے پاکیزہ درخت۔ خلافت اور نصفت (انصاف)
کے درخت کے پھل۔ دو خشکیون اور دو تریون کے بادشاہ۔ کامرانی کے آسمان کے جہان روشن کرنے والے سورج
خلافت اور جہانبانی کی بلندی کے بلند قدر باپ۔ عدالت آئین سلاطین کے قبلہ اور پیشوا۔ صاحب مرتبہ عظیم القدر بادشاہون
سے بہتر اور اُنکے سردار سرداری کے تخت کے بلند نسب رکھنے والے بادشاہ عدل گستری کے مُلک کے بلند حسب رکھنے
والے بادشاہ۔ خاقان سکندر ایسون کو بادشاہ بنانے والے۔ یا۔ ایسے خاقان جو سکندر ایسی عظمت اور شان والے ہین
حضرت سلیمان ایسا مرتبہ رکھنے والے بلند شان سلطانی کے تخت کے بیٹھنے والے سلیمان۔ ہدایت اور یقین کے صاحب۔
جہان کے نگہبان۔ تاج و تخت کے آقا۔ عالم اور اقبال اور بخت کے صاحبقران۔ زمانے کے سلطانون کی آنکھ کے نور۔
نامدار عظیم القدر بادشاہون کے سر کے تاج۔ خدا کی طرف سے مدد کئے گئے نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے خدا اُسکی عزت
کو قیامت تک۔ و زینت آرزوؤن کے موافق ہمیشہ رکھے۔ لکھا تھا کیا تباے کہ کسقدر خوشی نے چہرہ دکھایا
اے صبا کے قاصد۔ واہ واہ یہ کیا خوش خبر ہے کہ جو تو دوست کی آمد کی خبر لایا ہے۔ اب اے وہ کہ تو ہر جگہہ دوست کا راز دان
ہے تیری یہ خبر سچّی ہووے۔ وہ دن آوے کہ مین اُسکی وصال کی محفل مین ایکدم۔ اپنے دل کی آرزو کے موافق اُسکے
ساتھ بیٹھون۔ اُس فرشتہ ایسی عزت رکھنے والے بادشاہ کے توبہ فرمانے اور بے ملال آگے بڑھنے کو ایک بڑی نعمت سمجھکر معلوم
کرے کہ اس مُبارک خبر کی خوشخبری کے عوض مین ولایت سبزوار ابتدا سے حل تو شقان ائیل سے اُس سرداری کے پناہ
دینے والے کو ہمنے عطا فرمائی۔ اپنے وزیر اور داروغہ کو وہان بھیجے کہ وہانکا مال واجبی اور وجوہات دیوانی سال حال
کے شروع سے اپنی تصرف مین کرکے ختمند لشکر کی تنخواہون اور اپنی ضرورتون مین صرف کرے اور حسب طور پر اس فرمان مین
مذکور ہوا ہے فصل بہ فصل اور روز بروز عمل کرنے اطاعت کئے گئے مضمون سے اختلاف نہ کرے اور زمانہ دیکھے
ہوئے عقلمند لوگون سے پانسو آدمی کہ ہر ایک کوتل گھوڑا اور ایک سواری کا خچر اور اُسکے موافق سامان تیار وغیرہ
رکھتا ہو مقرر کرے۔ کہ اُس صاحب اقبال بادشاہ کے استقبال کو جائین مع اُن تیز رفتار ایکسو عربی گھوڑون کے
کہ جو بلند درگاہ سے سنہری زین کے ساتھ آنحضرت کے لئے بھیجے گئے ہین۔ اور وہ سرداری کی پناہ بھی اپنے

طویلون سے چھ تیز رفتار عربی گھوڑے۔ جو شہر یر ہون اور خوش رنگ اور قوی جثہ ہون کہ اُس دولت اور کامگاری کے شہسوار کی سواری کے قابل ہون۔ انتخاب کرکے اور نقش دار (بوٹہ دار) لاجوردی زینین زربافت اور زردوز جھولون سمیت کہ اُس سلیمان ایام مرتبہ رکھنے والے بادشاہ کی سواری کے گھوڑون کے لائق ہون ذکر کیے گئے گھوڑون پر کس کر ہر ایک گھوڑے کو اپنے دولون نوکرون کو دے کر روانہ کرے۔ اور کمر خنجر خاصہ شریفہ کہ میرے مرحوم اور میرے مغفور مقصد ور نواب میرے شاہ بابا سے کہ بہشت مین مقام رکھنے والا ہے خدا اُسکی دلیل کو روشن کرے۔ ہمارے مبارک خزانچی کو (ہمکو) پہنچا ہے یا ملا ہے اور نفیس لطیف جواہر سے جڑا ہوا ہے مع شمشیر مرصع اور تکلٹی مرصع کے اُس سکندر ایسی شوکت رکھنے والے بادشاہ کے مبارک شگون اور فتح اور فتحمندی کے لئے بھیجا گیا اور چار سو پارچے مخملی اور اطلس فرنگی اور یزدی کے بھیجے گئے کہ ایک سو بیس جامے خاص آنحضرت کے لئے ہین۔ باقی اُس کامیابی کی فتحمند رکاب کے ملازمون کے لئے ہین۔ اور دورویہ مخمل کا غالیچہ سنہری تار کا بنا ہُوا۔ اور تند تکیہ کر کے استر اطلس اور تین جوڑ قالین بارہ گزی کونکان کے بنے ہوئے عمدہ ریشمی) اور بارہ خیمے قرمزی سبز اور سفید بھیجے گئے بہت اچھی طرح سے پہنچاوے اور رنگ مزے دار پاکیزہ شربت مہیا کرکے سفید روٹیون کے ساتھ کہ روغن اور شیر کے ساتھ خمیر کی گئی ہون (گھی اور دودھ سے گوندھی گئی ہون) اور سونف اور خشخاش رکھتی ہون ان سب کو خوب درستی کے ساتھ آنحضرت کے لئے بھیجتا رہے اور شاہ کی مجلس کے مقربون اور دوسرے مُلازمون کے لئے جُدا جُدا بھیجتا رہے اور ایسا قرار دیوے کہ کل جس منزل اور مقام مین کہ اُترینگے اگلے روز بوٹہ دار سفید پاکیزہ صاف خیمے اور اطلس اور مخمل کے سائبان اور رکابخانہ (جہان پینے کی چیزین تیار ہوتی ہین) اور باورچیخانہ۔ اور اُنکے سارے کارخانون کو مرتب کر کے نصب کرے۔ کہ ہر کارخانے مین اُسکی ضرورت کی چیز موجود ہو۔ جب وہ دولت اور اقبال کے ساتھ اُترنا فرماوین۔ گلاب کا شربت اور عرقِ لیمو خوش مزہ کر کے اور برف و یخ سے ٹھنڈا بنا کر پیشکیش کرین۔ اور شربت کے بعد سیب مشکان مشہدی کے اور تربوز اور انگور وغیرہ سفید روٹیون سمیت جس دستور سے کہ ابھی ہدایت کی گئی حاضر کرین۔ اور کوشش کرین کہ سارے شربت اُس سلطنت کے پناہ دینے والے کی نظر مین رکھین اور گلاب اور عنبر اشہب داخل کرین اور ہر روز پانچسو طبق رنگارنگ کے کھانون کے شربتون کے ساتھ مقرر رکھے۔ کہ چُنے جاتے رہین۔ اور سرداری کی پناہ قزاق سلطان اور میری سرداری کی جاے بازگشت جعفر سلطان اور اپنے بیٹون اور اپنی قوم کو ہزار آدمیون تک تین روز کے بعد کہ وہ پانچسو آدمی جا چکے ہون استقبال کے لئے بھیجے۔ اور اُن تین روزون مین ذکر کیے گئے امیرون اور لشکریون کو رنگ برنگ نظر مین لاوے اور توپچاق (گھوڑون کے لئے مشہور مقام ہے) کے اور عرب کے گھوڑے مقرر رکھے کہ اپنے نوکرون کو دیوین اسلئے کہ سپاہی کے لئے خوب گھوڑے سے بڑھکر کوئی زینت نہین ہے۔ اور اُن ہزار لوگون کے سر اور پاؤن بھی رنگین اور پاکیزہ کیے گئے ہووین اور ایسا قرار دیوین کہ جب یہ امیر آنحضرت کی خدمت مین پہنچین

عزت اور خدمت کی زمین ادب کے لب سے چومکر ایک ایک خدمت کرین اور اس امر کا لحاظ رکھے کہ سواری وغیرہ کے
موقع پر ناگاہ آنحضرت کے ملازمون اور امیرون کے ملازمون کے درمیان کوئی گفتگو واقع نہووے اور کسی طرح
کی آزردگی بادشاہ کے نوکرون کو نہ پہنچے - اور سواری اور کوچ کے وقت امیرون کا لشکر اور وہ خود دُور دُور سے خدمت
کرین - اور ذکر کیئے گئے امیرون سے جس کسی کی کہ پہرے چوکی دینے کی باری ہو اوس مقام کی نزدیکیون مین کہ
بادشاہ کے لئے مقرر ہووے آمد و رفت کرے - اور خدمت کا عصا ہاتھ مین لیکر اس طرح پر کہ کوئی اپنے بادشاہ
کی خدمت مین خدمت کرتا ہے خدمت کرے - اور وہ بات جو نہایت لحاظ رکھنے کے قابل ہو منظور رکھکر عمل مین
لاوے - اور جس ولایت مین کہ وہ پہنچین - اسی فرمان کو اوس ولایت کے حاکم کو دکھاکر مقرر رکھین کہ وہ امیر
خدمت کرے اور مہمانی اس دستور کے موافق ظہور مین لاوے - کہ سارے کھانے اور مٹھائیان اور شربت ایکہزار پانچ سو
طبق سے کمتر نہون اور اوس سلطنت پناہ کی ملازمت اور خدمت پاک بلند مقام مشہد تک اوس سرداری کے پناہ
کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور جب ذکر کیئے گئے امیر خدمت مین پہنچین - ہر روز ایکہزار دوسو طبق رنگ برنگ کے کھانون
کے کہ بادشاہانہ خوان کے لائق ہون - اوس معزز بادشاہ کی بلند مجلس مین پہنچا دین ذکر کیئے گئے امیرون سے
ہر ایک اپنی مہمانی کے روز مین نو گھوڑے پیشکش کرے کہ تین گھوڑے خاص شاہ کے لئے ہون اور دوسرا
بزرگ سردار محمد بیرام خان بہادر کو دیا جاوے - اور باقی پانچ خاص کیئے گئے امیرون سے جس کسی کو لائق ہووے
دیوین - اور سب کے سب نو گھوڑے مبارک اثر نظر سے گزارین اور ذکر کرین کہ کونسا گھوڑا مقصود نواب کا ہے
اور ہر ایک اس سے پہلے کہ ذکر پایا ہوا ہو کہ فلان فلان امیر کا ہو بتائین کہ وہ حکایت (بیان کرنا - بتانا) اگرچہ بدنما
ہے لائق ہووےگا اور نامناسب نہ ہووےگا - اور جس طور پر کہ ممکن ہو فتحمند رکاب کے ملازمون کو خوش رکھین اور
اور وہ بات کہ حد درجے کی غمخوارگی اور یکجہتی پر دلالت کرتی ہو ظہور مین لاوین - اور اوس جماعت کے دل کو کہ ناہموار
(نالائق) زمانے کی گردش سے کسی قدر غبار (رنج و ملال) رکھتا ہے دلداری اور غمخوارگی سے کہ اسطرح کے دفتون
مین لائق اور خوشنما ہے خوش بنائین - اور یہ قاعدہ ہر وقت ملحوظ رہے جب تک کہ ہمارے حضور مین پہنچین اسکے بعد
جیسا کہ مناسب ہوگا ہماری طرف سے عمل مین لایا جائیگا - کھانے کے بعد مٹھائیان اور فالودے کہ قند اور مصری سے
پکائے گئے ہون اور رنگ برنگ کے مربے اور رشتہ خطائی (ایک قسم کا حلوا) کہ گلاب اور مشک اور عنبر اشہب سے
معطر ہون مجلس مین لیجا دین اور ولایت کا حاکم مہمانی اور ذکر کی گئی خدمتون کے بعد وہان کی ولایت سے دلجمعی
کرکے دار السلطنت ہرات تک جو کوئی کہ خدمت اور ملازمت کا ہمراہی ہوا ہو کوئی باریکی خدمت اور ملازمت کی باریکیون
سے نہ رعایت کی گئی نہ چھوڑے - اور جب ذکر کی گئی ولایت کے بارہ فرسخ پر پہنچین وہ سرداری کی پناہ - اپنے
تجربہ کار اور یساق (نائب داروغہ) سے ایک کو بہت عزیز نیک سعادت مند فرزند (مراد وہ شہزادہ ہے کہ جو عالم

ہرات کی اتالیقی مین ہرات کے اندر رہتا تھا) کی خدمت مین چھوڑے۔ کہ اُس فرزندکی خدمت اور شہر سے خبردار رہے باقی فتحمند لشکر شہر اور ولایت اور سرحدون یعنی ہزارہ اور نکدری وغیرہ سے تیس ہزار آدمی تک کہ شمار مین ٹھیک ہون وہ سرداری کی پناہ اُنکو ہمراہ لیکر استقبال کرے۔ اور خیمے اور سائبان اور ضروری اسباب یعنی قطار اونٹ اور خچر ہمراہ لیجاوے چنانچہ ایک آراستہ لشکر بادشاہ کی سعادت اثر نظر مین آوے اور جب آنحضرت کی ملازمت مین سرفراز ہووے سب باتون سے پہلے ہماری طرف سے بہت دعا پہنچاوے اور اُسی روز مین کہ ملازمت سے ممتاز ہووے قاعدے کے موافق لشکر کو رکھے اور اُتر پڑے اور وہ سرداری کی پناہ خدمت مین کھڑے ہوکر مہمانی کی رخصت طلب کرے اور تین روز اُس منزل مین مقام کرے پہلے روز اُنکے سارے لشکریون کو بزرگ قیمتی خلعت کہ اطلس اور یزد کی کمخواب اور مشہد اور شہر خاف کے ریشمی کپڑون کے ہون پہناوین۔ اور سب کو مخمل کے بالاپوش دیوین اور لشکریون اور ملازمون سے ہر ایک کو دو تومان تبریزی (تومان بیس روپیے کا ایک سکہ تھا) روزانہ خرچ کے لئے دین۔ اور رنگ برنگ کے کھانے جس طور پر کہ مقرر ہوئے سرانجام دین اور ایسی بادشاہانہ مجلس آراستہ کرین۔ کہ زبانین اُسکی تعریف مین بولنے والی ہون۔ اور شاباش وتعریف کی آوازین جہان والون کے کان تک پہنچین۔ اور اُنکے لشکر کی ایک فہرست بناکر شاہی درگاہ کو روانہ کرین۔ اور مبلغ دو ہزار پانچسو تومان تبریزی سرکار خاصۂ شریفہ کی تحویلات سے کہ ذکر کی گئی دارالسلطنت مین پہنچتا ہے حاصل کرکے ضرورت کے موقعون پر خرچ کرے۔ اور جو بات کہ بندگی اور خدمت کے لئے نہایت ضروری ہو جان سے شکرگزار بنکر ظہور مین لاوے اور ذکر کی گئی منزل سے شہر تک چار روز مین آوین ہر روز کھانے کی مہمانی پہلے روز کے دستور کے موافق تیار کرین اور چاہئے کہ ہر مہمانی مین اُس سرداری کی پناہ کی بزرگ اولاد چاکرون اور خدمتگارون کی طرح خدمت کا ٹپکا کمر پر باندھکر ملازمت کے آداب عمل مین لاوے اور اسکے شکر مین کہ اسطرح کا بادشاہ کہ خدا کے تحفون سے ایک تحفہ ہے ہمارا مہمان ہوا ہے ملازمت اور خدمت مین جہانتک کوشش ہو سکے بجالاوین۔ اور کوتاہی نہ کرین۔ اسقدر طرح طرح کی جان سپاری اور اخلاص آنحضرت کی نسبت زیادہ تر بجالاوین گے پسندیدہ تر ہوگا اور جب کل شہر مین پہنچین گے مقرر کہین۔ کہ آ چکے روز عیدگاہ کے باغ کے درمیان چمنون کے کنارے وہ خیمے کہ جن کے اندرونی رُخ قرمزی اطلس کے اور بچون بیچ عمدہ سن کے کپڑے کا اور بیرونی رُخ اصفہان کے عمدہ سن کے کپڑے کا ہے کہ ان دنون مین انکا اہتمام کرنے اُنکے بارے مین عرض کی ہے کھڑے کرین اور اس بات کا لحاظ کہین کہ ہر جگہ آنحضرت کا دل خوش ہو اور ہر گذر مین مین کہ آب وہوا اور لطافت اور پاکیزگی مین ممتاز ہو۔ رہنما ہونڈ ہنے والا ہوکر آنحضرت کی خدمت مین ادب کا ہاتھ ملازم کی طرح سینے پر رکھکر آگے جاوے اور عرض کرے کہ وہ چھاونی اور لشکر اور تمام اسباب کامیاب نواب (حضورِ اقدس) کے پیشکش ہے۔ اور خود کوچ کے وقت راہ مین ہر دم بہت

بزرگ خاطر کو ایسے گفتگو سے کہ نہایت چُست و دُرست ہو خوشوقت کرے - اور خود ذکر کی گئی منزل سے کہ کل شہر میں آوینگے رخصت طلب کر کے فرزند کی خدمت کی طرف متوجّہ ہووے اور اُسکی صبح کو بہت عزیز اور بہت قابل بیٹے کو استقبال کے ارادے پر منزل سے باہر لاکر وہ خلعت کہ پارسال نوروز میں اُس فرزند کو پہنے بھیجا ہے پہنائیں - اور ایک کو سفید داڑھی والون اور اویماق تکلو ترکلو کے خاندان سے کہ اُس سرداری کی پناہ کے پسندیدہ اور معتمد لوگون سے ہو دار السلطنت مذکور میں چھوڑ کر فرزند مذکور کو سوار کرین اور شہر کی توجہ کے وقت میں وہ سرداری کی پناہ قزاق سلطان کو نواب کی خدمت میں رکھے - اور خیمے اور اونٹ اور گھوڑے پیشکش کرے - کہ جب روز آیندہ نواب کامیاب سوار ہوویں لشکر بھی کوچ کرے اور اشارہ کیا گیا سرداری کی پناہ رہنما کے طور پر ہو - اور جب ذکر کیا گیا فرزند شہر سے باہر آوے تاکید کرے کہ سارے لشکری مقرر قاعدے کے موافق سوار ہوکر استقبال کے لئے رخ کرین - اور جب اُس بزرگی کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کے نزدیک پہنچیں - چنانچہ اُنکے درمیان ایک تیر پرتاب کا فاصلہ رہجاوے - وہ سرداری کی پناہ آگے جاکر التماس کرے کہ بادشاہ گھوڑے سے نہ اُترین اگر قبول کرین تو اسی دم پلٹے اور فرزند برخوردار گھوڑے سے پیادہ کرے کہ جلدی کے ساتھ روانہ ہوکر اُس سلیمان ایسی بارگاہ رکھنے والے بادشاہ کی رکاب اور ران چومکر خدمت اور حرمت اور عزت کے قاعدے جہانتک کہ ممکن ہون ظہور میں لائیں - اور اگر نواب کامیاب قبول نہ فرمائیں اور پیدل ہوجائیں تو پہلے فرزند مذکور کو گھوڑے سے اُتارین اور خدمت کرین (تعظیم و تکریم پیش کرین) پہلے آنحضرت کو سوار کر کے بادشاہ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر فرزند مذکور کو سواری کی طرف متوجہ کرین اور دستور کے موافق سوار کرین اور اپنے لشکر اور منزل اور مقام مقرر کی طرف متوجہ ہون - اور وہ سرداری کی پناہ خود فرزند مذکور کے نزدیک بادشاہ کی خدمت میں رہے کہ اگر بادشاہ کوئی بات اور کوئی حکایت بہت قابل فرزند سے پوچھیں اور وہ فرزند شرم و لحاظ کی وجہ سے اُسکا جواب جیسا کہ چاہئے نہ دے سکے وہ سرداری کی پناہ لائق جواب عرض کرے ذکر کی گئی منزل میں وہ فرزند بادشاہ کی مہمانی کرے - اس دستور کے موافق کہ جب چار گھڑی دن چڑھے اُترین اُسی دم تین سو طبق رنگ برنگ کے کھانون کے بطور ماحضر (جو کچھ کہ حاضر ہو مراد ناشتہ) کے بہشت ایسی آرایش رکھنے والی مجلس میں لاوین اور بین الصلوٰتین (دوپہر سے پہلا وقت کہ صبح اور ظہر کے درمیان ہو) ایکہزار دو سو طبق رنگ برنگ کے کھانون کے لنگری (ایک قسم کا بڑا طبق ہے) طبقون پر کہ محمد خانی کے نام سے مشہور ہیں اور دوسرے چینی اور سونے اور چاندی کے طبق اور اُنکے اوپر سونے اور چاندی کے سرپوش خوانون پر سجا کر مجلس میں لاوین اور اُسکے بعد لذیذ مربّے کہ جو ممکن ہوں اور مٹھائیاں اور فالودے پیشکش کرین پھر سات لائق اور خوشنما گھوڑے اُس اقبالمند فرزند کے طویلون سے جدا کر کے مخمل اور اطلس کی جھولین ڈالکر ریشم اور کتان کے بنے ہوئے تنگ منقش مخمل کی جھول پر اور سفید تنگ سرخ مخمل کی جھول پر کسین - اور چاہئے کہ حافظ صابر قاق اور مولانا قاسم قانونی - اور استاد شاہ محمد سرنائی - اور حافظ دوست محمد خافی اور استاد یوسف مودود اور دوسرے

مشہور گانے بجانے والے کہ شہر مین ہون ہر وقت حاضر رہکر جس وقت بادشاہ چاہین بے توقف نغمہ سرائی اور گانے بجانے مین مشغول ہوکر آنحضرت کو خوشوقت کرین اور جو شخص کہ اُس مجلس کے قابل ہوسکے خدمت مین دُور اور نزدیک سے موجود رہے کہ طلب کے وقت حاضر ہووے اور اُنکے مبارک گھڑیون کے وقتون کو جس طرحپر کہ سکین خوش رکھین اور شنقار (ایک شکاری پرندے کا نام ہے) اور باز اور چرغ اور باشہ اور بحری اور جو کچھ کہ فرزند کی سرکار مین اور اُس مہرداری کی پناہ اور اُسکی اولاد کے ہان ہون پیشکش کرین اور اُنکے ملازمون کو تمام ریشمی خلعت ہر قسم اور ہر رنگ کے علیحدہ علیحدہ ہر ایک کی حالت کے موافق رنگ برنگ کی مخمل اور نقشدار کپڑے کے کہ جسکی گھنڈیان کلابتون اور سونے کے تاگے کی ہون پہناوین اور جب اپنی منزل کی طرف جاوین ۔ اُنکے نوکرون کو اُس اقبالمند فرزند کی مُبارک نظر مین لاوے اور وہ فرزند خوش خلقی کا کہ اُسکے باپ دادون کی میراث ہے اُنکے ساتھ سلوک کرکے اُنمین سے ہر ایک کو جُدا جُدا خلعت اور گھوڑا ہر شخص کے مرتبہ کے موافق دیوے ۔ انعام تین تومان سے زیادہ نہو ۔ اور بارہ تھان ریشمی پارچون کے جیسے مخمل اور اطلس اور کمخاب فرنگی اور یزدی اور تافتہ شامی وغیرہ کے کہ نہایت باریک اور عمدہ ہوتے ہین ۔ اور تین سو تومان زر نقد تیس تھیلیون مین ذکر کئے گئے ریشمی پارچون کے ساتھ رکھین اور ہر سپاہی اور نوکر کو تین تومان تبریزی کہ چھ سو شاہی کے برابر ہوتے ہین دیوین ۔ اور تین روز تک سیر خیابان اور کازر گاہ کی سیر فرماتے رہین اور ان تین روز مین شہر کے چہار باغ کے دروازے سے کہ منزلِ بادشاہانہ ہے سر خیابان تک کہ عیدگاہ کے باغ مین ہے حکم دین کہ قسم قسم کے دستکار لوگ چار طاق بندی اور عمدہ آراستگی کرین (یعنی شامیانے وغیرہ تان تان کر خوب آرائش کا سامان مہیا کرین) اور ذکر کئے گئے امیرون سے ایک کو ہر ایک صنعتگر کے ساتھ شریک کردین تاکہ آپس کی پیچ اور طرفداری (یدِ مُقابل ہونے) کی وجہ سے ہر صنعت اور شیرین کاری (بہت عمدہ طور پر کام کو انجام دینا) کہ جانتے ہون عمل مین لاوین ۔ مُناسب تر وہ ہے ۔ کہ جب بادشاہ اُس سرزمین کو مبارک آمد سے معزز بناکر پہلے اُس شہر مین کہ جہان وہ جہان والون کے آنکھ کی روشنی ہے اپنی موجودگی سے اُسکو مشرف بناوین اُنکی کیمیا اثر نظر مین خوش طبع اور شیرین گو لوگون کو کہ شہر مین ہین لاوین ۔ کہ خوشی کا باعث ہو تیسرے روز کہ اس چار طاق اور خیابان شہر اور چار باغ کے رونق دار بنانے سے دلکو اطمینان حاصل ہوگیا ہو ۔ منادی کرنے والون کو شہر اور محلّون اور اُن حدود اور موضعون مین جو شہر کے نزدیک ہین مقرر رکھین کہ مُنادی کرین کہ سب مرد اور عورتین چوتھے روز کی صبح کو سر خیابان مین حاضر ہووین اور ہر دکان اور بازار مین کہ آراستہ کرکے قالینون اور سَن کے کپڑون کے فرش بچھائے گئے ہون عورتین وغیرہ بیٹھین اور جیسا کہ دستور اُس شہر کا ہے آنے جانے والون کے ساتھ ہنسی ٹھٹول کرین ۔ اور ہر محلہ اور کوچہ سے ایسے گانے والے باہر نکلین کہ دنیا کے شہرون مین اُنکے مثل نہو ۔ اُن سب لوگون کو استقبال کرنے کا حکم دین بعد اُسکے عزت اور ادب کے ساتھ بادشاہ سے کہین

کہ دولت کا پاؤن سعادت کی رکاب مین رکھکر سوار ہووین اور فرزند اُن حضرات کے جلو مین پیادہ اسطرح پر کہ اُنکے گھوڑے
سر اور گردن باہم ملائے چلین - اور وہ سرداری کی پناہ خود اُنکے پیچھے پیچھے نزدیک نزدیک چلتا رہے - کہ اگر
عمارتون اور منزلون اور باغون وغیرہ سے پوچھین ایک معقول جواب عرض کرے - اور جب سعادت کے ساتھ
شہر مین داخل ہون - چار باغ کی سیر فرمائین اور اُس باغیچے مین کہ جو اُس پاکیزہ شہر کے اندر ہماری مبارک
سکونت کے وقت واسطے رہنے اور خواب کرنے اور مشق کرنے اور پڑھنے کے لئے تعمیر کیا گیا ہے اور اسوقت
باغ شاہی کے نام سے مشہور ہے اُنکو اُتارین - اور چار باغ کے حمام اور دوسرے حمامون کو سفیدی کرائین اور
پاکیزہ بنائین اور گلاب اور مشک سے مہکا وا کرین یا بسائین - کہ جبکہ میل فرماوین بدن کے آرام پانے کا مقام
ہووے پہلے روز فرزند بہت کھانے کے ساتھ مہمانی کرے اور جب وہ کھانے سے فراغ پاکر متوجہ خواب ہون -
وہ سرداری کی پناہ خود اُس دستور کے موافق مہمانی کا انتظام کرے کہ جسکا ذکر ذیل مین کیا جائیگا - جب وہ
شہر مین داخل ہووین اُسی روز ایک رپوٹ تیار کرکے شاہی درگاہ (ہماری بارگاہ) کو روانہ کرے اور مقرر
ہوا کہ دار السلطنت ہرات کا مجسٹریٹ معز الدین حسین ایک خوشنویس ہوشیار آدمی مقرر کرے کہ اُس روز سے کہ
وہ پانچسو آدمی استقبال کرین اُس روز تک کہ شہر مین داخل ہووین ایک صاف صاف روزنامچہ لکھکر اُس سرداری
کی پناہ کی مہر اور دستخط اُسپر کرائے اور ساری حکایتین اور بُری اور بھلی روایتین کہ مجلس مین گذرین قلمبند کرکے اعتماد
کے قابل لوگون کے ہاتھ شاہی درگاہ کو روانہ کردے کہ تمام طریقون پر ہماری مبارک ذات کو اطلاع حاصل ہووے
اور اُس سرداری کی پناہ کی مہمانی اس دستور کے موافق ہو کہ کھانے اور مٹھائیون اور شیر یا شربت اور میوہ کے تین ہزار
طبق چُنے جاوین - اور ذکر کیا گیا ضروری سامان اس طرح پر درست کرے - اوّل پچاس خیمے اور بیس سائبان اور
بڑے ذخیرے کے خیمے کہ شاہ کے واسطے مرتب کرکے عرض کرچکا ہے - اور بارہ (۱۲) جوڑ قالین بارہ گزی اور دس گزی
اور سات جوڑ قالین پانچ گزی اور نو قطار دودھ دینے والے مویشی اور دوسو پچاس بڑے اور چھوٹے چینی کے طبق
اور دوسرے طبق اور ہانڈیان (دیگچیان) سب پر قلعی دار سفید سرپوش ڈھکے اور بہت صاف شفاف - اور قطار
خچر نو نو عدد - یہ سب اپنی مہمانی مین وہ سرداری کی پناہ پیشکش کرے - اور آگے اسکے مذکور کو حکم ہوا تھا کہ اس
طور پر مہمانی کرین - کہ کھانے اور مٹھائیون اور فالودے کے ایکہزار پانچسو طبق چنے جائین اور تین گھوڑے اور
اور ایک قطار اونٹ اور ایک قطار خچر کہ اُس سرداری کی پناہ نے پہلے اُنکو دیکھا اور پسند کرلیا ہو پیشکش کرین اور
تُوربان اور بوشنج اور کرشو کے حاکم اپنی ولایت مین مہمانی کرین اور باخرز کے حاکم جام مین مہمانی کرین اور خاف اور ترشیز
اور زاوہ اور محولات کے حاکم سراے فرہاد کے مقامات مین کہ مشہد سے پانچ فرسنگ ہے مہمانی کرین - اس جگہ شاہ طہماسپ
کے زمان کا مضمون تمام ہوا - جب حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ) کا بلند درجہ لشکر فراہ کے اطراف

مین پہنچا شاہی الچی حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے قاصد کی ہمراہ آیا اور بزرگ تشریف بری کے غنیمت جانے اور اُس سے خوش ہونے کی حقیقت ظاہر ہوئی۔ آنحضرت کو کہ مروت کی کان تھے عراق کی طرف جانے اور سچے وفادار مریدون کے دل ہاتھہ مین لانے سے چارہ نرہا مجبور ارادے کا پاؤن دولت کی رکاب مین لاکر پختہ ارادے کے ساتھہ ہرات کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور اس اطراف کی جس منزل مین کہ بزرگی کا اُترنا فرماتے تھے خراسان کے بہت بڑے لوگون اور مشہور لوگون سے ایک شخص استقبال کے لیے باہر آتا تھا اور پاک فرش کے مقربون کی پیشکاری مین خدمت کرتا تھا۔ بادشاہی جلوسی فوج کی شہرت نے شادمانی کے دروازے اُن ملکون کے رہنے والون کے موُنھہ پر کھول دیئے تھے لوگ اکثر قصبون سے جیسے جام اور تربت، اور سرخس اور اسفراین سے ہرات مین اکثر شاہی آمد کا انتظار کرتے تھے۔ اور جب تاتار سلطان کے قاصدون اور خراسان کے شریفون نے کہ جنہون نے استقبال کیا تھا محمد خان کو خبر دی کہ شاہی لشکر کا پہنچنا زیارتگاہ تک نزدیک ہے محمد خان بڑے بڑے شریف امیرون جیسے ویس سلطان اور شاہ قلی سلطان اور بڑے بڑے فاضلون جیسے میر مرتضیٰ صدر اور میر حسین کو بلائی اور سارے عزیزون اور لوگون کو لیکر استقبال کی سعادت کے حاصل کرنے کے لئے دوڑا۔ اور پل مالان کے سر پر کہ ہرات کی مشہور سیرگاہ ہے۔ شاہی رکاب بوسی کی سعادت سے مشرف ہو کر سب نے دعا اور سلام بادشاہ کی جانب سے پہنچایا اور شوق کی شرح اور تواضع کے آداب (پسندیدہ طریقے) کہ بزرگی کا جوہر ہے ظاہر کر کے خدمت کے آداب پیش پہنچائے اور مقرر ہو چکا تھا کہ پل مالان سے باغ جہان آرا تک راستون کو صاف کر کے چھڑکاؤ کیا ہوا رکھین اور شہر کے بزرگ اور دانشمند خوش مزاج لطیفہ گو دونو طرف سے ہر روز آ کر انتظار کرنے والے ہون اور جب بادشاہی جھنڈے در قرار منزل تک پہنچے سلطان محمود میرزا اقبال کی سعادت کے ساتھہ دوڑا اور اخلاص اور احترام کے آداب بجالایا اور جس طور پر کہ حکم ہوا تھا مقصد ور شہزادہ سلطان محمد میرزا اور دوسرے بلند قدر اُمرا استقبال کی بزرگی سے سعادت کے مقصد کے پانے والے ہوئے۔ اور عزت اور بزرگی کے قاعدے پیش پہنچانے والے ہوئے۔ اور زیارتگاہ سے پل مالان تک اور وہان سے باغ جہان آرا تک کہ تین چار فرسخ کا فاصلہ ہے۔ تمام جنگل اور پہاڑ کو شہر اور قصبون کے لوگ گھیرے ہوئے تھے اور تماشا دیکھنے والے تھے اور لوگون کا ایسی خوشی کے ساتھہ جمع ہونا تھا کہ شاید عید اور نوروز کے دنون مین اِسطرح پر ہوا ہو۔ یکم ذیقعدہ ۹۵۰ھ کو ہرات کے نزدیک باغ جہان آرا مین فیض و برکت کا اُترنا فرمایا محمد خان جشن بادشاہانہ ترتیب دیکر بلند ندرالون کو بہت بزرگ نظر مین لایا اور پہلی مجلس مین صابر قاق نے کہ قوالی مین خراسان اور عراق کے اندر یکتا تھا امیر شاہی غزل کو سہ گاہ مقام مین پائے مین اسطرح گایا کہ ذوق شوق والون (صوفیون) کے وجود کے رکنون کو زلزلے مین لایا اور سچ تو یہ ہے کہ وہ غزل اُسوقت کی بہت مناسب اور پر اثر تھی۔ اُسکا مطلع (پہلا شعر) یہ ہے۔ ترجمہ شعر کا۔ وہ منزل کیا ہی مبارک منزل ہے کہ جس منزل کا ماہ ایسا ہو۔ وہ ملک کیا ہی مبارک ملک ہے کہ جسکے اندر شاہ ایسا ہو۔ اور جب وہ اس بیت تک پہنچا۔ ترجمہ شعر کا۔ دنیا کے رنج اور آرام سے نہ دلگیر رنجیدہ

ہی کرنہ خوش ہی ہو۔ اسلئے کہ جہان کا دستور یہی ہے کہ کبھی اُس طور پر کبھی اس طور پر رہے۔ حضرت جہانبانی کو رقت
(دل کا پگھلنا) ہوئی اور نہایت اثر پذیر ہوئے۔ اور اُسکی اُمید کے دامن میں بہت انعام ڈالے۔ چونکہ ہرات اور اُسکی
سیرگاہین نہایت پسند آئی تھیں اور نوروز کا جشن نزدیک آپہنچا تھا چند روز وہین ٹھیرنے کا اتفاق ہوا۔ اور جب
کبھی آنحضرت سیر کے لئے سوار ہوتے تھے محمد خان خدمت مین ہو کر بہت اچھی طرح پر خدمت بجالاتا تھا۔ اور آنحضرت
کے دونون طرف سے بہت سا زر نچھاور کرتا تھا۔ ہر روز گازرگاہ کے عیش خانہ کی سیرگاہ کا ایک مشہور مقام پاک دل کی
خوشی بڑھانے والا ہوتا تھا اور کبھی باغ مراد اور اسیطرح باغ خیابان۔ اور باغ زاغان اور باغ سفید کو فیض بخشنے والی
نظر سے تماشا فرماتے تھے۔ اور ہر گلزمین مین رنگین صحبتین رکھتے تھے اور اسی زمانے مین بڑے بڑے ولیون کی زیارت
کی خاص کر کے ہرات کے پیر (روحانی مُرشد) خواجہ عبداللہ انصاری سے (پاک کیا جائے راز اُسکا) بڑے اخلاص
کے ساتھ بیعت فرمائی۔ کامل استعداد رکھنے والے بزرگون سے تنہائی اندیش خداپسند لوگ اور بلند فطرت و بیدار آدمی اور
زمانے کے خوش فہم رکھنے والے اور مشہور فاضل فیض و برکت بخشنے والی صحبت سے فائدہ حاصل کرنے والے ہوئے۔
اور نوروز کی رسمون اور عیش بڑھانے والی گشت گاہون کے تماشے سے فراغ پانے کے بعد بہت پاک مشہد کی طرف
جانے کا مبارک ارادہ جام کی راہ سے فرمایا۔ اور اس مبارک روز مین سیستان کا حاکم احمد سلطان کہ دائمی خدمت اور حسن
عقیدت مین ممتاز تھا بادشاہی التفات اور توجہ کا شامل کیا گیا ہوا اور اسنے اپنی ولایت کی طرف جانے کی اجازت
پائی۔ اور اس سال کی پانچوین ذی الحجہ کو جام مین پہنچے۔ اور حضرت زندہ فیل احمد جام (اسکا راز پاک کیا جائے)
کے مرقد منور (نورانی قبر) کی زیارت فرمائی۔ اور جب مشہد کے نزدیک اقبال کا اُترنا ہوا۔ شاہ قلی سلطان استجلو کہ اُن
حدود کا حاکم تھا بڑے بڑے سیدون کے ساتھ استقبال کی دولت سے مُشرف ہُوا۔ اور خدمت کے آداب بجالایا
اور پندرہوین محرم ۹۵۱ھ کو مشہد مقدس مین پہنچکر روضۂ رضویہ (حضرت امام رضا کے روضہ) کی زیارت کو اُسپر اور
اُسکے مجاورون پر خدا کی رحمت ہو پہنچنے والے ہوئے۔ اور چند روز اُس بزرگ ممتاز زمین کے اطراف مین قیام فرمایا
اور وہان سے دولت کے ساتھ نیشاپور کو متوجہ ہوئے۔ شمس الدین علی سلطان کہ وہان کی حکومت اُسکے متعلق تھی
ادنیٰ اور اعلیٰ کے ساتھ وہان استقبال کو آیا اور بندگی کے آداب اور طرح طرح کی خدمت اور ارادت بجالایا۔ اور آنحضرت نے
فیروزہ کے کان کی سیر کر اُس حدود مین ہے فرمائی۔ اور وہان سے سبزوار اور وہان سے دامغان پہنچے۔ اور جب سبزوار
سے وہان ایک قدیم چشمہ ہے کہ اگلے زمانے سے ایک ایسا طلسم اسمین رکھا گیا ہے کہ جب کبھی کوئی ناپاک چیز اُس چشمہ
مین گرتی ہے ایک طوفان ہوا مین پیدا ہوتا ہے (ایک طوفان اُٹھتا ہے) اور ہوا اور خاک کے زور سے پریشانی سے
آسمان تاریک ہو جاتا ہے اور اسکا بھی عبرت کی آنکھ سے امتحان فرمایا۔ حکمت والے تاویلیں ... ورنہ اور ... الخ (...)
... کارخانے ... خواص اسقدر ہین کہ سمجھون اور خوبیون کے دریافت ...

اُنکا احاطہ نہین کر سکتے پھر دامغان سے بسطام کی طرف توجہ فرمانے والے ہوئے۔ اور روضۂ مقدسہ (پاک مقبرہ) لبریز دریا شیخ بایزید بسطامی کا (اُسکا راز پاک کیا جائے) راہ کے اندر نہ تھا سواری کی باگ موڑکر زیارتین فرمائین۔ اور وہان سے سمنان کی طرف روانہ ہوکر صوفی آباد مین کہ مرقد (خوابگاہ۔ مقبرہ) شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کا ہے (پاک کیا جائے راز اُسکا) اُترنا فرمایا اور خواہ سفر مین ہون اور خواہ مقام مین۔ آنحضرت کا پسندیدہ طریق ایسا تھا کہ ہمیشہ خدا پرستون کی زیارت سے توسل ڈھونڈھتے تھے اور زندہ دلون کے گروہون سے ظاہر و باطن مین توجہ دلی یا مدد چاہتے تھے اور ہر منزل پر کہ وہ پہنچتے تھے وہان کے بڑے بڑے آدمی اور حاکم خدمتون مین نہایت کوشش بجالاتے تھے اور اکثر وقتون مین شوق کے خطوط اور بڑے بڑے ہدیے شاہ کی طرف سے آتے تھے جب شاہی لشکر وے کے اطراف مین پہنچا بادشاہ قزوین سے گرم مقامون کے ارادے پر باہر آئے اور سلطانیہ اور سورلیق کی طرف متوجہ ہوے حضرت جہانبانی نے دولت اور اقبال کے ساتھ قزوین مین کہ اُسی نزدیکی مین شاہ کا پایۂ تخت ہوا تھا اُترنا فرمایا وہان بڑے بڑے آدمی اور باشندے استقبال کی بزرگی سے سعادت پذیر ہوئے اور آنحضرت کی فیض کی صفت رکھنے والی صحبت سے فیض پانے والے ہوئے۔ چند روز تک وہان اُس شہر کے بزرگ مقامون اور مبارک عمارتون کی سیر کے لئے توقف فرمایا اور خواجہ عبد الغنی کے مکانون مین کہ اُس شہر کا مجسٹریٹ تھا اور شروع مین شاہ وہان رہتے تھے ٹھیرے رہے اور وہان سے بیرام خان کو شاہ کے پاس بھیجا۔ شاہی لشکر مقصد کے نزدیک تک پہنچا تھا کہ بیرام خان پیغام پہنچا کر اُسی منزل سے خوشی کے قدم کے ساتھ لوٹ آیا۔ اُسکے بعد سُلطانیہ کی طرف توجہ واقع ہوئی۔ شاہی خیمہ گاہ اُبھر اور سلطانیہ کے درمیان تھی جب شاہی لشکر (ہمایون شاہ کا لشکر) اُس اطراف مین نزدیک پہنچا۔ پہلے بڑے بڑے امیر گروہ گروہ آکر خدمت مین حاضر ہوے اُنکے بعد بہرام میرزا اور سام میرزا شاہ کے بزرگ بھائیون نے استقبال کیا جمادی الاولی ۹۵۱ھ مین شاہ نے خود استقبال فرمایا اور اعزاز و اکرام کے قاعدون کو ملحوظ رکھکر اور بزرگی کرنے اور عزت کرنے کے پسندیدہ طریقون کو پیش پہنچا کر ملاقات فرمائی۔ اور عزت کرنے اور بزرگی کرنے کی شرطین اور بڑائی کرنے اور بزرگی کرنے کے قاعدے ملاقات کے اندر ظہور مین آئے اور ایک ایسے بلند محل مین کہ دراز مدت تک باریک بین نقاش اُسپر سونے کا ملمع کرتے رہے تھے اور جسکے اندر انھون نے نقاشی کی صنعت کے نادرات مین اپنی کامل قدرت دکھائی تھی پہلے پہل اُس خاطر فریب نگار خانے کی مجلس آرائی حضرت جہانبانی ہی کے ساتھ وقوع مین آئی۔ یعنی بادشاہ ایران ایسے محل کے اندر کہ جسکی تعریف مرقوم بالا ہے سب سے پہلے حضرت جہانبانی ہی کے ساتھ مجلس آرا ہوے۔ اور بادشاہانہ محفل منعقد ہوئی۔ اور بزرگی کے قانون اور بزرگ مزاج پرسیون کے لازمون کے موافق ہمدم اور ہم زبان ہوے اور اخلاص و اختصاص کے دروازے کھولکر گفتگو اور بے تکلفی کے دروازے کھولے۔ اور موقع موقع سے بلند باتین درمیان مین لائے اور مولانا قاسم گنابادی

نے اپنی کتاب مثنوی مین کہ شاہ کے احوال مین نظم کی ہے ان دو مقصد دربادشاہون کی ملاقات کے بارے مین ایسا لکھا ہے۔ **ترجمہ مثنوی کا۔**

دو صاحبقران ایک محفل کے اندر۔ سورج اور چاند کی طرح باہم نزدیک ہونے والے ہین۔ اقبال کی آنکھ کے لئے دو بینائی کے نور ہین۔ ماہ اور سال کے لئے دو مبارک عیدین ہین۔ دو ستارے کہ جن سے آسمان کے لئے زینت ہے۔ ایک ہی میدان مین فرقدین (دو ستارون کا نام کہ مقابل یکدیگر ہین) کی طرح جمع ہونے والے ہین + جہان کی دو آنکھین ہین کہ باہمدگر اکٹھا ہین۔ آپسمین دو ابرو کی طرح تواضع کرنے والی ہین۔ آسمان کے دو مبارک ستارون کی ایک ہی برج مین جگہ ہے۔ دو شاندار موتیون کی ایک ہی ڈبے مین جگہ ہے۔

شاہ نے فرمایا کہ ہندوستان کی فتح کہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کو میسّر ہوئی (اسکی وجہ یہی تھی کہ) جہان بخشنے والے جہان کے پیدا کرنے والے بزرگ خدا نے تمہاری جہان کی لینے والی تلوار کو ملک فتح کرنے کے گنج خانے کی کنجی بنایا تھا۔ اور جو نا کامیابی اور کمزوری کہ مملکت داری اور جہانبانی مین اندنون پیش آئی ہے بے اخلاص بھائیون کی بے اتفاقی اور نامددگاری کی وجہ سے ہے اور تمہارا اسمین کوئی اختیار نہ تھا عالم اسباب مین بھائیون کی موافقت بہت ہی ضروری بات ہے کہ بستہ کام کشادہ ہوتے ہین۔ اب ہمکو اپنا چھوٹا بھائی خیال کرکے اپنا مددگار اور مدد کرنیوالا سمجھو۔ کہ ہم اپنی جان سے ممنون ہوکر جو کچھ کہ مدد کرنے کی شرطین اور مدد اور مدد دینے کی ضروری باتین ہونگی آرزو کے موافق پیش پہنچا ئینگے۔ اور اگلے حقوق کو ملحوظ رکھکر جسقدر کمک کی کہ حاجت ہوگی ہم اسکا سرانجام کرینگے اور اگر خود ہمکو جانا پڑے گا ہم کمک کے طور پر جاوینگے اور اور بہت سی حقیقت کی آراستہ کرنے والی باتین کہ بزرگ ذاتی کا نشان ہین فرمائین اور چند روز تک خسروانی جشن رکھا حضرت شاہ ہر روز خود تمام کاروبار کا انتظام کرکے ایک نئی مجلس آراستہ فرماتے تھے اور ظاہر و باطن کی زینت بڑھانے والے ہوتے تھے۔ اور روز بروز صداقت (راستی۔ دوستی) اور محبت مین بڑھتے تھے یا ترقی کرتے تھے۔ ایسی مجلس کی آرائش کا بیان کیسے ہو سکتا ہے کہ جسکا آراستہ کرنیوالا ایسا بڑا بادشاہ بذات خود ہو۔ کہ کسقدر زربفت اور مخمل اور ریشم کے شامیانے استادہ کئے جاتے تھے اور کسقدر لوہے دار بڑے خیمے اور بلند خیمے کھڑے کئے جاتے تھے۔ ریشمی کمبل اور قیمتی قالین جہانتک کہ نگاہ کام کرتی تھی اس سرزمین پر بچھا کر عشرت اور نشاط کی داد دیتے تھے کیا بیان کرے کہ تحفون اور ہدیون کے گزراننے مین کہ ایک ضروری امر ہے کس طریقے کے ساتھ خود توجہ فرماتے تھے اور عراقی چیدہ گھوڑے مع زنون مُطلّا اور مُرصع اور عباؤن اور زین پوشون قیمتی کے اور ہر نوع کے آراستہ پیراستہ خچرون کے اور نادر صورت اونٹ اور اونٹنیون کے مع قیمتی پوششون کے۔ اور کتنی تلوارین اور ٹیکے اور جواہر سے جڑاؤ خنجر اور بیش قیمت۔ ریشمی پارچے اور کیش اور جلغادہ کے پوستین اور سنجاب اور قاقم اور پشمینہ اور جانمازین اور زربفت اور مخمل اور تاجہ اور اطلس اور مشجر زرتلی اور یزدی اور کاشی کے اور کتنے طشت اور آفتابہ اور شمعدان زر و نقرہ

یاقوتون اور موتیون سے جڑے ہوئے اور کتنے طبق سونے اور چاندی کے اور زینت دار خیمے مع عمدہ فرشون کے کہ بڑائی اور خوبی مین نادرہ روزگار تھے اور تمام اسباب بادشاہانہ ایک ایک پاک نظر مین گزرنا اور دولت کی رکاب کے سارے ملازمون کو نقد و جنس سے جدا جدا عطا فرمایا اور بادشاہانہ آداب کی رسمین دونون طرف سے پیش پہنچین۔ حضرت جہانبانی نے بزرگ جشن کے روز مین بیش قیمت ہیرا کہ ملکون اور اقلیمون کا خراج تھا اور دو سو پچاس لعل بدخشانی تحفہ کے طور پر بادشاہ کے روبرو پیش کیا اور بغیر آمیزش تکلف کے بادشاہی ملک مین حضرت جہانبانی کے داخل ہونے سے باہر آنے کے وقت تک ہر اسم اور رسم مین کہ سرکار خاصہ اور شاہ کے ساتھ نسبت رکھنے والون سے خرچ ہوا تھا یعنی بے شک و شبہ وہ تمام خرچ کہ شاہ کا خواہ جیب خاص شاہی سے اور خواہ اُسکے سردارون کے وسیلے سے حضرت جہانبانی کے اس ملک مین داخل ہونے سے نکلنے تک کے وقت تک ہوا تھا اس سے چوگنے سے زیادہ (جہانبانی کی طرف سے) بدلا کیا گیا تھا اور وہان سے سُلطانیہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور وہان عیش و عشرت کے ساتھ خسروانہ محفلین آراستہ کین اور دو مبارک ستارون کے نزدیک ہونے کی مبارک گھڑیون کے وقتون کے درمیان بعضے فساد برپا کرنے والون کے بہکانے اور بھڑکانے کی وجہ سے ایک قسم کا غبار (رنج و ملال) دونون طرفون کے دلون مین پیدا ہو گیا تھا لیکن اُس تیرگی (رنج و ملال) نے درازی نہ کھینچی اور صفائی کے آبِ شیرین و صاف سے صاف شفاف ہو گئی۔ حضرت شاہ ہر روز مسرت اور شادمانی کے اسباب تازہ بتازہ ترتیب دیتے تھے اُنھین مین سے یہ ہے کہ پاک صاف دل کے خوش کرنے اور بہلانے کے لئے حکم دیا کہ قمرغہ کے شکار کا انتظام کرین (قمرغہ شکار کے لوگ پھیل کر چند منزل سے شکار کو گھیر کر حلقہ مین لے آتے ہین) اور دس روز کے رستے سے شاہی لشکر صحرائی جانورون کو ہانک کر ایک چشمہ تک کہ جسکو ساوق بلاق کہتے ہین کہ پہلی منزل ییلاق بیلق کی ہے لے آیا حضرت جہانبانی اور عالی قدر بادشاہ باہم شکارگاہ کے اندر داخل ہوئے اور گھوڑا دوڑانے اور شکار کھیلنے کے فن کو ایک نئی روشنی دی۔ اور اُسکے بعد بہرام میرزا اور سام میرزا نو بہرام خان اور حاجی محمد کوکہ اور شاہ قلی سلطان مہردار اور روشن کوکہ اور آدمیت سے لوگون کو حضرت جہانبانی کے معتبر لوگون سے قمرغہ کے اندر داخل ہونے کی اجازت ہوئی۔ اور شاہی امیرون سے جیسے عبداللہ خان استجلو شاہ وردی شکوہ شاہ اسمعیل کی دامادی کے ساتھ مخصوص تھا اور الوالقاسم خلفا اور سیوندک سلطان قورچی باشی افشار اور بدر خان استجلو اور کتنے ایک لوگ بھی حکم کے موافق داخل ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد عام رخصت دی گئی۔ اور سپاہ و لشکریون سے ہر کوئی شکار کے مارنے اور پکڑنے مین مشغول ہوا۔ اسی درمیان مین بہرام میرزا سے کہ خلفا سے اندیشہ رکھتا تھا شکارگاہ کے درمیان دانستہ ایک تیر اُسکے مارا اور اُسنے زندگی کا اسباب باندھا۔ اور میرزا کے خیال سے کسی نے یہ بات بادشاہ سے نہ کہی اور اُسکے بعد دولت کے شکرونکو اجازت ہوئی کہ بابا حوض سلیمان کے نزدیک دوسری بار قمرغہ بنائین۔ اور جب اُسکا انتظام کیا گیا اور شکار جمع ہو گیا۔

بزرگون کے طریقے کے موافق شکار کیا۔ اور اسی منزل مین کچھ حصہ بزرگ وقتون کا جوگا بازی اور قبق اندازی۔ (تیراندازی) مین بھی صرف کیا گیا۔ اور اس روز مین کہ بازار تیر اندازی کا گرم تھا۔ بیرام بیگ خانی کے خطاب سے اور حاجی محمد کو کانی سلطانی کے لقب سے سربلند ہوئے۔ اور اُسکے آخر مین بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) سوار کی فہرست کہ شاہ کے اقبالمند بیٹے شہزادے مراد کی ہمراہی مین کُمک کے طور پر نامزد ہوئے تھے اُن کارخانون کے اسباب کی فہرست کے ساتھ کہ حضرت جہانبانی کی ہمرکابی مین مقرر ہوئے تھے نظر شاہی سے گزرانی گئی۔ اُن بزرگ لوگون کے نامون کی فہرست کہ جو اس شاہی کوچ مین مقرر ہوئے تھے اس تفصیل سے ہے۔ میرزا مراد۔ بداغخان قاجار میرزا کا اتالیق۔ شاہ قلی افشار حاکم کرمان۔ احمد سلطان شاملو ولد محمد خلیفہ سنجاب۔ سلطان افشار حاکم فرح۔ یار علی سلطان تکلو۔ سلطان علی افشار۔ سلطان قلی قورچی باشی رشتہ دار محمد خان حاکم ہرات کا۔ یعقوب میرزا مامون سلطان محمد کا خدابندہ۔ سلطان حسین قلی شاملو بھائی احمد سلطان حاکم سیستان کا۔ ادہم میرزا بیٹا دیو میرزا کا۔ تہمتن میرزا بیٹا دیو سلطان کا۔ حیدر سلطان شیبانی اسکے بیٹے علی قلی اور بہادر۔ مقصود میرزا آختہ بیگی بیٹا زین الدین سلطان شاملو کا۔ محمدی میرزا پوتہ یا نواسہ جہان شاہ میرزا کا کہ مشہور شاہ یزدی بیگ کے نام سے ہے۔ کچل استجلو۔ علی سلطان حلاق بھانجا محمد خان کا۔ ابوالفتح سلطان افشار حسن سلطان شاملو۔ یادگار سلطان موصلو۔ احمد سلطان الاش اعلی استجلو۔ صافی ولی سلطان بیٹا صوفیان خلیفہ روملو۔ علی بیگ ذوالفقار کش۔ محمدی بیگ کتاب دار قاجار۔ اور تین سو سلاحدار خاصہ شاہانہ سامان کے ساتھ بھی نامزد ہوئے۔ اور شاہی مجلس کے تمام ہونے کے بعد حکم ہوا۔ کہ آق زیارت مین کہ ییلاق سرلق کی آخری منزل ہے تیسری بار شکار قمرغہ انتظام دیا گیا۔ اور طرح طرح کی شادمانی اور کامرانی فرماکر دلجوئی کے اسباب بہم پہنچاے اور میانہ کے دلکشا میدان مین کہ ہوا کی لطافت مین دنیا کے اندر مشہور ہے۔ بلند قدر بادشاہ حضرت جہانبانی کی منزل پر تشریف لائے۔ اور رخصت کے وقت تھوڑی دور پہنچانے کے لئے پیش قدمی فرماکر بہت اچھے طریقوا مبارک پسندیدہ قاعدون کے ساتھ مبارک گھڑی مین ایک نے دوسرے کو وداع (رخصت) فرمایا حضرت جہانبانی جنت آشیانی۔ حضرت صاحبقرانی کے روشن طریقے کی پیروی کرنے کے لئے وہان سے دولت اور اقبال کے ساتھ اردبیل اور تبریز کی طرف متوجہ ہوئے حضرت مریم مکانی کے اقبال کا ڈولا لشکر اور نوکر چاکر اور غلامون اور خادمون کے ساتھ راہ راست سے قندہار کی جانب روانہ ہوا اور حاجی محمد خان کو لشکر کا سردار بناکر اُس پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی کے اقبال کے ڈولے کی خدمت مین چھوڑا اور بارہ ہزار سوار کہ فتحمند رکاب کی ہمراہی کے لئے مقرر کیے گئے تھے۔ رخصت پاکر اپنے سامان وسرانجام کے لئے روانہ ہوئے کہ جب حضرت جہانبانی کے فتحمند جھنڈے دریاے ہلمند تک پہنچین بلند قدر شہزادہ مظفر لشکر کے ساتھ خدمت مین حاضر ہو۔ اور حضرت جہانبانی نے پچھلے تبریز کے تماشے کے لئے ارادے کی باگ موڑی۔ اور جب اُس ملک کے نزدیک پہنچے حکام اور بڑے بڑے آدمی اُس دیوانہ کہ

میرزا میران شاہ نے اُس دریا پر کہ سہند کے دامن سے تبریز کو آتا ہے بنائی ہے استقبال کو آئے اور بساط بوسی کی عزت حاصل کی شہر کے حاکم نے شاہ کے فرمانے کے موافق شہر کی آرائش کر کے آنحضرت کی روشن نظر مین جلوہ دیا اور مہمانی کی ضروری باتین پیش پہنچائین۔ اور گرگ دوانی (بھیڑیے کو دوڑانا) اور چوگان پیادہ بازی (گیند بازی) کہ تبریز مین معروف و مشہور تھی اور اُس وقت مین شورش کے اندیشے سے اسکی ممانعت ہوگئی تھی بہت پاک دل کے بہت خوش کرنے کے لئے بادشاہ کے حکم کے موافق از سر نو عمل مین لائی گئی۔ اور آنحضرت نے اُس شہر کی عالیشان عمارتون کا کہ گزشتہ بادشاہون کے قدیمہ آثار سے ہین اور وہان کی سیر گاہون کا تماشا فرمایا۔ اور از سر نو خاک کے گزرے ہوؤن (دنیا کے مردون) اور آسمان کے خانے کے آوارہ ہوئے ہوؤن اور ناپائدار عالم کے گزرے ہوؤن کے آثار اور بیقدار جہان کی ٹوٹ پھوٹ یا نامہربانیون کو حقیقتون کے نقش رکھنے والے دل مین لائے اور پیدا کرنے والے (خدائے تعالے) کی خوشنودی کے جمع لانے کے لئے پاک زبان پر حقیقت کی ظاہر کرنے والی باتین لائے۔ اور اگلی بعض بیتون سے وجد کی حالت مین آئے۔ اور یہ رباعی ذوق شوق کی زیادتی سے بلند آواز سے پڑھی۔ رباعی کا ترجمہ۔ افسوس کہ سرمایہ ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور موت کے ہاتھ سے بہت جگرون یا دلون کا خون ہوا۔ کوئی اُس جہان سے نہین آیا کہ مین اُس سے پوچھتا۔ کہ جہان کے مسافرون کا احوال کیونکر ہوا۔ ملا قطب الدین جلنمو بغدادی اس بزرگ شہر مین ملازمت کے شرف سے مشرف ہوا۔ اور مشہد مقدس تک شاہی رکاب کا ملازم رہا اور نادرہ کار سحر آفرین خواجہ عبدالصمد شیرین قلم بھی اس بزرگ شہر مین ملازمت سے نیکبختی پانے والا ہوا۔ اور اُس ہوشمندی کی بارگاہ کے قدر دان کو بہت پسند آیا لیکن وہ زمانے کی روکنے والی باتون کی وجہ سے ہمراہی نہ اختیار کر سکا اور عجیب نیک شگونون سے ایک وہ ہے کہ جب تبریز مین اُترنا فرمایا۔ چونکہ بہت پاک توجہ اصطرلاب اور کرہ اور اور رصدی آلات مین درجۂ کمال رکھتی تھی بیگ محمد آختہ بیگی کو فرمایا کہ اس شہر مین کہ آثارِ قدیمہ کا مقام ہے کرہ تلاش کرے وہ نادان چند بچھیرے مع گھوڑون کے لے آیا آنحضرت نے خوش ہو کر مبارک شگونی کے لئے انکو خرلیا اور تبریز کی سیر سے فارغ ہو کر اردبیل کیطرف توجہ فرما ہوے۔ جب شاہی لشکر قصبۂ شماسی مین پہنچا سارے شہزادے کہ عالی قدر شاہ کے ساتھ رشتہ داری کی نسبت رکھتے تھے تمام بڑے بڑے آدمیون اور شریفون کے ساتھ آکر خدمت مین حاضر ہوئے اور خدمت کے آداب بجالائے۔ ایک ہفتہ اردبیل مین تشریف رکھکر وہان سے خلخال کو اور وہان سے طارم کو آئے۔ اور وہان سے خرزئیل کو پہنچے اور چونکہ وہان کی ہوا اور میوہ نہایت پسندیدہ طبع ہوا خاص کر کے انار بیدانہ تین روز توقف فرمایا اور سبزوار مین اپنے شاہی لشکر سے جا ملے اس منزل مین حضرت مریم مکانی سے ایک پاک بیٹی پیدا ہوئی۔ اور اپنے کوچ کے شروع سے کہ دولت کی رہنمائی کی مدد سے متوجہ طرف کابل اور قندہار کے ہوئے تھے جس منزل مین کہ تشریف لاتے تھے وہان کے حاکم اور بڑے بڑے لوگ توجہ فرمانے کے

زمانے کے دستور سے زیادہ پیشکش گزارتے تھے۔اور مہمانیان کرتے تھے۔اور اس منزل مین میر شمس الدین علی سلطان شائستہ خدمت بجالایا اور مہمانی کے روز مین بازیگرون نے آکر کرتب دکھائے۔اور جب شاہی جھنڈے مشہد مقدس مین آئے وہان کے حاکم اور بزرگون نے پہلے سے بڑھکر آداب کی نگہداشت مین کوشش کی اور لائق خدمتون سے سعادت حاصل کرنے والے قبول کی نظر کے ہوئے اور انتظار کے لئے جمع ہوئے اور شاہی لشکر کا چند روز اس شہر مین توقف ہوا۔اور اس اطراف سے سامان رسد کی طلب کے لئے کہ ہرات کو لکھا تھا عبد الفتاح لگگراق کو بھیجا اور اشارہ کیا گیا یعنی شخص نامبردہ لوٹنے کے وقت مین زندگی کا اسباب باندہنے والا ہوا۔اور اسی حدود سے مولانا نور الدین محمد ترخان کو شیخ ابو القاسم جرجانی اور مولانا الیاس اردبیلی کے بلانے کے لئے کہ ظاہری فضیلتون اور باطنی کمالون سے آراستگی رکھتے تھے بھیجا۔اور وہ کابل مین ملازمت کی بزرگی سے مشرف ہوئے اور ان دو عزیزون کے آنے سے بہت خوش اور کشادہ خاطر ہوئے۔اور کتاب درۃ التاج کا تذکرہ درمیان مین لائے اور اس مدت مین کہ مشہد مین تشریف رکھتے تھے۔ہمیشہ وہان کے فصیحون (خوش بیانون) اور دانشمندون کے ساتھ کہ خدمت مین حاضر ہوتے تھے اور اکسیر البیی نفع رکھنے والی صحبت سے فیض و برکت حاصل کرتے تھے مشغولی حاصل ہوتی تھی۔مولانا جمشید معمائی کہ مجمع فضائل تھا بار بار بساط بوسی کے شرف کو پہنچا۔ایک روز ملا حیرتی اپنی اس غزل کو آنحضرت کی اصلاح کی نظر مین لایا۔ع کبھی تو معشوقون کے عشق سے میرا دل اور کبھی میرا کلیجہ جلتا ہے۔ہر گھڑی عشق مجھکو دوسرے ہی داغ کے ساتھ جلاتا ہے۔پروانہ کی طرح ایک شمع کے ساتھ میرا سروکار ہے۔کہ اگر آگے جاتا ہون میرا بازو اور پر جل جاتا ہے۔آنحضرت نے کہ خلاقِ معانی اور معیارِ نکتہ دانی تھے ایک بہت اچھا تصرف فرمایا کہ۔مین آگے جاتا ہون اگرچہ میرے بازو اور پر جل جاتے ہین۔مولانا آنحضرت کی اصلاح کی اکسیر سے سجدۂ اخلاص بجالایا اور مشہد سے کاروانسرائے طرق تک اور وہان سے قلعۂ گاہ کی راہ سے سیستان مین بزرگی کا اُترنا فرمایا اور اس حدود مین شاہزادے اور شاہی امیر شاہی لشکر سے ملے۔اور وہان سے گرم سیر کی طرف اقبال کے اُترنے کا رُخ ہوا (وہان سے گرم سیر کی طرف روانہ ہوئے) میر عبد الحی گرم سیری نے قلعۂ لکی سے باہر آکر ترکش (تیردان) گردن مین ڈالکر کورنش (بندگی جھک کر سلام کرنا) کی سعادت اور اگلی شرمساری اور تقصیر کی خطا کا عذر کہ جانے کے وقت مین ملازمت کی دولت سے محروم رہا تھا عرض مین پہنچایا۔اور چونکہ خطا پوشی اور عطا پاشی آنحضرت کی بزرگ عادت تھی۔اُسکی معذرتین رضامندی کے کان مین مقبول ہوئین۔اور میر عنایتون کے ساتھ شامل کیا گیا ہوا جب بات یہانتک کھنچی یا پہنچی اب ضرور ہے یا چاہئے کہ ایک مختصر سا احوال اُن سردارون کا کہ اس سفر مین دولت کی رکاب کے ملازم تھے لکھا جاوے۔وفادار حقیقت گزارون کے حلقہ کا سردار کہ ہمیشہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی دولت کی رکاب کا ملازم تھا بیرام خان ہے

دوسرا خواجہ معظم ہے کہ حضرت مریم مکانی کے ساتھ نسبت برادرانہ رکھتا تھا۔ آغازِ حال سے (اپنی کارگزاری کے شروع سے) دماغ کی شورش (فساد) اور مزاج کی گرمی سے خالی نہ تھا رفتہ رفتہ اُسکا خونریز ہونا اور بیباک ہونا حد سے گزر گیا اور اُسکے کام کا انجام اُسکے مناسب موقع پر لکھا جائیگا۔ پھر۔ عاقل سلطان اوزبک پسر عادل سلطان ہے کہ مان کی طرف سے سلطان حسین میرزا کے نواسون سے ہے۔ اگرچہ حال کے آغاز مین خدمت کے وظیفون مین مشغولی رکھتا تھا لیکن آخر مین بے نصیبی کے ساتھ موسوم ہوا۔ پھر حاجی محمد کوکی ہے۔ وہ کوکی کا بھائی ہے۔ کہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے بڑے امیرون سے تھا اور حاجی محمد مردانگی مین یکتا تھا شاہ نے بار بار فرمایا کہ بادشاہون کے لئے اسطرح کا خدمتگار درکار ہے۔ تیراندازی کے روز مین اُسنے تیر چلایا اور شاہ سے انعام پایا۔ پھر روشن کوکہ ہے کہ حضرت جہانبانی کا کوکلتاش (دایہ کا بیٹا) تھا۔ اور اس راہ مین جواہر اُسکو سونپے تھے۔ اُسنے اس امانت مین خیانت کا جوہر ظاہر کیا۔ اسلئے چند روز قید مین رہا۔ اور معافی کے وسیلے خلاصی پائی۔ پھر حسن بیگ ہے محرم کوکہ کا بھائی۔ وہ باوجود اسکے کہ میرزا کامران کا کوکلتاش تھا لیکن حضرت جہانبانی کی ملازمت مین ہمیشہ رہتا تھا کریم طبع اور خوش خلق اور رازدار تھا۔ جوسہ کے ناؤ پر چڑھکر اُترنے کے وقت رحمت کے دریا مین ڈوب گیا۔ پھر خواجہ مقصود ہروی ہے۔ وہ ایک مرد پاک طینت پاکیزہ روزگار تھا۔ امانت۔ دیانت۔ صدق اور پاکیزگی کے ساتھ موصوف تھا۔ اور حضرت مریم مکانی کے پاکیزہ صفت رکھنے والے ملازمون سے تھا۔ ہمیشہ آنحضرت کے ڈولے کے اردگرد رہتا تھا۔ اور اُسکے دو سعادتمند فرزند رہے کہ میرے حضرت شہنشاہ کے ساتھ کوکلتاش ہونے کی نسبت رکھتے ہین (اکبر شاہ کی دایہ کے بیٹے ہین) ایک سیف خان اور اُسنے گجرات کی فتح کے سال مین رکاب اقدس مین شہادت کا خوش ذائقہ شربت چکھا۔ دوسرا زین خان کوکہ بسبب زیادتی ارادت اور اخلاص کے اور زیادتی عقل اور دانائی کے اور بلندی سمجھ اور قوت دریافت کے۔ اور زیادتی دانشمندی اور مردانگی کے میرے حضرت شاہنشاہ کی مہربانی کی نظر کے منظورون سے ہے اور بڑے بڑے امیرون مین شامل ہے۔ پھر خواجہ غازی تبریزی ہے کہ علم حساب کی باریکیون اور علم حساب کی حقیقتون سے پوری پوری واقفیت رکھتا تھا اور قصص اور تواریخ سے باخبر تھا جب شاہی لشکر نے لاہور سے سندھ کی طرف لوٹنا پایا میرزا کامران سے جدا ہو کر خدمت مین چلا آیا اور مشرف دیوان کا منصب پایا۔ اور اُسکے بعد مدتون عالم پناہ درگاہ سے محروم رہا اور آخر عمر مین کہ اُسکی قوتون اور حواس مین خلل آگیا تھا میرے حضرت شاہنشاہ کے بلند آستانے کے چومنے سے نیکبختی حاصل کرنے والا ہوا پھر خواجہ امین الدین محمود ہروی ہے کہ فن سیاق (حساب) مین حساب کی قلمرو (ولایت) کے آگے بڑھنے والے سوارون سے تھا۔ اور خط شکستہ نہایت درست لکھتا تھا اور اُمور کی لغایت اور محاسبات کی دریافت مین موشگافی کرتا تھا حضرت جہانبانی نے اُسکو کچھ وقت تک بخشی بنایا تھا اور آنحضرت کے ابدپیوند سلطنت کے زمانے مین بڑے بڑے مرتبون کو پہنچا۔ اور خواجہ جہان کے خطاب سے سربلند ہوا دوسرا بابا دوست بخشی ہے وہ بھی علم سیاق مین ممتاز اور حسن کتابت مین موصوف تھا اور ہمیشہ مہمات دیوانی کے استعمال مین طرح طرح کی

کاردانی ظہور مین لاتا تھا پھر درویش مقصود بنگالی ہے وہ ہرات کی زیارت گاہ سے ہے ایک سادہ دل درست جوہر تھا۔ اُسکو بنگالہ مین ہمراہ جہانگیر قلی بیگ کے چھوڑا تھا۔ اور اُن سب آدمیون مین سے اُسی نے تنہا سلامت کے ساتھ نکلکر ملازمت کی سعادت حاصل کی۔ حضرت جہانبانی جنت آشیانی اُسکے ساتھ خاص عنایت رکھتے تھے اور اُسکے بعد میرے شہنشاہ کی توجہ کی زیادتی سے امتیاز پایا۔ اور ایک دراز عمر تک دعاگویون کے طبقے مین بیٹھا رہا۔ پھر حسن علی ایشک آقا ہے۔ شجاعت اور دلیری و تیزی مین امتیاز رکھتا تھا اور اُسنے پسندیدہ خدمتین کی تھین۔ اس سبب سے کہ یعقوب نامی کوکہ حضرت جہانبانی کے مقبولون سے تھا ایک نامناسب کلمہ اُسکی زبان سے گھڑکر بعضے بے باک قزلباشون نے اُس جوان کو (یعقوب کو) تبریز کے نزدیک ویران مقامات مین گھات لگاکر پوشیدہ طور پر ہلاک کر ڈالا۔ اور چونکہ اُسکے اور حسن علی کے درمیان کچھ رنجش تھی ایسا مشہور ہوا کہ شاید اُسکی کوشش سے یہ بُرا عمل وقوع مین آیا ہوگا۔ وہ ہمراہ شاہی لشکر کے نہ رہ سکا عراق مین رہگیا۔ اور جب کابل سلطنت کے تخت کے ٹھیرنے کا مقام ہوا۔ آستانہ بوسی سے مراد پانے والا ہوا۔ پھر علی دوست باربیگی ہے بیٹا حسن علی مذکور کا پیچھے سے آکر پاک مشہد مین ہمراہ ہوا۔ اوّل سے آخر تک ہرات کے اندر خدمتگاری اور جان سپاری مین اہتمام رکھتا تھا۔ اور پھر ابراہیم ایشک آغا ہے وہ درگاہ کے فدائیون سے تھا پھر شیخ یوسف چولی ہے کہ اپنے آپکو شیخ احمد یسوی کی اولاد سے بتاتا تھا ایک مرد آزاد پسندیدہ اخلاق تھا پھر شیخ بہلول کہ اپنے آپکو ترک شیخون کی نسل سے کہتا تھا۔ شایستہ خدمتگار تھا۔ پھر مولانا نورالدین کہ ہندسہ اور ہیأت اور اصطرلاب سے باخبر تھا۔ قاضی برہان خافی کی ہمراہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی بساط بوسی کے شرف سے نیکبختی پانے والا ہوا۔ اور حضرت جہانبانی کی مجلس کے بیٹھنے والے لوگون سے تھا۔ اور میرے حضرت شہنشاہ نے اُسکو ترخان کے خطاب سے سربلند کیا تھا۔ پھر محمد قاسم موچی ہے بدخشان کے اندر حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی خدمت مین قیام کرتا تھا رشتہ دار میر محمد جالہ بان کا تھا بدخشان مین خدمت جالہ بانی (دریا سے پار اُترنے کے سامان کی آمادگی کرنا۔ گھر نائی وغیرہ کا داروغہ) رکھتا تھا۔ اور ہندوستان مین میرے حضرت شہنشاہ کے دائمی جڑے زمانے مین میر بحر ہوا۔ اور دریاے جمنا کے کنارے ایک دلکشا منزل رکھتا تھا اور وہین عمر کی کشتی نیستی کے کنارے تک پہنچائی۔ پھر حیدر محمد آختہ بیگی ہے۔ اس درگاہ کے قدیم خدمتگارون سے تھا پھر سید محمد بکنہ ہے جوان مردون کی طرح صاحب قبضہ تھا۔ اور ہرات مین اُسنے نشانہ پر تیر مارا تھا۔ پھر سید محمد قانی ہردی ہے بکر مین چندروز اُسکو میر عدل بنایا تھا شاہی مجلس کے بیٹھنے والون سے تھا۔ پھر حافظ سلطان محمد رخنہ ہے بکر مین آکر فقر کے لباس مین ملازمت کی دلنشین بیتین پڑہتا تھا۔ رفتہ رفتہ خاصانِ شاہی مین داخل ہوگیا تھا۔ اور میرے حضرت شہنشاہ کی دائمی جڑی سلطنت کے زمانے مین اعتبار پایا اور سہرند مین ایک ایسا دلپسند باغ بنایا کہ ذکر کرنیکے

قابل ہے پھر پیر ابابیہ بلوچ کہ اُسکا باپ خراسان مین ہزارہ بلوچ تھا۔ پھر اسکا بیٹا میرین اور یہ دونون سعادتمند خدمت انجام دہی کرنے والون سے تھے۔ پھر خواجہ عنبر ناظر کہ خواجہ سراے مقرب حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کا تھا۔ اور حضرت شہنشاہی سے خطاب اعتبار خان پایا۔ حضرت مریم مکانی کے اقبال کے ڈولے کے پردہ دارون سے رہتا تھا۔ پھر داروغہ توشکچی ہے کہ غلامون کی لڑی مین تھا۔ اور سید ہونے کا دعوی کرتا تھا اور میرے حضرت شہنشاہ کے زمانے مین بہادرخان خطاب پاکر بلند خدمت سے ممتاز تھا۔ اور خدمتگار بندون اور وفادار غلامون سے مہتر خان خزینہ دار اور مہتر جادر توشکچی اور ملا ہلال کہ آبدار اور مہتر تمور شربتچی (داروغہ آبدارخانہ) اور مہتر جوہر آفتابچی (لوٹہ بردار) اور مہتر وکیل خزانچی اور مہتر دوست اور مہتر سنبل میر آتش (داروغہ توپخانہ) تھے۔ یہ سلطان محمد قسراول بیگی تھا اور عبدالوہاب صاحب طباق (داروغہ ظروفخانہ) پھر بابی بہادر پھر تولک یا آتش نویس (محررہ پہرہ) کیا ہی سعادتمند قوی طالع وہ لوگ ہین کہ درست ارادے اور قدم کی پایداری کی بدولت حقیقت کا حق بجالاتے ہین اور امتحان کے راستون اور خدا کی آزمایش کے مقامون مین اپنے ولی النعمت کی خدمت کو انجام دیتے ہین۔ ترجمہ شعر کا۔ مین نہین جانتا ہون کہ ہمراہی کیون اُلٹے پھرے جاتے ہین۔ جبکہ حال یہ ہے کہ مرد خدمت کے سبب سے بڑے درجہ کو پہنچتے ہین۔

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے پاک لشکر کا ایران سے واپس پھرنا اور میرے حضرت شہنشاہ کا قندہار سے کابل مین آنا

جب حضرت جہانبانی کی سایہ گستری کا آوازہ جاہ وجلال کے مکمون اور دولت واقبال کے مقامون پر گونجا اور کابل اور قندہار اور اُسکی حدود اور اطراف مین شاہی لشکر کی شہرت پھیلی اس فتحمندی کی نرم ہواؤن کے چلنے سے امیدوارون کی امید کے درخت کے غنچے شگفتہ ہونے لگے اور بیقرارون کی قرار کی نہر سے گیا ہوا پانی پھر آنا شروع ہوا ترجمہ شعر کا۔ ازل کے فیض پہنچانے والے نے (خداے تعالے اسنے) اپنے بے اندازہ فیض سے۔ اُسکی آمد کا شہرہ آوازہ ڈالا۔ ناامیدون کے امید کی کھیتی تروتازہ ہوئی۔ نامرادون کی مراد کا باغ تازہ ہوا۔ میرزا کامران کا سر بلند کروفر سے حال دوسری طرح کا ہوا۔ اس وقت مین کہ آگاہی اور ندامت کا زمانہ گزر چکا تھا شروع ہی سے بدمعاملگی اختیار کی یعنی بری راہون مین چلا۔ اور بُرے بُرے خیالات اپنے دل مین لایا۔ پہلے تو خضر خان کے بھائی ہزارہ اور قربان قراول بیگی کو کابل سے بھیجا کہ اس خدا کے پرورش کیئے ہوئے نور کو یعنی حضرت شہنشاہی کو قندھار سے کابل مین لامین بھیجے ہوئے لوگ جب قندھار مین پہنچے۔ میرزا عسکری نے آنحضرت کے بھیجنے کے بارہ مین اپنے نزدیکیون کے ساتھ مشورہ کیا جو لوگ کہ درست عقل رکھتے تھے۔ اُنھون نے کہا کہ اُنکا بھیجنا لائق نہین ہے مناسب وہ ہے کہ جب حضرت جہانبانی جنت آشیانی کا بلند لشکر نزدیک پہنچے اُس دولت کے نئے پودے کو عزت اور احترام کے ساتھ اُنکے پاس بھیجنا چاہیے۔ اور اس سعادت واقبال کے چمن کے گلدستہ کے اچھے وسیلے سے اپنی خطاؤن سے معافی چاہنا چاہیے۔ اور بعضے دوسرون نے کہا کہ دولت کے لائق وہ ہے کہ میرزا کامران

کے آگے بھیجدین اور میرزا کے دل کو ہاتھ سے نہ دین۔ اسلیئے وہ باتین کہ جو تُمسے ظہور مین آئی ہین۔ وہ موُنھ نہین رہا ہے
کہ حضرت جہانبانی کو کسی وسیلے سے پاسکو یا حضرت جہانبانی سے کسی وسیلے سے مل سکو۔ آخر میرزا نے صواب نمائے
پر عمل نہ کرکے حضرت شاہنشاہی کو نہایت جاڑے اور برف و بارش کے اندر کابُل کی طرف روانہ کیا آنحضرت کی
پاس ہمشیرہ بخشی بانو بیگم اور شمس الدین محمد غزنوی کہ آتگہ خانی کے خطاب سے سربلند تھا اور ماہم آنگہ والدہ میرزا عزیز
کوکلتاش اور اور بہت سے لوگ ملازمون اور خدمتگارون سے بہت بزرگ خدمت مین تھے۔ اور اس لئے کہ کوئی
نہ پہچانے۔ اِس سعادت انجام سفر مین اُس نور پرور و ایزدی (خدا کے پرورش کئے ہوئے نور مراد اکبر شاہ) کو میر
کہتے تھے اور ہمشیرہ شریفہ کو بیجہ کہتے تھے جب قلات مین پہنچے رات کے وقت ہزارہ کے گھر مین اُترے بزرگی کی
شوکت اور دولتمندی کی عظمت کے سبب سے کہ آنحضرت کے اقبال کی پیشانی سے آشکارا تھی لوگون نے دیکھتے ہی
آنحضرت کو پہچان لیا اور اُس رات کی صبح کو صاحب خانہ کی زبان پر جاری ہوا کہ شاہزادے کو بھی یہان اُتارا تھا
یا شاہزادے بھی یہان لائے گئے یا اُتارے گئے تھے۔ جب ہمزخان کے بھائی نے اس بات کو صاحب خانہ سے کہا
اُسی دم وہان سے روانہ ہوا اور جلدی کے ساتھ غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ اور دولت کی رکاب کے ملازم ساعت
بساعت اور لحظہ بہ لحظہ بزرگی کی علامتین کمسنی کے آغاز مین مشاہدہ فرماتے تھے۔ اور عجیب عجیب حالتین آنحضرت کے
بزرگ احوال سے دریافت کرکے خدا کی قدرت کے اندر حیران تھے۔ اُن مین سے ایک یہ ہے کہ جب غزنین سے کوچ
کیا جس منزل مین کہ اُترے تھے اُس گھر مین چراغ گُل ہو گیا۔ اور گھر اندھیرا ہو گیا آنحضرت کہ
اُنکی پیدائش کا جوہر نور کے ساتھ ملاپ رکھتا ہے۔ تاریکی کی وحشت سے رونے لگے ہرچند اَنگاؤن اور دائیون نے
قسم قسم کی مہربانی سے چاہا کہ آنحضرت کے دل کو ہاتھ مین لاوین۔ فائدہ نہوا۔ جُون ہی کہ چراغ لائے۔ نور کے دیکھنے سے
آنحضرت کے پاک دل کو آرام حاصل ہوا۔ اور طرح طرح کی شگفتگی احوال کے رُخسارون اور اطوار کے صفحون سے چمکنے
لگی اور یہ ایک بلند دلیل نور کے بڑھانے اور اندھیرے کے مٹانے پر ہے خواہ ظاہری ہو اور خواہ باطنی۔ اور
جب حضرت شہنشاہی نے قندھار سے کابل مین بزرگی کا اُترنا فرمایا میرزا کامران نے اُس اقبال کے باغ کے
نئے پودے کو حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی بہن خانزادہ بیگم کے گھر مین اُتارا
دوسرے روز شہر آرا باغ مین شاہی مجلس آراستہ کرکے آنحضرت کو وہان دیکھا۔

حضرت شہنشاہی کا ابراہیم میرزا کے ساتھ کُشتی لڑنے مین غلبہ کرنا اور بخت کی مددگاری سے اقبال کا نقارہ بجانا

جب میرزا کامران نے اس اقبال کے باغ کے راست سرو کو باغ شہر آرا مین دیکھا آنحضرت کی نورانی پیشانی

کے دیکھنے سے کہ ہمیشہ کی سعادت اور دولت کی شوکت اُس سے چمکتی تھی اپنی سعادت کی ناموافقت کی وجہ سے جل گیا یا رنجیدہ خاطر ہوا اور چونکہ جہان کا آراستہ کرنے والا اخدا۔ دولت کے دوستدارون کے دل کی خوشی چاہتا تھا اور میرزا کے ظاہر اور باطن کی برہمزدگی اور خاطر شکستگی کے اسباب سرانجام دیتا تھا جو چیز کہ اُسکو میرزا نے اپنی خوشحالی کا سرمایہ خیال کیا تھا اُسکے ملال کے سببون سے ہوئی۔ چنانچہ اس روز مین کہ میرزا نے جشن کیا تھا اور اپنے فخر کے لئے حضرت شہنشاہی کو طلب کیا تھا۔ اتفاق سے وہان ایک مُنقش نقارہ اُسکے فرزند ابراہیم میرزا کے لئے شب برات کی تقریب مین دستور کے موافق ترتیب دے کر لایا گیا تھا۔ حضرت شاہنشاہی نے اُس مناسبت سے کہ جہانگیری اور کشور کشائی کی دولت کا نقارہ اُنکے نامی نام پر بجنے والا تھا اور مُلک پروری اور عالم آرائی کی نوبت اُنکے دولت زمانہ کے کوٹھے پر بلند آوازہ ہونے والی تھی اُسکی طرف میل (توجہ) فرمایا حق ناشناس میرزا نے دینا نہ چاہا اور اِس خیال سے کہ میرزا ابراہیم آنحضرت سے عمر مین زیادہ بڑا ہے اور ظاہری قوت مین بھی زیادہ ہے نقارے کے لینے کو اسپر رکھا زور آزمائی اور کشتی لڑنے مین جو غالب آئے۔ نقارہ پائے۔ آنحضرت کہ خدا کی مدد پائے ہوئے اور خدا کی قوت دیکھے ہوئے تھے میرزا کامران کی شوکت کو نظر مین نہ لائے اور ابراہیم میرزا کی بڑی عمر کا خیال نہ کر کے اِس شرط کے سُنتے ہی کہ میرزا نے اُسکو اپنی خوشی کا ذریعہ بنایا تھا خوشحال ہوکر میرزا کے غم کے بڑھانے کا باعث ہوئے اور قدرت کے بازو سے کہ آسمانی قوت سے قوت یافتہ تھا کم سنی کے باوجود کہ اسطرح کی باتین اُس حالت مین بہت عجیب معلوم ہوتی ہین خدا کے دل مین ڈالنے اور پروردگار کے سکھلانے کے موافق بے دھڑک دامن کھونس کر اور آستین ملکر (خم ٹھونک کر یا آستین چڑھا کر) شیر مردون کی طرح قدم آگے رکھا اور داؤن پیچ جاننے والون اور ماہر کشتی لڑنے والون کے قاعدے کے موافق گرفت وگیر (پکڑنے) مین آکر ابراہیم میرزا کی کمر کی انتہا مین ہاتھ مارا اور ایسا اُٹھا کر زمین پر دے مارا کہ مجلس کے لوگ چلا اُٹھے اور نزدیک اور دور سے شاباش کا نعرہ بلند ہوا یہ پہلا فتح اور فتحمندی کا نقارہ میرے حضرت شہنشاہ سایہ خدا کا تھا۔ کہ زمین کی بلندی کی سطح پر سبز آسمان کے گنبد کے نیچے بجایا گیا میرزا کامران جسنے اس لڑائی اور کشتی کو حضرت جہانبانی کے ساتھ اپنی لڑائی کے انجام کے آزمانے کے لئے اپنے دلمین قرار دیا تھا اس صورت کے دیکھنے سے بُرا شگون لیکر چپ ہی تو رہگیا اور حضرت شہنشاہی کے نزدیک اور خیرخواہ بہت ہی خوش ہوئے اور مبارک شگون نکالے پا لئے۔ اور آنحضرت نے اقبال کے بازو کے زور سے نقارہ کو لیکر بجایا یہ ڈنکا خدا دولت کے دوستدارون کی شادمانی کا باعث ہوئی۔ اور میرزا چونکہ شرمندہ ہوگیا تھا اور اُسکے شگون کا پانسہ مراد کے برخلاف ظاہر ہوا تھا اُس اقبال کے قبلہ کی نسبت نالائق فکرین اور بُرے بُرے خیال دل مین لانے والا ہوا اُن مین سے ایک وہ ہے کہ ابھی آنحضرت کے دودہ چھڑانے

وقت نہ آیا تھا اُسنے حکم دیا کہ دُودھ نہ دیوین- اس سے بے خبر کہ جو بچہ کہ خدا کی عنایت کی دودھ پلائی کا دودھ پیتا ہے اور آسمانی تربیت کی دایہ سے مقصد پانے والا ہے اُسکو اس عمل سے کیا نقصان پہنچے گا اور حافظ حقیقی کی نگہبانی پائے ہوئے کو اِن بیہودہ فکرون سے کیا خطر پیش آئیگا-

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے پاک لشکر کا گرم سیر کی طرف پہنچنا اور قلعہ بیس کی فتح

خبرون کے انتظار کرنے والون اور واقعات کے نظر کرنے والون پر کہ ہوشیاری کی آنکھ کھولے ہوئے اور عبرت کا سُرمہ لگائے ہوئے ہین پوشیدہ نہ رہے - کہ جب حضرت جہانبانی کے بلند جھنڈے - ادراہان کی گکاں گرم سیر تک پہنچے - علی سلطان تکلو کو اور بہت سے بہادر لوگون کے ساتھ قلعہ بیس کے تابع کرنے کے لیے کہ ولایت گرم سیر کے اندر داخل اور قندھار کے ساتھ متعلق ہے مقرر فرمایا - تیمور جلائر کے باپ شاہم جلائر اور میر خلیج نے کہ اُن حدود مین میرزا کامران کی جانب سے جاگیردار تھے قلعہ کو مضبوطی دی- اور بادشاہی فوج نے جاکر قلعہ کا محاصرہ کیا لڑائی کے درمیان ایک بندوق کی گولی قلعہ کے اوپر سے علی سلطان کے آکر لگی اور اُسنے بدن (جان سے) خالی کر دیا- اُسکے سپاہیون نے اُسکے بارہ برس کے بیٹے کو باپ کی جگہہ سردار بنایا اور خدمت کے لازمون مین پچھلے سے زیادہ اہتمام کیا اور اُنھون نے علی سلطان کے مرنے اور باپ کی جگہہ بیٹے کے سردار بنانے کی حقیقت ایران کے حاکم کو لکھکر بھیجی - اور کچھ مُدت کے بعد اس بات کے جاری کرنے کا کہ قرار پائی تھی فرمان پُہنچا یعنی کچھ مدت کے بعد ایران سے منظوری کا فرمان آگیا- اور رفتہ رفتہ جب قلعہ کے لوگون پر کام تنگ ہوا اور کسی جگہہ سے مدد نہ پہنچی قلعہ نشین لوگ الامان کی فریاد بر لائے اور عاجزی اور گریہ کرکے اپنے قلعہ کا دروازہ کھولا- اور بادشاہی مہربانیون کے تقاضے کے موافق انھون نے امان پاکر قلعہ کو حوالہ کر دیا- اور جب قلعہ زبردست اور غالب سلطنت کے سردارون کے قبضے مین آیا حضرت جہانبانی نے خود دولت اور اقبال کے ساتھ قلعہ مذکور کے اطراف مین بزرگی کا اُترنا فرمایا- اور شاہم علی اور میر خلیج گرون مین ترکش ڈالکر زمین بوسی کی بزرگی کو پہنچے اور آنحضرت نے ذاتی مہربانی کے موافق اُنکی خطائین معاف کرکے درگاہ کے ملازمون کی لڑی مین داخل کیا- اور اس منزل مین یہ بات مشہور ہوئی کہ میرزا عسکری اپنا خزانہ لیکر چاہتا ہے کہ کابل کی طرف بھاگ جاوے بہت سے قزلباش اور درگاہ کے ملازم اصرار کرکے اُسکے قصد پر رخصت چاہنے والے ہوئے ہرچند حضرت جہانبانی کو اس خبر کا جھوٹ ہونا

اور میرزا عسکری کے ارادے کی پختگی قندھار کی قلعہ داری پر درست سخن خبر رسانون کے وسیلے سے یقین ہو چکی تھی اور یہ بھی تھا کہ ذاتی مہربانی کی وجہ سے اس خبر کے سچے ہونے کی صورت مین بھی نہین چاہتے تھے کہ لوگون کو اُسکے پیچھے پر رخصت فرمائین لیکن اِن لوگون نے بے جلوئی کرکے (بادشاہی جلو مین چلنا چھوڑکر) ایک طرح کی رخصت حاصل کی اور چلنے مین سبقت کی جب نہایت جلدی کی وجہ سے بے ترتیب و سامان قندھار کے اطراف مین پہنچے - میرزا کے جانے کی خبر جھوٹ ظاہر ہوئی - اور بہت سے لوگ نکلکر لڑنے لڑے اور ضرب زنون (بارود کا آلۂ جنگ) کو اور توپون کو اُوپر سے چھوڑنے لگے - بہت سے لوگ قزلباشیہ وغیرہ سے نیستی کی ہوا مین اُڑ گئے - اور ایک گروہ زخمی ہوکر واپس پھرا - خواجہ معظّم اور حیدر سلطان اور حاجی محمد بابا قشقہ اور حیدر سلطان کے بیٹے علی قلی اور شاہ قلی نارنجی اور بہت سے بہادر چغتائیون اور دلاور قزلباشون نے دلاوری اور مردانگی کی داد دی اور غنیم کو ہٹاکر قلعہ کے اندر پہنچا دیا ہرچند جمیل بیگ نے کہ میرزا عسکری کے معتمدون سے تھا آدمی بھیجا کہ میرزا عسکری خود اُترے کہ لشکر کم رہگیا ہے اِن آدمیون کو اگر ہمنے ہٹا دیا یا بھگا دیا تو پھر ہمارے لئے کام آسان ہو جائیگا میرزا نے کان اُسکی بات پر نہ دہر کر کہلا بھیجا کہ وہ لوگ ہمارے لشکر کی تعداد اور حقیقت جانتے ہین - آنے والی فوج صرف اسی جماعت مین منحصر نہین ہوگی یعنی نہ سمجھو کہ صرف یہی لوگ ہین جو مقابلہ کو آئے ہین بلکہ اُنکی کمکی فوج گھات کی جگہون مین اس خیال سے پوشیدہ ہوگی کہ ہمارا کام تمام کرے ہم دہوکا نہین کھائین گے - اور قلعہ کو مضبوط کرکے لڑائی مرزا کامران کے آنے تک موقوف رکھین گے چونکہ خدا کی مہربانی فتحمند لشکر کی مددگار اور مدد کرنے والی تھی میرزا کامران کے آنے نے صورت نہ باندھی اور ایسی ایک بڑی فتح کہ بے اندازہ فتوحات کا پیش خیمہ ہوسکتی تھی حاصل ہوئی - اور اُس روز مین قلعہ کے لوگون سے بابائے سہرندی کہ میرزا کامران کے بہادر لوگون سے تھا مار ڈالا گیا -

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے پاک لشکر کا قندھار تک پہنچنا اور محاصرہ کرنا اور فتح کرنا

جبکہ شاہی لشکر کے وفادار بہادرون کو ایسی بڑی فتح نے صورت دکھائی حضرت جہانبانی جنت آشیانی خدا کا شکر بجا لا کر اس خوشی کے ساتھ نسبت رکھنے والے واقعہ کے پانچ روز کے بعد شنبہ کے روز ساتوین محرم سنہ ۹۵۲ھ کو مبارک گھڑی مین کہ بہتر دیکھنے والی نگاہون کی برگزیدہ ساعت تھی سعادت اور دولت کے ساتھ اقبال کے لشکرون اور فتحمندی کی فوجون کو لیکر قندھار کے قلعے کے اطراف مین پہنچے - اور دروازہ ماشورہ کے پہلو مین بزرگی کا اُمڈنا فرمایا اور قندھار کے قاضی شمس الدین علی کے باغ مین اُترے - اور مورچے تقسیم ہوئے - اور

کوشش کرنے والے لوگ جابجا مقرر ہوئے - اور ہر روز دونون طرف سے لڑنے والے جوان نکلکر لڑائیان کرتے تھے یک حیدر سلطان اور اُسکے دونون بیٹے علی قلی خان اور بہادر خان اور خواجہ معظم خواجہ خضر (نام مقام) کے آگے سے مُخالف کو رگیدتے ہوئے مزارات تک کہ شہر اور کوچہ بند کے نزدیک تھے لے گئے اور بڑی جوانمردی اور بہادری دیکھائی - حیدر سلطان سب سے آگے حملہ آور ہوا تھا اور عجیب باتون سے یہ ہے کہ بابا دوست لیسا ول (نقیب - چوبدار) بہت سے لوگون کے ساتھ مزارات مین کھڑا تیر اندازی کرتا تھا حیدر سلطان نے نیزہ سے اُسکا کام تمام کرنا چاہا - ہاتھ اُٹھانا تھا اور بغل مین تیر کا آ لگنا تھا - اسمٰعیل سلطان جامی جسکو میرزا کامران نے کمک کے لئے بھیجا تھا - برج افچہ مین کہ مقابل مقبرون کے ہے میرزا عسکری کے نزدیک تھا اور لڑائی کا تماشا کر رہا تھا اُسقدر مسافت کے باوجود کہ چہرہ کا پہچاننا ممکن نہ تھا - اُسنے عرض کیا کہ یہ مرد کہ جسکے ہاتھ سے نیزہ گرا ہے عجب نہین کہ حیدر سلطان ہو - اسلئے کہ اس سے پہلے مین عُبید اللہ خان کے ساتھ شہر طوس کی طرف گیا تھا اور مین اور حیدر سلطان ایک حملہ مین ہمراہ تھے اور یہ دونون میری اُنگلیان وہین گم ہوئی ہین - اُسکے حملہ کرنے کے ڈہنگ سے مین قیاس کرتا ہون کہ وہی ہوگا - تھوڑی دیر کے بعد کہ وہ نیزہ لایا گیا اُسکا نام لکھا تھا انھون نے پڑہکر اُسکے قیاس پر آفرین کی - اور یہ بات مشہور ہوگئی - اس مردون کی آزمانے والی لڑائی مین بہت لوگ زخمی ہوئے - اور خواجہ معظم نے سب سے زیادہ زخم کھایا - اور خیر کے ساتھ لوٹ گیا - اور اسی وقت مین یہ خبر پہنچی کہ میرزا کامران کا کوکہ رفیع نام زمین داور کی طرف ایک پہاڑ کے پیچھے کہ کنارے دریاے ارغنداب کے واقع ہے بہت سے ہزارہ اور نکدری لوگون کو لیکر بیٹھا ہوا ہے یا ٹھیرا ہوا ہے بیرام خان اور محمدی میرزا اور حیدر سلطان اور مقصود میرزا آختہ بیگی بیٹا زین الدین سلطان شاملو اور اور بہت سے لوگ اُنکے مقابلے کے لئے مقرر ہوئے پھر یون ہی سی لڑائی ہوئی اور مبارک اقبال کی بدولت رفیع کوکہ گرفتار ہوگیا - اور بہت کچھ سامان اور لڑائی کے ہتھیار اور مویشی اور پیادے سلطنت کے سردارون کے ہاتھ آئے - اور کسی قدر تنگی کہ فتحمند لشکر مین ہوئی تھی آسانی (فراخی) کے ساتھ بدل گئی - اور شاہی لشکر گاہ مین آسودگی ظاہر ہوئی - اور اسی طرح ہمیشہ وفادار دلاور باہم جنگ کرکے مقصدور ہوتے تھے چونکہ میرزا عسکری نے اپنی بدبختی کی وجہ سے رشتۂ کار کو ہاتھ سے دے کر جھگڑنے اور لڑنے مین کوشش کی عام لوگون پر مہربان ہونے اور بھائی ہونے کی مہربانی کے تقاضے سے جہان کے آراستہ کرنے والے دلمین آیا کہ شاہی نصیحتون کے حکمنامہ کو اپنے نصیحت ظاہر کرنے والے فرمان کے ساتھ میرزا کامران کے پاس بھیجین - شاید کہ غفلت کی نیند سے جاگ کر راستی کا راستہ اختیار کرے - اور نیکو خدمتی کے وسیلے سے اپنی تقصیرون کا تدارک (عوض) کرے - تاکہ خواہ مخواہ اتنے لوگ مارے نہ جاوین - اور بزرگ بھائیون کے اتفاق کے وسیلے سے بڑے بڑے کام کہ صواب اندیش دل مین پوشیدہ ہین ظہور پائین - اس خواہش کے موافق بیرام خان کو ایلچی گری کے طور پر کابل کی طرف بھیجا جبکہ وہ

نزدیک کتل (بلند زمین) روغنی اور آبِ ایستادہ (بندھا پانی جیسے جھیل) کے قندھار اور غزنین کے درمیان ہے پہنچا بہت سے ہزارہ لوگون نے راہ کا سرا آگھیرا۔ دن ڈھلے لڑائی ہوئی۔ زبردست سلطنت کے سرداروں نے مردانہ لڑائیان لڑکر بدنصیب ہزارہ لوگون کو سزا دی۔ اور بہت سے ان بدنصیبون سے نیستی کا راستہ لینے والے ہوئے۔ جب بیرام خان کابل کے نزدیک پہنچا۔ بابوس اور اور لوگ استقبال کو آئے۔ بیرام خان کو لے گئے میرزا کامران نے چہار باغ مین مجلس آراستہ کرکے بیرام خان کو بلایا اسکے دست خیال مین ایسا پہنچا کہ ان دو دولت و سعادت کے فرمانون کو میرزا کو کہ بیٹھا ہوا ہو دینا مناسب نہین ہے۔ اور وہ کہ میرزا کھڑے ہوکر تعظیم بجالاوے بہت دور ہے۔ اسلئے کہ اسکے واسطے درست دانائی اور بلند نصیب درکار ہے پس اُسنے کام کا اندیشہ کرکے ایک کلام مجید ہاتھ مین لیا اور پیشکش کے طور پر لایا میرزا کلام مجید کو دیکھکر اسکی تعظیم کے لئے سیدھا کھڑا ہوا اسی حالت مین اُسنے یہ دونون اقبال کے فرمان پیش کئے اور اپنی اُس صحیح فکر کو ان مبارک تحریرون کی تحیتون کا وسیلہ بنایا اور بادشاہی تحفے اور شاہی ہدیے بہت اچھی طرح سے پیش کئے اور میرزا کے پاس بیٹھکر سچی سچی اخلاص پیدا کرنے والی باتین ذکر کین اور مجلس کے آخر مین حضرت شہنشاہی کی خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت لی اور میرزا ہندال اور میرزا سلیمان اور یادگار ناصر میرزا اور الغ بیگ میرزا کے دیکھنے کی اجازت بھی اسی کے ساتھ ساتھ مانگی میرزا نے اجازت دی اور بابوس کو مقرر کیا کہ دیکھنے کے وقتون مین ہمراہ رہے وہان سے بیرام خان پہلے بیدار بخت اور پایدار اخلاص کے ساتھ حضرت شاہنشاہی کی آستانہ بوسی کی طرف کہ پاک جانین جنکی مونھ دکھائی کے لئے لائق ہین متوجہ ہوا۔ آنحضرت باغ مکتب مین حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی بڑی بہن حضرت پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی خانزادہ بیگم کے پاس رہتے تھے ماہم بیگہ اس حضرت کی انگہ تھی اُس نور پروردگار الہی کو اندر سے باہر لائی۔ اور پہنچے ہوؤن نے ملازمت کی بندگی کے آئین بجالاکر پیغام کا پہنچانا اور امانت کا ادا کرنا کیا۔ اور آنحضرت کے سعادت بخش دولت افزا دیدار کی برکتون سے بیرام خان اور سارے ہمراہیون کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اور انوار الہی کا دیکھنا کہ آنحضرت کی روشن پیشانی مین ظاہر تھے سب لوگون کے آنکھ اور دل کو روشن بنانے والا ہوا پروردگار کارساز کا شکر بجالائے۔ اور وہان سے رخصت پاکر میرزا ہندال سے کہ اپنی بزرگ والدہ دلدار بیگم کے گھر مین رہتا تھا اور نظر بند تھا۔ جاکر ملا اور مہربانی کا فرمان اور عنایت کا خلعت اور خاص سواری کا گھوڑا کہ میرزا کے نام زد ہوا تھا پہنچایا اور اسیطرح دوسرے روز میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم کی خدمت مین کہ قاسم مخلص کے گھر مین قلعے کے اندر قید تھے گیا اور اُس روز مین میرزا کامران کے حکم کے موافق انکو وہان سے باہر لاکر جلال الدین بیگ کے باغ مین کہ باغ شہر آرا کی نزدیکی مین ہے لے گئے تھے۔ اور بیرام خان ان دونون بزرگون سے اس باغ مین ملا

اور عنایت والتفاتِ بادشاہی سے جو کچھ کہ اُنکو لایا تھا اُنکو پہنچا کر خوشوقت کیا اور وہان سے رخصت ہو کر قلعۂ سیاہ سنگ تک کہ یادگار ناصر میرزا وہان اُترا ہوا تھا گیا اور اُنکو تقصیرون کی معافی اور لغزشون سے درگزر کرنے اور اور طرح طرح کی بادشاہی مہربانیون کا امیدوار بنایا۔ اور اسی طرح بالغ میرزا اور سارے بزرگون سے ایسے طریقہ کے ساتھ کہ عقلمندون کے لئے لائق ہے اور بیدار مغز دور اندیش کے لئے شایان ہو ایک ایک کی پرسش کر کے ہر ایک کو بزرگ بخت شوق کا امیدوار بنایا اور جو جو باتین کہ ایچی گرمی کے لئے ضرور ہین۔ جیسے کہ پاکیزگی اور صفائی کا پہنچانا اور حقیقت اور وفاداری کی ہدایت کرنا سب بجا لایا۔ میرزا کامران نے بیرام خان کو ایک مہینے سے زیادہ ٹھیرایا اسلئے کہ نہ اپنے مین مقابلے کی قوت پاتا تھا اور نہ بے توفیقی کی وجہ سے خدمت کی طرف قدم اُٹھا سکتا تھا۔ اور اسی اندیشہ مین متردد خاطر بن رہا تھا۔ یہانتک کہ بڑے اصرار سے ڈیڑھ مہینے کے بعد اجازت دی اور حضرت خانزادہ بیگم کو التماس کر کے قندھار کی طرف روانہ کیا تھا ہر مین اس لئے کہ میرزا عسکری کو کہ میرے کہنے مین نہین ہے جا کر نصیحت فرمائین اور قندھار اُس سے لیکر حضرت جہانبانی کے ملازمون کے حوالے کروین اور باطن مین دو کہ میرزا عسکری کہ میرزا کامران کے فرمانے کے موافق مقابلے اور جھگڑے کے لئے اڑا ہوا ہے۔ قلعہ کی استواری مین کوشش کرے اور اگر اُسکو کچھ ضرورت پیش آوے اور قلعہ دولت کے سردارون کے ہاتھ سے فتح ہو جاوے وہ پاکدامنی کے گنبد کی بیٹھنے والی میرزا عسکری کے چھڑانے اور سفارش کرنیکے لئے وہان کام آوین۔ اور چونکہ میرزا عسکری انصاف کے راستے سے بازگشتگی رکھتا تھا اور اپنے ارادہ کی باگ کو میرزا کامران کی خیرخواہی کے اندر بغاوت اور سرکشی کے ہاتھ مین سونپے ہوئے تھا قلعہ کی نگہداشت اور استوار کرنے مین بڑی کوشش عمل مین لا رہا تھا۔ اور بہت سی توپین اور توپچی قلعہ کے چارون طرف جمع لایا تھا اور وہ قلعہ اصل مین بھی نہایت ہی استوار و پایدار واقع ہوا ہے۔ اسلئے کہ وہ قلعہ مٹی کا بنا ہے اُسکا توڑنا پھوڑنا نہایت مشکل ہے اُسکی دیوار کا عرض ساٹھ گز ہے۔ فتحمند لشکر کے بہادر اگرچہ شمار مین کم تھے لیکن کوشش اور جانفشانی کر کے مردانگی کی داد دیتے تھے چنانچہ ترکمان (قزلباش وار لشکر ایران) حیرت کے مقام مین تھے اور حیرت کے سبب سے غیرت کے میدان مین آتے تھے ایک روز حضرت جہانبانی نے ایک خاص صحبت (مجلس) ترتیب دی تھی اور اخلاص کی چار دیواری کے رازدار (سچے دل سے خیرخواہ) ہر طرف سے ایک حکایت کا دروازہ کھولے ہوئے تھے اور ہر طرف سے ایک روایت (نقل) کا سررشتہ ہاتھ مین لائے ہوئے تھے اور جلسہ کو دلاویز حکایتون اور خوشی بڑھانے والی نقلون کے بیان کرنے سے گرم رکھتے تھے۔ دلاورون کی اکسیر ایسی باتون سے بہادرون کے نقد کی کھرائی بڑھتی تھی اور مردانگی کے کم سرمایہ رکھنے والون کو ہمت کا سرمایہ حاصل ہوتا تھا۔ اسی درمیان مین حضرت شہنشاہی کو کمال شوق سے یاد فرمایا کہ نہین معلوم۔ اُس خلافت کے جو بہار کے تازہ سرو کا حال کیا ہوگا کہ دوستون سے جدا دشمنون کے درمیان ہے۔ اور بے عقل حسد کرنے والون اور تبہ رائے بداندیشون کا اُس سعادت کے گلاب کے درخت کے بارہ مین کیا خیال ہوگا اور وہ پارہ دل اور امید اور خوف کے بھرے دل

کے ساتھ خدا کی درگاہ مین کہ بے قرار سرگشتہ لوگون کی مراد بخشنے والا ہے اخلاص کا ہاتھ کھولکر اُس سلطنت کے پاکیزہ خوشبودار درخت کی جان کی درازی اور مقصد وری کے لئے دُعا مانگنے لگے - اور اس مضمون کے ساتھ دل کے آبلہ کی گرہ کھولنے والے ہوئے ترجمہ شعرون کا - اے خدا تو اُس بادشاہون کے لائق گوہر کو - بدگوہرون (بدذاتون) کے آسیب سے دُور رکھ دانش کے دریا نے اُسکو آب (پانی - چمک - دمک) دے بینش (بینائی) کے آفتاب نے اُسکو تاب (روشنی - نورانیّت) دے - آفتاب نے آسمان پر بہت دَور کئے - تب کہین یہ بہت نورانی ستارہ پردے سے باہر آیا - ستارون نے بہت مبارک نظرین کین - تب کہین (اسوقت) اس چاند نے اپنی صورت سے پانچپرے سے گھونگروالے بال اُلٹے - بلند آسمان نے بہت گردشین کین - تب کہین دنیا اُس نور سے تعیبہ دربنی - دائمی روشنی اسکا حصّہ ہوجیو - اُسکا نورانی دل تاریکی مت دیکھیو - اور اپنے فیض و برکت کا اثر رکھنے والے دل کی تسلّی کے لئے اُس بلندبخت مبارک روزگار کے طالع کے زائچہ کو منگا کر غیبی رازون کے لئے بمنزلہ لوحِ محفوظ کے تھا بڑی غور و فکر کے ساتھ مطالعہ فرمایا اور آنحضرت کی ذات کی سلامتی اور عمر کی زیادتی اور اقبال کے درجون کی ترقی اور دشمنون کی خانہ خرابی اور بدخواہون کی نامرادی اور ناراستون کی کج اندیشیان اُس سعادت کے دیباچہ سے معلوم فرمائین اور خوشی کے جوش مین سر اُٹھا کر پاک زبان پر لائے کہ خدا کا شکر ہے کہ اس فکر و تردّد سے دلکو بالکل اطمینان حاصل ہو گیا امید ہے کہ ہم عنقریب اُس نورِ بردرِ الٰہی کے دیدار سے خوشوقت ہو وینگے - اور ہم اُس سعادت پیوند کے طالع کی برکت سے سارے دشمنون پر ظفریاب اور فتحمند ہو وینگے پھر خدا کے شکر کے سجدے میش بہنچا کر قلعہ کے فتح کرنے مین کوشش کرنے والے ہوئے - اور میرزا عسکری قلعداری کی مہم مین نہایت درجہ نگہبانی اور انتظام ملحوظ رکھتا تھا - اور ہر رات دن مورچون کو بدلتا تھا کہ ایسا نہو کہ کوئی جماعت اپنے مورچے سے یک جہتی (ایک طرف ہو نا مراد سازش کرنے) کا حرف درمیان مین ڈالکر کسی طرح کا خلل نگاہبانی کی بنیادون مین ڈالے - اور جب محاصرہ مدت تک رہا اور بادشاہی ملازمون سے کوئی آگرہ طاقہ لباشیہ امیرانہی کوشش سے عاجز آکر لوٹنے کے لئے فکرمند ہوئے حضرت جہانبانی نے اس بات کو اُنکے احوال کے روزنامچہ سے پڑھکر قلعہ کے لینے مین پہلے سے زیادہ کوشش اور اہتمام فرمایا - اور اُس مورچے سے کہ اقبال کا خیمہ گاہ تھا ایک رات کوچ کرکے پرانے شہر قندہار کی طرف سے دروازے کے نزدیک جا کر اسقدر فاصلہ پر کہ ڈھیلا پہنچ جاتا اور اس جگہ کو چاردرہ کہتے ہین ایک استوار مورچہ تیار کیا اُسکی صبح کو ترکمانون (ایرانیون) نے اس بات سے باخبر ہو کر قلعہ کے فتح کرنے پر ہمت باندھی اور سب اطراف سے اُٹھکر آگے آئے اور دائرہ کو تنگ کیا میرزا عسکری نے پریشان ہو کر عجز و زاری کی بنیاد ڈالی اور ہزارون اضطرار اور بے قراری سے عرض کیا کہ چونکہ حضرت پاک دامنی کے گنبد کی بیٹھنے والی تشریف لارہی ہین اُنکے آنے تک مجھے مہلت دیجئے کہ اُنکے وسیلے سے خاطر جمع کرکے خدمت مین حاضر ہو سکون اور اپنی عرضی خواجہ دوست خاوند کے بھائی

میر طاہر کے ہاتھ پاک خدمت مین بھیجی۔ حضرت جہانبانی نے کہ جوانمردی اور مروت کی کان تھے اُسکی عرض کو قبولیت کی جگہ مین جگہ دے کر چند روز قلعہ کی مہم کو ڈھیل دی۔ میرزا تبہ رائی کی وجہ سے ظاہر مین عاجزی کا طریق اختیار کئے تھا اور پوشیدگی مین قلعہ کی استواری مین کوشش کرتا تھا۔ اور جب پاکدامنی کے گنبد کی بیٹھنے والی اور بیرام خان آئے اُسنے پھر نئے سرے سے مخالفت کا طریق اختیار کیا ہرچند مہد علیا نے کوشش فرمائی کہ میرزا عسکری کو نادرست خیال سے باز رکھین اور پاک آستانہ کے چُومنے سے مشرف کرین چونکہ اُسکی سعادت کا دماغ پریشان تھا بزرگانہ نصیحتون نے کوئی اثر نہ کیا اور وہ اپنی اُسی سختی اور سرکشی پر قائم ہوا۔ سرکشی کی زیادتی سے حضرت مَعلّی کو نہ چھوڑا کہ قلعے سے باہر نکلکر جہانبانی کے بلند لشکرگاہ مین تشریف لائین۔ حضرت جہانبانی کے پاک دل کو میرزا کی اس ناراستی سے اُسکی بدبختی کا اندازہ اور مخالفت کی مقدار وغیرہ ظاہر ہوئی خدا کی مہربانی پر کہ وسیلہ ڈھونڈھنے والون کی ذمہ دار ہے بھروسا کر کے قلعے کے فتح کرنے مین بہت زیادہ کوشش فرمائی۔ اسی درمیان مین محمد سلطان میرزا کا بیٹا الغ میرزا کہ سلطان حسین میرزا کے نواسون سے تھا اور فوج بیگ کا بیٹا شیر افگن بیگ اور منعم خان کا بھائی فضیل بیگ اور میر عبداللہ کے بیٹے میر برکہ اور میرزا حسن خان کہ سبزوار کے بنی مختار کے سیّدون سے ہین اور اور بہت سے لوگ کابل سے پہنچکر جاگتے نصیب کی رہنمائی سے آستان بوسی کی سعادت پانے والے ہوئے۔ اور نکل بھاگ کر چلے آنیکا سبب وہ تھا کہ میرزا کامران الغ میرزا کو قید مین نگاہ رکھتا تھا۔ اور خبرداری کے لحاظ سے ہر ہفتہ مین ایک شخص کو سونپتا تھا جب شیر افگن کی باری آئی وہ بھی میرزا سے ڈرتا تھا اُس جماعت کے ساتھ الغ میرزا کو لیکر بھاگ آیا اور ملازمت کی دولت حاصل کی۔ اور حضرت جہانبانی نے اِن لوگون کو بے انتہا مہربانیون کے ساتھ سربلندی کی خلعت بخشے زمین داور الغ میرزا کے نام ہوئی۔ اور قاسم حسین سلطان اگرچہ انکی ہمراہ نکلا تھا۔ لیکن ایک رات رستہ بھول کر ہزارہ کے درمیان جا پڑا۔ اور چند روز کے بعد لُٹا ہوا پیادہ پانون مین چھالے پڑا پہنچا آنحضرت نے فرمایا کہ ابھی تک تیرے اخلاص مین کچھ نقصان تھا کہ تو نے راہ گم کی اور اتنی بلا مین مبتلا ہوا۔ اور اُسکے بعد دودہ بیگ ہزارہ اپنے سوارون اور نوکرون سمیت آیا اور کابل کے سردارون کی بھی عرضیان پہنچین۔ اس جماعت کے پہنچنے اور اکثر ان امیرون اور سردارون کی عرضیان آنے سے کہ کابل مین تھے شاہی لشکرگاہ مین ایک بڑی خوشی پیدا ہوئی۔ اور قزلباشیہ کہ متردد خاطر تھے مطمئن ہو کر بڑی سرگرمی سے کوشش کرنے لگے اور قلعہ داری کے رکنون مین کھلبلی پڑی اور پائداری کا پانون محافظت کے کنگورے سے پھسلا قلعہ کے رہنے والے روز بروز میرزا عسکری کا حال لکھکر قلعہ کی دیوار سے بذریعہ تیر وغیرہ کے پھینکدیتے تھے کہ قلعہ نشینون کا کام دشوار ہو گیا ہے اپنے انتظام مین فروانہ رہو۔ اور قلعہ کے فتح کرنے کے لئے ہمّت کی کمر مضبوط باندھو۔ اور کوشش سے ہمت مت ہارو۔ قلعہ کے لوگ تنگ آ گئے ہین۔ انجام کار یہ نوبت پہنچی کہ میرزا عسکری کے لشکر کے سردار اپنے آپکو قلعہ سے ایک ایک

کر کے باہر پھینکنے لگے اور توپچی اور پیادے اوپر سے کودنے تھے - پہلے خضر خواجہ نے اُس مورچہ کے نزدیک کہ اقبال
کا خیمہ گاہ تھا اپنے آپکو قلعہ سے گرایا اور عاجزی کا گریبان انکسار کے ہاتھ سے پکڑ کر حضرت جہانبانی کے پاک قدمون
پر گرا - اور اُسکے بعد مویدبیگ ڈوری باندھکر قلعہ سے نیچے آیا اور زمین بوسی کی بزرگی سے سربلند ہوا اُسکے بعد
اسمٰعیل بیگ کہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے امیرون سے دلاوری اور شورت مین مانا ہوا تھا پہنچا - اور قراچہ
خان کا بھتیجا ابوالحسن بیگ اور نور بیگ کا بیٹا منوّر بیگ اُنکی ہمراہ آئے اور ایک رات خضر خان ہزارہ نے قلعہ سے
اپنے آپکو گرایا وہ تین ہزارہ اوسکو پیٹہ پر چڑھا کر کوہ الکہ کی جانب روانہ ہوئے چونکہ کام بے انتظام ہو گیا تھا
میرزا عسکری نہ قلعہ مین ٹہیرنے کا ارادہ رکھتا تھا - اور نہ گیتی پناہ بارگاہ مین آنے کا مونھہ رکھتا تھا - اسلئے اُسنے
چاہا کہ اپنے آپکو ایک سلامت کے گوشہ مین کھینچے اور اس جائے خطر سے کنارہ پر ہو کر اپنا وقت گزارے - اُسکی صبح کو
فتحمند لشکر مین خبر پہنچی کہ خضر خان ہزارہ نے قلعہ سے باہر نکلکر بھاگنے کا راستہ اختیار کیا ہے کچھ لوگ اُسکی جستجو مین گئے
اور وہ کچھ راہ چلکر ایک پتھر کے پیچھے چھپ گیا تھا اور بعضے معتبر لوگ نقل کرتے ہین کہ خضر خان ہزارہ کہتا تھا کہ کئی مرتبہ
وہ لوگ کہ میرے پکڑنے کے لئے مقرر ہوئے تھے میرے نزدیک سے گزرے اور ایک دفعہ ایک نے جانور خیال کرکے میرا
دامن پکڑا مینے خوف کے مارے سانس تک نہ لیا جب رات ہوئی مین پتھر کے نیچے سے باہر آیا اور اپنی امن کی جگہ کی
طرف روانہ ہوا - جب حضرت جہانبانی کی روزافزون دولت ظاہربینون کے دلنشین ہو گئی اور قلعہ نشینون پر روشن
ہو گیا کہ حضرت جہانبانی کے اقبال اور وفادار جان نثار کرنے والون کی کوشش سے قلعہ کی نگہداشت ممکن نہین
ہے میرزا عسکری غفلت کی نیند سے جاگ کر پریشان اور بیقرار ہوا - نہ پاؤن جانے کے تھے اور نہ جگہ ٹھیرنے کی -
اُسنے التماس کیا کہ قندہار کو دولت کے سردارون کے حوالہ کرتا ہون مجھے جانے دین - کہ کابل کو چلا جاؤن -
حضرت جہانبانی اسپر راضی نہوے اور اُسکا بیہودہ خیال صورت پذیر نہوا - ناچار حضرت مہد علیا خانزادہ
بیگم کو پاک حضور مین بھیجا تو اُنھون نے گناہون کی معافی چاہی - اور انھون نے اُس پاکدامنی کے خاندان
کی برگزیدہ کی درخواست کے وسیلے سے معافی کی تحریر اُسکی خطاؤن پر کھینچی پنجشنبہ کے روز پچیسوین تاریخ
ماہ جمادی الآخری لکھے گئے سال کو میرزا عسکری اُس پاک دامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی کی ہمراہ عاجزی اور
پشیمانی کی راہ سے قلعہ سے باہر آیا حضرت جہانبانی شاہی دیوانخانے مین عزت کی صفون کی مجلس کے آراستہ کرنے
والے تھے - اور چغتائی امیر اور قزلباش (ایرانی) صف باندھے اپنے درجون اور مرتبون کے موافق کھڑے
تھے بیرام خان بادشاہی حکم کے موافق میرزا عسکری کی گردن مین شمشیر لٹکا کر حضور مین لایا حضرت جہانبانی نے
خصومت جانی کے باوجود کہ میرزا سے معاینہ ہوئی تھی - مملکت کی مصلحتون اور سلطنت کے قواعد سے قطع نظر
کر کے صرف اپنی ذاتی مہربانیون اور پیدائشی ترحم کی زیادتی سے اُس پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی

کی سفارش کے قبول کرنے کو پسندیدہ طریقون اور اچھی بزرگ عادتون کی رسمون سے شمار کرکے معافی کا قلم اور دہ گزر کر انکی تحریر اور سکے اعمال کے صحیفہ پر چشم التفات کے پرون کا گھیرا گیا اور عنایتون کی بزرگیون کا چھپایا گیا کیا۔ اور اس اقبال کے مقدمہ پر خدائی مہربانیون کے شکر کا سجدہ بجالاکر حکم فرمایا کہ شمشیر میرزا کی گردن سے دور کی اور اسکے بندگی کے آداب بجالانے کے بعد (جبکہ وہ آداب بندگی بجالاچکا) اسکو حکم ہوا کہ بیٹھے۔ اُسکے بعد محمد خان جلائر اور شاہم خان اور مقیم خان اور شاہ سیستان اور تولک خان قوجی تیس آدمیون تک کو شمشیر اور ترکش انکی گردنون مین لٹکا کر کورنش (جھک کر سلام کرنے) کے لئے لائے۔ اِن لوگون مین سے مقیم خان کو اور شاہ سیستان کو فرمایا کہ انکے پاؤن مین بیڑیان اور گردن مین تختہ ڈالکر نگاہ رکھین اور دن کے آخر سے صبح صادق تک کہ عالم بالا کے فیض کے اُترنے کا وقت ہے دلکشا مجلس رکھی۔ اور عبرت بڑھانے والی سرگزشتین بیان فرمائین۔ اور میر قلندر اور سارے قوال اور باجہ بجانے والے نغمہ پردازی کے وسیلے سے جہان کے آراستہ کرنے والے دل کا رنگ صاف کرنے والے تھے اور اسی جلسہ کے درمیان میرزا عسکری کا خط جو اُسنے آنحضرت کے بیابان کی راہ مین توجہ فرمانے اور مسافرت اختیار کرنے کے وقت مین بلوچون کے گروہون کے نام بھیجا تھا بجنس (وہی) موجود کیا اور عزت کے فرش کے کھڑے ہونے والون نے شاہی اشارہ کے موافق میرزا کو دیا میرزا پر زندگانی تلخ ہوگئی اور عیش مکدر (تیرہ) ہوگیا۔ آخر وقت کے تقاضے کے موافق حکم ہوا۔ کہ میرزا کو نگاہ رکھین اور کورنش کے لئے لاتے رہین۔ کہ اب کہ اُسکے گناہ پیدائشی بزرگ صفتون کے تقاضے سے بخش دئے گئے ہین چند روز قید مین رہکر نصیحت قبول کرے۔ اور دوسرے روز فتح کے جھنڈون کا ماہچہ قلعے کے اندھیرے گھر کے بیٹھنے والون کی رات روشن کرنے والا ہوا۔ اور محمد مراد میرزا اور چغتائی امیر اور قزلباشیہ حضرت جہانبانی کے ساتھ ساتھ شہر مین آئے۔ اور تین رات دن وہ فخر کے قابل شہر مبارک آمد کی شوکت سے امن وامان کے اُترنے کی جگہ رہا۔ چوتھے روز بزرگ دل کے پوشیدہ راز کے موافق شہر کو محمد مراد میرزا کو عنایت فرمایا اور خود دولت اور اقبال کے ساتھ حضرت فردوس مکانی کے چہار باغ مین کہ ارغنداب کے کنارے واقع ہے اُترنے کی بزرگی فرماکر عمدہ عمدہ میوے اور پھل رکھنے والے درختون سے لذت حاصل کرنے والے اور اُنکے سایہ مین بیٹھنے والے ہوئے۔ اور اُس دلکشا منزل مین میرزا عسکری کے اسباب اور اموال کی کہ سب طرفون سے جمع کیا گیا تھا کارپردازون اور کارکنون نے ایک فہرست لکھکر پاک نظر مین گزرانی۔ آنحضرت نے اُسکو اعتبار کی آنکھ مین نہ لاکر سپاہ کے بہادرون کو کہ مفلسی کی تحریر احوال کی پیشانی پر رکھتے تھے عنایت فرمایا۔ جب میرزا کامران کو یہ خبر پہنچی کہ قندھار فتح ہوگیا ہے اور حضرت جہانبانی کے بلند لشکر کی توجہ کابل کے تابع کرنے کی ہے۔ میرزا سوچ مین پڑا اور متردد ہوا۔ اور حضرت شہنشاہی کو پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی خانزادہ بیگم کے گھر سے اپنے گھر مین لایا اور اپنی بڑی بیوی خانم کے حوالے کیا اور شمس الدین محمد غزنوی مشہور بنام انگہ خان کو قید کرکے ایک نالائق مقام مین نگاہ

رکھا اور اپنے امیرون سے صلاح و مشورہ طلب کیا کہ میرزا سلیمان کے بارہ مین کیا کرنا چاہئے ملا عبد الخالق نے کہ میرزا کے
ساتھ اُستادی کی نسبت رکھتا تھا اور بابوس نے کہ مُلکی کامون مین دخل دیتا تھا کہا کہ مناسب وہ ہے کہ میرزا کو
دلاسا دے کر بدخشان دینا چاہئے تاکہ کار کے وقت مین کام آوے اور میرزا سلیمان کے طالع کی مددگاری سے وہ
کہ اس سے چند روز پہلے میر نظر علی اور میرزا تمیتہ کاکائی اور شیر علی بلوچ اور دوسرے لوگون نے اتفاق کر کے قلعہ
ظفر کو لے لیا تھا اور قاسم برلاس کو دوسرے سردارون کے ساتھ قید کر کے میرزا کامران کو کہلا بھیجا تھا کہ اگر
میرزا سلیمان کو بھیجدوگے تو ولایت بدخشان آپکے حوالہ کر دی جائیگی وگرنہ ان لوگون کو کہ ہمنے گرفتار کیا ہے
ہم قتل کر ڈالینگے اور ملک بدخشان اوزبک کے سُپرد کر دینگے۔ اسلئے اس میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم اور
حرم بیگم کو بدخشان کی رخصت دی گئی۔ میرزا موضع مورہ مین سنار کے پایہ تک پہنچا تھا کہ میرزا کامران میرزا سلیمان
کی رخصت سے پشیمان ہوا آدمی میرزا کے بُلانے کو بھیجا کہ بعضی زبانی باتین باقی رہی ہین سنکر جائین میرزا سلیمان
اس طلب سے بدگمان ہوا معذرت نامہ جواب مین لکھا کہ چونکہ بہتے نیک گھڑی مین رخصت پائی ہے لوٹنا مناسب
نہین سمجھتا ہون آپکی توجہ و مہربانی سے امید وہ ہے اُن باتون کو لکھکر قُرب کے بساط کے معتمدون سے ایک
کے ہاتھ بھیجدین تاکہ اُسکے موافق عمل کیا جاوے اور خود جلدی کے ساتھ بدخشان کی طرف روانہ ہوا بدخشان پر
پہنچنا تھا اور پیمان کا ٹوٹنا اور اسی احوال کے درمیان یادگار ناصر میرزا کابل سے بھاگ کر بدخشان کیطرف گیا اور جب زمانے نے چاہا
کہ میرزا کامران کو اس بدلے کے گھر (دُنیا) مین اُسکو اُسکے کامون کا بدلہ دیوے روز بروز اُسکے اسباب آمادہ
ہوتے تھے میرزاؤن سے میرزا ہندال کے سوا کوئی اُسکے پاس نہ رہا ناچار اُسنے اُسکی دلجوئی کر کے مقرر کیا کہ یادگار
ناصر میرزا کا پیچھا کرے اور اسکو گرفتار کر کے لادے اور ایک پختہ وعدہ کیا کہ جو کچھ آجکے روز قبضہ مین رکھتا ہون اور
اسی طرح جو کچھ اسکے بعد بھی قبضے مین آئیگا تیسرا حصہ تیرا ہوگا اور اس عہد و پیمان سے میرزا کو کہ نظر بند رکھتا تھا
رخصت دی اور میرزا ہندال کہ اُسکی بدسلوکی سے تنگ آگیا تھا اُسنے مکاری کے ساتھ قبول کیا اور اُسکے پنجہ
سے چھٹکارا پانے کو ایک بڑی فتحمندی سمجھا اور پارے منار سے گزر کر سعادت کی رہبری سے حضرت
جہانبانی کی ملازمت کی طرف متوجہ ہوا میرزا کامران کو اس واقعہ کے حادث ہونے
سے پریشانی ظاہر ہوئی اور اُسنے اپنے کام کا سررشتہ گم کیا (سٹ پٹا گیا) اور اُسکے ملازمون اور مصاحبون
سے ایسا کوئی کہ اُسکی بہتری ملحوظ رکھکر سچی بات کہے نہ تھا۔ اُسکے بہت سے لوگون کی بینائی کی آنکھ بند اور
دانائی کی آنکھ غفلت کے پردے اُلٹی ہوئی (بہت سرخ کہ دیکھنے کی قدرت نہ رکھتی ہو) تھی۔ راستی کا رستہ اور ہدایت
کا طریقہ نہین دیکھتے تھے۔ اور اُس گروہ کو جو حال کی صلاح کو معلوم کئے ہوئے تھا۔ یہ قدرت نہ تھی کہ واقعی بات
کہ سکے اور اسکے دو سبب تھے کہ بعضون کو عرض کرنے کی قدرت نہ تھی۔ اور بعضے اُس قسم کے تھے کہ میرزا کے دل کا

لحاظ کرتے تھے اور حق کا ظاہر کرنا وقت کے مناسب نہ سمجھتے تھے اسلئے اُنہین یقین تھا کہ ہرگز یہ اُنکی عادت نہین ہے کہ کسی کام مین اپنی راے کے خلاف دوسرے کی راے صواب کو قبول کرے۔ اُسکے ظاہر کرتے ہی رنجیدہ خاطر ہوجائیگا اور اُسکی آزردگی کہنے والے کی قدر و منزلت کے گھٹنے اور کم ہونے کا باعث ہوگی۔ حالانکہ دولتخواہی اور خیراندیشی کا حق یہ ہے کہ ایسی باتون مین اپنا نقصان پیش نظر نہ رکھکر توقف نہ کرین اور سُستی اور تاخیر مین نہ گزارین اسلئے کہ اُسکا نقصان انجام مین سب کے حال کی طرف پلٹتا ہے۔ اور ان عملون کا نقصان سب کی دولت کے زملنے سے ملنے والا ہوتا ہے۔ اور مشورت دینے مین خیانت کرنے کا نتیجہ بہت بڑی خیانتون اور بہت بڑے گناہون سے ہے ظہور مین آتا ہے اور بدپانتی اور خوشامدگوئی کا تل کہ بے دولتی اور بےسعادتی کا داغ ہے اُنکے حال اور انجام کے رخسارے پر نمودار ہوتا ہے۔ مناسب یہی ہے کہ اگر ان لوگون کو حق کے نہ چھپانے اور سچّے کے ظاہر کرنے کے وقت مین کوئی ایسی ناپسندیدہ بات کہ طبیعت کے ناموافق ہو پہنچے۔ اُسکو اپنے زمانے کی سعادت سمجھین اور اُسپر خوشوقت ہوکر رنجیدگی خاطر کا شکن خوشحالی کی پیشانی مین نہ ڈالین۔ کہ اگرچہ ظاہر مین بزرگون کی بےعزتی ہوتی ہے لیکن از روے حقیقت پاک دل تعریف کرتے ہین۔ اور اگرچہ ایسے نصیحت کرنے والے ظاہری اعتبار سے آقاؤن کی راے کے برخلاف رستہ چلتے ہین لیکن باطنی اعتبار سے ذمّہ داری کے فرض سے بھی رہائی پاتے ہین اور نعمت کا حق بھی ادا کرتے ہین۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ عاقبت اندیشون اور آخربینون کی نظر مین پسندیدہ تعریف کے قابل بات کہنے والے اور کام کرتے نظر آتے ہین۔ القصّہ میرزا کامران کو مصلحت آموز عقل کے نہوے اور ایسے سعادت بڑھانے والے ہمراہیون کے گم ہونے کی وجہ سے غلطی پر غلطی صورت دکھاتی تھی۔

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے پاک لشکر کا قندھار سے کابل اور اُن ملکون کے فتح کرنیکے لئے کوچ کرنا

جب پاک نشان رکھنے والا دل قندہار کی مہمّون سے فارغ ہوا کابل کا فتح کرنا بلند ہمت کے آگے رکھا گیا ہوا اسلئے اس ارادے پر حضرت فردوس مکانی کے باغ سے کوچ کرکے مقام بابا حسن ابدال سے زیادہ اوپر سفید گنبد مین بزرگی کا اُترنا فرمایا اور ہمیشہ اس حملے کی فتح کا خیال الہام پذیر دل کے صحن پر چمکتا تھا (یعنی بادشاہ ہردم اسی خیال مین مشغول تھے کہ کس طور سے اس حملے کو فتح کرین) اور دوربین دولت خواہون اور اخلاص منش لوگون (اور دوراندیش خیرخواہون اور سچّے وفادار لوگون) کے ساتھ ہمیشہ گفتگو کی جاتی تھی۔ بہت سے ایرانی

سفر کی مدّت کی درازی سے رنجیدہ خاطر ہوکر بغیر رخصت لئے چل دئے۔ اور بعضے تقاضے کے ساتھہ رخصت لیکر جدا ہوگئے بداغ خان اور اَور لوگ کہ شاہ کے فرزند کی ملازمت مین تھے وہ بے پروائی کی کمی کی وجہ سے ظلم اور درازدستی کا ہاتھہ رعیت اور آبادی (بستی) پر کھولتے تھے۔ اور اس نالائق عمل کو اپنے زمانے کی کشادگی (اپنے سرمایہ کا بڑھنا) خیال کرتے تھے۔ شہر کے ادنی اور اعلی انصاف چاہتے اور فریاد کرتے ہوئے شاہی درگاہ مین پہنچتے تھے۔ اور حضرت جہانبانی اِس معاملے مین متردّد تھے۔ کہ اگر ظالمون کو تنبیہ کیجاتی ہے شاہ کی خاطر آزردہ ہوتی ہے اور اگر انصاف کے قانون پر عمل نہین ہوتا ہے تو ظالم زیردستون سے ہاتھہ نہین روکتے ہین۔ اور یہ بات خدا کے غضب کا باعث ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ وقت کا تقاضا نہ تھا۔ حیرت کے مقام مین آکر اس کام کی تدبیر دوسرے وقت پر موقوف رکھتے تھے اور جسوقت کابل پر حملہ آور ہونا پختہ ہوگیا۔ تو پاکدامنی کے خیمے کی پردہ نشینون سے بعض کے قیام کرنے اور اشیا اور اسباب ضروری کے نگاہ رکھنے کے لئے چند شہر یعنی بداغ خان سے مانگین اور سچائی کی ترجمہ کرنے والی زبان سے فرمایا کہ ہمنے اپنے عہد و پیمان کے موافق قندھار تمہارے لئے مقرر رکھا ہے۔ لیکن ایک ایسی جگہ ہے کہ اپنے آدمیون کو وہان چھوڑکر اور دلکو اُنکی طرف سے مطمئن کرکے ارادے کا پاؤن سفر کی رکاب مین لائین چارہ نہین ہے بداغ خان اپنے معاملہ نہ سمجھنے کی وجہ سے اُس سے باز رہا اور دانشمندون کے طریقے پر شاہی حکم کی فرمانبرداری مین کہ کام کی اصل تھی جلدی نہ کی۔ بڑے بڑے سردارون نے کہ ملازمت مین تھے پاک عرض مین پہنچایا کہ ہم ایک بڑا کام در پیش رکھتے ہین قندھار کے لینے سے چارہ نہین ہے۔ تاکہ جس کام کی طرف کہ ہم متوجہ ہون بے فکر ہووین۔ آنحضرت نے شاہ کی مہربانیون پر نظر فرماکر نہ چاہا کہ شاہی لوگون کا دل غبار آلودہ ہووے اسلئے اُنکی ناپسندیدہ حرکتون کو اپنی ہمت کی بُردباری سے معاف فرمایا اور اپنے بہادر سپاہیون کی تسکین خاطر کی۔ اور اس فکر مین تھے (یہ بات سوچنے لگے) کہ بدخشان کی طرف کُوچ فرماکر میرزا سلیمان کو اپنی ہمراہ لین اور کابل کے تابع کرنے کو متوجہ ہون۔ اور چونکہ سب سے اچھا مطلب کابل کے جلدی سے فتح کرنے مین حضرت شہنشاہی کے سعادت بڑھانے والے دیدار کا شوق اور اُس خلافت کی آنکھہ کے نور کے باکمال جمال کا حاصل کرنا تھا کیونکہ آسمانی اشارون کے موافق ساری غیبی فتوحات کو آنحضرت کی سعادت کی روشنی رکھنے والی ذات کی برکتون سے جانتے تھے۔ دمبدم اس ارادے کے جاری کرنے اور اس آرزو کے پورا کرنے کے لئے کوشش ظہور مین آتی تھی۔ اسی درمیان مین شاہ کا بیٹا رحمت کے باغون کی طرف نظر کرنیوالا اور بخشائش کے حوضون مین اُترنے والا ہوا۔ (مرگیا) عزت کی بساط (فرش) کے مقرّبون اور منزلت کی قُرب کے مخصوص لوگون نے جائے عرض مین پہنچایا کہ جاڑے کا زمانہ نزدیک آگیا اور بال بچے اور اسباب وغیرہ اس کوہستان مین ہمراہ لیجانا ایک طرح کا ناممکن نظر آتا ہے شاہ کے بیٹے کوچ کر گئے ترکمان (ایرانیون) پر قندھار کو چھوڑنا مناسب نہین ہے۔ خاص کر کے ایسے سرکش لوگ کہ ولایت کی بُنیاد کے خراب کرنے اور آسودگی کے ستونون کے ڈھانے مین

درازدستی رکھتے ہین۔ اور باوجود اِسکے کہ انگو شاہ کی طرف سے حکم دیا گیا تھا کہ بندگی کا پٹکا جان کی کمر پر باندھکر ہمیشہ حضور کی ہمراہ رہین۔ اُنھون نے برگشتگی اختیار کی ہے اور غفلت کی شراب کے نشے کے سبب سے احکام کے قبول کرنے مین سرگرمی (آمادگی) نہین رکھتے ہین۔ بلکہ اطاعت کیے گئے احکام کی نابجاآوری کی وجہ سے اپنے ظاہر اور باطن کو مخالفت کے ساتھ موافق کرکے بے حیائی کی نقاب چہرے کے آگے چھوڑے ہوئے ہین۔ دولت کے لائق وہ ہے کہ اُنکے ظلم کا ہاتھ شہر کے مسکینون اور عاجزون کے احوال کے دامن سے کہ خدا کا پچھلا عطیہ ہین کوتاہ کرین۔ اور ہو ہی نہین سکتا کہ اس صواب کے ساتھ نسبت رکھنے والے خیال ہین کسی طرح کا غُبار شاہ کے دل مین پہنچے اور چونکہ یہان سے کابل تک فاصلہ بہت ہے۔ اور ہزارہ کے گروہ اور افغان کے قبیلے کہ چیونٹی اور ٹڈی سے بہت زیادہ ہین اور اِن راستون کے بڑے بھاری پتھر بنے ہوئے ہین۔ خاص کرکے کہ میرزا کامران کے ساتھ بات درمیان مین رکھتے ہین ایسی امن کی جگہہ کا ہاتھ مین لانا کہ دل کو ہر ایک طرح پر اطمینان دیوے بھلا کام ہے۔ اور اسوقت اس مقام سے بہتر کہ اس کام کے لئے لائق ہو۔ قندھار کے سوا نہین ہے جو عقل اور عزت اور عدل کے موافق داغ خان کو حکم دینا چاہیے کہ قندھار کو خوشی سے خواہ ناخوشی سے خالی کردیوے اور اگر وہ نہ کرے تو محاصرے اور غلبہ کے وسیلے سے اُس سے لے کو چھین کر اور ایک محبت نامہ شاہ کو لکھنا چاہیے کہ جس مین حالت اور وقت کی ضرورتون کی تفصیل ہو اور سچی دوستی کی زیادتی اور موافقت کے باقی رکھنے پر دلالت کرے۔ اور چونکہ بلند ذات رکھنے والے شاہ دانائی اور انصاف کا کان ہین اس عمل کو تعریف کے لائق عملون سے شمار کرینگے اور اس بات (مقدمے) مین سب سے بڑا کہنے والا حاجی محمد خان بابا قشقہ تھا۔ حضرت جہانبانی نے فرمایا۔ کہ ہمنے یہ سب کچھ مان لیا لیکن محاصرہ کرنا اور جھگڑے لڑائی کی تلوار کھینچنا اور بالکل مخالف ہو جانا بدصورتی سے خالی نہین ہے (ایک بہت بھونڈی بات ہے) اگرچہ اُنھون نے اعتدال کے سیدھے راستہ سے گزرنا اختیار کیا ہے لیکن مین اس بے اعتدالی کو درگاہ کے بندون کے لئے یعنی تمہارے لئے تجویز نہین کرتا ہون اسلئے کہ اِن دونو صورتون مین بداغ خان کے آدمی ضائع ہونگے۔ زمانہ کے لوگون کی پہلی نظر مین یہ بات بدنما معلوم ہوگی۔ وہی بہتر ہے کہ دُور اندیش عقل کے وسیلے سے ایسی تدبیر سوچنا چاہیے کہ بغیر لڑے بھڑے قلعہ ہاتھ آجاوے اسلئے آدمی بداغ خان کے پاس بھیجا کہ چونکہ ہم کابل کے فتح کرنے کو جارہے ہین تو میرزا عسکری کو قندھار مین قید رکھو تاکہ اُس سے دلجمعی رہے۔ اشارہ کیے گئے نے (بداغ خان نے) اپنے کام کی صلاح جانکر (اپنے لئے اسمین نفع سمجھکر) اس بات کو قبول کرلیا اور مقرر ہوا کہ تجربہ کار دلاور اور لڑائی آزمائے ہوئے بہادر قندھار کی حدود مین جاکر گھات مین رہین اور ایکبارگی وقت پاکر ہمت کی مددگاری اور بہادری کی مدد سے قلعہ کے اندر داخل ہون بیرام خان اور دوسرے لوگ دروازہ کندکان کی طرف مین مقرر ہوے اور الغ میرزا اور حاجی محمد اور اَور لوگ دروازہ ماشور کی جانب مقرر ہوئے۔ اور موید بیگ اور اَور لوگ دروازہ نو کی حدود مین

جگہ پانے والے ہوئے۔ اوران بہادری کے جنگل کے شیرون نے رات ہی رات چلکر قندھار کے اطراف مین گھات لگائی۔ صبح صادق کے ظاہر ہونے کے وقت حاجی محمد نے اپنے آپکو سب سے پہلے دروازہ ماشورہ تک پہنچایا اتفاق سے چند اونٹ گھاس کے لدے قلعے کے اندر جاتے تھے وہ اپنے آپکو اونٹون کی آڑمین کرکے شیرمردون کی طرح ایکبارگی اندر داخل ہوگیا دربان نے آگاہ ہوکر روکا اوراسکو نکالنے لگا اُسنے جواب دیا کہ ہم بداغ خان کے حکم کے موافق میرزا عسکری کو لائے ہین کہ قلعے کے اندر نگاہ رکھین اس بات نے کوئی فائدہ نہ کیا اور وہ بند کرنے کے درپے ہوا۔ حاجی محمد نے دربان کا ہاتھ تلوار سے قلم کرڈالا۔ اورکئے ایک اور پیچھے سے آپہنچے اور ایرانیون سے وہ لوگ کہ وہان سے نزدیک تھے لڑنے لگے اور مارے گئے۔ اور بیرام خان نے دروازۂ کندکان سے اپنے آپکو اندر ڈالا اور قلعہ زبردست سلطنت کے سردارون کے قبضے مین آگیا اور ایرانی بھاگ کر قلعۂ شاہی مین قلعہ نشین ہوئے دوپہر کے وقت حضرت جہانبانی نے خود دروازہ کندکان سے دولت اور اقبال کے ساتھ داخل ہوکر برج اچہ مین چڑھنا فرمایا اور وہ سعادت کا طریق رکھنے والا شہر شاہی اترنے کی برکت سے جاے اوترنے امن و امان اور جاے اُترنے عدل و احسان کا ہوا۔ اور اس رحمت کے اُترنے اور سعادت کے چڑھنے سے چھوٹے اور بڑے کے دل سے شادی کا شور اور مبارکبادی کی خوشخبری برآئی اور بداغ خان نے حیدر سلطان کے وسیلے سے آکر شرمساری کا سجدہ اور تقصیر کا عذر پیش کیا اور آنحضرت نے اسکو شاہانہ بزرگ کرم و احسان کا گھیرا ہوا فرماکر رخصت کیا اور شہر بیرام خان کو عنایت فرمایا اور خط بادشاہ کو لکھا کہ چونکہ بداغ خان نے شاہی حکم کے خلاف کیا اور خدمت سے سستی کرنے والا رہا ہمنے قندھار اُس سے لیکر بیرام خان کو سونپ دیا شاہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اسی حال مین میرزا عسکری جان بخشی اور بادشاہی مہربانی کی قدر نہ پہچان کر بھاگ نکلا چند روز کے بعد ایک افغان نے آکر خبر کی کہ میرزا میرے گھر مین ہے آدمی مقرر ہووے کہ اسکو ایسے طریقے سے کہ وہ مجھسے نہ جانے گرفتار کرلاوے حضرت جہانبانی نے شاہ میرزا اور خواجہ عنبر ناظر کو مقرر فرمایا بھیجے گئے آدمی اُسکو اُسی افغان کے گھر سے ٹاٹ کے نیچے سے نکال کر شاہی درگاہ مین لاے۔ اور آنحضرت نے ذاتی نرم دلی اور مہربانی کے تقاضے اور حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی وصیت کے لحاظ سے کہ ساری مخلوق خاص کرکے بھائیون کے بارہ مین فرمائی تھی مہربانی کی نظر کا شامل کیا گیا پھر اُسکی خطاؤن اور لغزشون سے نئے سر سے درگزر فرمائی اور ندیم کو کلتاش کے سپرد کیا کہ خاص معتمدون سے تھا۔ اور ولایت قندھار کو سلطنت کے سردارون پر تقسیم فرمایا ولایت بتری الغ میرزا کے نام مقرر ہوئی۔ اور پرگنات ملہ حاجی محمد کے خرچ خوراک کے لئے خاص اور زمین داور اسمعیل بیگ کو اور قلات شیر افگن کو اور شال حیدر سلطان کو عطا ہوئی۔ اور اسیطرح سارے ملازمون کو انکے مرتبے کے موافق جاگیر دی اور خواجہ جلال الدین محمود کو کہ اُسنے شہر مین میرزا عسکری کے لوگون اور دوسرے لوگون سے طمع کی تھی۔ میر محمد علی کے وسیلے سے گرفتار کرایا۔ اور جب پاک دل نے قندھار کی مہمون

انتظام سے فراغ پائی اور بادشاہی عمدہ کوششون کے وسیلے سے تقدیر موافق تدبیر کے ہوئی سعادت اور اقبال کے
ساتھ مبارک گھڑی مین حضرت مریم مکانی کا ڈولا قندھار مین چھوڑکر کابل کے تابع کرنے کا ارادہ بلند ہمت کے آگے
رکھا گیا فرمایا (کابل کے فتح کرنے کی ٹھانی) اور بے انتہا فیض و برکتون اور اُن نعمتون سے جنکی امید بھی نہ کی گئی
تھی وہ ہے۔ کہ ایک بڑا قافلہ ہندوستان سے آیا تھا اور سوداگر ونکی دل کی خواہش کے موافق سوداگرے عراقی
گھوڑے ترکمانون سے خریدے تھے چونکہ اقبال کی روشنیان حال کے رخسارون سے چمکتی تھین اس قافلے کے
بزرگون نے آکر عرض کیا کہ اگر ہمارے گھوڑے شاہی لشکر کے ملازم خریدلین اور اُسکی قیمت ہندوستان کے فتح ہونے
کے بعد مرحمت فرمائین تو ہم نہایت درجہ کی رضامندی رکھتے ہین اور اپنی سعادت کا سرمایہ سمجھتے ہین کیا ہی خوب
ہماری خوش قسمتی ہوگی۔ کہ ہم اس ذراسی مدد سے اپنے آپکو شاہی درگاہ کے دولت خواہون کے گروہ سے شمار
کرین۔ حضرت جہانبانی نے اس بات کو آسمانی مددون اور غیبی نعمتون سے خیال کیا اور اُنکی عرض کو قبول کے
کنگورے تک پہنچاکر حکم فرمایا کہ بیچنے والون کی دل کی خواہش کے موافق قیمت کے تمسک خریداری کے بارے مین
لکھکر اُنکے حوالے کرین اور خود دولت و اقبال کے ساتھ اُس پہاڑ کے پشتہ پر کہ نزدیک باباحسن ابدال کے ہے چڑھے
اور الغ میرزا اور بیرام خان اور شیر افگن اور حیدر محمد آختہ بیگی کو فرمایا کہ پہلے خاص شاہی اصطبل کے لئے گھوڑے
جدا کرین اور اُسکے بعد امیرون اور سارے ملازمون کے لئے انتخاب کرین سوداگرون اور سپاہیون کے دل آباد اور
آسائش یافتہ ہوئے۔ اور دوا بیگ ہزارہ چونکہ چاہتا تھا کہ مالی اور جانی خدمتون سے سربلند ہووے قلعہ تیری کی
طرف کہ اُسکے فرقے وہان تھے رات کے وقت رہنما بنکر شاہی لشکر کو وہان لے گیا اور جب شاہی لشکران اطراف مین
پہنچا فرقون کے بزرگون نے گھوڑے اور بھیڑ بکری اپنی حیثیت اور حال کے موافق پیشکش کیے۔ اور پسندیدہ خدمتین
بجالائے۔ چونکہ وہ اطراف دلکشا کوہستانی سبزہ زار رکھتے تھے چند روز تک دل کی خوشحالی اور دماغ کے تازہ کرنے
کے لئے قیام فرمایا اور حضرت مہد علیا خانزادہ بیگم کو اسی مقام مین بیماری پیش آئی اور مدت تک رہی اور دائمی رحمت سے
جاملین۔ آنحضرت ماتم داری کے قواعد بجالائے اور صبر کی مضبوط رسی کو پکڑکر کہ کارآگاہ بلند طبیعت رکھنے والون کی
شان ہے اور دانائی کے بھرے بلند دانش رکھنے والون کا نشان ہے اُس پردہ نشین کی روح کے راحت دینے
کے لئے ایسی خیرات اور نیکیان کہ شاہی خاندان کے لائق ہوسکتی ہین پیش پہنچانے والے ہوئے۔ اور وہان سے
بلند اقبال اور بیدار طالع کی رہنمونی کے ساتھ۔ کوچ بکوچ دارالسلطنت کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور میرزا ہندال
نے قندھار کی نزدیکی مین بندگی اور فرمانبرداری اور اچھے اعتقاد کے قاعدہ کے موافق بساط بوسی کی سعادت حاصل
کی۔ اور آنحضرت نے پیدائشی مہربانیون کے تقاضے سے بیحد نوازشون کے ساتھ خصوصیت بخشی۔ اور اُسکے آنے
سے نہایت خوشوقت ہوئے۔ اور بہت سے لوگون کے آنے کا باعث ہوا۔ اور بہت سے سردار گروہ گروہ

کابل سے جلدی جلدی آئے۔ اور ہوا کی آمیزش اور اختلاف کی وجہ سے اس راہ (کوچ) مین بیماری اور وبا فہمند لشکر مین
پیدا ہوئی۔ اور بہت سے لوگ ہنیستی کے بزرگ شہر کی طرف روانہ ہوئے (مرگئے) اور حیدر سلطان انہین مین سے
تھا۔ چونکہ ہوا کی مخالفت زیادتی رکھتی تھی اور ہمراہی فوج کم ہوگئی۔ میرزا ہندال نے بزرگ عرض مین پہنچایا کہ دولت
کے مناسب وہ ہے کہ اس جاڑے کے موسم مین لوٹ کر قندھار مین توقف فرماوین اور بہار کے آغاز مین لشکر کا سامان
اور سرانجام کرکے کابل کے فتح کرنے کے لئے ارادے کی باگ موڑین آنحضرت کے روبرو کوئی بات نہین فرمائی۔ اور جب
مجلس ختم ہوچکی میر سید برکہ کی زبانی کہلا بھیجا کہ اسکے باوجود کہ ہم تمہارے آنے اور یادگار ناصر میرزا کے (میرزا کامران
کے ساتھ سے) جدا ہونے سے خبردار نہ تھے ہم خدا کی مہربانیون پر بھروسا کرکے کابل کی جانب متوجہ تھے۔ اب کہ وہ
بات کہ جسکا گمان بھی نہ تھا ظہور مین آئی دیر لگانے کا کیا سبب ہے (یعنی جب حال یہ ہے تو ہم کسطرح کابل کے جانے
سے باز رہ سکتے ہین) اگر اپنے آدمیون کی رنج کشی اور محنت کی وجہ سے یا بات ولمین لائے ہوئے زمین داور اور وہ
محال و دنکو عطا کی ہے اس جاڑے کو وہان آرام کے ساتھ گزارو اور جب کابل کی گرہ کھل جاوے ہمسے آملنا میرزا
اس پیغام سے نہایت شرمندہ ہوا اور اپنی تقصیر کا عذر چاہا اور آنحضرت نے درست ارادے اور استوار امید کے ساتھ
قدم راہ مین رکھکر کام کی کشائش کے لئے ہمت باندھی راہ کے درمیان بابوس کا بھائی جمیل بیگ کہ میرزا کامران نے
اسکو اپنے داماد آق سلطان کا اتالیق کرکے غزنین مین چھوڑا تھا۔ آستانہ بوسی سے سربلند ہوا۔ اور بابوس کے
گناہون کی معافی کی درخواست کی اور اسکی یہ عرض قبول ہوئی۔ جب شاہی لشکر مقام شیخ علی پرکہ لغمان وار قندی کے
اطراف مین واقع ہے ٹھیرا۔ میرزا کامران جہان فتح کرنے والے جھنڈون کی توجہ کی خبر کے سننے سے پریشان ہوا قاسم
برلاس کو اور بہت سے لوگون کے ساتھ آگے روانہ کیا اور قاسم مخلص تربتی کو میرزا کا میر آتش (داروغہ توپخانہ) تھا ویا
کہ جلکہ دورنانات کہ بابوس بیگ کے گھر کے نزدیک تھا توپخانہ لیجاکر قائم کرے۔ اور لوگون کے بال بچے کہ کابل کے قلعے
کے باہر تھے سب کو انتظام کرکے قلعہ کے اندر لے گیا اور قلعہ کی بنیادون کے مضبوط کرنے کے بعد غرور اور غفلت کے
ساتھ کابل سے باہر نکلکر بابوس بیگ کی قیامگاہ کے نزدیک بیٹھا (قیام کیا) اور فوجون کے ترتیب دینے اور صفون
کے تقسیم کرنے مین کوشان ہوا۔ اور موضع تکیہ خمار مین قاسم برلاس ایک جماعت کے ساتھ آگے آیا تھا کہ خواجہ معظم اور
حاجی محمد خان اور شیر افگن نے بادشاہی اقبال کے لشکر گاہ سے آگے بڑھکر ایک لائق غلبہ دکھایا اور خدا کی مدد سے
کہ زبردست دولت کے آگے آگے چلنے والی تھی قاسم برلاس مقابلے کی تاب نہ لاکر بھاگا اور جب فوجون کے درمیان
فاصلہ کم رہگیا میرزا ہندال ہنے التماس کے موافق۔ ہراولی کے منصب سے خصوصیت پائی (ہراول۔ جو سب کے
آگے رہے) اقبال کا لشکر خواجہ مناسک کے پشتہ سے گزرکر ار قندی کے اطراف مین اُترنے کی بزرگی عطا فرمائے تھا کہ
بابوس اور جمیل بیگ اپنے آدمیون سمیت اور شاہ بردی خان کہ کبروز اور بنگش اور نغز اسکے متعلق تھا آکر زمین بوسی

کے آداب بجالائے۔ اور بیحد مہربانیون سے اُنکی دلجوئی کیئے گئے ہوئے۔ اور اُنکے پیچھے خواجہ کلان بیگ کا بیٹا مصاحب
بیگ بہت سے لوگون کے ساتھ آکر شاہی خدمت کی سعادت حاصل کرنے والا ہوا۔ اور شاہانہ توجہ سے سربلند ہوا۔
اسی درمیان مین بابوس نے بزرگ عرض مین پہنچایا کہ توقف کا وقت نہین ہے دولت وسعادت کے ساتھ سوار ہونا چاہیئے
کہ سب لوگ چلے آرہے ہین حضرت جہانبانی دولت کے ہوا قدم گھوڑے پر سوار ہوئے اور اسی درمیان مین علی قلی سفرچی
اور بہادر حیدر سلطان کے بیٹون کو کہ باپ کی ماتم پرسی مین تھے مہربانیون کا شامل کیا گیا گیا۔ اور تھوڑے عرصے کے بعد
قراچہ خان نے آکر زمین بوسی کی سعادت حاصل کی میرزا کامران نے وضعون کے صفون مین بادشاہی اقبال کی
صورت اور اپنی بدبختی کا نقش دیکھکر خواجہ خاوند محمود اور خواجہ عبدالخالق کو اپنے گناہون کی معافی چاہنے کے لئے
شاہی خدمت مین بھیجا اور بعضی درخواستین خواجہ کے وسیلے سے عرض کین۔ آدھے کوس کا فاصلہ بادشاہی زبردست
فوجون اور میرزا کے لشکر کے درمیان رہگیا تھا۔ کہ خواجاؤن نے آکر ملازمت حاصل کی آنحضرت نے اُسکی درخواستون کو
خدمت مین حاضر ہونے پر موقوف رکھا اور دوسری عنایتون کے وعدون کو فرماکر خواجاؤن کو عزت وحرمت کے
ساتھ رخصت کیا اور خود مروت اور مردمی کی راہ سے توقف فرمایا اور چونکہ میرزا کی غرض خواجاؤن کے بھیجنے سے
تھی کہ بادشاہی فوج کے آگے بڑھنے مین تاخیر اور دیر واقع ہو اور خود اُسکو موقع اور فرصت ملے اور رات کی تاریکی کا
انتظار کرتا تھا کہ شاید آدھی رات کے بعد چلکر اپنے آپکو کنارے پر لیجا سکے۔ جب رات کی تاریکی کے پردے نے جہان
کو تاریک کیا اُسے کی تیرگی اور دل کی تاریکی سے خدمت مین حاضر ہونے کی سعادت اپنے لیئے قرار نہ دیکر اُسنے بڑی جلدی
کے ساتھ اپنے آپ کو کابل کے قلعہ مین پہنچایا اور میرزا ابراہیم اپنے بیٹے کو مع اپنے بیبیون کے ہمراہ لے کر بنی حصار کی راہ
سے غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ اور جب اُسکا بھاگ جانا شاہی کان مین پہنچا۔ تو بابوس کو اعتماد کے لائق ایک جماعت
کے ساتھ کابل کو بھیجا کہ وہان رہکر سپاہی اور رعیت سے کسی کو صدمہ وآسیب نہ پہنچنے دین اور سب کو بادشاہی
مہربانی کا امیدوار بنائین۔ اور میرزا ہندال اور ایک جماعت کو مقرر فرمایا کہ میرزا کا پیچھا کرین اور خود فتحمندی اور اقبال
کے ساتھ شہر کابل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور مبارک گھڑی مین دولت کے نقارہ بجانے والون نے اقبال کا
نقارہ بلند آوازہ کیا اور فتحمندی کے علم بردارون نے شان وشوکت کے جھنڈون کو ستارون دار آسمان تک
پہنچایا۔ تیرہوین رات آذر ماہ جلالی مطابق شب چہارشنبہ بارہوین ماہ رمضان ۹۵۲ھ کو آسمانی مدد سے کابل کی
فتح کہ بے اندازہ فتوحات کا مقدمہ ہے حاصل ہوئی۔ اور کامگاری اور شادمانی کے اسباب لوگون کے دلون پر کھلے۔ اور رات کی
دو گھڑیان گذری تھین۔ کہ آنحضرت نے کابل کے میدان کو دولت کی شعاع رکھنے والی تشریف آوری سے سربلند کیا۔
لوگون نے اس فتح کی تاریخ۔ کابل بگرفت (کابل کو فتح کرلیا) پائی اور ایک اور نے یہ مصرع۔ بے جنگ گرفت ملک کابل
از وے۔ (بغیر لڑے ملک کابل اُس سے لے لیا)۔ چونکہ میرے حضرت شاہنشاہ کی پاک ذات کے مبارک نشانون کو

برکت سے خوشی اور خرمی کے دروازے کھل گئے تھے اور دولت و سلطنت کی بنیاد نئے سرے سے رکھی گئی تھی۔ حضرت جہانبانی کی نظر مین میرزا کامران کی شکست اور کابل کی فتح نہ آئی اور میرے حضرت شہنشاہ کی مبارک آمد کا انتظار کرنے والے تھے۔ یہانتک کہ مبارک زمانے اور بہت اچھے وقت مین اُس عقل و دانائی کے جہان کو کہ اُسوقت مین عنصری مدت کے حساب کے موافق دو برس دو مہینے آٹھ روز کے تھے۔ حضرت جہانبانی کے حضور مین لائے۔ اور آنحضرت نے اُس نور پرور ایزدی (خدا کے نور کے پرورش یافتہ) کے فیض بخشنے والے اور خوشی بڑھانے والے دیدار سے ظاہری اور باطنی خوشی حاصل کی۔ اور اُس اقبال کے باغ کے نئے پودے کی سلامت اور اُس خلافت کے خاندان کے چراغ کی روشنی کے حاصل کرنے پر شکر کے سجدے بجالائے اور اس مبارک دولت اور اس بابرکت بزرگی کے مقابلے مین خیرات اور نیکیون کے دروازے خواص و عوام کے لئے کھولے۔ اُس جہان کے روشن کرنے والے دن کی صبح کو حضرت جہانبانی اقبال اور کامرانی کے تخت پر قرار پکڑنے والے ہوئے۔ اور تمام امیرون وزیرون سردارون اور ساری فوج اور نوکرون چاکرون اور غلامون سے کورنش (جھک کر سلام کرنا) لی۔ اور لوگون کے گروہ زمین بوسی کی بزرگی سے سعادت کے کامیاب ہوئے۔ اور آرزو کا ہاتھ دعا مانگنے کے لئے اُٹھاکر خلافت کی دولت کی دائمی اور سلطنت کے جھنڈے کی بلندی بزرگ خدا کے آستانہ سے چاہی اور آنحضرت نے عدل اور احسان کے دروازے اہلِ عالم کے مُونھ پر کھولکر سارا جاڑا قلعہ کے اوپر بسر کیا اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے اور لوگون کے تسلّی دینے مین کوشان رہے۔ اور اُن واقعات سے کہ اِن دنون مین ظاہر ہوئے یونس علی اور مؤید بیگ کی رحلت تھی کہ سلطنت کے سردارون اور عزت کی بارگاہ کے صدر نشینون (بالانشینون) سے تھے اور انہین دنون مین شاہی کان مین پہنچا۔ کہ خواجہ معظم بیگ مقدم بیگ کے اتفاق سے چاہتا ہے کہ بھاگ جاوے اور اپنے آپ کو میرزا کامران تک پہنچاوے یہ بات بزرگ دل کو ناپسندیدہ معلوم ہوئی۔ مقدم بیگ کو کشمیر کی جانب جلاوطن کیا اور خواجہ معظم کو التفات اور اعتبار کی نظر سے گرادیا۔ میرے حضرت شہنشاہ کے ختنہ کے دولت آراستہ کرنے والے جشن کی آرائش اور اقبال کے قاعدے کے موافق آراستگی اور اُس دولت کے بوستان کے نونہال (نئے پودے) سے خارق عادت (خلافِ عادت بات) کا ظاہر ہونا۔ مراد بخشنے والے بزرگون اور مُبارک طبیعت رکھنے والے آقاؤن (بادشاہون) کی دلی توجہ کا رُخ ہمیشہ اسطرف ہے کہ کوئی موقع ظہور مین لاکر بخشش کے مجمع کو گرم کرین (یعنی بخشش کے لئے موقع تلاش کرتے ہین) اور ایسے طریق پر کہ ممکنات کے میدان کے غصہ کے بھرے ہوئے لوگون سے محفوظ رہین (یعنی بخشش ایسے طور پر عمل مین لاتے ہین کہ جس سے دُنیا کے سُست نظر حیلہ جو نگاہ رکھنے والون کو طعن و تشنیع کا موقع نہ ملے) پسندیدہ عبادتون کو کہ اُنمین سب سے بڑھکر عبادت دلون کا ہاتھ مین لانا (دلون کا خوش کرنا) اور دلون پر ہاتھ رکھنا (دلون کا تسلی دینا)

ہے۔ رسم وعادت کے لباس مین پیش پہنچاتے ہین۔ چنانچہ ان دلون کہ اقبال کی نسیم (نرم ہوا) تازگی کے ساتھ (از سر نو) چلی اور مقصود کا باغ نئے سرے سے شگفتہ ہوا۔ اُس اقبال کے باغ کے نئے پودے اور بزرگی اور بڑائی کے خرمایستان (چھوارون کے باغ) کے تازہ درخت کے ختنے کی رسمون کو جہان والون پر بخشائش کرنے اور انکو آسائش پہنچانے کا سبب بنایا۔ جہان کی روشن کرنے والی بہار کے آغاز مین کہ روح نباتی جنبش وخوشحالی مین تھی۔ اور شوق کا بلبل پرواز مین تھا۔ ترجمہ شعر۔ بنفشہ نہر کے کنارے سے سر نکالے ہوئے تھی۔ زمین خوشبودار پھولون سے عنبر ایسی بُو رکھنے والی تھی۔ صبح سویرے کی نسیم مشک ایسی بو رکھنے کی وجہ سے۔ گویا کہ ہزارون نافے اپنی آغوش مین رکھتی تھی۔ ارم باغ کے اندر کہ نہایت دلکش اور دلکشا ہے۔ دولت کا اترنا فرمایا اور دلون کے جمع لانے کی زیادتی کے لئے کہ حقیقت مین حضرت مولیٰ کی شکر گزاری ہے عیش وعشرت کے دروازے کھولے۔ اور کیکاؤس کے آئین اور کیقباد کے قاعدے تازہ کئے۔ اشارہ ہوا (شاہی حکم ہوا) کہ حضرات بیگمات اپنے اپنے مرتبون اور حالتون کے موافق اس خوشی بڑھانے والے باغ کو آراستہ کرین۔ اور شہر کے سردار (مجسٹریٹ) اور امیر چار باغ کی زینت بڑھائین۔ سارے امیرون نے کوشش کا پٹکا شوق کی کمر پر باندھکر اس کام کے لازمون مین کوشش کی اور شہر کے بڑے لوگون اور زمانے کے بزرگون نے اپنی اپنی قدرت اور حالت کے موافق عمدہ عمدہ کوششین پیش پہنچائین اور صنعتگرون اور پیشہ ورون نے اپنی اپنی دکانین سجائین اور بازار رونق ہونے بنانے مین نہایت مبالغہ عمل مین لائے اور بہت جلد ایسی آراستگی ہو گئی۔ کہ جسکا بیان تحریر کے اندازے سے باہر ہے۔ اور حضرت جہانبانی ہر روز تشریف لاکر شادمانی کی محفل آراستہ کرنے والے ہوتے تھے۔ اور ہر ایک مرتبے اور حالت کے موافق انکو بزرگ مہربانیون سے امتیاز کا شرف بخشتے تے۔ اور اس شاہانہ جشن کے واقع ہونے سے پہلے قراجہ خان اور مصاحب بیگ اور بعضے دوسرے درگاہ کے مخصوص لوگ کہ حضرت مریم مکانی کے اقبال کے ڈولے کے لانے کے لئے قندھار کی طرف رخصت کئے گئے تھے دولت کے مقصد ور ہوکر وقت پر پہنچے۔ اور حضرت مہد معلیٰ کی برکت بڑھانے والی آمد خوشی کے اسباب کی زیادتی کا باعث ہوئی۔ اور حضرت جہانبانی کے خوشبودار دل مین پہنچا۔ کہ حضرت شہنشاہی کی دانائی کی کھرائی کو کہ چھوٹی سی عمر مین خدا کی ہزارون شوکت کی چمکون کے ساتھ احوال کی پیشانی سے چمکتی تھی جہان کے چھوٹے اور بڑون پر ظاہر کرین۔ ساری پاک انہی کے پردون کی پردہ نشین حضرات اور پاکی کے محلون کی پاک بیگمات اقبال کی چار دیواری کی بارگاہ مین ملازمت کی بزرگی سے معزز ہوئین دیکھنے والون کو دانائی سکھلانے کے لئے (راہ راست پر لانے کے لئے) حضرت شاہنشاہی کو عزت کے کندھے پر چڑھاکر سعادت کی مسند پر لائے۔ اور شاہی حکم کے موافق حضرت مریم مکانی ساری پاک دامن بیگمون کے درمیان داخل ہوکر بغیر کسی خاص نشان اور خصوصیت کے میرے حضرت شہنشاہ کے پاک حضور میں (روبرو) آئین حضرت

جہانبانی نے اشارہ فرمایا کہ وہ سلطنت کی آنکھ کی روشنی یا اُنکی اپنی بزرگ والدہ آتنی پاکدامن بیگمات کے درمیان سے پہچانے آنحضرت نے خدا کے نُور کی مدد سے بھول چوک کرنے کی روک ٹوک اور شک وشبہ کی تکلیف کے بغیر پیدائشی دریافت اور ذاتی شناخت کے وسیلے سے معلوم کر کے اپنی پاک والدہ کی آغوش اور اُس پاکدامنی کے پردے کی صدرنشین کی گود مین جگہ اختیار کی (جا بیٹھے) اس نادر بات کے دیکھنے سے کہ عادت کے تنگ صحن کے ظاہر بینون کی سمجھون اور عقلون کی دنگ بنانے والی تھی قُرب کے بساط کے حاضرون سے شور بلند اُٹھا۔ (دیکھنے والے واہ واہ کرنے لگے) اور اس ازل کے پرورش یافتہ بزرگ اور تقدیر کے کارخانے کے عجیب شخص کی قدر کے پہچاننے والے ہوئے اور سب لوگون کو معلوم ہوگیا کہ یہ دریافت جسمانی حواس کے عملون سے نہین ہے کہ جسکی وجہ سے چھوٹی بڑی عمر کا فرق متصوّر ہو بلکہ صرف روحانی دانش اور ربانی تعلیم ہے کہ اس اقبال کے چمن کے نئے میوے کے وسیلے سے پاک نور کی پوشیدگی کی جگہ سے ظاہر ہونی کی جاے ظہور مین جمکی ہے۔ سچ تو ہے (بیشک) دائمی تعلق یا پیدائشی علاقہ کو دوری کا پردہ روکنے والا نہین ہو سکتا ہے۔ اور باطنی نزدیکی کو ظاہری دُوری روک نہین سکتی ہے۔ اور جب ہم غور کرین تو دوری کی نیا گنجائش ہے۔ اسلئے کہ اس عمر کے گلاب کے درخت کے آغاز مین جاے ابتدا (خداوند عالم) کے ساتھ نہایت درجہ نزدیکی حاصل ہوتی ہے یعنی ایسی چھوٹی عمر مین بچون کو جناب باری کے ساتھ بہت قربت حاصل ہوتی ہے۔ اور ہستی کی خاص روشنیان اور صورت عنصری کی تکمیل اور ادراک کی راہون کی تحقیل (صاف کرنا) درجہ بدرجہ صورت پذیر ہوتی اور عالم تجرد اور تقدس (اور پاک اور مجرّد جہان) کے ساتھ نہایت مناسبت جلوہ نما ہوتی کہ نادانی کی تاریکی اور غفلت کی کثرت کو اُسکے اردگرد راہ نہین ہے۔ رازون کے عالم کے دوربینون پر پوشیدہ نہین ہے کہ یہ بلند دانش والا اگرچہ عنصری عالم اور ہیولانی مادون کے لحاظ سے بچہ نظر آتا ہے لیکن فطرت کے آغاز اور پیدائش کی اصل کے اعتبار سے باپ دادے اور مان نانیان اُسکی وجہ سے پیدا ہوئی ہین اور وہ معنی کی راہون اور باطن کی پوشیدہ جہانون مین باپون کا باپ ہے۔ اور حضرت جہانبانی پر کہ آسمانی رازون کے پردہ دار تھے ظاہر تھا کہ ہستی کے جہان کے چمن کا آراستہ کرنے والا اس ہستی کی بہارستان کے نئے پودے کو اول تو اہل عالم کے مرتبون کی مقدارون کے دریافت کرنے کے لئے اور دوسرے زمانے کی پراگندگیون کے جمع لانے کے واسطے ظہور کے میدان مین لایا ہے۔ حاصل کلام حضرت جہانبانی ختنہ کے جشن کی رسم کے لباس (پردہ۔ آڑ) مین ظاہر اور باطن کے نعمت بخشنے والے کی شکرگزاری کے پسندیدہ طریقے پیش پہنچانے لگے۔ اور ہر روز ایک نئے طور پر اور ایک عمدہ پسندیدہ قاعدے کے ساتھ بادشاہانہ جشن آراستہ کر کے جان پیدا کرنے والے جہان کے آراستہ کرنے والے کا شکر بجا لاتے تھے۔ اور اطراف وجوانب سے دین اور دولت کے بزرگ پہنچکر بادشاہی عام بخششون سے سعادت کے کامیاب ہوتے تھے اُن سب سے ایک یادگار ناصر میرزا بھی تھا کہ جسنے زمین بوسی کا شرف حاصل کیا۔ اور اُسکا مختصر

طور پر حال یہ ہے کہ اقبال کے جھنڈون کے حدودِ قندھار کے اندر نکلنے کے اثنا مین وہ میرزا کامران سے جدا ہوا جیسا کہ لکھا گیا بدخشان کو گیا اور وہان سے کوئی کام کئے بغیر حضرت جہانبانی کی خدمت کی طرف متوجہ ہوا جبوقت کہ شاہی لشکر قندھار سے کابل کے تابع کرنے کو آرہا تھا میرزا زمانے کی سختیان اُٹھانے کے بعد قندھار مین پہنچا۔ بیرم خان نے مہمانداری کے آداب مین بہت کوشش خرچ کی اور وہان سے شاہی حکم کے موافق اُن خوشی بڑھانے والے دلون مین حضرت جہانبانی کے پاک آستانے کے چومنے سے کامیاب ہوا۔ اور خسروانی جشن مین شامل ہوا اور میرے حضرت شہنشاہ کی بساط بوسی سے تازہ نشاط (خوشی) حاصل کی اور عنایت کی نظرون سے دولت پانے والا ہوا۔ اس خوشی بھرے زمانے مین کہ عیش وعشرت کی بہار کی آرائش کا وقت اور دولت واقبال کے باغ کی آراستگی کا وقت تھا۔ ایسی گھڑی مین کہ ستارے مبارک نظرون کے ساتھ جہان کے لوگون پر نور برسا رہے تھے۔ خدا کے باغ کے باغبان کی مجلس یعنی میرے حضرت شہنشاہ کے ختنے کا جشن ہزارون خوشی اور خرمی کے ساتھ آراستہ ہوا۔ اہل عالم کی مقصدوری کے اسباب آمادہ ہوئے اور سعادت واقبال کے دروازے زمانے کے لوگون کے رُخ پر کشادہ ہوئے ملکون کے چھوٹے اور بڑے بادشاہی انعامون سے حصہ پانے والے ہوئے اور سب طرفون کے ادنی اور اعلی بادشاہی بزرگ بخششون سے خوش دل اور خوش وقت ہوئے۔ زمانے کی تکلیفین اُلفت کے ساتھ ختم ہوئین اور جہان کی پراگندگیان دلون کے اطمینان کے ساتھ بدل ہوئین۔ امیرون نے ساچقین (ساچق۔ کپڑے اور شیرینی وغیرہ) بزرگ نظر شاہی سے گزرانین اور بڑے بڑے انعامون سے سربلند ہوے۔ اور اسی آئین بندی کے وقت مین آنحضرت نے دلون کے خوش کرنے اور دلون کے باہم میل جول کرنے کے لئے کہ مُلک ستانی اور فرمانروائی کا رُکن اعظم ہے۔ خواجہ ریگ روان کی طرف متوجہ ہوکر خوشیان منائین اور جہان کا اطاعت کیا گیا حکم صادر ہوا کہ امیر باہم کشتی لڑین۔ اور خود دولت اور اقبال کے ساتھ نظر کی ترازو مین جوڑین جدا فرماتے تھے۔ اور آنحضرت امام قلی قورچی (داروغہ سلاح خانہ) کے ساتھ کشتی لڑے اور میرزا ہندال اور یادگار ناصر میرزا باہم کشتی کے لازمے بجالائے اور اُسکے بعد بارغوان کے جنگل کے سیر کے لئے خواجہ سیاران کی طرف ارادے کی باگ موڑی اور خوش دل ہونے کی داد دی۔ اور دولت کے ساتھ لوٹ کر شاہی جشن کی نشاط افزائی اور عشرت پیرائی مین مشغول ہوئے۔ اور بلند آستانے کے ملازمون کو اُنکی وفاداری اور خدمت کے موافق اور لائق انعام ہر ایک کے حال کے موافق اور خلعت ہر فریق کے موافق عطا فرماکر امتیاز کی بزرگی بخشی۔ اُن مین سے یہ بھی ہے۔ کہ غزنی اور اُسکی حدود میرزا ہندال کو اور زمین داور اور تیری اور اسکی حدود الغ میرزا کو عنایت فرمائی۔ اور سارے بندگی کے آستانے کے نسبت رکھنے والون کو اُنکی حالت اور مرتبے کے موافق

واہبی بخششون سے کامیاب فرماکر ظاہر اور باطن کے ملک کے تخت آراستہ کرنے والے ہوئے - اور لوگون کے گروہ گروہ مہربانی کی فیض رسانی کے سایہ مین آسودہ حال ہوکر اطمینان کے ساتھ ہمنشین ہوے - اور اُن واقعات سے کہ اس جشن کے درمیان ظاہر ہوئے شاہ والاقدر شاہ طہماسپ کے ایلچیون کا آنا تھا فتح کی مبارکباد دینے کے لئے آئے تھے اور لائق تحفے اور ہدیے لائے تھے - اور انکا سرگروہ ولد بیگ تھا - اور آنحضرت نے اسیر شاہانہ مہربانیون سے نوازش فرمائی - دوسرے شاہی درگاہ مین میرزا سلیمان کی جانب سے ایلچی گری کے طور پر مع عرضی اور پیشکش کے شاہ طغائی کا پہنچنا تھا - اور میرزا نے جو کچھ کہ اپنے نہ آنے کے بارہ مین عرض کیا تھا قبول کی عزت کے ساتھ نزدیک کیا گیا نہ ہوا - اور حکم الٰہی کی طرح جاری ہونے والا حکم اُسکے آنے کے لئے صادر ہوا - کہ اپنے یکطرفی اور سچی خیرخواہی کے طریق کو شاہی خدمت کی طرف متوجہ ہونے مین موقوف رکہین اور اُن واقعات سے کہ جشن کے زمانے کے تمام ہونے کے قریب ظہور مین آیا میر سید علی کا آنا تھا کہ افغان بلوچ کی ولایت مین زمینداری اور عزت و آبرو کے ساتھ ممتاز تھا - اور موضع دوکی کے نزدیک کہ سند کے متعلقات اور پرگنات سے ہے قیام رکھتا تھا - اسنے سچائی کے قدم اور اخلاص کے سر کے ساتھ آستان بوسی کی سعادت حاصل کی اور شاہی مہربانیون کا شامل کیا گیا ہوا - دوکی اُسکو مرحمت فرمائی - اور اُسی نزدیکی مین لونک بلوچ کہ اپنے گروہون کے سردارون سے تھا اپنے بھائیون سمیت آکر زمین بوسی کی - آنحضرت نے اسکو بھی مہربانیون کے اثر نے کی جگہہ فرماکر ولایت شال اور ستنگ عنایت فرمائی - اور اِن آنے والون کو مقصدور کرکے جلدی سے لوٹنے کی رخصت دی - کہ ایسا نہو کہ وحشی مزاج ان گاؤن کے پلے ہوؤن کی طبیعت پر غالب ہووے اور دیر تک ٹہیرنے کی آب و ہوا اُنکے حال کے موافق نہ آوے - اور انہین واقعات سے کہ اُسی زمانے کی نزدیکی مین واقع ہوا وہ تھا کہ یادگار ناصر میرزا نے نصیب کی تاریکی اور دل کی نادرستی کی وجہ سے اگلی پچھلی مہربانیون کو تہ کیا اور سب کو فراموشی کے طاق پر رکھ دیا - اور لڑنے کے لئے بدباطنی اور دشمنی کے راستہ پر کھڑا ہوا اور بدنصیبون کے کہنے پر کہ اُنکا سردار میرزا عسکری کا کوکہ (دودھ شریک بھائی - دایہ کا بیٹا) مظفر تھا کان دہرکر بیہودہ خیال اپنے دل مین لاتا تھا - جب یہ بات پے درپے بادشاہ کے کان مین پہنچی - اور سچی خبر دینے والون سے ثبوت کی مہر تک پہنچ گئی خاص کرکے عبد الجبار شیخ سے کہ معتبر بہادر لوگون سے تھا اور مکاری سے اُس مشورت مین کہ فسادون کے اُترنے کی جگہہ تھی رازداری اور شرکت رکھتا تھا بھی آکر معاملہ کی حقیقت کو تحقیق کی راہ سے عرض کیا حضرت جہانبانی جنت آشیانی کا پاک دل ناخوش ہوا مظفر کوکہ کو پکڑکر سزائے قتل کو پہنچایا اور یادگار ناصر میرزا کو بلاکر قراجہ خان کی زبانی غصہ کی بہری باتین کہلا بھیجین - اُنکا ماحصل یہ ہے کہ ہمارا گمان وہ تھا کہ اس مرتبہ ہمنے نئے سرے سے تیری بڑی بڑی خطائین معاف کرکے تجکو بیحد مہربانیون کے ساتھ خصوصیت

کجتی ہے۔ تو عبرت لیکر گزشتہ اور حال کے قصورون کا عوض کریگا۔ ناشکری کی بھی کوئی حد ہوتی ہے اور کوئی اندازہ ہوتا ہے۔ میرزا اخر مساری کا سر آگے جھکائے تھا کبھی تو خاموشی سے اور کبھی انکار سے اور جان بوجھکر انجان بننے سے ٹالتا تھا۔ آنحضرت نے حسابی مخاطبات اور بادشاہی معاتبات کے بعد ابراہیم ایشک آقاسی اور اور لوگون کو حکم دیا کہ اسکو قید کرکے کابل کے قلعے نے اور اس مقام کے نزدیک کہ میرزا عسکری قید مین تھا نگاہ رکھین۔ اور ان سب واقعات سے کہ ان دنون مین پیدا ہوئے جغتائی سلطان کا مرنا ہے کہ سلطانان مغول سے ایک جوان تھا اور حسن صورت اور سیرت مین یکتائے زمانہ تھا۔ اور حضرت جہانبانی کی خاص نظر مین ملحوظ اور حسن التفات سے منظور تھا۔ اسکا اس جہان سے رخصت ہونا حضرت کے پاک دل پر بہت گران گزرا لیکن خدا کی حکومت پر نظر کرکے کہ اسنے بقا خاص اپنی واجب ذات کے لیے رکھی ہے اور فنا کو ممکنات کی ذاتون کے لیے ضروری کر دیا ہے۔ اپنی درست اندیش عقل کے مشورے کے موافق رضا اور تسلیم کی امن گاہ کی طرف رخ کیا۔ میر الٰہی نے اسکی تاریخ مین کہا ہے شعر کا ترجمہ۔ سلطان جغتی خوبی کے گلشن کا گل تھا۔ اچانک موت اسکو بہشتون کی طرف رہنمائی کرنے والی ہوئی۔ اسنے گل کے موسم مین اس باغ سے سفر کا ارادہ کیا۔ بہت سے دل اسکے غم کے سبب سے غنچہ کی طرح خون مین ڈوبے۔ مین نے اسکی تاریخ ماتم زدہ بلبل سے پوچھی۔ وہ فریاد مین آکر بولی کہ گل از باغ برون شد (پھول باغ سے باہر گیا)۔ (۹۵۳)

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے پاک لشکر کی روانگی بدخشان کے تابع کرنے اور اس ولایت کے فتح کرنے کے لئے اور وہ باتین جو ان دنون مین ظاہر ہوئین

جب میرزا سلیمان کی برگشتگی صحت (صحیح ہونے) کے ساتھ ملی۔ اور تحقیق ہو گیا کہ فرمانبردار ہونے سے پھرے ہوئے ہے اور سرداری کا خیال اسکے سر کو درد دیتا ہے۔ اور اس بیہودہ خیال سے تکلیف مین ہے۔ ع عجب لغو خیال ہے عجب بیہودہ خیال۔ اسلیے حضرت جہانبانی نے ۹۵۳ھ کے آغاز مین ارادے کی باگ بدخشان کی جانب پھیری۔ اور اسکے برگشتگی کے سببون سے ایک وہ کہ کابل کی فتح کے بعد خوست اندراب کہ میرزا کے قبضے مین تھے بادشاہ نے اپنی درگاہ کے ملازمون سے ایک کو عطا فرمائی تھی اور میرزا انکو اپنے قبضے مین لے آیا۔ اور چونکہ حساب اور معاملہ مین سارا بدخشان میرزا کو نہین پہنچتا تھا آنحضرت

چاہتے تھے کہ قندوز اور اس حدود کو بھی بدل کر اپنے ملازمون سے ایک کو جاگیر مین دیوین - اور اُسی پر جو
آنحضرت گیتی ستانی فردوس مکانی نے میرزا سلیمان کے باپ کو دیا تھا اکتفا فرما دین - اور شاہی سلطنت
وسعت پیدا کرے تو اُسکی جاگیر بھی بڑھائی جاوے - لیکن اسکے احوال کی نگاہداشت کے لئے قندوز کو
اُسکی حالت پر چھوڑ رکھا تھا - میرزا نے معاملہ نہ سمجھنے کی وجہ سے اپنے آقا سے رو گردان ہو کر علانیہ مخالفت
کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اپنے نام پر خطبہ تیار کیا حضرت جہانبانی نے میرزا کی مخالفت کی آگ کے شعلے کے بجھانے
کا ارادہ مضبوط کیا اور حضرت شاہنشاہی کو دار السلطنت کابل کے اندر خدا کی حفاظت کی پناہ مین سونپکر
اچھی گھڑی مین نکلے - اور دولت و اقبال کے ساتھ مقام چالاک مین نیکبختی کا اُترنا فرمایا - میرزا عسکری کو اس
لشکر مین ہمراہ لیا اور یادگار ناصر میرزا کے بارے مین فکرمند تھے - جب مبارک لشکر نے قراباغ کے کوہستانی
سبزہ زار مین اقبال کا اُترنا فرمایا جہان کی آراستہ کرنے والی رائے نے اسیر قرار پکڑا - کہ یادگار ناصر میرزا کی
ذات کو ہستی کے عذاب سے چھڑا کر سلطنت کو امن و امان کی جائے قرار مین جگہ دیوین - کیونکہ اُسکے فتنے
اور شرارت کی بتّی نزدیک ہے کہ خاندانون کو جلا ڈالے محمد علی طغائی کہ کابل کی نگہبانی اُسکے سپرد تھی - اس
مصلحت کی زبردست حکمت عملی کا اجرا اُسکی طرف رجوع کیا گیا نہایت سادگی اور ظاہر بینی کی وجہ سے اشارہ
کئے گئے کی زبان پر گیا کہ مینے تو کبھی ایک چڑیا کو نہین مارا ہے میرزا کو کس طرح قتل کر سکتا ہون آنحضرت نے
اُسکی نادانی کی وجہ سے درگزر فرما کر یہ خدمت کہ بالکل صلاح تھی محمد قاسم موجی کی طرف رجوع فرمائی اور اُسنے
رات کے وقت کمان کے چلہ سے موت کا تیر پہنچایا جب پاک دل میرزا کے شر سے جمع ہوا - خدا کی توفیق کی
رہبری سے کوچ بہ کوچ متوجہ بدخشانات کے ہوئے اور جب فتح کے جھنڈے اندراب کی حدود مین پہنچے
اور علی قلی اندرابی کا باغ بزرگی کی خیمہ گاہ ہوا میرزا سلیمان نے نامبارک نصیب کی ناموافقت کی وجہ سے
لڑائی کے ارادے پر قدم آگے بڑھایا - اور موضع تیرگیران پرگنہ اندراب کے مواضع سے ہے اُترکر صف آرائی
مین کوشش کی - جب یہ خبر بادشاہ کے کان مین پہنچی - اس سے پہلے کہ خود دولت کے ساتھ سوار ہون
ہندال میرزا اور قراچہ خان اور حاجی محمد خان اور بہت سے تجربہ کار دلیرون کو آگے بھیجا اور بادشاہی
اور میرزا کی فوج کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی - اور میرزا سلیمان ایک خندق کو اپنی پناہ گاہ بناکر لڑائی
کے لئے مضبوط ہوا تھا میرزا بیگ برلاس ایک تیراندازون کی جماعت کے ساتھ اُس طرف سے مردانگی اور
کمانداری کی داد دے رہا تھا میرزا ہندال اور قراچہ خان اور حاجی محمد خان نے بڑی بہادری سے ایک
اعلی لڑائی کی خواجہ معظم اور بہادر خان کے تیر لگا اور پیدل ہو گئے - اور والد قاسم بیگ اور جعفر بیگ اور
قراچین اور احمد بیگ اور دوغان بیگ کہ خاص بادشاہی سلاحدار یا بوڈی گارڈ تھے اور ایلچی کی ہمراہ

اس یورش مین درگاہ معلیٰ کے ملازمون کے اندر شامل تھے گھوڑے گر پڑنے کی وجہ سے زمین پیادہ آئے اور دونو
طرف سے لڑائی تل گئی تھی۔ کہ دولت کی رکاب کے جان تصدق کرنے والون اور تجربہ کار لوگون سے بہت
سے لوگ جیسے شیخ بہلول اور سلطان محمد قواق اور تُلغی سهرندی اور سلطان حسین خان اور محمد خان جلایر اور محمد خان ترکمان
اور میرزا قلی جلایر اور میرزا قلی برادر حیدر محمد خان اور شاہ قلی نارنجی نے غیبی فتح دینے والے پر بھروسہ کر کے مرزا بیگ
پر حملہ آور ہوئے اور خدا کی مہربانی کی مدد سے خندق سے گزر کر تلوارین بلند کین اور چستی اور چالاکی کے ساتھ غنیم
کی صفون پر پہنچے۔ مخالف نے مقابلے کی تاب اور اس اقبال کے گروہ کے صدمون کی برداشت نہ لا کر بھاگنے
کی راہ اختیار کی اور شکست کو غنیمت شمار کر کے ہزارون پریشانی کے ساتھ پراگندہ ہوا۔ ہر طرف سے جنگ کے
میدان کے دلاور اور لڑائی کے جنگل کے شیر ببر فتح اور فتحمندی کے میدان مین قدم لائے۔ اور حضرت جہانبانی
ابھی تک تیزی و چستی کے ہوا قدم گھوڑے پر سوار نہ ہوئے تھے کہ فتح اور فتحمندی کا کروفر موش کے کان مین پہنچا
اور زمانہ نے مبارکباد اور مبارکبادی کے لئے زبان کھولی۔ میرزا سلیمان کی پایداری کا پاؤن جگہ پر نہ رہا۔ اور ناری
اور شکست کی راہ سے خوست کے ایک درہ کی طرف متوجہ ہوا اور تولک طالقانی اور میرزا بیگ برلاس اور اوس سلطان
کہ مغولستان کے سلطانون کی نسل سے تھے میرزا سلیمان سے جدا ہو کر آستان بوسی کے لئے آئے۔ میرزا ہندال
اور اور بہادر لوگ بھاگے ہوؤن کے گرفتار کرنے کے لئے مقرر کئے گئے۔ خود بھی دولت اور اقبال کے ساتھ
روانہ ہوئے۔ بہت سے بدخشان کے گھوڑے میدان کے غیر مردون کے ہاتھ سے گرے۔ اور آنحضرت بزرگی کے
قاعدہ کے ساتھ کتل (جنگل کی بلند زمین) شاشان کی راہ سے درۂ خوست مین داخل ہوئے۔ میرزا سلیمان نے
چند لوگون کے ساتھ بھاگنے کا راستہ اختیار کیا۔ اور کولاب کی طرف بھاگا۔ بدخشان کے اکثر سردارون اور اس
سرزمین کے سپاہیون نے فوج فوج آکر زمین بوسی کی دولت حاصل کی۔ آنحضرت نے ہر ایک کی اسکی حالت کے
موافق دلجوئی فرما کر شاہانہ مہربانیون کے ساتھ خصوصیت بخشی۔ اور میوے کی وجہ سے پانچ چھ روز خوست مین
عیش کے آراستگی دینے والے ہو کر لوگون کی مراد برلانے والے ہوئے۔ اور مرغابی اور کباب اور ماہی کا شکار فرما کر
درشک کی طرف متوجہ ہوئے اور اس حدود مین چڑیا کا شکار جال کے ذریعے کیا کہ وہان کے لئے خاص ہے۔ اور وہان
سے کلاوگان کی طرف اقبال کا اترنا واقع ہوا۔ اور وہان سے کشم دولت کے لشکر کے اترنے کی جگہ ہوا۔ میرزا سلیمان
نے اس نزدیکی میں اپنا رہنا مناسب نہ دیکھا۔ اور دریاے آمویہ سے گزر کر چند لوگون کے ساتھ اس حدود مین
سرگردان رہا اور ان واقعات سے جو کشم مین واقع ہوئے وہ ہے کہ خسرو نام ایران کے فرمانروا شاہ طہماسپ کے
ملازمون سے بھاگ کر حضرت جہانبانی کی ملازمت مین آیا تھا ظاہر ہے کہ اس سے کوئی نامناسب بات شاہ کی
نسبت زبان سے نکل گئی تھی دوغان بیگ اور حسین بیگ اور جعفر بیگ نے کہ شاہی قورچیون سے حضرت جہانبانی

کی رکاب مین تھے اس بات کے سنتے ہی بازار کشم مین خسرو تک پہنچکر اُسکی گردن ماردی۔ آنحضرت کو یہ خودسری
ناپسند آئی۔ اُنکو گرفتار کرایا۔ اور چند روز کے بعد حسین قلی مہردار کی سفارش سے معافی کی رقم اُنکی خطاؤن کے جریدہ پر
کھینچی گئی۔ اور جب بدخشان کے مشکل کام سلطنت کے سردارون کے دل کی خواہش کے موافق صورت پذیر ہوئے
قندوز اور اُس حدود کو میرزا ہندال کو عطا فرمایا۔ اور بہت سے حصے بدخشان کے رکاب دولت کے ملازمون کو
جاگیر کے طور تقسیم ہوئے۔ منعم خان کو خوست کی تحصیل کے لئے مقرر فرمایا۔ اور بابوس کو طالقان کے اموال کی
تحصیل کے لئے بھیجا اور جہان کی آراستہ کرنے والی رائے نے اسپر قرار پکڑا۔ کہ بدخشان کی مہمون کے سرانجام کی زیادتی
کے لئے اور سپاہ و رعیت کی آسودگی کے لئے قشلاق (گرمی بسر کرنیکا سرد مقام) قلعہ ظفر مین واقع ہووے اور اس
پکے ارادے کے ساتھ اُس حدود کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور جب موضع شاہدان پرگنہ میان کشم اور قلعہ ظفر کے بیچ
بزرگی کا اترنا ہوا۔ آنحضرت کا صحت سے ملا ہوا مزاج اعتدال کے مرکز سے کچھ کچھ پھیرنے والا ہوا اور اس وجہ سے
دو مہینے اُس منزل مین قیام ہوا اس بیماری کے آغاز مین پے در پے چار روز تک بیہوش پڑے رہے۔ اور اس
سبب سے ناخوش خبرین لوگون کے مونہون مین پراگندہ ہوئین اور جاگیردار اپنی جاگیرون کو چھوڑ چھوڑ کر آنے
لگے اور میرزا ہندال اپنی جاگیر سے نادرست خیال کے ساتھ دوسرے سردارون کے اتفاق سے نکلکر آب کوکچہ کے
سرے تک پہنچا۔ میرزا سلیمان کے ہواخواہون نے جابجا سر اُٹھایا قراجہ خان یکجہتون (خالص وفادار لوگون) کی
ایک جماعت کے ساتھ آکر شاہی خیمہ پر ڈیرہ ڈالکر آبیٹھا اور میرزا عسکری کو فساد کا احتمال اسکے سبب سے تھا
قید کرکے اپنے خیمے مین لے آیا۔ اور خود آستانہ کا فرش بنکر خدمت اور بیمارداری کے لازمون مین اہتمام بجالایا
اور پاک حضور مین خواجہ خاوند محمود اور خواجہ معین الدین کے سوا کوئی نہ جاتا تھا پانچوان روز کہ صحت کا سرنامہ تھا
اُسمین کچھ افاقہ ظاہر ہوا۔ میر برکہ کورنش (جھک کر سلام کرنا) کے لئے اندر آیا جب آنحضرت کی نظر اُسپر پڑی
میر بہت اضطراب اپنے فدا کرنے کے لئے صحت کے شکرانہ مین ظہور مین لایا آنحضرت نے فرمایا کہ خدا نے
مجھکو بچالیا۔ میر نے زمانے کی پریشانی اور قراجہ خان کی پائداری سے کچھ تھوڑا سا بہت بزرگ عرض مین پہنچایا۔
آنحضرت نے قراجہ خان کو بلاکر بہت مہربانیان فرمائین اور اُسکی خدمت کے حق کے پہچاننے سے خوشنودی کا
اظہار کیا اور اُسی لحظہ عنایت کا فرمان اُس سلطنت کی نہر کے تازہ پودے اور اقبال کی نوبہار کے درخت سرو
یعنی حضرت شاہنشاہی کے دولت کے آراستگی دینے والے نام پر لکھا ہوا التفات کا کر کے ہمراہ فضیل بیگ کے
کابل کو بھیجا کہ مبادا ناخوش خبر وہان جاوے اور اُس نور پروردہ الہی کے چمکدار دل کے ملال کا باعث ہو۔
اور اُس ملک کی تباہی کا سبب بنے۔ اور نیک اتفاقون سے وہ ہے کہ اُسی رات کو کہ بادشاہ کی مزاج
کی ناسازی کی غم بڑھانے والی خبر کابل مین آئی اُسی کی صبح کو فضیل بیگ عنایت کا سرنامہ رکھنے والے

فرمان کے ساتھ پہنچا اور اُسنے صحت کی خوشخبری اور عافیت کا مژدہ پہنچاکر کلفت (رنج) کو رفع کیا اور سب کے
احوال کی پایداری اور انتظام کا باعث ہوا اور آشوب کا شعلہ بیٹھہ گیا میرزا ہندال لوٹ کر اپنی جگہہ کی طرف
گیا اور ہر شخص نے اپنی جاگیر کی طرف لوٹنا کیا اور اُن واقعات سے جو اس سال مین واقع ہوے خواجہ سلطان
محمد رشیدی کا مارا جانا ہے کہ منصب وزارت رکہتا تہا - اور ایک مختصر بیان اُس واقعہ کا یہ ہے کہ خواجہ معظم
نے اُس آوارہ لوگون کی جماعت کے اتفاق سے کہ جنکی عقل کا دماغ پریشان تہا ایسے ناقص اندیشہ بدمذہبون
اور احمق بدعقلون کی ملت اور مذہب کی تعصب بھری باتون کو اختیار کیا کہ جو کسیطرح کی غور و فکر اصل
مقصود مین نہین رکہتے ہین اور لفظی مشقتون مین لپٹے ہوئے ہین نہ اُنکے جان کے دماغ کو حقیقت اور انصاف
کی خوشبو سے کوئی خبر ہے اور نہ اُنکی دریافت اور سمجھ کا درخت معرفت کے پھولون سے کوئی پھل درمیان مین
لائے ہوئے ہے اور بیدیانتی کو دین کی طرفداری خیال کرکے اس سال کے رمضان کی اکیسوین شب کو
خواجہ مذکور کے گہر مین داخل ہوکر روزہ کھولنے کے وقت نادانی کی تلوار کے آب سے والپسین (آخری) شربت
کے ساتھہ افطار کرایا اور بادشاہی فرمان قہر سے کہ خدا کے عذابون کا ایک نمونہ ہے ڈر کر بھاگنے کی راہ اختیار
کی - اور جب یہ خبر شاہ کے کان مین پہنچی - آدمی اُس بے اعتدال کے پکڑنے کے لیے مقرر ہوئے - اور حکم
خدا ایسے جاری ہونے والے فرمان اُن مُلکون کے کارپردازون کے نام کہ اِن بدنصیبون کی پناہ کی جگہہ تھے
صادر ہوئے - محمد علی طغائی اور فضیل بیگ اور اور لوگ کہ میرے حضرت شہنشاہ کی خدمت مین سربلند تھے
کابل کی مہمون کے انتظام مین اہتمام رکہتے تھے شاہی فرمان کے مضمون پر اطلاع پانے کے بعد خواجہ معظم
اور اُنکی ہمراہی لائے گئے اور قید کیے گئے اور جب موضع شاغلان مین حضرت جہانبانی کے روشن مزاج
پر صحت کے آثار ظاہر ہوئے خدا کی مہربانیون کے گہرے ہوئے ہوا دار مین بیٹھکر قلعہ ظفر کی طرف متوجہ
ہوئے - مولانا بایزید کہ طبابت سے بہرہ مند تھا اور میرے حضرت شہنشاہ کے معلم ہونے سے نامزد تھا -
اور اُسکا دادا اسکندر الیاس رتبہ رکہنے والے ارسطو ایسا نشان رکھنے والے میرزا الغ بیگ کی ملازمت مین
خصوصیت رکہتا تھا وہ ستارہ شناسی کے چبوترے کے حساب لگانے والون سے تہا اُسنے اس بیماری
مین پسندیدہ خدمتین اور لائق تدبیرین پیش پہنچائین اور جب قلعہ ظفر مین اُترنے کا اتفاق ہوا تہوڑے
ہی زمانے مین پاک مزاج طبعی اعتدال پر آگیا اور حضرت جہانبانی کی صحت کی تکمیل سے عیش و عشرت
کا سرمایہ اہل عالم کے آرزو کے ہاتھ مین آیا اور شاہی حکم کے موافق ایک کاوا کا گہر تعمیر ہوا اکثر اوقات
اُس تندرستی بڑھانے والے مکان مین رہکر مقصد وری اور دادبخشی فرماتے تھے اور وہان سے شیر افگن
ولد قوچ بیگ کو کہمرد اور ضحاک اور بامیان عنایت فرماکر رخصت فرمایا اور زیادتی توجہ سے مبارک زبان

پرلائے کہ جب شاہی لشکر کابل مین اقبال کا اثر ناکریگا غوربند تیری جاگیر مین اضافہ کیاجائیگا اور آنحضرت
تسقاول (لوگون کو نیچی زمینون مین کُتّے وغیرہ ٹھہاتے اور ہرنون کو بھگاتے تاکہ کُتّے گھاتون سے نکلکر
انکو پکڑیں) کے شکار کے لئے کہ بدخشان کی زبان مین اسکو شکار نغلم کہتے ہین تفریح طبع فرماتے تھے۔ اور
آنحضرت کے بدخشان مین قیام فرمانے کے خوف سے ساری توران زمین مین ہل چل مچ گئی سارے ازبکیہ
جمع ہوکر اندیشہ مند تھے اور انکو کوئی تدبیر جنگ کے موافق نظر نہ آتی تھی۔

میرزا کامران کی فتنہ انگیزی اور اُسکے کابل پر غلبہ کرنے کی گرد مین حکمت کے رازون کا پردہ کھولنا

قانون ہے پرانا اور عادت ہے جاری کہ جہان کا پیدا کرنے والا خدا جب چاہتا ہے کہ ایک اپنے مقبول اور چُنے ہوے بندے کو اہل جہان کی فرمانروائی (حکومت) کی مسند پر جگہ دیوے اور ملک آراستہ کرنے کے تخت پر قائم (جگہ پکڑنے والا) کرکے جہان والون کے دلون کی باگ اُسکے قدرت کے قبضے مین سوپنے بے انتہا نعمتون کی قدر کی زیادتی کے پہچاننے کے لیے جو اُسکے واسطے غیب کے عالم مین آمادہ اور موجود ہوتی ہین۔ آغاز حال مین (شروع مین) اُس دولتمند (صاحب اقبال) کو طرح طرح کی رنج و محنتون کے تجربون کے اُترنے کی جگہ اور قسم قسم کی مصیبتون کے باہم ایک جگہ اُترنے کی جاے انداخت بناتا ہے تاکہ مرتبون کا پہچاننے والا ہوکر اپنے سلوک (راہ چلنا۔ نیک روی کرنا۔ رویہ۔ برتاؤ) مین غضب اور مہربانی کشادگی اور گرفتگی۔ خوشی اور غم کا اندازہ نگاہ رکھے۔ چنانچہ اگلی پرانی کتابون کے واقعہ نگارون اور پرانی داستانون کے پہچاننے والون پر روشن ہے اور چونکہ پاک ذات اس جلال اور جمال الٰہی کے دو سمندرون کی جمع ہونے کی جگہ یعنی حضرت میرے شاہنشاہ کی ازلی سرنوشت پیدائشی بنیاد مین یعنی اصل پیدائش مین دانائی کے مرتبون کے لئے نامزد (مخصوص کی گئی) ہے۔ اور جہان کے آراستہ کرنے والے خدا نے بغیر اسکے کہ آدمیون مین سے کسی آدمی کی تعلیم کا احسان مند ہووے اسکو دانا دل اُستاد اور دور بین روشن ضمیر پیدا کیا ہے ان حالون کا اُسیر ظاہر ہونا مہربانی اور غضب کے طریقون کے سکھلانے اور خودبینی (غرور) اور بشریت کے جلانے کے لئے نہ تھا بلکہ متقابلہ صفتون کی روشنیون اور متضادہ اسمون کے اثرون کا ظاہر ہونا۔ کامل ہونے اور کامل کرنے کے تقاضے سے پردہ کھولنا رکھتا تھا۔ لہذا ان واقعات کم سنی کے آغاز مین ظاہر ہوتا ظہور مین آیا کہ جو ایسا وقت تھا کہ جبین پاک دل نامناسب باتون کے دریافت کرنے سے بیفکری رکھتا تھا اور ان

حقیقت کی جُڑی باتون کے ذکر سے عبرت اختیار کرنے والے ہوشمندون پر ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہر بینون کی نظر کے لئے ان حادثون کا ظہور تعلیم کی فیض پہنچانے والی باتون اور تفہیم (سمجھانے) کی زیادہ کرنے والی باتون سے۔ اور حقیقت شناسون کی بصیرت (عقل و دانائی) کی آنکھ مین علیم قدیم (خداے دانا) کی ذات کی ضروری روشنیون کی قسم سے ہین اور جبکہ وکیلان قضا و قدر خداے واحد کی درگاہ کے دور ہوئے ہوؤن سے ایک کو حیرت کے بیابان کا آوارہ بنا کر بلا کا کڑوا پانی اُسکے حلق مین ٹپکاتے ہین اکثر شکایت او شکوہ کا شکن (بل) اُسکے قبول کی پیشانی مین ڈالکر اوسکو طرح طرح کی ناشکر گزاری کے نکلنے کی جگہ بناتے یا کرتے ہین اور قسم قسم کے ظلم اور بے انصافی کا ظاہر کرنیوالا کرتے ہین تاکہ اُسکو دائمی اور ہمیشگی کے عذاب مین ڈالین۔ اور یہ میرزا کامران کے حال کی مثال ہے کہ اپنے ولی نعمت اور بڑے بھائی اور ازل و ابد کے بزرگ بنائے ہوئے اور خدا کے مقبول اور وقت کے بادشاہ اور منصف حاکم کے ساتھ لڑتا ہے اور خدا کے اتنے بندون کی عزت اور آبرو اور مال اور جان کو بربادی کی جگہ مین ڈالتا ہے مختصر طور پر یہ ہے کہ اس خوشی کے وقت مین کہ دل کا وسعت آباد طرح طرح خوشی اور خوش حالی اور طرح طرح بے غمی اور بےفکری کے سبب سے عیش کا بُستان سراے (خانہ باغ) بنا ہوا تھا اسکو یعنی دل کے وسعت آباد کو ایک عجیب نظر بدل گئی اور وحشت کا نشان رکھنے والی خبر آئی کہ میرزا کامران نے بے اعتدالی (بدحرکتی۔ زیادتی) کی راہ سے فتنہ کی گرد اٹھائی ہے اور اچانک دار السلطنت کابل پر آ ٹوٹا ہے اور اسکو اپنے قبضے مین لایا ہے اور شیر افگن ناعاقبت اندیشی کرکے میرزا کے پاس چلا گیا ہے حضرت جہانبانی (ہمایون) کا پاک نشان رکھنے والا دل اوّل تو میرے حضرت شاہنشاہ کی وجہ سے اور دوسرے وہان کے رہنے والون اور رعیت کی غمخوارگی کے سبب سے کہ جہان کے پیدا کرنیوالے کی نادر امانتین ہین اور عدالت (انصاف) کی نظر مین انکی پرورش اولاد کی پرورش سے کمتر نہونا چاہئے اور تیسرے میرزا کے حد سے بڑھنے اور جور و ستم کرنے کے سبب سے پریشان ہوا۔ اور بلند ہمت کو اس پریشانی کے دفع فرمانے کے لئے متوجہ فرماکر اس حملہ کے سرانجام دینے کے واسطے ایک عمدہ انتظام ظہور مین لائے۔ اور اس نادر کتاب (اکبرنامہ) کا لکھنے والا ابوالفضل حالات کے بیان کے پورا کرنے اور واقعات کی تفصیلون کے گھیرنے کے لئے قلم کے گھوڑے کی باگ کلام کی درازی کے بڑھانے کی جانب سے موڑکر اصلی مقصد کی طرف دوڑاتا ہے اسلئے ایک مختصر سا بیان جملہ معترضہ کے طور پر لکھتا ہے۔ تاکہ سخن کے آب شیرین کے پیاسا لب رکھنے والون کو سیراب کرے اس حال کا
۲۰۹ خلاصہ یہ ہے کہ جب اقبال کا لشکر (شاہی لشکر) قندھار کو فتح کرکے کابل کے ملکون کی حدون مین آیا۔ کابل کا تمام لشکر اور اس سرزمین کے آدمی حضرت جہانبانی (ہمایون) کے مبارکی بخش آنے کی خوشخبری سے خوشوقت ہوئے اور میرزا سے جدا ہوکر فوج فوج اور گروہ گروہ بلند بارگاہ فرمانبرداری اور ماننے کا سر جھکانے لگے میرزا ہدایت کے راستہ اور ارادت اور اطاعت کی پگڈنڈی سے برگشتہ ہوکر پریشانی اور ناچاری کے بیابان مین آوارہ ہوا اور

غزنین کا راستہ لیا اور ملازمت یعنی بادشاہ کے حضور کی حاضر باشی کی سعادت کے پانے سے نفرت کرنے والا
ہوکر بھاگا میرزا ہندال اور مصاحب بیگ اور دوسرے لوگون نے اُسکا پیچھا کیا جیسا کہ فتح کابل کے آغاز مین
عرض کیا گیا جب میرزا کا نشان ظاہر نہوا اور اُسکے راستے سے گرد نہ اٹھی پیچھا کرنے والے شاہی حکم کے موافق
لوٹ کر کابل کو آئے میرزا کامران جسقدر جلدی ہوسکا اپنے آپکو غزنین مین پہنچایا اُن شہرون کے باشندو
اور حاکمون کے نصیب نے اُنکی مدد کی کہ اُنھون نے غزنین کے قلعہ کو بند کرلیا اور خواہش کا دروازہ اُسپر نہ کھولا
ہرچند میرزا نے مکر کیا کچھ مین نہ پہنچا۔ وہان سے خضر خان ہزارہ کے گھر کی طرف گیا خضر خان مہمانی کی رسمین
اور آداب بجالاکر میرزا کو بیتری لے گیا اور وہان سے داور زمین کی طرف لے گیا میر خلیفہ کا بیٹا حسام الدین زمین
داور مین تھا اُسنے قلعہ کی مضبوطی کرکے مردانہ لڑائیان کین اور مردانگی کے ساتھ قلعہ کو نگاہ رکھا جب یہ خبر برتر
سماعت مین پہنچی یعنی جب خبر بادشاہ نے سُنی غزنین کو میرزا ہندال کو عطا فرمایا اور زمین داور اور اسکے اطراف
میرزا الغ بیگ کے لیئے مقرر کیئے اور علم اور نقارہ اور تومن (دس ہزار فوج) طوغ (فوج کا نشان) یا دس ہزار
فوج کا فوجی نشان یا جھنڈا افضل و احسان (بخشائش و انعام) کے شامل کرکے اُسکو اُس طرف مقرر فرمایا
اور فرمان مہربانی کا سرنامہ رکھنے والا بیرام خان کے نام صادر ہوا کہ یادگار ناصر میرزا کہ دولتخواہی (خیر خواہی)
کے لیئے وہان آیا ہوا ہے اُنکو الغ میرزا کے ہمراہ کرکے میرزا کامران کے سر پر بھیجے۔ اور ایک فرمان شاہی یادگار
ناصر میرزا کے نام بھی مبارکی کے ساتھ جاری ہوا کہ میرزا الغ کے ساتھ ملکر میرزا کامران کے فتنہ کو دفع کرے اور
اس خدمت کے اندر کوشش کرنے کے وسیلے سے گزشتہ تقصیر وں کے بدلے اور بلوغ بلند جگہون پر خرچ کرنے
والا ہووے یہ دونون میرزا باہم ملکر قندھار سے داور زمین کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ میرزا کے لشکر مین فتحمند
لشکرون کے آنے کی خبر پہنچی قوم ہزارہ کے لوگ پریشان ہوگئے اور جنگل بیابان کو نکل بھاگے اور میرزا کامران
اپنے آپکو کنارہ پر کھینچکر یعنی علیحدہ ہوکر بکر کی طرف روانہ ہوا اور شاہ حسن ارغون سے پناہ مانگی میرزا الغ بیگ
نے اپنی جاگیر مین قیام کیا اور یادگار ناصر میرزا نے پاک ملازمت کے حاصل کرنے کا احرام باندھا یعنی ارادہ
کیا اور دار السلطنت کابل مین ملازمت کی سعادت حاصل کی جیسا کہ بیان ہوا۔ اور میرزا کامران سند کی
حدود مین رہا اور تتہ کے حاکم کی بیٹی کو کہ جس سے پہلے منگنی کی تھی اپنے نکاح مین لایا چندروز تک وہان فتنہ
اور فساد کے خیال مین بیٹھا کہ حضرت جہانبانی (ہمایون) کے بہت کمزور ہونے کی خبر سُنکر جو بدخشان کی حدود
مین آنحضرت کی لاحق حال ہوئی تھی اور اُسکے بعد نامبارک خبرین پہلی تھین یعنی یہ مشہور ہوگیا تھا کہ مرگئے ۔
میرزا نے تتہ کے حاکم سے مدد چاہی اور کابل کے جانے کا ارادہ کیا تتہ کے حاکم نے اُسکو بڑی مطلب رسی سمجھکر بہت
سے لوگون کو میرزا کے ہمراہ کیا بعضے امیر اتفاق کرنے والے ہوئے کہ پہلے قندھار کو لینا چاہیئے پھر کابل

کی طرف رُخ کرنا چاہیے چونکہ قندھار بیرام خان کے انتظام سے کامل طور پر مضبوطی رکھتا تھا کابل کے لینے
کی ٹھان کر بے خوفی کے پاؤن سے وڑا اور قلاب کی حدود مین سوداگر افغانون کی جماعت تک پہنچکر کہ گھوڑے
لیجارہے تھے اُنسے زبردستی گھوڑے چھینکر اپنے لوگون کو بانٹ دئے۔ اور وہان سے غزنین کی طرف چلا اچانک
غزنی مین جا پہنچا میرزا ہندال کی طرف سے زاہد بیگ قلعہ کے اندر مستی اور غفلت مین زندگی گزارتا تھا اُس رات
کہ میرزا غزنین مین آیا زاہد بیگ شراب کے نشے مین چور تھا عبدالرحمن قصاب کے اتفاق سے میرزا کے
آدمی کمند کے وسیلے اوپر گئے اور قلعے کو اپنے قبضے مین لے آئے اور زاہد بیگ کو مست میرزا کے حضور مین لائے
اور ان بدمستو (میرزا کے لوگون) نے مستی ہی کی حالت مین اُسکو زندگی کی بلندی سے موت کی پستی مین
ڈالا۔ میرزا نے اپنے داماد دولت سلطان کو غزنین مین چھوڑا اور بکر کے بہت سے لوگون کو ملک محمد کی ماتحتی مین
جو تتہ کے حاکم کے معتبر لوگون سے تھا کمک (مدد) کے لئے چھوڑ کر بڑی جلدی کے ساتھ روانہ کابل کو ہوا۔ اور
صبح سویرے بغیر کسی خبر کے کابل مین جا پہنچا پہلے ٹوپی بنانے والون کے دروازے کے نزدیک آیا اور
محمد طغائی کا حال دریافت کیا کہ کابل کی حکومت اُسکے سپرد تھی معلوم ہوا کہ حمام کے پانی اور آگ کے
درمیان ہے یعنی اسوقت حمام مین غسل کر رہا ہے یقیناً یہان بھی بدمستی کا نشہ اُسکو (محمد طغائی کو) غفلت
کے خمار مین ڈالے ہوئے تھا علی قلی لعلی کہ میرزا کے سلاحدارون سے تھا حمام کے اندر جاکر محمد علی کو ننگا حمام
کے باہر لایا اور میرزا نے اُسکو شمشیر کے آب سے غسل دیا اور خود متوجہ قلعہ کے اندر ہوا پہلوان اشتر نے کہ
دروازۂ آہنین (لوہے کا دروازہ) اُسکی نگہداشت کے اندر تھا اپنے قرارداد عہد و پیمان۔ یا خفیہ سازش
کے موافق کھول دیا اور میرزا شہر کے اندر گیا اور شہر کابل میرزا کامران کے قبضے مین آیا اور اُس صبح کے
وقت مین کہ یہ واقعہ ظاہر ہوا۔ حاجی محمد کوتوال نے آکر میرزا کو دیکھا یعنی میرزا کے سلام کو آیا میرزا نے کہا
کہ مین کیونکر گیا اور آیا اسنے جواب دیا کہ شام کو گئے اور صبح کو لوٹ آئے۔ میرزا نے جاکر قلعے کے اوپر
آرامگاہ بنائی شمس الدین محمد خان اتگہ میرے حضرت شاہنشاہ کو بزرگون کی عزت و وقار و بزرگی کے قاعدہ
کے موافق میرزا کامران کے روبرو لایا۔ میرزا اُس بزرگیون یا کرامتون کے جائے ظہور کو دیکھکر بے اختیار نرمی
اور ملائمت مین آیا اور طرح طرح کی مہربانیان کر کے آنحضرت (اکبر شاہ) کو کہ جان بخشنے والے نگہبانی کرنیوالے
خدا کی حمایت کی پناہ مین اطمینان خاطر رکھنے والے تھے۔ اپنی کم عقلی اور کمینگی سے اپنے لوگون کے حوالہ کیا
جب میرزا کامران کابل کو اپنے قبضے مین لایا۔ اور طرح طرح کے زور و زبردستی کے حکم اور درازدستی کو اپنی ہمت
کا آگے رکھا ہوا بنایا یعنی طرح طرح کی زبردستی اور ظلم و درازدستی کرنے پر آمادہ ہوا۔ اور اُسنے لوگون کا مال
لینے اور مخلوق کا خون بہانے کے لئے جور و ستم کا ہاتھ کھولا۔ اُسنے بہتر و اہل اور مہتر و کہیل کی آنکھون مین

کہ بادشاہی خاص غلام تھے سلائی کھینچی - اور حسام الدین بیٹے میر خلیفہ کو کہ حضرت نے اپنی ملازمت کے لئے بلایا تھا اور اُسکی جاگیر اُلغ میرزا کی طرف نقل ہوئی تھی اور وہ اسی نزدیکی مین کابل آیا تھا وادار زمین کے مضبوط کرنے کے بدلا لینے کے لئے اُسکے خوبصورت اعضا کا ٹکڑا ایک بہت بُری حالت سے موت کے پنجے مین دیا - اور چولی بہادر کو کہ پسندیدہ خدمت کے دولتخواہون سے تھا قتل کر ڈالا اور خواجہ معظم اور بہادر خان اور اتگہ خان اور ندیم کوکہ اور اَور بہت سے شاہی مُقرب ملازمون کو قید مین ڈالا اور ظاہری اور باطنی وبال اور دین اور دنیا کی بدنامی اپنے لئے آمادہ کی ہمیشہ مکر کی تحریرون سے آدمیون کو گمراہ بنانا اور بہکانا تھا اُن سب سے شیر افگن کو فریب مین لایا اور حسن بیگ کوکہ اور سلطان محمد بخشی کو مکر و فریب سے جدا کیا اور کم حوصلہ کمینہ طبیعت بے حقیقت لوگ ایک تھوڑے سے فائدے کے گمان پر زمانے کی خاک اپنے لالچ کے پیالہ مین ڈالکر بے حقیقتی کا راستہ طے کرنے لگے اور یقیناً کابل کے لینے کے عمدہ اسباب لوگون کی بے اتفاقی اور غفلت اور بیدار نرہنا اور بے خبر بننا اُنکا ہوا اسلئے کہ اُس زمانے مین محمد علی طغائی حضرت جہانبانی کی طرف سے شہر کا داروغہ تھا لیکن ہمیشہ غفلت کا راستہ چلتا تھا اور دور اندیشی کی شرطین بجا نہین لاتا تھا - اور فضیل بیگ بھی شہر مین اپنے لئے دُکان علیحدہ سجا کر گمان استقلال کا لیجاتا تھا اور آپسمین حوصلہ کی کوتاہی اور معاملہ تنگ نارسائی کی وجہ سے مخالفت ظہور مین لاکر اپنے پانون پر کلہاڑی مارتے تھے جب کابل میرزا کے تصرف مین آیا اُسنے ہمیشہ سپاہی کے جمع کرنے اور فتنہ کے سرانجام دینے کے لئے اہتمام کیا اور بہت لوگ اُسکے پاس جمع ہوئے ایک روز شاہی قلعہ کے اوپر بیٹھا تھا ولد بیگ اور ابوالقاسم اور اَور بہت سے لوگ شاہی تورچیون سے کہ رخصت پاکر ارادہ کرنے والے عراق کے تھے میرزا کے دیکھنے کو آئے اور حضرت شہنشاہی بھی اپنی پرنور موجودگی سے میرزا کی محفل روشن کرنے والے تھے میرزا کے معتمد اور مخلص لینے اور کھینچنے کے درپے تھے اور اطراف کے لوگ کہ درحقیقت حلوائی کے دُکانچہ کی مکھیان ہین ایک دوسرے پر گرتے تھے ابوالقاسم کے نیک خدمتی کا خیال دلمین آیا ولد بیگ سے آہستہ کہا کہ نمک کھانے کا حق وہ ہے کہ ہم تیسون جوان متفق ہوکر دلیرون کی طرح ارادے کو ظہور مین لائین اور میرزا کا کام تمام کرکے اس دولت اور اقبال کے بہارستان کے تازہ پودے یعنی میرے حضرت شاہنشاہ کو بزرگی کے لئے اُٹھائین (بادشاہ بنائین) ولد بیگ نے کہ لڑائی کا مرد تھا اس خیال سے سستی کرکے کہا ہم مسافر ہین ہمکو اس غیرضروری کام سے کیا کام - اور چونکہ ہر ایک کام کا سررشتہ ایک خاص وقت پر موقوف کیا گیا ہے ممکن نہین ہے کہ وقت سے پہلے ظہور مین پہنچے -

حضرت جنت آشیانی کی پاک جلوسی فوج کا بدخشان سے کابل کی طرف کوچ کرنا اور اُسکا محاصرہ کرنا

جبکہ میرزا کامران کے فتنے اور آشوب کا قضیہ حضرت جہانبانی کے پاک کان مین پہنچا سردی کی شدت اور برف و باران کے کثرت کے باوجود شاہی ارادہ پختہ ہوا کہ آپ درہ کے راہ سے روانہ ہوکر فتنے اور فساد کے شعلے کو بجھاوین۔ پہلے مہربانی کا فرمان میرزا سلیمان کو بھیجکر اُسکی خطاؤن کو معاف فرمایا اور اُس آوارگی کے بیابان کے حیرت کے مارے کو از سرِ نو گھر بار عطا فرمایا اور وہی مقامات کہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی نے میرزا سلیمان کے باپ کو عطا فرمائے تھے اُنکے بخشنے سے میرزا کا عزت کا سر بلند کیا اور قندوز اور اندراب اور خوست اور کہمرد اور غوری اور وہ حدود میرزا ہندال کی جاگیر مین مقرر ہوئے اور خدا کی توفیقون کی رہنمائی سے ایک بہت مبارک وقت مین ارادے کی باگ کابل کی طرف پھیری اور چند روز تک برف اور مینہ کے لگاتار اور برابر برسنے کی وجہ سے طالقان مین ٹھیرے اور اوزبکیہ نے آنحضرت کے لوٹنے کو بڑی غنیمت اور آرام کو پہنچنا سمجھا اور ہر ایک نے اپنی جگہ اور مقام مین آرام پکڑا سارے توران مین شاہی لشکر کے خوف سے بیغمی ظہور مین آئی اور آنحضرت برف کے کم ہونے کے بعد طالقان سے قندوز کی طرف متوجہ ہوئے میرزا ہندال مہمانداری کی ضروری باتون مین مشغول ہوا اور میرزا کی دلداری کے لئے قندوز کے اطراف مین خسرو شاہ کے باغ مین قیام کا اتفاق ہوا عید قربان کے بعد وہان سے کوتل شبرتو کے راستے سے گزر کر کوتل ریگ کو عبور فرمایا اور خواجہ سیاران مین بزرگی کا اترنا واقع ہوا۔ شیر علی نے کہ اپنے آپکو میرزا کے اعتبار کے قابل اور خالص اور سچے لوگون سے خیال کرتا تھا آب درہ کے گزرگاہ کو خوب مضبوط کئے تھا لیکن ظاہری زور باطن کی مدد کے مقابلے مین نہین چل سکتا اور انسانی قوت خدا کی تقویت کے سامنے برابری نہین کر سکتی آخر کار میرزا ہندال اور قراچہ خان کے آگے سے بھاگ نکلا اور جب فتحمند لشکر عبور کر چکا پیچھے سے آکر خیمہ و بار برداری وغیرہ پر جو پیچھے رہی تھی دست درازی کی اور جب موضع چاریکان اقبال کی خیمہ گاہ ہوا اس موضع سے بہت لوگ اگلی اور پچھلی نعمت کے حقون اور نئے پختہ عہد و پیمان کا لحاظ نہ کرکے بدنصیبی کی وجہ سے جدا ہوگئے اور میرزا کامران کے پاس جاکر ترقی کے درجون کو کہ حقیقت مین تنزل کے گڑھے تھے پہنچے۔ جیسے اسکندر سلطان اور میرزا سنجر برلاس بیٹا سلطان جنید برلاس ہمن کا بیٹا حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کا۔ آنحضرت نے زہسکی حدود مین توقف فرمایا اور معاملہ ناسمجھ متردد دل رکھنے والون اور حقیقت سے خالی ڈگمگانے والے دل رکھنے والون کے اطمینان دینے مین کوشش کی۔

اور عہد و پیمان سے اُنکے عاجز دلون کو جگہ مین لاکر مشورت کی مجلس منعقد فرمائی بات کرنے کی اجازت پائے ہوؤن
نے عرض کی جگہ مین پہنچا پایا کہ میرزا کامران شہر بند کرکے خود قلعہ نشین ہوا ہے - لائق وہ ہے کہ کابل سے گزر کر
حدود بلوری اور خواجہ بستہ مین اقبال کا اُترنا واقع ہووے تاکہ خوراک شاہی فتحمند لشکر کو پہنچتی رہے - سب کی رائے
اسپر ٹھہری - اور زمہ سے اقبال کے ساتھ سوار ہوئے تھوڑی راہ چلکر آنحضرت کے الہام قبول کرنے والے دلمین
ایسا آیا کہ خواجہ بستہ کی طرف جانا مناسب نہین ہے اسلیئے کہ اکثر ہمراہیون کے بال بچے شہر مین ہین بہتا سے
خواہ مخواہ جدا ہو جاوینگے اور بعضے لوگون کے یہ دلمین آئیگا کہ بادشاہی لشکر کا رخ قندھار کے راستے کو ہے
اقبال کے لائق وہ ہے کہ ہم ہمت کرکے شہر کے گرد کی دیوارون پر قابض ہو جاوین اگر میرزا لڑنے کو آگے آیا
بہتر ہے - وگرنہ نہ آدمی ہی ہم سے جدا ہوونگے اور نہ بارش کے صدمے ہی سے کچھ آزار پہنچیگا کچھ نہ کچھ پناہ
ضرور مل جائیگی - حاجی محمد خان کو بلاکر یہ دل کا راز اُس سے ظاہر کیا اُسنے اس پختہ رائے پر آفرین کی اور اسی
خیال پر قرار پایا - حاجی محمد خان اور اَور لوگ کوتل منار کی راہ روانہ ہوئے اور خود دولت و اقبال کے ساتھ کوتل
(زمین بلند) کے نیچے سے متوجہ شہر کی طرف ہوئے - میرزا ہندال افغانون کے گانون کی حدود مین نزدیک
روضۂ بابا شمشیر کے پہنچا تھا کہ شیر افگن میرزا کامران کے بہت سے آدمیون کا سردار بنکر لڑنے کو آیا اور دونو
طرف سے ایک بڑی لڑائی ظہور مین آئی اور اکثر بادشاہی لوگون کے پائداری کا قدم جگہ پر نہ رہا میرزا ہندال قدم
جماکر لڑائی کے میدان مین کھڑا ہو گیا اور مردانگی اور جانفشانی کی داد دی جب یہ بات پاک دل پر ظاہر ہوئی
قراجہ خان اور میر برکہ اور اَور لوگون کو جیسے شاہ قلی نارنجی اور اَور ایسے ہی لوگون کو شاہی اشارہ ہوا کہ ہمت
کی کمر باندھکر گمراہ گروہ کو سزا دین یہ لوگ شاہی اشارہ کے موافق لڑائی کی طرف متوجہ ہوئے اور میر برکہ
سب سے آگے حملہ آور ہوا اسی درمیان مین حاجی محمد خان اور اَور لوگ کہ راستے سے مقرر ہوئے تھے وقت پر
پہنچے اور مخالف کے گروہ کو شکست ہوئی اور شیر افگن کو گرفتار کرکے حضور مین لائے آنحضرت کہ مروت اور
جوانمردی کی کان تھی چاہتے تھے کہ اُسکو چند روز قید اور قید خانے مین نصیحت ماننے والا کرکے ملازمون کی لڑی
مین رکھین قراجہ خان کے التماس اور اَور دولتخواہون کے اصرار کرنے کے سبب سے جو اُسکی کافر نعمتی
(ناشکری) اور ناراستی کی وجہ سے بہت ہی رنجیدہ خاطر تھے پاک حضور مین سزا کو پہنچا (قتل کیا گیا) اور آنحضرت
خیابان کے راستے سے متوجہ کابل کو ہوئے اور بہادر جوانون نے بادشاہی لشکر سے بھاگنے والون کا پیچھا
کرکے دروازۂ آہنین تک اپنے آپکو پہنچایا اور میرزا خضر خان اور بہت سے اُن جیسون نے ہزارجات کا راستہ
روکا اور شہر بند زبردست سلطنت کے سردارون کے قبضے مین آیا اور آنحضرت نے اُس روز قراجہ خان
کے باغ مین بزرگی کا اُترنا فرمایا اور بد سرانجام مفسدون سے بہت سے لوگ کہ لڑائی کے وقت سلطنت

کے سرداروں کے ہاتھ مین گرفتار ہوئے تھے سزائے قتل کو پہنچے۔ شیر علی بیراھہ قلعہ مین داخل ہوا اور قلعہ کے گھبرائے ہوئے لوگون کو ایک طرح کا اطمینان حاصل ہوا اور حضرت جہانبانی نے وہان سے سیر باغ دیوانخانہ اورازنہ باغ کی کر کے کوہ عقابین پر کہ کابل کے قلعہ پر بلند ہونے والا ہے اقبال کا اترنا فرمایا۔ اور توپین اور ضرب زن نصب کر کے چھوڑین اور چلائین۔ اور ہر روز میرزا کامران کے آدمی نکلکر مردانہ لڑائیان کرتے تھے مہدی خان اور اُسکا رشتے دار حلیمہ بیگ اور بابا سعید قبچاق اور اسمٰعیل کورچا اور ملا تبلائی اودجی اور اور کتنے ایک بدنصیب فتحمند لشکر سے بھاگ کر میرزا کامران کے پاس گئے۔ حضرت جہانبانی نے قراچہ خان اور حاجی محمد خان اور اور لوگون سے فرمایا کہ دروازہ پارک کے روبرو شاہی لشکر کے لئے جگہ دیکھو کہ وہان اقبال کا اترنا صلاح دولت ہے قلعہ کے محاصرے مین زیادہ توجہ کر کے اور مورچے تقسیم کر کے میرزا کا کام زیادہ تنگ کرنا چاہئے بھیجے ہوئے منزل گاہ کی تلاش مین تھے کہ تیس چالیس آدمی ایکبارگی دروازہ پارک سے باہر آ کھڑے ہوئے حاجی محمد خان اور شاہی لوگون سے اس جماعت کی طرف دوڑا اور وہ لوگ مقابلہ اور کھڑے ہو سکنے کی تاب نہ لاکر قلعے کی طرف مونھ کر کے بھاگے اسی درمیان مین شیر علی نے قلعے کے اندر سے باہر نکلکر حاجی محمد خان کے ساتھ بڑی لڑائی کی اور اُسکے دہنے ہاتھ مین شیر علی کے ہاتھ سے زخم کاری پہنچا۔ اسی مار کوٹ مین بادشاہی لوگون نے غلبہ کر کے شیر علی کو قلعہ کے اندر بھگا دیا حاجی محمد خان کو ناتوانی اور کمزوری کی وجہ سے اُٹھا کر گھر لائے اور مدت تک بیمار رہا اور ایسا مشہور ہو گیا کہ اُسنے زندگی کی امانت سونپ دی (مرگیا) حضرت نے آدمی اُسکے پاس بھیجا کہ سوار ہو کر مورچون پر اپنے آپکو دکھاوے شاہی پاک اشارے کے موافق وہ سوار ہوا اور دشمنون کی خوشی کا بازار بے رواج ہو گیا۔ ایکروز سلطان جنید کا بیٹا میرزا سنجر کہ بے حقیقی کا داغ اپنے حال کی پیشانی پر رکھ گیا تھا قلعہ سے نکلکر حملہ آور ہوا۔ تیز لگام گھوڑا دوڑا لیکر باغ بنفشہ تک سے آیا پیچھے قوی بازو والے اُسکو پکڑ کر پاک حضور مین لائے اور آنحضرت نے جان بخشی فرما کر قید خانہ مین بھیجدیا اور محمد قاسم اور محمد حسین نے کہ بھانجے پہلوان دوست میر کے تھے اور اسوقت ہر ایک قابلیت کے موافق تربیت پا کر بڑے بڑے سردارون اور حقیقی خیرخواہون کی لڑی مین بلند مرتبون کے سبب سے خصوصیت کی بزرگی رکھتے ہین جاگتے نصیب کی بدولت اس برج سے کہ درمیان دروازہ آہنین اور برج قاسم برلاس کے تھا اپنے آپکو گرا کر زلو دکر عقابین مین بزرگ پابوسی سے نیکبختی پائی اور مثل دو عقابون (عقابین نام مقام جہان دونون حاضر ہوے اور عقابین صیغہ تثنیہ ہے بمعنی دو عقاب ایک شکاری پرندہ ہے مانند باز کے) کے ہمیشہ والی سعادت کے صید سے مقصد ور ہوئے۔ اور بے نہایت عنایت کے شامل کئے گئے ہوئے۔ اور جنگ و جدل کی حالت مین ایک بڑا قافلہ ولایت چاریکان سے آیا اور گھوڑے اور اسباب بہت اُس قافلے مین تھا میرزا کامران

نے شیر علی کو اور اور اپنے بہت سے اعتماد کے قابل لوگون کو مقرر کیا کہ جا کر اسباب لے لیوے ہرچند کہ تردی محمد جنگ جنگ نے کہ میرزا کے معتبرون سے تھا منع کیا اور صاف صاف طور پر کہا کہ اگر حضرت جہانبانی یہ خبر پا کر آدمیون کو بھیجدینگے تاکہ ہمارا راستہ روکین تو پھر ہم تم سے بل نسکینگے نہ تمہارا ہی کام بنتا ہے اور ہم تباہی مین پڑتے ہین۔ میرزا کہ لوگون کے مال پر ٹکٹکی لگائے تھا اس بات کو ہوش کے کان مین نہ لایا اور لشکر کو شیر علی کی سرداری مین مقرر کیا اسی دم یہ خبر شاہی کان مین پہنچی حاجی محمد اس خدمت کے لئے مقرر ہوا کہ اُن ظالمون کو اس دراز دستی اور لوٹ مار سے باز رکھے۔ حاجی محمد نے بزرگ عرض مین پہنچایا کہ وہ جماعت راتون رات گئی ہے اور اپنا کام کیا ہے اگر ہم پیچھا کرینگے اور اُنکے ساتھ مُقابل ہوویںگے تو ہاتھ سے جاتے رہین گے۔ اگر آپکی صلاح ہو تو ہم مورچون اور راستے کے سرون کو اور گزرنے کے مقامون کو استوار کرین تاکہ وہ قلعے کے اندر جانہ سکین۔ حضرت جہانبانی کو یہ رائے پسند آئی خود بدولت واقبال نے پہاڑ سے اُتر کر اترنے کے مقامون اور داخل ہونے کی جگہون کے استوار کرنے مین اہتمام فرمایا اور شیر علی اور تردی محمد جنگ جنگ اور سب لوگ کہ سوداگرون تک پہنچے اُنکا اسباب زبردستی چھینا اور سوداگرون کا بہت سا مال واسباب لوٹ لیا اور جب اُنہون نے لوٹ کر چاہا کہ قلعے مین داخل ہووین بند ہونا راستون کا اور گزرنے کے مقامون کا ظاہر ہوا تردی محمد اور شیر علی نے باہم گفتگو کی۔ تردی محمد جنگ جنگ نے کہا دیکھو میری بات آگے آئی ہرچند اُنہون نے داہنے بائین نظر دوڑائی ایسا راستہ کہ جس سے قلعے مین داخل ہوسکین نہ پایا آخرکار اُنہون نے سرگردان ہوکر اپنے آپکو ایک کنارے پر کھینچا اور موقع کا انتظار کرنے لگے کہ کسی تدبیر سے اپنے آپکو قلعہ کے اندر ڈالین ایک دن باقی صالح کہ قلعہ نشین بہادر یکتا جوانون سے تھا بڑے اصرار سے میرزا کامران کو دروازۂ آہنین کے نزدیک لایا اور شیخی سے کہنے لگا کہ ایک حملہ مین شیر علی کو اسی دروازے سے اندر لاؤنگا جب اُسنے دروازہ کھولا میرزا کے دلیرون کی ایک جماعت نے قدم آگے بڑھایا مورچے کے آدمیون محمد قاسم خان موجی اور قاسم مخلص اور جمیل بیگ نے حاضر ہوکر داد آگاہی اور مردانگی کی دی سنبل خان نے ساٹھ ستر غلامون کی بندوق اندازی مین کارپردازی کی جمیل بیگ شہید ہوگیا باقی صالح کہ اس فتنہ کا باعث تھا بندوق کی گولی سے اُسکی ہستی کے کھلیان مین آگ لگی۔ اور جلال الدین بیگ کے کہ میرزا کے اعتبار کے قابل لوگون سے تھا زخم کاری پہنچا اور اکثر آدمی زخمی ہوگئے اور اپنے ارادے سے باز رہے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا شیر علی قلعہ کے اندر آنے سے ناامید ہوکر غزنین کی طرف روانہ ہوا حضرت جہانبانی نے خضر خواجہ خان اور مُصاحب بیگ اور اسمعیل بیگ دولدی اور اور بہت سے لوگون کو اُنکے سر پر مقرر کیا کہ ہمت کی مدد سے جا کر ان بدنصیبون کو گرفتار کرین بھیجے ہوؤن نے کوتل سجاوند مشہور ٹیلہ ہے امین شیر علی کو جالیا اور لڑائی ہوئی اور بادشاہی لشکر نے فتح پائی۔ اور بہت سا اسباب اور

اموال اور گھوڑے ہاتھ لگے اور بہت لوگ گرفتاری مین آئے اور شیر علی چند لوگون کے ساتھ ہزارجات کی طرف گیا اور خضر خان کے گھر مین پناہ لینے والا ہوا بھیجے ہوئے لوگ فتحمند اور ظفرمند بہت سی غنیمتون کے ساتھ پہنچکر بے انتہا مہربانیون کے شامل کئے گئے ہوئے اور لٹے ہوئے سوداگرون کو کہ پاک درگاہ مین پناہ لائے مین حکم ہوا کہ جو کوئی کہ اپنا اسباب اور گھوڑا پہچانے لے لیوے اکثر گھوڑے اور اسباب جنکا تھا اونکو ملا - اور یہ بات اقبال کی تازگی کا باعث ہوئی اور گرفتار باغیون کو مورچون کے مقابل لاکر کھلم کھلا طرح طرح کے عذابون کے ساتھ مار ڈالا تاکہ گمراہی کے بچھونے کے اونگھے ہوؤن کی بیداری کا باعث ہو میرزا کامران نے جب تمام دروازون سے آنے جانیکی تدبیر کی اور کسی دروازے سے اپنی کامرانی پر فتحمند نہوا - اور نامرادی کے سوا کوئی راستہ نہ کیا اُسنے اپنے ناقص حوصلہ کو معصوم بچون اور بے گناہ لڑکون کی سزا کے لئے اور پاک دامنون کے بے عزت کرنے کے لئے مصروف رکھکر بابوس کی بیوی کو بازاریون کے حوالے کیا اور اُسکے تین بیٹون کو کہ پہلا سات برس کا دوسرا پانچ برس کا اور تیسرا تین برس کا تھا بڑی بڑی تکلیفین دے کر مار ڈالا - اور قلعہ کے اوپر سے قراچہ بیگ اور مصاحب بیگ کے مورچون کے نزدیک پھینکدیا اور قراچہ بیگ کے بیٹے سردار بیگ اور مصاحب بیگ کے بیٹے خدادوست کو قلعہ کے کنگورون سے باندھکر لٹکایا اور پیغام بھیجا کہ اگر مجھکو دیکھو یا مجھکو رستہ دو تاکہ باہر چلا جاؤن یا بادشاہ کو محاصرے سے اٹھاؤ (ہٹاؤ) وگرنہ تمہارے بیٹون کو بابوس کے بیٹون کی طرح مار ڈالونگا قراچہ خان نے کہ اس زمانے مین وکیل مطلق تھا بلند آواز سے کہا حضرت بادشاہ سلامت رہین گھربار اور ہمارے بچون کے لئے کہ انجام کار تباہی اور بربادی کے فساد بننے والے ہین (ایک نہ ایک دن ضرور مرنے والے ہین) اور انکا نابود ہونا ضروری ہے اس سے بہتر کیا ہوگا کہ صاحب اور ولی نعمت کے کام مین کام آوین (مارے جاوین) بچے کیا چیز ہین کہ ہماری جان حضرت پر قربان ہے - ان نادرست خیالون سے باز آ اور دولتخواہی اور بیچارگی کی راہ سے اگر ملازمت کرکہ تیری نجات کا سرمایہ اور زندگی کا پیرایہ (آرائش) وہی ہو سکتا ہے - تاکہ ہمسے جو کچھ کہ تیری خیرخواہی سے ہوسکے جان و دل سے کوشش کرین وگرنہ ہمکو بچون کے مار ڈالنے سے کیا ڈراتا ہے اگر ہمارے بچون کو کوئی امر واقع ہوگا اُسکا عوض آسانی کے ساتھ حاصل ہے آنحضرت نے قراچہ خان اور مصاحب بیگ کو طلب کرکے بڑی بڑی مہربانیون سے خوشوقت کیا - اور تازہ عنایتون سے نوازش فرمائی - میرزا نے لوگون کی عزت اور آبرو مین ہاتھ ڈالکر لوگون کے بیٹون اور بیویون کے ساتھ بہت ہی برا برتاؤ کیا اور چونکہ میرزا حسد کے رنج کا بیمار تھا جو مخالفت کہ ظاہر مین حضرت جہانبانی کے ساتھ کرتا تھا در حقیقت وہ جھگڑا اور مخالفت جہان پیدا کرنے والے خدا کے ساتھ کرتا تھا اور ایسا جھگڑا کرنے والا جو کام کہ اختیار کرتا ہے ضرور بالضرور وہ کسیطرح راست نہین آتا ہے اور سر کے بل گرتا ہے اور انجام کار یہ بات اُسکے دین اور دُنیا کے نقصان کا سبب بنتی ہے -

میرے حضرت شاہنشاہ سے بڑی کرامت کا ظاہر ہونا اور کابل کی فتح

میرزا کامران نے بیہوش ہونے اور بے عقل ہونے کے سبب سے اپنی حفاظت کے لئے اُس سلطنت کے باغ کے نئے پودے اور خلافت کی بہار کے نئے میوے کو یعنی میرے حضرت شاہنشاہ کو توپ کے برابر لاکر ایسے مقام مین کہ فتحمند لشکر کے بے خطا نشانہ مارنے والون سے چیونٹی اور ٹڈی کو گزرنا دشوار تھا نگاہ رکھا - یہ کیا آدمیت اور مروّمی ہے اور کونسے درندہ ہونے اور دیوانہ ہونے کا آئین و طریقہ ہے - اِس بات کے کہنے والے کی زبان کیون گونگی ہو گئی - اور اس کام کی طرف لیجانے والے کا ہاتھ کیون ٹنڈا نہ ہو گیا - کہ اُس اقبال کے تنہ وار درخت کو اِس ارادے پر اُٹھاوے اور اِس قصد پر بٹھاوے - جو آنکھ کہ حضرت جہانبانی (ہمایون) کے ظاہری حقون کو کہ بڑا بھائی اور بزرگ باپ کی جگہہ اور اُسکا سرپرست تھا نہین دیکھتی ہے میرے حضرت شاہنشاہ کے جہان آراستہ کرنے والے جمال کو کہ عزت کے پردہ مین پوشیدہ تھا کسطرح جھٹ پنے اور بچپن کے وقت مین دیکھ سکتی ہے ایسا دل کہ جو حسد (ڈاہ) کے غم کے سبب سے رنج کے پاؤن مین روندا جاکر بزرگ خدا کے ساتھ لڑ رہا ہے خدا کے نور کی شعاعون کو کہ انسان کی صورت مین امانت رکھی گئی تھین کیسے دریافت کر سکتا ہے - ایسا شخص کہ اپنی صلاح (بھلائی درستی) کا رستہ نہین دیکھتا کسطرح غیر کی مصلحت کو پہچان سکتا ہے اور تعجب آتا ہے کہ جبکہ خدا کی حکمت اُس پوشیدہ نورون کے جائے ظہور کو اپنی مہربانی اور نگہبانی کے سائے اور حمایت کی پناہ مین بلاؤن اور آفتون سے سلامت کے زمانے اور عافیت کے مکان مین نگاہ رکھکر اُس زمانے کے یکتا کی طرز و روش کے انتظام اور احوال کی ذمہ دار بنی ہوئی تھی ان بداندیش ظالمون کو اِسی وقت اُنکے کامون کا بدلہ اور عملون کی سزا نہ دے - بلکہ پروردگار کی مرضی اور ارادہ اُن حق ناشناسون کے حق مین اس طور پر مقرر ہوا تھا کہ اُنکو زمانے کی کھینچا کھینچی مین لیجا کر (زمانے کی مصیبتون مین مبتلا کرکے) اور خواری اور بدبختی کی خاک پر ڈال کے رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ اور مرتبہ بمرتبہ پگھلاوے اور اُس ظالم نالائق کے کامون کو درجہ بدرجہ اُسکی بدلے کی آغوش مین رکھے تاکہ اُس انجام کی سزا کے دیکھنے سے سارے ناحق شناسون کو عبرت ہووے و بیشک جب بینائی (عقل) کی آنکھ سے نگاہ کی جاتی ہے اِس قسم کا بدلہ اور عوض (سزا) کہ درجہ بدرجہ اور مرتبہ بمرتبہ ظاہر ہوتا ہے رنج دینے اور درد دینے مین زیادہ سخت اور زیادہ جان کا گھٹانے والا ہے - اور جب یہ ناشایستہ بد ذاتی اُس بے پروا (بے ڈر) گروہ سے ظہور مین آئی - بے خطا نشانہ مارنے والون کا

ہاتھ لرزے مین آیا (کانپنے لگا) اور تیر ٹیڑہے راستے مین گئے اور بندوق کے توڑے سرد ہوگئے۔ سنبل خان نے بھی جو داروغۂ توپخانہ تھا اپنے مزاج مین جو آگ کی سی گرمی رکھتا تھا بہت سردی معلوم کی۔ اور اُسنے اپنے دل مین پیچ و تاب کھایا یعنی سوچنے لگا کہ اِسکا سبب کیا ہوسکتا ہے۔ یعنی یہ بات کس سبب سے ہوئی۔ خدا پاک ہے وہ چیز (وہ بات) کہ جسکو تبہ کار بدعقل نقصان خیال کرکے جھگڑے کا دروازہ کہولتے ہین وہ کمال کا وسیلہ اور آرام کی دستاویز بنتی ہے۔ جیساکہ یہ حال اُسکا گواہ (دلیل) ہے۔ اوّل یہ کہ ایسی خطرناک جگہہ مین بے خطا بندوق چلانے والون اور تعجب دلانے والے گولہ پہینکنے والون کے آسیب (صدمے) سے خدا کی نگہبانی مین رہا کہ سیاہ دل بداندیشون کی شرمساری کا سبب اور روشن دل ہدایت طلب کرنے والون کی ہدایت (رہنمائی) کا ذریعہ ہووے۔ اور دوسرے یہ کہ۔ ایسی کرامت کے ظاہر ہونے کا سبب ہووے کہ آگ ٹھنڈی پڑجاوے۔ اور توڑے اپنا کام نہ کرین۔ اور جونہی کہ سنبل خان کی نگاہ تیرہ (گولے) کے گرنے کی جگہہ پر پڑی چونکہ وہ تیز نظر تھا میرے حضرت شاہنشاہ کو پہچان گیا قریب تھا کہ اس حادثے کے خوف سے دیکھنے والون کے بدنون سے جان نکل جاوے۔ اور سارے بندوق چلانے والے جسم (جان سے) خالی کرین۔ اُسوقت سنبل خان نے اِس نادر معاملے کے راز کو سمجھا کہ آگون کے ٹھنڈے پڑجانے کا سبب یہ تھا۔ فی الفور توپخانے سے ہاتھ روکا۔ اور باغی پراگندہ گروہ نے ایک وقت کے لئے شاہی توپخانے کی سختیون سے ایک طرح کی نجات پائی۔ جہان (جس جگہہ) کہ خدا کی نگہبانی اُسکے برگزیدہ حال کی نگہبان ہووے انسانی مکروفریب کو وہ قدرت کہان ہوسکتی ہے کہ اُسکے مقابل ہووے۔ اگرچہ بیعقل لوگ یہ ناپسندیدہ کام ظہور مین لائے لیکن خدا کی حکمت یہ چاہتی تھی کہ اس حالت کا راز صاف صاف طور پر اور اس حقیقت کا بیان روشن طریق پر ظاہر ہوکر جہان کے لوگون پر اس کرامت کو آشکارا کرے تاکہ ہر ایک آدمی اپنے حوصلہ اور سمجھ کے موافق اسکی حقیقت مین غور کرے اور اپنی دریافت کی مقدار کے موافق نیکی اور بدی سے معلوم کرے اور حاصل کلام بدذاتون نے تو اس عمل کو اس سختی اور سخت گیری کے کم کرنے کا کہ جو اُنپر ہورہی تھی وسیلہ بنایا اور حقیقت کے پہچاننے والون دوربینون نے اس حرکت کو اُن بے انصافون کے بہت جلد زوال پانے کا سبب شمار کیا انہین دنون مین میرزا الغ بیگ زمینداور سے اور قاسم حسین شیبانی خلات سے اور خواجہ غازی جو بادشاہی لشکر مین رہگیا تھا اور شاہ قلی سلطان کہ بیرام خان کا رشتہ دار تھا قندھار سے اور اور بہت سے لوگ بدخشان سے حضور شاہی مین حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے اِن لوگون کو مورچہ دروازہ یارک کی طرف عنایت فرمایا اور اِس نیکبخت جماعت نے خدمت کے آداب مین اہتمام کی کمر باندھی یعنی یہ نیک بخت لوگ بڑی کوشش کے ساتھ اِس کام کے انجام دینے پر آمادہ ہوے۔ اور سچّے بہادرون نے پہلے سے زیادہ کوشش

ومشقت کرکے میرزا پر کام بہت ہی تنگ کردیا۔ اور جب اُسکے سارے خیال بے ڈھنگے ہوگئے تو اُسنے مکّاری کی راہ سے خوشامد اور عاجزی کی طرف رُخ کیا۔ اور شرمندگی اور پشیمانی ظاہر کرنے لگا اور خوش آمد کی طرف متوجہ ہوا۔ اور قراچہ خان کے وسیلے جاے عرض مین پہنچایا کہ گزشتہ سے پشیمانی حاصل ہوئی ہے اب چاہتا ہون کہ خدمت مین رہکر گزشتہ زمانے کا بدلہ اور عوض کرون اور پسندیدہ خدمتون سے آنحضرت کے حق پسند دل کو اپنے اوپر مہربان کرون اسوقت اس پشیمان ہونے کا بدلہ اور اس عاجزی اور شرمساری کا عوض یہ ہونا چاہیئے کہ جان اور مال آنحضرت کی مروّت کی حمایت مین ہو۔ آنحضرت نے بلند ہمت ہونے اور بزرگ ذات ہونے کے تقاضے سے (سبب سے) اُسکی باتون کو قبول کے درجہ تک پہنچایا اور سخت گیری کے اہتمام کے بارے مین کمی کرنا جائز فرمایا اور چونکہ میرزا ہندال اور قراچہ خان اور مصاحب بیگ اور بہت سے اقبال کے یعنی شاہی لشکر کے لوگون نے جو اخلاص (یعنی دوستی) کے میٹھے چشمے سے کامل حصّہ نہ رکھتے تھے اپنے مجمع کی رونق کے خیال سے کہ ڈند مچانے والے بے وفا لوگون کی عادت ہے نہ چاہا کہ میرزا حضورِ شاہی مین حاضر ہووے ۔ اخلاص اور حقیقت کا کیا ذکر کرون کہ وہ تو ایک آن مول گوہر ہے اور ایک کمیاب جوہر ہے ۔ اگر تورانیون مین یعنی مغلون مین کہ ہمیشہ اُنکے یہان نایاب ہے کم ہوگیا تعجب کی بات ہے یعنی وہ تو بے وفا مشہور ہی ہین۔ ایک معاملے کے سمجھنے والی عقل کہ اپنے ظاہری نفع اور نقصان کے درپے رہتی ہے نہین بھی رکھتے تھے کہ نیکی کے بدلے نیکی کرتے ان اندھون نے نیکی کے عوض مین بدی کے اسباب سرانجام دیئے۔ اور اس سے بدتر یہ کہ ہمیشہ ناحق خونریزی اور مردم آزاری کے اسباب آمادہ کرکے اپنی اس بدخیالی سے کہ اُنکی بزرگی زیادہ ہووے اور روزہی غراخ فتنہ فساد برپا کرنے والے ہوئے ہاے کیسی عقلین اُنکی آغوش مین تھین اور کیسے خیالون کے ساتھ ہم زانو تھے اگر ذرا سا بھی حصّہ اخلاص کے مرتبون سے جانتے کہ کیا کیا سعادتین اسکے اندر ہین یقینًا اس طرح کا نقصان اپنے لیے نہ پسند کرتے۔ اگر اخلاص کے پاک گہر سے کوئی خبر نہین رکھتے تھے تو معاملہ دانی کے بازار کو یہ ہوگیا تھا کہ اس گروہ کو کوئی خبر نہ پہنچی ۔ اور اگر اُنکے ہوش کا کان اسکو نہین سنتا تھا یا اس کی بابت نہین سنتا تھا تو کیا اچھا ہوتا کہ دل آزاری ہی کا وبال جانتے ہوتے تاکہ ایسا تیز ببولا اپنے پانو پر نہ مارتے بہرحال اس جماعت نے نادرست فکرون سے میرزا کو بھگا دیا اور کہلا بھیجا کہ تو کس کی امید پر قلعہ مین ٹھیرا ہے اور کون سی امید بردرگاہ مین آتا ہے روز بروز قلعہ کے لینے کے اسباب زیادہ تیار ہو رہے ہین تجھے چاہیئے کہ بہت جلد اپنے آپ کو فلان مورچے سے اور حسن قلی کے مورچہ کا نشان دیا باہر لیجاوے میرزا نے اس جماعت کے اشارہ کے موافق دہلی دروازے سے نکلکر اسی جگہ سے کہ انہون نے

نشان دیا تھا پنجشنبہ کی رات ساتوین ربیع الاول ۹۵۵ھ کو بھاگنے کا راستہ طے کیا۔ اور بدخشان کی طرف رُخ کیا۔ کہ شاید میرزا سلیمان کے وسیلے اور اگر وہ نہ ہو تو ازبکیہ کی مدد سے کوئی کام کر سکے۔ حضرت جہانبانی (ہمایون) نے دولت اور اقبال کے ساتھ حاجی محمد خان اور اَور لوگون کو میرزا کے پیچھے مقرر فرمایا اور خود خدا کی مدد سے دار السلطنۃ کابل کو کہ بغاوت اور سرکشی کا وحشت خانہ بنا ہوا تھا بزرگ آنے سے یا تشریف بری سے محبت کا عیش خانہ بنایا۔ اور میرے حضرت شاہنشاہ کہ بے انتہا کرامتون کے اُترنے کی جگہ تھے اقبال کی طرح استقبال فرما کر حاضری کی دولت کے حاصل کرنے سے نیکبختی سے مقصدور ہوئے اور پاکیزگی کی پردہ نشینون نے شاہی فرش کے چومنے سے خصوصیت پائی۔ اور حضرت جہانبانی کے آنکھ اور دل مین میرے حضرت شاہنشاہ کے بزرگ دیدار (صورت) تازہ نور اور تازہ سُرور (خوشی) حاصل ہوئی۔ اور کونسی نعمت اس سے زیادہ ہو سکتی ہے کہ یعقوب ایسی آنکھ یوسف ایسے کے جمال سے روشن ہووے اور کونسا آرام اس سے بڑھکر ہو سکتا ہے کہ ایسے صاحب دل (پاک دل) کا دل ایسے جگر گوشہ (فرزند) کے وصال (ملنے) سے آرام (سُکھ) پکڑے۔ پاک ذات کے سلامت رہنے کے شکر اور بزرگ احوال کے محفوظ رہنے کی شکر گزاری مین نذرین اور نیازین اور سچائی کے صدقے ادا کئے گئے اور لوگون کے زخمی دلون پر کہ حادثون کے صدمون سے خون تھے تازہ مرہم رکھا گیا۔ اور ہر ایک نے سو طرح کی پرسش اور نوازش (مہربانی) سے آرام اور چین پایا۔ اور دردمندون کے دلون کی پریشانیان اطمینان کے ساتھ بدل ہوئین۔ اور حضرت جہانبانی اور میرے حضرت شاہنشاہ نے فتحمندی کے تخت اور عزت کی مسند پر دولت کی شوکت اور اقبال کی بزرگی کے ساتھ جگہ پکڑی۔ حاجی محمد خان اور دوسرے اَور لوگ جنکو میرزا کامران کے پیچھے بھیجا تھا اگرچہ وہ اُس تک پہنچے لیکن اِن بدنصیب مکار فریبیون نے اپنی چالاکی سے اُسکو نہ دیکھا ہوا خیال کر کے چھوڑ دیا۔ اگرچہ میرزا درمیان سے چلا گیا لیکن آق سلطان اور اَور اُسکے بہت سے آدمی دولت (سلطنت) کے سردارون کے ہاتھ لگے۔ اور سچے انصاف کی راہ سے تحقیقات ہوئی اور ہر ایک اپنے گناہ کے موافق سزا کو پہنچا۔ انہین سے سلطان قلی انگہ اور ترسعن میرزا داماد عبد اللہ میرزا کا اور حافظ مقصود اور مولانا باقی برعو اور مولانا قدم ارباب اور دوسرے لوگ کہ فتنہ اور فساد کے برپا کرنے والے اور سردار تھے۔ سزائے قتل کو پہنچے میرزا کامران نے بھاگنے کا راستہ اختیار کیا اور اپنے لوگون سے قرار دیا یا کہدیا کہ مین استائف پہاڑ کی طرف جا کر پناہ پکڑتا ہون اور لشکر جمع لا کر لڑائی کا سامان تیار کرتا ہون اور خود علی قلی قورچی (سلاح دار) کے ساتھ پچھلی رات کو سنجد درہ کے راستے سے پوشیدہ طور پر بدخشان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ہزارجات سے ہزارون طرح کے آزار سہتا ہوا ہزارون رسوائی اور ذلت کے ساتھ راستہ چلا۔ میرزا بیگ کہ میرزا کے اعتبار کے لائق

سرداروں سے تھا اور شیر علی چند آدمیوں کے ساتھ ضحاک کے اطراف میں میرزا سے جا ملے اور اُنہنے غوری میں
پہنچکر وہاں کے حاکم میرزا بیگ برلاس کو پیغام دیکر اپنے پاس بلایا اُسنے جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھ سے حرام نمک
بنا کہ بد ذاتوں کی عادت ہے نہیں آتا ہے میرزا نے چاہا کہ غوری سے گزرے قلقچیوں (خدمتگاروں) سے
ایک نے میرزا کو گالی دی کہ اس مرد کے ساتھ کیا ہوتے ہوا اور میرزا کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اگر حضرت گیتی ستانی
(بابر بادشاہ) کی غیرت کی رگ اور بیٹے ہونے کی نسبت رکھتا ہوتا (اگر یہ حضرت بابر بادشاہ کے مثل غیرت دار اور
انکا بیٹا ہوتا) ہرگز غوری کے حاکم سے اس عاجزی کے ساتھ نہ گزرتا اور اُسکو مفت نہ چھوڑتا (بے آزار پہنچائے نہ چھوڑتا) میرزا نے اسکے
طعنہ سے آزردہ ہوکر کہا کہ کیوں بیفائدہ باتیں بناتا ہے۔ اور حساب کو نہیں سمجھتا ہے۔ میں تمہاری بے سر و سامانی
کے فکر سے اس طریقہ پر چلتا ہوں اگر تمہارے پاس لڑنے کا سامان ہوتا تو میں کب اسطرح گزرتا اس دیوانہ
نے پھر سخت باتیں میرزا کو کہیں۔ میرزا نے پلٹ کر غوری کے حاکم سے جنگ کی۔ اور غوری کے حاکم کو شکست
ہوئی اور غوری میرزا کے ہاتھ میں آگیا۔ اور میرزا کو کسی قدر سامان میسر آیا اور شیر علی کو وہاں چھوڑ کر بدخشان
کو متوجہ ہوا۔ اور میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم کے پاس آدمی بھیجا کہ شاید وہ مدد اور مددگاری کے لئے موافقت
کی کمر باندھیں یا پٹکا باندھیں۔ اُنہوں نے پختہ عقل کی رہنمائی کے سبب بادشاہ (ہمایوں شاہ) کی دوستی
کو ہاتھ نہ دیا اور اپنے آپکو میرزا کامران کی مدد کرنے سے نگاہ رکھا یا باز رکھا۔ میرزا کامران اپنے بیہودہ خیالوں
کی رہنمائی کے موافق بلخ کی طرف متوجہ ہوا اور پیر محمد خان سے مدد مانگ کر اُسکی کمک (مدد) سے بدخشان پر قابض
ہووے۔ حضرت جہانبانی (ہمایوں) نے قراچہ خان کو بدخشانات کی طرف مقرر فرمایا کہ وہاں جا کر میرزا سلیمان
اور میرزا ہندال اور اور سارے سلطنت کے سرداروں کے ساتھ ملکر میرزا کامران کو ہاتھ میں لاویں یا خالی
کریں۔ یا آوارہ کریں۔ قراچہ خان بدخشان میں آیا اور میرزاؤں کو ساتھ لیکر قلعہ غوری کی طرف متوجہ
ہوا۔ وہاں شیر علی اور اور لوگ میرزا کامران کے قلعہ بند یا قلعہ نشین ہوئے اور مردانہ لڑائیاں ہوئیں اور بڑے
بڑے بہادر جوان دونوں طرف سے مارے گئے۔ اُن سب سے خواجہ نور جو میرزا ہندال کے بہادر لڑنیوالوں
سے تھا گرا اور مُلا میر کتابدار نے بھی کہ میرزا ہندال کے پسندیدہ لوگوں سے تھا درجہ شہادت کا پایا۔ یا شہید
ہوا یا قتل ہوا۔ آخر کار اقبال شاہی کی رہبری سے قلعہ بند لوگ تاب نہ لاکر بھاگ نکلے اور سلطنت کے سرداروں
کے قبضہ میں قلعہ آگیا۔ اسی وقت میں میرزا کامران اور پیر محمد خان کے آنے کی خبر بلخ سے پہنچی۔ میرزا لوگ اُس سے
لڑنا مناسب نہ سمجھکر پہاڑوں کی گھاٹیوں کی طرف پلٹے اور قراچہ خان کابل کی طرف روانہ ہوا اور حضرت
جہانبانی (ہمایوں) نے بدخشان کے فتنہ فساد کی خبر سُنکر ارادہ کی باگ بدخشان کی طرف پھیری۔ جب غوربند
(نام مقام) فتح کے جھنگل مارنے والے خیموں کی استادگاہ ہوا۔ قراچہ خان نے آکر زمین بوسی کی نیکبختی حاصل

کی۔ اور اس سبب سے کہ قراچہ خان کا اسباب لوٹنے کے وقت ایماقات کی لوٹ مار مین چلا گیا تھا یعنی قبیلہ ایماقات نے اُسکو لوٹ لیا تھا۔ اُسنے دار السلطنت کابل کی رخصت لی کہ سامان کرکے جلد شاہی لشکر سے آملے۔ آنحضرت نے اُسکی دلداری کے لئے غوربند سے کوچ کرکے موضع گلبار مین بزرگی کا اُترنا فرمایا کہ قراچہ خان کے آنے تک شیر و شکار سے دل بہلائین اور جبکہ قراچہ خان آیا اگرچہ وقت گزر گیا تھا۔ آنحضرت نے اسی پہلے ارادہ پر مضبوط ہوکر بدخشان کی طرف کوچ فرمایا چونکہ خدا کی مرضی اس حملہ کے لئے نہین تھی ہندوکوہ کے اونچے ٹیلے کی برف راستہ کا پتھر بنی یعنی مانع راہ ہوگئی یا راستہ روکنے والی ہوئی۔ اور ایک عجیب پریشانی اُس راہ مین ظاہر ہوئی کہ گزرنا مشکل تھا۔ وقت کے تقاضے کے موافق کابل کی طرف متوجہ ہوئے یعنی اُسوقت یہی صلاح ٹھیری کہ کابل کو روانہ ہون چنانچہ کابل کو روانہ ہوئے۔ اور پکا ارادہ یہ قرار پایا کہ بہار کے موسم مین توجہ کی باگ بدخشان کی طرف پھیرین۔

میرے حضرت شاہنشاہ کی مکتب نشینی اور دوسرے واقعات کہ اُن دنون مین ظاہر ہوئے

چونکہ علم الٰہی کے مکتب خانے مین کہ ازلی اور ابدی رقمون (دائمی تحریرون) کی لوح محفوظ ہے (حفاظت کیگئی تختی ہے) یعنی چونکہ خدائے تعالےٰ کے علم مین کہ جسکے اندر ازل سے لیکر ابد تک کے حالات اور ہونے والی باتین مرقوم و منقش ہین۔ اور سارے علم اور سمجھ والے یعنی سارے عالم اور سمجھ دار لوگ اُس عزت کی چار دیواری (بارگاہ الٰہی) مین تعلیم کے مکتب کے لڑکے ہین یعنی بڑے بڑے عالم اور سمجھ دار لوگ جناب باری کے علم کے مقابلے مین نوآموز اور مبتدی ہین۔ لکھا ہوا اور رقم کیا گیا ہے کہ عقل ہیولانی کے صاحب (مادّی عقل رکھنے والے) کو گویائی کے ظاہر ہونے کے آغاز مین مرکبہ حروف کے سیکھنے اور محنت سے حاصل کئے ہوئے علمون کے حاصل کرنے مین کہ فکرون کے باہم ملنے اور سمجھون کے تجربون کے وسیلے سے جمع ہوئے ہین مشغول کئے جاوین تاکہ وہ درجہ بدرجہ اور خاص ترتیب کے ساتھ عقلون کے پسندیدہ اور نیک نشانون کے راستون مین سیر فرماوین۔ چنانچہ اس سال کے ماہ شوال کی ساتوین تاریخ کہ میرے حضرت شاہنشاہ کی ابد پیوند (لازوال) عمر کے چار سال چار مہینے اور چار روز ہوئے تھے رسم و عادات کے طریق کے موافق اس خدا کے مکتب کے تعلیم یافتہ اور پروردگار کے مدرسہ کے باریکی جاننے والے کو انسانی مکتب مین لائے اور ملازادہ ملا عصام الدین ابراہیم کو اس بزرگ خدمت کے ساتھ خصوصیت کا شرف بخشا۔ اگرچہ ظاہر بین لوگون کی نظر مین تعلیم پانے کے لئے بھیجا لیکن ظہور کی بارگاہ کے دوربینون کے دین مین

آنحضرت کو آموزگاری (اُستادی) کے بلند درجے پہ لے گئے۔ عجیب باتون سے یہ ہے کہ حضرت جہانبانی
(ہمایون) کہ آسمانی علمون (نجوم وغیرہ سے واقف تھے اور ستارون کی باریکیون کو دریافت فرماتے تھے۔ انہون نے
بار یک بین ستارہ شناسون اور وقت کے پہچاننے والے اسطرلاب (آفتاب اور ستارون وغیرہ کے دیکھنے
کا آلہ) جاننے والون کے اتفاق سے ایک ایسی خاص ساعت آنحضرت (اکبر شاہ) کے آغاز کے لئے خاص
فرمائی تھی یا مقرر فرمائی تھی۔ کہ جو بہت دورون (زمانون) اور عمرون مین حاصل نہین ہو سکتی جبکہ برگزیدہ
چیدہ ساعت پہنچی وہ خدا کے آداب سے ادب پایا ہوا کھیل کے لباس مین داخل ہو کر پوشیدگی کے پردہ
مین پوشیدہ ہو گیا یعنی اکبر شاہ کھیلنے کے بہانہ سے کسی جگہ جا چھپے۔ اور باوجود اُس توجہ اور اہتمام بادشاہی
کے بہتیرا کچھ تلاش و جستجو کی آنحضرت (اکبر شاہ) کا پتہ نہ پایا روشن دل رکھنے والے آگاہ دلون نے اس نادر بھید
سے سمجھا کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ وہ برتر عقل کا صاحب کہ خدا کی تعلیم کے ساتھ خاص کیا گیا ہے زمانے کے
رسمی علمون کے ساتھ مخلوط (ملا ہوا۔ آمیزش پایا ہوا) اور منسوب (نسبت کیا گیا) نہووے گا۔ تاکہ اس باریکی
پہچاننے والے بادشاہ کے ظاہر ہونے کے وقت مین زمانے کے لوگون پر ظاہر ہووے کہ اس دانشورون
(عاقلون) کے بادشاہ کی دانشوری (عقلمند ہونا) بخشش الٰہی کی قسم سے ہے حاصل کی ہوئی جنس سے نہین ہے
اس بات کے باوجود آنحضرت کے پاک دل پر حرفی نقش اور رسمی علوم کیا اُس قسم سے کہ صاحبان فن کے قلم
کے لکھے ہوئے ہین اور کیا اُن اسرار (رازون) کے نکتون سے کہ مبدأ فیاض (فیض پہنچانے کا آغاز بہت
فیض رسان۔ مراد خدائے تعالیٰ) سے بغیر سکھلانے اور سیکھنے کے وسیلے کے بہت نورانی باطن پر پہنچنے والا
ہوا ہے ظاہر ہونے کا جلوہ (جھلک) رکھتا ہے لہذا۔ اصحاب حکمت اور اصحابِ ریاضت (پرہیزگار نفس کشی
لوگ) اور ظاہری علمون کے صاحب اور کُلّی اور جزئی صنعتون کے وارث جب حضور اقدس کے حضور مین پہنچے
ہین اپنی شناسائی سے شرمندگی کا سر تامل (غور و فکر) کے گریبان مین جھکا کر حیران رہ جاتے ہین قصہ
کوتاہ۔ جب چند وقت اُس فائدہ پہنچانے والے (عصام الدین ابراہیم) کے آگے ایسے پڑھنے مین جو
نا پڑھنے سے بھی بُرا تھا مشغول ہوئے ظاہر بین لوگون نے اُستاد کے نہ کوشش کرنے پر گمان کر کے اُسکے
بدلنے مین کوشش کی اور اس بیچارے کو موقوف کر کے اسکی خدمت مولانا بایزید
کو سپرد کی اور (وہ ظاہر بین لوگ) یہ نہ سمجھے کہ خالقیت کے کام تبلانے والے
یا حکم کرنے والے اسمین کوشش کرنیوالے ہین کہ اُس خدا کے لائے پرورش یافتہ کا الہام پذیر دل سیاہی
کے نقشون کا عکس لینے والا اور ظاہری علمون کی سیاہی کا نقش قبول کرنیوالا نہووے۔ حاصل کلام حضرت
جہانبانی (ہمایون) نے انہین مبارک انجام وقتون مین دار السلطنت کابل کے اندر ملکون کے انتظام

بخشنےوالے ہوکراس طرف توجہ کرنیوالے ہوئے کہ بدخشان پرحملہ آور ہوکراُسکو فتح کرین اور میرزا کامران کا کام
آخر پہنچائین۔میرزا کامران۔میرزا سلیمان اور میرزا ہندال کی مدد سے ناامید ہوکر برے خیالون کے ساتھ ۲۹۷
بلخ کی طرف متوجہ ہوا کہ پیر محمد خان کی مدد پاکر بدخشان پر قابض ہووے۔جب وہ موضع ایبک مین پہنچا۔
وہان کا حاکم اُسکے ساتھ اچھی طرح پیش آیا اور آؤبھگت کی اور پیر محمد خان کو حال کی حقیقت سے آگاہ کیا
پیر محمد خان نے میرزا کے آنے کو غنیمت سمجھکر اعتبار کے لائق لوگون کو استقبال کے لیئے بھیجا اور میرزا کو
بڑی عزت کے ساتھ اپنے گھر لایا اور مہمانداری کی ضروری باتین بجالایا اور خود میرزا کے ہمراہ ہوکر بدخشان
کی طرف آیا میرزا لوگ اپنے قرار داد (ٹھیرائی ہوئی بات) کے موافق تناگ بدخشان (تنگ۔بدخشان کی
ایک ولایت ومقام کا نام) کی طرف گئے اور بدخشان کا بہت سا حصہ میرزا کامران کے قبضے مین آیا پیر محمد خان
ایک جماعت کو میرزا کی مدد کیلیے چھوڑکر خود لوٹ گیا اور میرزا کشم اور طالقان کی حدود مین آیا اور قنبق
کوکہ اور خالق بیردی کو ایک چغتائی اور اوزبک کی جماعت کے ساتھ روستاق کی طرف مقرر کیا۔میرزا سلیمان
اور میرزا ابراہیم کولاب (بدخشان مین ایک مقام کا نام ہے) کے بہت سے لوگ جمع کرکے روستاق کی طرف
آئے۔اور قلعہ ظفر اور خلمنکان کی طرف سے پہنچکر بہادرانہ لڑائی لڑے اور آسمانی لکھے کے موافق (تقدیر
سے) شکست کھاکر پھر کوہستان کی حدود کی طرف لوٹ آئے۔حضرت جہانبانی (ہمایون) بہت روشن
دل کو دارالسلطنت کابل مین خوش کرنے والے تھے۔یعنی ہمایون شاہ اسوقت کابل مین تھے۔اور
پاک دل (ہمایون شاہ کے دل) مین یہ بات جمی ہوئی تھی کہ بدخشان کی طرف بلند کوچ فرماوین۔اور چونکہ
نوکرون کے دلون کو اخلاص کی صفائی اور عقیدہ کی خوبی کے ساتھ نہین پاتے تھے یہ حملہ رکنے اور ٹھیرنے
کے پردہ مین رہتا تھا۔اور اِن دنون قراچہ خان نے کہ لائق خدمتین بجالاکر بے نہایت مہربانی کے اثر نے
کی جگہ ہوا تھا اسوجہ سے کہ اُسکا ظرف برتن۔حوصلہ ہمّت) تنگ تھا اور شراب بہت۔اُسکے حوصلہ کا پیالہ
چھلک اٹھا اور اپنے کام کے حساب اور حالت کے درجہ اور اپنے آقا کے بلند مرتبہ کو نہ پہچانکر اعتدال کے
سیدھے رستے قدم باہر رکھا یہانتک کہ کم عقلی کے تقاضے کے موافق کہ ناقدر کھنے والے بے ڈھنگے
کے حال کے لیئے ضرور ہے ایسی باتین کہ بیہوش اور دیوانہ کہین گے غرور کے نشہ سے زبان پر لایا اُن سب سے
ایک یہ کہ کہ اُسنے درخواست کی کہ خواجہ غازی کو جو نیک خدمت کرنے اور کارگزار ہونے کے صلے یا عطیے
مین دیوانی کے منصب (عہدے) کے ساتھ خصوصیت پائے تھا اور شاہانہ مہربانی کا ہاتھ اُسکی پرورش کے
سر پر پہنچا ہوا تھا باندھکر میرے آگے بھیجدین تاکہ مین اُسکی گردن مارون اور اُسکا عہدہ خواجہ قاسم تولہ کو
عنایت فرماوین۔چونکہ اس قسم کی باتین حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) سے کہ انصاف اور مہربانی کے

نکلنے کی جگہ تھے صورت نہین پاتی تھین اِس سبب سے کہ وہ اپنے جھوٹے خیال کے موافق اپنے آپکو زبردست
سلطنت کا ستون سمجھتا تھا نصیبے کے تاریک ہونے اور قسمت کے پلٹ جانے کے سبب سے بہت سے
لوگون کو بہکا کر یا گمراہ بنا کر بدخشان کی طرف روانہ ہوا۔ اور بابوس اور مصاحب بیگ اور اسمٰعیل بیگ دولدی
اور علی قلی اندرابی اور حیدر دوست مغل اور شنیخم خواجہ خضری اور قربان قراول قریب تین ہزار کے کام آنے
کے لائق سوارون نے کہ اُسکے بہکائے ہوئے یا گمراہ بنائے ہوئے تھے کتل (پشتہ۔ ٹیلہ) منار کے راستے سے
بدخشان کے ارادے پر گمراہی کا جنگل طے کرنا اختیار کیا اور جب یہ خبر بر تر ساعت (شاہی کان) مین پہنچی۔
انہون نے چاہا کہ اُسی دم اپنی پاکیزہ ذات کے ساتھ روانہ ہوکر اِن بدنصیبونکو کہ نیکبختی کے قبلے سے مونھ
موڑنے والے ہوئے ہین ادب دینا (سزا دینا) فرماوین۔ برگزیدہ (چیدہ۔ پسندیدہ۔ اچھا) وقت آنے کے
لحاظ سے خود بدولت نے توقف فرما کر اقبال کی بارگاہ کے بعضے نوکرون کو اُن بدنصیبون کے پیچھے جانے
کا حکم فرمایا اور اسی طرح جو کہ ایکطرفہ (سچے خیر خواہ) نوکرون سے آتا تھا دفعہ دفعہ روانہ کرتے تھے (یعنی برابر آگے
پیچھے روانہ کرتے تھے) چنانچہ تردی بیگ خان اور منعم خان اور محمد قلی برلاس اور عبداللہ سلطان اور دوسرے
دولتخواہ بندے ایک دوسرے کے پیچھے گئے اور دوپہر کے نزدیک کہ مبارک گھڑی (شبھ گھڑی) آئی حضرت
جہانبانی (ہمایون) خود دولت اور اقبال کے ساتھ فتحمندی کے گھوڑے پر سوار ہوئے بہادر جوانون کی ایک
جماعت نے آگے جاکر قراباغ کے اطراف مین اُن بھگوڑے مغرورون کے چنداول (چنداول۔ وہ فوج جو لشکر
کے پیچھے خبرگیری کے لئے چلتی ہے) تک پہنچکر ایک بڑا غلبہ کیا اور دن کے آخر مین جوئے موری کے نزدیک قراچہ خان
کے ساتھ دست وگریبان ہوئے یعنی قراچہ خان سے جا اُلجھے۔ اسوقت مین رات اِن تاریک دلون کی جان
کے درمیان آگھی رات کے اندھیرے کی پناہ مین بھاگ کر پریشان ہوگئے (تتر بتر ہوگئے) اور غوربند کے
پُل سے گزر کر پُل کو ویران کر دیا اور وہ لوگ جنہون نے کہ اِس بدنصیب گروہ کا پیچھا کیا تھا لوٹ کر قراباغ
مین جو کھٹ چومنے کی بزرگی سے نیکبختی حاصل کی۔ اور حضرت جہانبانی کی جہان کی آراستہ کرنے والی راے
اِسپر قرار پکڑی (ٹھیری) کہ شاہی لشکر کابل کی طرف لوٹے۔ اور وہان سے بلند حملے کا انتظام اور سامان
دل کی خواہش کے موافق کرکے بدخشان کی طرف متوجہ ہون۔ اور اِن بھاگے ہوئے بدعقلون نے تمر علی
شغالی کو کہ قراچہ خان کا وکیل تھا پنجشیر مین چھوڑا کہ ان حدون مین باخبر ہوکر بار بار کابل کی خبرین پہنچاتا رہے
اور خود ہندو کوہ کے کتل (ٹیلہ۔ پشتہ) سے گزر کر کشم مین میرزا کامران سے جا ملے اور حضرت جہانبانی
(ہمایون شاہ) نے دوسرے روز لوٹ کر اُرتہ باغ کو بزرگ آنے کی شوکت سے بہار ایسی تازگی بخشی اور
اِن بدنصیبون کی جماعت نے کہ جو بادشاہی پرورش کے دسترخوانون کے حق نہ پہچانکر حرام نمکی کی طرف

سر اُٹھانے والے ہوئے تھے لقب اُنکے حال کے مناسب رکھے۔ جیسا کہ قراچہ قرابخت (قرا۔ سیاہ۔ بخت نصیب) اور اسمٰعیل خرس۔ ریچھ) اور مصاحب منافق (مُنافق۔ دورو۔ مکّار) اور بابوس دیوث (دیوث۔ بے غیرت۔ بے شرم) اور اقبال کے فرمان۔ میرزا ہندال اور میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم کو بھیجے کہ ساز و سامان درست کر کے شاہی لشکر کے پہنچنے کے منتظر رہین۔ اور حکم ہوا کہ حاجی محمد خان غزنین سے جلد آنکو ہو گھٹ چومنے کی طرف پہنچاوے (یعنی جلد آکر حاضر ہو) اِن دلون مین کہ بدخشان کی لشکر کشی کی تیاری بلند ہمّت کے آگے رکھی ہوئی تھی ہر وقت عقلمند بوڑہے لوگون اور دانشمند نوجوانون کے ساتھ کہ اخلاص کا جوہر اُنکے احوال کی پیشانی سے چمکتا تھا مشورت فرماتے تھے جو لوگ کہ نہ دل بہادری کے نزدیک ہونے والا اور نہ عقل دور کی دیکھنے والی رکھتے تھے قندھار کی طرف جانے کی رغبت دلاتے تھے تا کہ وہان سے لشکر کا سرانجام اور سامان کر کے میرزا کامران کے فتنہ کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوں اور وہ لوگ کہ دانائی کا فرمان مردانگی کے تمغے کے ساتھ ہاتھ مین رکھتے تھے بادشاہی جہان کی فتح کرنیوالی راے کے موافق بدخشان کے جانے مین کوشان تھے ایک روز پیر محمد سلطان سے بادشاہ نے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے اُسنے عرض مین پہنچایا کہ میرزا کامران اِن نمکحرامون کے جانے کے سبب سے مغرور ہو گیا ہے۔ یقیناً اِن حدون کے آنے مین سبقت کرے۔ ایسا میرے دل مین آتا ہے کہ اگر شاہی لشکر سب سے پہلے ہندوکوہ کے کُتل (پُشتے) سے گزرے دولت کے سردارون کی طرف فتح ہوگی۔ وگرنہ (اور اگر ایسا نہ کیا جائے) ہم خدا سے پناہ چاہتے ہین دوسرے طور کا نقش بیٹھے گا۔ حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) نے فرمایا کہ مغرورون کے انجام کی ناگواری یا گرانی اور دشواری بار بار سب لوگ دیکھ چکے ہین اگر وہ مغرور ہے ہم خدا کی درگاہ کی طرف حاجتمند ہین اور یہ بیت حقیقت کی بیان کرنے والی زبان پر لائے۔ بیت کا ترجمہ۔ کوئی اپنے زور پر مغرور مت ہوجیو۔ اسلئے کہ مغرور ہونا ٹوپی یا تاج کو سر سے دور کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ ہمارا دیر لگانا کیا صورت رکھتا ہے یعنی ہم کاہے کو کسواسطے دیر لگائین اگر برتر خدا نے چاہا ہم اسی جلدی مین یا ابھی کُتل (پُشتے) سے عبور (گزرنا یا پار جانا) فرمائینگے۔

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے جہان فتح کرنیوالے لشکر کا بدخشان کیطرف کوچ کرنا اور فتح اور کامیابی کے ساتھ کابل کی طرف لوٹنا

چونکہ جہان فتح کرنیوالی ہمّت کا آگے رکھا ہوا (یعنی منظور ہمّت) شاہی لشکر کا کوچ کرنا بدخشان کی طرف تھا یعنی چونکہ بادشاہ کے دل مین یہ بات جمی ہوئی تھی کہ شاہی لشکر بدخشان کی طرف حملہ آور ہووے۔ اور

اس فتح کے نزدیک ہونے والے حملہ کو ہر امر پر مقدم رکھنا لازم وضرور تھا۔ اسلئے دوشنبے کے روز پانچوین جمادی الاولی
سنہ ۹۲۶ نوسو چھبین پسندیدہ ساعت مین اُس اچھی طرف کو بلند ہمت اور جاگتے نصیب کے ساتھ متوجہ ہوئے۔
اور اولنگ چالاک اقبال کا خیمہ گاہ ہوا۔ اور دو تین روز کے بعد وہان سے قراباغ مین اُترنا بزرگی کا فرمایا اور
۳۰۰ بارہ روز تک بعضی ملکی مصلحتون کے لئے اس سر منزل مین قیام ہوا۔ اور حاجی محمد خان باوجود اسکے کہ اسکی بیوفائی
کی خبرین مشہور ہوئی تھین خیرخواہون کی طرح سے ملازمت اور بزرگی کو پہنچا۔ قاسم حسین سلطان کہ حدود ختلان مین
تھا بھی آستان بوسی کے لئے دوڑا اور توجہ کی روشنی رکھنے والی نظر سے کامیاب ہوا۔ اور اسی منزل مین میرزا ابراہیم
نیکبختی کے ستارہ کی رہنمائی سے بدخشان سے مارا مار آیا اور بساط بوسی کی دولت سے معزز ہوا اور خاص مہربانیون
کی روشنیان اسکے دولت واقبال کی پیشانی پر چمکین اور ان عجیب باتون سے جو بے اندازہ فتوحات کی خوشخبری پہنچانے
والی ہوسکتی ہین وہ بھی کہ ان دنون مین بلند کوچ بدخشان کے قریب پہنچا تھا آنحضرت آفتابہ خانہ (وضوخانہ) مین
کھڑے تھے ایکبارگی پاک دل مین گزرا کہ اگر یہ مرغ سعید اور وہ ایک مرغ تھا کہ ہمیشہ اس کارخانہ مین رہتا تھا ہمارے
کندھے پر آبیٹھے اور آواز کرے تو فتح اور اقبال کا نشان ہے حضور کی یہ نیت (ارادہ) کرتے ہی مبارک مرغ اڑا اور
ہما کی طرح بازو ہلاتا عزت اور بزرگی کے کندھے پر آبیٹھا اور نیکبختی کا سایہ دولت کے سر پر ڈالا آنحضرت نے شکرگزاری
ادا فرمائی اسکے پانوٴن مین چاندی کی کڑیان ڈالین اور ان خبرون سے جو فتح کے پیش خیمہ ہونے کے لائق ہوسکتی
ہین اور روز بروز بڑھنے والے اقبال سے ظاہر ہوئین وہ ہے کہ جب میرزا ابراہیم ہنجر کے اطراف مین پہنچا تمر علی
شغالی نے میرزا کا راستہ روکا ملک علی ہنجری نے اپنے قبیلہ اور قوم کے ساتھ آکر میرزا کے ساتھ اتفاق کیا اور میرزا ابراہیم
نے تمر علی شغالی کے ساتھ مردانہ جنگ کرکے خون پینے والی تلوار سے اسکا کام تمام کیا اور ملک علی ہنجری کو احتیاط
کے لئے ہمراہ لیا کہ حضرت جہانبانی کے ملازمون تک لاوے اور اس سادہ لوح (بیوقوف) خیرخواہ نے اپنے
زمینداروں ایسی ناقص فکر کے سبب سے میرزا ابراہیم کے ہمراہ ہونے سے پیچھے رہ گیا اور مبالغہ کے بعد لڑنے کو آمادہ
ہوا یعنی جب میرزا ابراہیم اسکو اپنے ہمراہ لیکر بادشاہ سے ملانے کو آتا تھا تو اسکے دلمین گنواری دیہاتی خیال یہ
گزرا کہ کہین لوگون کے دل مین یہ خیال نہ گزرے کہ میرزا ابراہیم مجھکو گرفتار کرکے بادشاہ کے حضور لے جارہا ہے چنانچہ
پیچھے رہ گیا اور جب بہت کہا سنا کہ ہمارے ساتھ کیون نہین چلتے ہو تو وہ اسقدر برہم ہوا کہ لڑنے پر آتلا۔ میرزا نے
باوجود اسکے کہ چند آدمی اپنے ہمراہ رکھتا تھا بڑا غلبہ کرکے یعنی اسکے لوگون کو مار کوٹ کر تنہا اپنے اسکو بلند آستانے
کے چبوترے تک پہنچایا اور دوسرے روز ملک علی نے اپنے بھائی کو بھیجکر تقصیر اور شرمندگی کی راہ سے معذرت کی اور تمر علی
شغالی کا سر بھیجا آنحضرت نے اسکو خلعت اور انعام سے سربلند کرکے رخصت کیا اور اسکے بھائی کیلئے دلجوئی کا فرمان
اور بیش قیمت خلعت عطا فرمایا اور لکھا کہ میرزا نے تجھے نہین پہچانا تیری موروثی (جو باپ دادے سے چلی آتی ہوا)

دولتخواہی پاک دل پر ظاہر ہے۔ جب فتح کی چمک رکھنے والے جھنڈے اُس حدود مین پہنچین گے بادشاہی مہربانیون
۳۰۱ سے بڑی سربلندی پاسگا اور میرزا ابراہیم پر مہربانی بہت فرماکر اُسکو اپنا فرزند کہا۔ اور بادشاہانہ بڑی بڑی مہربانیان
اُسکے شامل حال کرکے اپنے سے پہلے رخصت فرمایا کہ جاکر میرزا سلیمان کو لشکر کے جمع کرنے اور لڑائی کی مھمون
کے انتظام پر آمادہ رکھے۔ اور منتظر رہے کہ بہت جلد بدخشان کا میدان بزرگی کے خیمون کی خیمہ گاہ ہوگا۔ جب
اقبال کا لشکر طالقان کی حدود مین پہنچے۔ بلند چوکھٹ کے چومنے کے لئے جلدی کرین۔ اور حضرت مہد علیاے
مریم مکانی اور میرے حضرت شاہنشاہ کو کہ سلطنت کی آنکھ کے نور اور خلافت کی بہار کے گلاب کے درخت
تھے رخصت فرمایا کہ دارالسلطنت کابل کو جائین۔ اور محمد قاسم خان موجی کو کابُل کی داروغگی پر نامزد فرماکر پاک
حضرت کی ہمراہی مین رخصت دی کہ میرے حضرت شاہنشاہ کی خدمت کی ہمیشگی سے مشرف ہوکر ولایت کی
نگہداشت اور انتظام مین نہایت کوشش اور خبرداری ملحوظ رکھے۔ اور جب موضع بازارک کے اطراف مین کہ
پنجہر کا پرگنہ ہے اقبال کا اُترنا ہوا حاجی محمد بابا قشقہ اور قاسم حسین سلطان اور تردی بیگ اور محمد قلی خان برلاس
اور علی قلی سلطان اور میر لطف اور حیدر محمد جوبی کو منقلا کے طور پر بھیجا (منقلا۔ وہ چند لوگ یا قلیل جماعت کہ جو
فوج سے آگے آگے چلتی ہے) جونہی کہ بھیجے ہوئے لوگ ہندوکوہ کی گھاٹی سے گزرے مہدی سلطان اور
تردی محمد جنگ جنگ اور وہ لوگ جو اندراب کے قلعے مین تھے انھون نے رخ طرف بھاگنے کے رکھا اور اطاعت کئے
گئے حکم کے موافق تردی بیگ اور محمد قلی برلاس خوست کے طرف روانہ ہوئے۔ کہ اِن بدبخت بھاگے ہوئے لوگون
کے بال بچون کو کہ وہان ہین ہاتھ مین لاوین۔ میرزا کامران غرور کے شراب سے مست قلعہ ظفر کی حدود مین تھا۔ اور
بھاگے ہوئے سردار طالقان مین۔ ہرچند میرزا کے لئے کابل کی راہون کے روکتے اور راہون کی نگہبانی کرنے
مین کوشش کرتے تھے کسی جگہہ تک نہین پہنچ سکتے تھے اور مُلّا خرد زرگر نے کہ اُن دنون میرزا کامران کے
ساتھ نہایت نزدیکی رکھتا تھا اور ہمیشہ شرارت (بدی) اور فتنہ (فساد) کا باعث ہوتا تھا اس بارے مین ہرچند
بڑی کوشش کی کچھ مفید نہ ہوئی آخر کار قراچہ خان اور اُس جماعت نے پیش بینی (انجام بینی) کرکے حساب سنگ کو بھیجا کہ بال بچون کو خوست سے طالقان مین لاوے کہ ایسا نہو کہ لشکر کابل سے آپہنچے اور یہ لوگ قید ہو جاوین اور
جیسے کہ تردی بیگ اور محمد قلی خوست کے اطراف مین پہنچے مُصاحب بیگ بال بچون کو باہر لاکر طالقان کو لے گیا
یقین ہے کہ اِن پرانے کارکنون یا اِن پرانے مکار تجربہ کارون نے چشم پوشی کی ہوگی اور نہ وہ نہ لے جاسکتا)
اور جب بلند جھنڈے (شاہی جھنڈے) اندراب کے نزدیک پہنچے میرزا ہندال نے قندوز سے بزرگی حاضر باشی
کی پائی۔ اور شیر علی کو قید کرکے روبرو لایا حضرت جہانبانی نے میرزا کو طرح طرح کی دلجوئیون سے عزت بخشی۔
اُن سب سے ایک یہ ہے کہ حکم ہوا کہ گھوڑے پر سوار ہی ملازمت کی دولت حاصل کرے اور ایک مختصر اس سرگذشت سے

وہ ہے کہ۔ بدخشانات مین فتحمند لشکر کے آنے سے پہلے جب میرزا کے کاروبار نے وہان رواج (رونق) پکڑا شیر علی
نے اعتبار پایا اور غرور کی مستی مین ہمیشہ میرزا کے ساتھ گستاخانہ برتاؤ کرتا تھا اور قندوز کے لینے اور میرزا ہندال کے
نکالنے کے بارہ مین بہت کوشش کرتا تھا یہانتک کہ میرزا نے اُسکو قندوز پر مقرر کیا میرزا ہندال نے بادشاہی اقبال
کی بدولت اُسکو قید کرلیا اُسکا مفصل بیان یہ ہے کہ ایک رات قندوز کے لشکر کے بہت سے پیادون نے اُسکے
گھر کو چارون طرف سے گھیر لیا اور اُسنے مکروفریب سے اپنے آپکو پانی کی نہر مین ڈالا۔ اور اُسکا ایک ہاتھ
ٹوٹ گیا اور اپنے ہی مکر کی کمند مین پکڑا گیا اور جب میرزا ہندال اُسکو حضرت جہانبانی کے حضور مین لایا آنحضرت نے
اُسکے نالائق کامون پر نظر نہ کرکے اُسکے قصورون پر معافی کی تحریر کھینچی۔ اور خاص خلعت عطا فرماکر غوری اُسکے
نام مقرر فرمایا اسلیئے کہ دوربین دل کی نظر آدمی کے جوہر اور کام آنے کے اندازہ کی دریافت پر تھی چونکہ اُسکی ذات
مین مردانگی اور راہ راست پر ہونے کے معنی پائے تھے اتنے بڑے بڑے قصور کہ ہر ایک سزا کے قابل تھا معاف
کرکے ایسی بڑی مہربانی سے خصوصیت بخشی کیونکہ آنحضرت نے قدرشناسی کی ترازو مین بخشش کے سببون کو
کھلانے (سزا دینے) کی باتون سے زیادہ (بڑہکر) پایا۔ اور اُسکے بعد کہ میرزا ہندال بادشاہی توجھون (مہربانیون)
سے معزز ہوا۔ حکم جہان کا اطاعت کیا گیا صادر ہوا کہ حاجی محمد خان اور دوسرے لوگ منقلا (پیشرو فوج۔ وہ فوج
جو آگے چلے) کے طور پر آگے چلین اور میرزا اُنکا سرگروہ ہووے اور سب آدمی میرزا کی اطاعت
(فرمانبرداری) سے کہ بیشک دولت شاہی کی مددگار ہوگی تجاوز نہ کرین۔ اور نیک خدمتی کی ضروری باتون
مین جہانتک ہوسکے کوتاہی نہ کرین تاکہ ہر ایک اُسمین سے اپنی ہمّت اور خدمت کے موافق اپنی آرزو پر کامیاب
ہوے جمادی الآخری کے وسط (درمیان) مین ۹۵۵ نوسو پچپن مین النگ قاضان (سبزہ زار قاضان) کہ اندراب کے موضعون
سے ہے بزرگی اور بڑائی کے خیمون کی خیمہ گاہ ہوا اندراب کے قاضی اور توقبائی قبیلہ کے لوگون اور ایقاچی
اور بلوچ خاندان کے آدمیون اور بدخشان کے قبیلاون اور بہت سے سپاہیون اور مصاحب بیگ کے نوکرون
نے آستان بوسی کی بزرگی حاصل کی۔ اور بادشاہی مہربانی کے شامل کیے گئے ہوئے۔ اور وہان سے شاہی
لشکر کوچ پر کوچ کرتے طالقان تک پہنچے اور بہت سے بھاگے ہوئے سردار اور میرزا عبداللہ اور بہت سے
میرزا کامران کے ساتھ نسبت رکھنے والے وہان قلعہ نشین تھے میرزا ہندال اور اُن سردارون کو جو اُسکی
ہمراہ مقرر ہوئے تھے شاہی حکم ہوا کہ آب بنگی سے گزر کر ایک معقول غلبہ کرین اور اس حال کے نزدیک میرزا کامران
نے قائہ ظفر اور کشم کی حدود سے مارا مارا اپنے آپکو اس بدانجام گروہ تک پہنچایا اور دوشنبہ کے روز پندرہوین
جمادی الاُخری اُس ٹیلے پر کہ جسکو خلمان کہتے ہین۔ اِن آدمیون کے درمیان لڑائی ہوئی اور اتباب ۳۰۳
بادشاہی لشکر پانی سے گزر چکا تھا اور تھوڑا سا فاصلہ ہراوّل (آگے چلنے والی فوج) اور قول (درمیانی فوج)

کے درمیان رہتا تھا کہ خدا کی حکمت کے موافق بادشاہی ہراول روگردان ہوکر پانی سے گزرا اور مخالف کے گروہ نے
ہاتھ لوٹ مار کے لئے کھولا میرزا کامران چند لوگون کے ساتھ اسی ٹیلے پر کھڑا ہوا اسی درمیان مین حضرت
جہانبانی نے دولت اور اقبال کے ساتھ پانی کے کنارے پہنچکر چاہا کہ مخالف کے روبرو پانی سے عبور فرماوین
بعضے سچے خبر پہونچانیوالون نے بزرگ عرض مین پہنچایا کہ پانی کے آگے دلدل ہے۔ اور وہان سے آدھ کوس آگے بڑھکر آسیا ہی اور وہ پتھریلی
زمین ہے وہان سے گزرنا آسانی کے ساتھ حاصل ہو سکتا ہے اسلئے آنحضرت دولت اور سعادت کے ساتھ
اسی طرف کو متوجہ ہوئے جب آسیا کے نزدیک پہنچے شیخم خواجہ خضری کو کہ خواجہ خضریون کا چودھری تھا پکڑ لائے تنغارون
کی جماعت کو کہ آگے آگے چلتی تھی حکم ہوا کہ اس نمک حرام بھگوڑے کو مارین اتنے مکّے اور لاتین مارین کہ دیکھنے
والون کو یقین ہوا کہ اُسکی تاریک جان کو بدن کے ساتھ تعلق نہین رہا اُسوقت اسمٰعیل بیگ دولدی کو گرفتار
کرکے پاک حضور مین لائے آنحضرت نے جان بخشی فرماکر منعم خان کی سفارش سے اُسکی خطائین معاف
فرماکے اُسی کے (منعم خان کے) سپرد فرمایا اور اُس ٹیلے کی طرف کہ میرزا کامران وہان تھا متوجہ ہوے
اور روشن کوکہ کے بھائی فتح اللہ بیگ کو ہراول کرکے بہت سے قربان ہونے والے بہادرون کے ساتھ
اپنے سے آگے بھیجا اور مردانہ لڑائی ہوئی فتح اللہ گھوڑے سے جدا ہوا اور اسی وقت بادشاہی جلوس کہ جہان
کے فتح کرنیکا پیش خیمہ اور مُلک لینے کا آگے چلنے والا لشکر ہے ظاہر ہوا اور میرزا دل ہاتھ سے دیکر مقابلہ کی
طاقت نہ لاکر بھاگ نکلا اور اُسنے اپنے آپکو قلعۂ طالقان مین پہنچایا اور اُسکی مضبوطی اور اُستواری مین
کوشش کی اور بادشاہی لشکر لوٹ اور مار پر ہاتھ کھولنے والا ہوا۔ اور نوکرون کا کام اسباب پر چھینا جھپٹی
شروع ہوا یعنی نوکر باہم اسباب لوٹنے مین چھینا جھپٹی کرنے لگے آنحضرت نے حکم عدل فرمایا یعنی جو چیز
جسکے ہاتھ لگے اُسی کی ہوگئی دوسرا طمع (لالچ) اسمین نہ کرے۔ اور اس فتح مین کسی کے ایک سر کے بال برابر
زخم نہ آیا سوائے علی قلی خان کے کہ ایک زخم اُسکو پہنچا اور اسحاق بیگ اور تردی بیگ بٹیا بیگ میرک کا اور
بابا جوجک اور اور بہت سے لوگ کہ جنہون نے دلیری کا قدم فتحمند لشکر کے پیچھا کرنے مین رکھا تھا گرفتار ہوئے
اور میرزا ہندال اور حاجی محمد ان گرفتارون کو بلند درگاہ مین لائے اور آنحضرت نے موافق قاعدون عدل
اور انصاف کے ہر ایک کو اُسکی استعداد کے موافق مہربانی اور قہر کے ساتھ خصوصیت دی اور عاجزی کے
سجدے کارساز حقیقی کی درگاہ مین۔ کہ بغیر بخیلی کے سخاوت کرنیوالا اور بغیر احسان رکھنے کے فیض و برکت ٣.٤
کا پہنچانے والا ہے بجالائے۔ اور دوسرے روز محاصرہ کی ضروری باتون مین مشغول ہوئے اور مورچے
تقسیم فرمائے ایکروز اُس مورچے سے کہ منعم خان اور محمد قلی برلاس اور حسن قلی سلطان مہردار کے ساتھ
تعلق رکھتا تھا اور قلعے کے لوگون پر بندوقین چلاتے تھے ایک گولی مبارز بیگ کے لگی اُسنے جان سے

جسم کو خالی کیا آنحضرت نے کہ رحمت (مہربانی - نرم دلی) کی کان تھے بہت افسوس فرمایا اور مبارک زبان پر
گزر اکیا اچھا ہوتا کہ اوسکا بھائی مصاحب اسکی جگہ (ہلاک) ہوتا اور آنحضرت نے برادری کے تقاضے
بلکہ سب کو شامل ہونے والی مہربانی اور نرم دلی کی وجہ سے میرزا کامران کی اتنی تقصیرون کے باوجود
عنایت اور التفات (مہربانی اور توجہ) کی طرف متوجہ ہوکر نصیحت کا نشان رکھنے والا فرمان کہ دولت
اور اقبال کے بازو کا تعویذ اور فضل و کرامت (بزرگی اور بخشش) کی گردن کی پناہ یا تعویذ ہو سکتا تھا میرزا
کو لکھا اور قسم قسم کی بزرگانہ نصیحتون کے بعد یہ عبارت لکھی گئی تھی - کہ اے بد خصلت بھائی اور اے لڑاکا
(لڑائی ڈھونڈھنے والے) عزیز (پیارے) اس کام کی تدبیر (اس بات کے خیال) سے کہ لڑائی کا سبب
اور بیشمار لوگون کے ستائے جانے اور جان سے جانے کا سبب ہے باز آ اور شہر والون اور لشکر والون پر رحم
فرما آج کے روز یہ سب آدمی کہ مارے جاتے ہین - ترجمہ شعر کا - اس قوم کا خون تیری گردن پر ہوگا - اس
جماعت کا ہاتھ تیرے دامن مین ہوگا - وہی بہتر ہے کہ تو صلح کرنے کی طرف متوجہ ہووے - مروّت
(جوانمردی - آدمیت) کے طریقے کو بجالاوے اور نصیب رمّال (علم رمل کا جاننے والا) کے ہمراہ یہ
نیکبختی کا فرمان بھیجا چونکہ میرزا غفلت (بے پروائی) کا مست تھا اور اقبال نے اسکی طرف موہنہ موڑ رکھا
تھا اور سعادت نے اسکی طرف پیٹھ کر رکھی تھی - اسکو یہ نیکبختی کی روشنیان رکھنے والی نصیحتین مفید نہوئین
اور اس مہربانی کے طویل خط اور دانائی کے نمرنامہ کے جواب مین یہ بیت زبان پر لایا - ترجمہ بیت کا - ملک
کی دلہن کو وہ شخص اپنی آغوش مین تنگ پکڑتا ہے جو آبدار تلوار کے لب پر بوسہ دیتا ہے - رمّال نصیب نے
میرزا کی بدبختی کی حقیقت شاہی کان مین پہنچائی - حکم مورچون کو نگاہداشت کے لئے ہوا اور انہین دنون
مین میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم نے بڑے لشکر کے ساتھ بلند چوکھٹ کے چومنے سے خصوصیت کی بزرگی
پاکر بادشاہی مہربانیون سے امتیاز (سربلندی) کی سعادت پائی - اور ویس خان قبچاق کا بیٹا جاکر خان
بھی کولاب کے آدمیون کے ساتھ آیا اور اقبال کے لشکرون مین شامل ہوا - اور اس محاصرہ کی ایک مہینے کی
مدت مین روز بروز فتحمندی اور کامیابی کے دروازے دولت و اقبال کے سردارون کے موہنہ پر زیادہ کھلتے
جاتے تھے اور میرزا کامران کی مہمّون کی گرہین زیادہ بند ہوتی جاتی تھین اور اوسپر کام زیادہ تنگ ہوتے
جاتے تھے یہانتک کہ قسم قسم کی حیلہ گری اور مکاری اختیار کرنے سے نا امید ہوگیا اور پیر محمد خان اوزبک
کی کمک (مدد) سے کہ کوتاہ بینی (ناعاقبت اندیشی) امید رکھنے والا تھا نا امید ہوگیا - ناچار ہوکر فرمانبرداری ۳۰۵
اور اطاعت کے شکار بند مین ہاتھ مارا اور اس حیلہ کے وسیلے سے اپنے آپکو اس بار مین خطر کے بھنور سے
کنارہ پر پکڑا - اور سلامت کی کشتی کو اس موج اٹھنے والے مقام سے نجات (رہائی - چھٹکارے) کے

کنارے پر پہنچا پایا اور اِس ارادے سے طرح طرح سے نہایت درجے کی عاجزی اور عُذر خواہی آگے لایا اگرچہ عریضہ تیر
پرباندھ کر شاہی لشکر مین بھیجا جسکا مضمون وہ ہے یہنے آنحضرت کے رعایت اور عنایت کے حقون کو نہ جانا
یہنے دیکھا جو کچھ کہ دیکھا اب گذرے ہوئے زمانے کے قصورون سے پشیمان ہون اور چاہتا ہون کہ کعبے
کے طواف کے لئے رخصت فرماوین تاکہ سرکشی کی نافرمانی اور ناشکر گزاری کی تیرگی سے پاک صاف ہو کر اپنے آپکو
حضور کی خدمت کے قابل اور حاضر باشی کے لائق بناؤن - اور امید شاہی مہربانیون سے وہ ہے کہ یہ سعادت
مجھکو میر عرب مکّی (مکّہ معظّمہ کے رہنے والے) کے وسیلہ سے میسر ہووے اور میر زمانے کے سیر و سفر کرنیوالون
سے تھا اور سچائی اور صفائی مین سربلندی رکھتا تھا اور یہ مشہور تھا کہ کیمیاگر ہے اور حضرت جہانبانی جنت آشیانی
(ہمایون شاہ) اسپر بہت توجّہ (مہربانی) رکھتے تھے - اور اس حملہ مین فتح کی جھنگل مارنے والی رکاب کے
ہمراہ ہو کر دعا کے لشکر کو آراستگی دیتا تھا جب اُسکی عرضہ داشت (عرضی) عزت اور بزرگی کے کان مین
پہنچی آنحضرت نے میر کو طلب کر کے اس بارہ مین بات چیت کی میر نے کہا مین اسکا جواب لکھکر قلعہ
کے اندر بھیجتا ہون اور یہ عبارت لکھی اے قلعے کے لوگو خلاصی نجات - رہائی - چھٹکارا) اخلاص (دلسے
دوست ہونے) مین ہے اور سلامت اطاعت اور فرمانبرداری مین ہے اور سلام ہو اسپر جو کہ سیدھے راستے
کی پیروی کرے - میرزا کامران نے اس لکھے کے مضمون پر اطلاع پا کر پھر پہلے طریق پر لکھا کہ جو کچھ میر
زبان پر لاوینگے اور قرار دینگے اُس سے تجاوز نہ ہوگا - حضرت جہانبانی نے اس وجہ سے کہ کرم و مروّت اُنکی پاکیزہ
فطرت رکھنے والی ذات کے ساتھ ساتھ تھی میر کو رخصت فرمایا میر نے قلعہ مین جا کر حق (راستی) کے بیان کرنیکی
ضروری باتین کہ عقل کے چشمون مین میٹھے صاف شربت سے زیادہ شیرین تھین اور دریافت کے مذاقون
مین اندرائن کے شیرہ سے زیادہ کڑوا مزہ رکھتی تھین پیش کین یا بیان کین اور اُنکے صاف صاف بیان
کرنے اور پوشیدگیون کے ظاہر کرنے مین کوئی ذرا سی بات بھی اُٹھا نہ رکھی ہر طرح سے کہ میر ملامت کرتا تھا
میرزا چونکہ اپنی بدمستیون کے خمار کے دردِ سر سے آگاہی پائے ہوئے تھا ماننے کا سر آگے جھکا کر تقصیر تقصیر
(یعنی تقصیر ہوئی تقصیر ہوئی) کہتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ جو کچھ آپ فرماوین مجھے قبول ہے میر نے کہا اس کام
کی تدبیر (علاج) وہ ہے کہ اُٹھو اور اخلاص اختیار کرنے والے دل اور عاجز خاطر کے ساتھ میری ہمراہ ملازمانِ
شاہی کی حاضر باشی سے سعادت حاصل کرو یعنی بادشاہ کے حضور مین حاضر ہو - میرزا سچائی سے یا حیلہ بہانہ
کرنے کے لئے روانہ ہوا اور جب قلعہ کے دروازے کے نزدیک پہنچا - میر کہ زمانے کے مزاج کا پرکھنے والا تھا ۳۰۴
جانتا تھا کہ یہ بات کوئی اصل نہین رکھتی ہے اور اسی قدر فرمانبرداری ظاہر کے جہان مین کافی ہے - رُکا اور میرزا
سے کہا جبکہ تمنے آستان بوسی کے ارادے پر قدم اُٹھایا اور سرکشی کے دائرے سے باہر آئے اور بغاوت سے

نجات پائی اب سعادت کے لائق اور ندامت (پشیمانی) کے مناسب وہ ہے کہ بھاگے ہوئے سرداروں کی
گردن باندھکر درگاہِ شاہی مین سجدہ اور آنحضرت کا خطبہ (خطبہ وہ کلام جس مین خدا و رسول و اصحاب
و اہل بیت کی تعریف اور مسلمانون کو نصیحت بادشاہ وقت کی دُعا ہوتی ہے) پڑہو یعنی آنحضرت کے بادشاہ
ہونے کا اقرار کرو اور غائبانہ (یعنی حاضر ہونے کی ضرورت نہین ہے بلکہ بغیر حاضر ہوئے) رخصت لیکر حجاز (مکہ معظمہ)
کے سفر کی طرف متوجہ ہو۔ میرزا نے نصیحت ماننے والا ہو کر اِن سب باتون کو قبول کیا اور یہ کہا کہ تم حضرت
سے عرض کرو کہ پابوس کو میری ہمراہ کرین کہ میرے قدیمون سے ہے مین چاہتا ہون کہ اُن باتون کا بدلہ کہ
کرچکا ہون اس سفر مین بجالاؤن میرجب لوٹ کر حضور مین آیا اور حال کی حقیقت کو عرض مین پہنچایا اور میرزا کی خطاؤن
کے بخشنے کے لیے سفارش کی آنحضرت نے پیدائشی مہربانی کے تقاضے سے اُسکے قصورون کو معاف فرمایا
اور جو کچھ کہ میر نے مقرر کیا تھا اُسپر تماو کیا یا اُسکو جاری فرمایا جمعے کے روز بارہوین رجب ۹۵۵ نوسو پچپن مین
ذکر کیے گئے قلعے کے اندر مولانا عبد الباقی صدر نے حضرت جہانبانی کے بزرگ نام پر خطبہ پڑھا اور آنحضرت نے
وہان سے سوار ہو کر اُس باغ مین کہ وہان سے نزدیک تھا اترنا اقبال کا فرمایا مورچے ہٹا دیے گئے اور بلند حکم
جاری ہوا کہ حاجی محمد اور اَور لوگ حاضر ہون کہ میرزا چند گنتی کے آدمیون کے ساتھ کہ مقرر ہو چکے ہین باہر جاوے
اور اسکے شاہی ملک سے باہر نکلنے تک حدود کی حفاظت کرین یا حدود شاہی کے نگہبان رہین۔ اور علی دوست خان
باربیگی اور عبد الوہاب اور سید محمد پکنہ اور محمد قلی شیخ کمان اور لطفی سہرندی اور اَور بہت سے لوگون کو مقرر
فرمایا قلعہ کے دروازے کی نگہبانی کرکے بھاگے ہوئے سردارون کو سونپو اور میرزا کو مقرر ہمراہیون کے
ساتھ جانے دو قرار داد (اقرار) کے موافق میرزا باہر نکلا اور راہ کے درمیان میرزا ابراہیم کے ملازمون سے ایک نے
اپنے گھوڑے کو پہچانا کہ میرزا کامران کے خدمتگارون سے ایک اُسپر چڑھا جاتا تھا اور اُسنے یہ بات میرزا ابراہیم
سے کہی میرزا ابراہیم نے آدمی بھیجے کہ وہ گھوڑا چھین لائے جب حضرت جہانبانی کے مبارک کانون یہ خبر پہنچی نیک خصلت ہونے
کی وجہ سے اس بات کو ناپسندیدہ خیال کرکے روگردانی فرمائی اور میرزا ابراہیم شرمندہ ہونے اور تنک مزاج
ہونے یا ناسازگار مزاج ہونے (ازدہ رنج ہونے) کی وجہ سے بغیر رخصت لیے اٹھکر کشم کی حدود کیطرف چلا گیا اور حاجی محمد بھی عتاب
کیا گیا ہوا کہ تیرے جانتے بوجھتے کسطرح یہ حرکت میرزا کو پہنچی۔ اور مہربانی کا فرمان کہ معذرت (عُذر خواہی)
کو شامل تھا خلعت اور گھوڑے کے ساتھ ہمراہ خواجہ جلال الدین محمود میر بیوتات کے بھیجا۔ اور جب کچھ حضرات
کا اقرار اجہ خان کے گردن مین تلوار باندھکر حاضر کیا۔ جب محل کے روبرو پہنچا شاہی حکم ہوا کہ تلوار گردن سے ۳۰۷
اتار لین اور اسکی خطا معاف کرکے زمین بوسی سے مقرب بنایا اور ترکی مین کہا کہ سپاہ گری کا عالم ہے اسطرح
کے خطرے یا چوکین ہوتے ہی آئے ہین۔ اور تردی بیگ خان کے بائین ہاتھ کے نیچے حکم ہوا کہ کھڑا ہووے

اور اسکے بعد مُصاحب بیگ کے ترکش (وہ چیز جسمین تیر رکھتے) اور تلوار گردن مین باندھکر لائے سبب مشغل کے نزدیک
پہنچا ترکش اور تلوار کے اُتار لینے کا حکم فرمایا اور اسی طرح قراجہ خان کے بیٹے سردار بیگ کو لائے آنحضرت نے
فرمایا کہ بڑون کی خطا ہے چھوٹے کیا خطا رکھتے ہین - اور اسیطرح سارے سردار باری باری سے آتے تھے اور بخشش
کی خوشخبری سنتے تھے سب کے آخر قربان قراول کہ خدمت کے حق رکھتا تھا بڑی شرمندگی اور سر جھکانے کے ساتھ
آیا اور جھک کر آداب بجالایا حضرت نے ترکی مین فرمایا کہ تجھے کیا بلا پیش آئی اور کس تقریب سے گیا اُسنے بھی ترکی
مین جواب دیا جس جماعت کے چہرے کو کہ خدا کے قدرت کے ہاتھ نے کالا کیا ہو اُس سے کیا پوچھنا چاہیے ۔
حسن قلی سلطان مہردار نے کہ ہر وقت بولنے کا راستہ رکھتا تھا یہ بیت اُس مجلس مین پڑہی - ترجمہ بیت کا - جس چراغ
کو کہ خدا روشن کرتا ہے - جو کہ اُسپر پھونک مارتا ہے اُسکی داڑھی جلاتا ہے - یا اُسکی داڑھی جل جاتی ہے - اور سارے
سرداروں سے خاص کرکے قراجہ خان نے جسکی داڑھی لمبی تھی شرمندگی کھینچی دوسرے روز وہان سے دولت و اقبال
کے ساتھ کوچ فرمایا اور آب طالقان کے کنارے کہ ایک دلکشا سبزہ زار تھا بزرگی کا اُترنا واقع ہوا چہارشنبہ کے روز
ستر ہوین رجب کو دائی رہبر کی رہنمائی سے میرزا کامران لوٹ کر بساط بوسی کی دولت سے مشرف ہوا اور اس نادر
قصہ کا مفصل بیان یہ ہے کہ بادشاہ کے اطراف مین میرزا عبد اللہ نے اپنی زبان کو بادشاہی شکر سے لذت دی یعنی میرزا عبد البعد بادشاہی شکر کے لکا
اور اتنی گناہوں سے کہ میرزا کے حوصلہ سے باہر تھین اور اُنکی خطاؤن سے درگذر کرنا اسکے تعجب کا سبب ہوا یعنی وہ
حیرت مین رہا کہ میرزا نے کیسی کیسی بے ادبیان اور خطائین حضرت ہمایون شاہ کے ساتھ کین اور اُسپر بھی بادشاہ
نے معاف کر دیا - میرزا عبد اللہ نے پوچھا کہ اُنکی (یا بادشاہ کی) جگہ اگر تم ہوتے تو کیا کرتے میرزا نے جواب دیا کہ مجھسے گذرنا
اور گزارنا نہ آتا یعنی مین اسطرح معاف نہ کر سکتا - میرزا عبد اللہ نے کہا کہ اب تک موقع اور وقت ایسے کام کا کہ اُسکا عوض
ہو سکے ہاتھ مین ہے اگر آپ بجا لاوین تو ہرج کیا ہے میرزا نے کہا وہ کونسا عوض ہے اُسنے کہا کہ آجکل روز ہم ایسی جگہ
مین ہین کہ بادشاہ کا ہاتھ ہم تک نہین پہنچتا ہے مناسب وہ ہے کہ چند لوگون کے ساتھ ہم دوڑتے ہوئے بادشاہ کے
حضور پہنچین اور شکر کے سجدے بجا لا کر گناہون کی معافی چاہین اور پسندیدہ خدمتین بجا لاوین میرزا کامران نے اس
بات کو قبول کیا اور چند لوگون کے ساتھ روانہ ہوا جب شاہی لشکر کے اطراف مین پہنچا بابوس کو حضور مین بھیجا اور اپنے
۳۰۸ آنے سے خبر کی حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) میرزا کے آنے سے خوشوقت ہوئے حکم فرمایا کہ پہلے منعم خان اور
تردی بیگ خان اور میر محمد منشی اور حسن قلی سلطان مہردار اور بالتو بیگ توشچی بیگی اور تاخچی بیگ اور دوسرے لوگ بادشاہ
اور اُسکے بعد قاسم حسین سلطان شیبانی اور خضر خواجہ سلطان اور اسکندر سلطان اور علی قلی خان اور بہادر خان اور دوسرے
لوگ جاوین اور تیسری مرتبہ میرزا ہندال اور میرزا عسکری اور میرزا سلیمان استقبال کرین اور اسی روز
مین میرزا عسکری کے پاؤن سے بیڑی نکالی گئی تھی - اُنکی صبح کو اُس قاعدے کے موافق کہ شاہی حکم صادر ہوا تھا

میرزا گئے اور تعظیم و تکریم کے قاعدے بجالائے اور حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) ملک و دولت کا تخت آراستہ کرنیوالے
ہوئے اور بزرگون کی طرح دربار عام کیا میرزا کامران آداب کے مہر کے ساتھ دوڑکر بساط بوسی کی دولت سے مشرف ہوا
اور تسلیمات عاجزی کی اور سجدے اخلاص کے بجالایا حضرت جہانبانی نے مہربانی کی راہ سے فرمایا کہ قاعدہ اور قانون
کا دیکھنا پیش ہوچکا یعنی تم وہ قاعدے کہ آداب شاہی کے تھے بجالاچکے۔ اب آؤ کہ ہم بھائیون کی طرح آپسمین ملین
اسکے بعد بہت مہربانی اور شفقت کی راہ سے میرزا سے بغلگیر ہوئے اور بیقرار ہوکر روئے اسطرحپر کہ سارے حاضرین
جلسہ کا دل درد مین آیا میرزا بڑی عزت کے ساتھ مخصوص ہوا اور شاہی اشارے کے موافق بائین ہاتھ کو بیٹھا اور ترکی
مین فرمایا کہ نزدیک بیٹھو اور میرزا سلیمان کو اشارہ ہوا کہ داہنے ہاتھ کو بیٹھو اور اسی طرح میرزا اور امیر اپنے رتبہ اور حالت
کے موافق داہنے اور بائین بیٹھے اور دولت کے بچھونے کے نزدیکون سے بہت سے لوگون جیسے حسن قلی مہردار
اور میر منشی اور حیدر محمد اور مقصود بیگ آختہ نے مجلس مین قرار پایا یعنی بیٹھے اور بڑا جشن آراستہ ہوا قاسم جنگی اور کوچک
جنگی اور مخلص قبزی اور حافظ سلطان محمد رخنہ اور خواجہ کمال الدین حسین اور حافظ مہری اور سب اس جماعت کے پُراثر نغمہ
گانے والے لوگ قور (سلاح ہتھیار) کے نزدیک بیٹھکر گانے لگے اور جوانمرد بہادرون سے کاکر علی اور شاہم بیگ
(جلائر) اور تولک قوچی اور اور لوگون نے قور کے پیچھے جگہ پائی اور رنگ برنگ کے میوے اور کھانے موافق قاعدہ
شاہی کے چنے گئے اور اس مجلس مین حسن قلی مہردار نے میرزا کامران سے پوچھا مینے سنا ہے کہ آپکے حضور مین ذکر
ہوتا تھا کہ پیر محمد خان کے روبرو کہا گیا ہے کہ جو کہ ایک نارنگی بغض (دشمنی) مرتضیٰ علی کا نہ رکھے اوسکو مسلمان
نہین کہہ سکتے آپنے فرمایا کہ خدا کا کوئی بندہ ہوگا کہ تربوز کے برابر بغض رکھتا ہوگا میرزا بہت بیدماغ (ناخوش) ہوا
۳۰۹ اور کہا کہ تب تو لوگون نے مجھکو خارجی (وہ فرقہ جو حضرت علی کو نہین مانتا ہے اور انسے بغض رکھتا ہے) خیال
کیا ہوگا اسی طرح ہر جگہ کی باتین ہوئین اور حضرت جہانبانی نے نادر نادر کلمون کے موتی برسانے والے تھے
دن ڈھلے تک یہ مجلس منعقد رہی۔ اور اس خوشی کی محفل مین میرزا عسکری کو میرزا کامران کے حوالے کرکے منزل
کے جانے کی اجازت دی۔ اور چونکہ میرزا جلدی کے ساتھ آیا تھا خیمہ اور ڈیرہ اور بارگاہ میرزا کے لیے بادشاہ
کے ہان سے دولتخانہ یعنی شاہی قیام گاہ کے نزدیک کھڑے کئے گئے دوسرے روز بادشاہ نے بلخ کی طرف
جانے کے بارہ مین میرزایون اور امیرون کے ساتھ مشورہ کیا ہر ایک نے اپنی عقل اور رائے کے موافق کچھ بات
ظاہر کی حضرت نے فرمایا کہ فتحمند لشکر کو ناری کی طرف جانا چاہئے پھر جیسا کہ مناسب وقت ہوگا عمل مین آئیگا
اور ناری بدخشان کا ایک موضع ہے کہ ایک راہ بلخ کی طرف رکھتا ہے اور ایک راہ کابل کی طرف چوتھے روز اس خوشی
بخشنے والی منزل سے کوچ فرماکر رات درمیان سرچشمہ کشا کے نزدیک جو اشکمش کے قریب ہے اقبال کا اترنا فرمایا
خوشی کی مجلس آراستہ کرکے عیش و عشرت مین مشغول ہوئے۔ اور اس عبرت بڑھانے والی سرمنزل مین حضرت

گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر بادشاہ) پہلے پہنچے ہین اور خان میرزا اور جہانگیر میرزا ئے آکر فرمانبرداری کا سرفرمان کے خط پر رکھا ہے اور حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر بادشاہ) نے اس خوشی بخشنے والے موضع کے بزرگ اُترنے اور بھائیون کے آنے اور اُنکے اطاعت کرنے کے بارہ مین نشان کے طور پر اُسکی تاریخ کو ایک پتھر کی چٹان پر نقش فرمائی ہے یا کھودی ہے حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ) کہ اس پاکیزہ مقام پر پہنچے آنحضرت نے بھی حضرت گیتی ستانی (بابر شاہ) کے روشن طریقے پر اپنے آنے اور میرزا کامران کے حاضر ہونے اور اس جگہ مین بھائیون کے اکٹھا ہونے کی تاریخ لکھی اور یہ دونون تاریخین دو بڑے مرتبہ رکھنے والے بادشاہون سے ایک پتھر کی تختی پر زمانہ کے محل کے کتابہ (وہ تحریر جو محلون اور بلند مکانون پر لکھتے ہین) کے طور پر رات اور دن کے صفحے پر ایک دوسرے کے گردن مین ہاتھ ڈالے ہوئے یادگار ہین - اور وہان سے موضع ناری مین میگنچی کا اُترنا فرماکر ولایت بدخشان کے انتظام مین مشغول ہوئے - ختلان کو کہ کولاب کے نام سے مشہور ہے سرحد موکب اور قراتگین تک میرزا کامران کو عنایت فرمایا اور بابر خان کو میرزا کامران کا امیر الامرا مقرر کرکے اُسکی ہمراہی کے لیے نامزد کیا اور عسکری میرزا کو بھی میرزا کے ہمراہ کرکے قراتگین اُسکی جاگیر مین خاص کی - اگرچہ میرزا کامران اس جاگیر پر راضی نہ تھا لیکن ایسی جان بخشی کا خیال کرکے اتنا کچھ انکار نہ کیا اور قلعہ ظفر اور طالقان اور بعضے دوسرے پرگنے میرزا سلیمان کو مقرر رکھے اور قندوز اور غوری اور کہمرد اور بقلان اور اشکمش اور ناری کو میرزا ہندال کو عطا فرماکے شیر علی کو ہمراہ میرزا کیا - اور بلخ کی حملہ آوری دوسرے سال پر قرار پائی اور میرزا کو بادشاہی مہربانیون اور دلجوئیون ۳۱۰
کا شامل فرماکر پختہ ارادہ کابل کے جانے کا فرمایا اور آخری مجلس مین عہد و پیمان کہ ظاہر کے سلسلے کے انتظام کرنیوالون کا طریقہ ہے درمیان مین لاکر ہر ایک کو چھوٹے اور بڑے جہان کے انتظام بخشنے والے خدا کو سونپ کر رخصت دی اور برادری (بھائی ہونے) کی مہربانی کی راہ سے ایک شربت کا پیالہ منگاکر تھوڑا سا اُس سے پیکر میرزا کامران کو عنایت فرمایا اور حکم ہوا کہ میرزا یون سے ہر ایک مرتبہ کا لحاظ رکھکر بادشاہی اُلوش (پس ماندہ کھانا - جھوٹن) کھاوے اور یکجہتی (ایک طرفی) اور یکدلی کو مضبوطی بخشے اور شاہی حکم کے موافق باوجود بھائی ہونے کی اصلیت کے سچائی اور دوستی کا عہد و پیمان بھی کیا یا سچائی اور دوستی کی گرہ بھی باندھی - اور میرزا یون سے ہر ایک کو جھنڈا اور نقارہ عنایت فرماکر اُسکے اعتبار کے رتبہ کو عزت اور بندگی کی بڑائی سے قوت بخشی اور میرزا کامران اور میرزا سلیمان اور میرزا ہندال تومن توغ (دس ہزار فوج کا نشان) کے ساتھ مخصوص ہوئے اور میرزا یون نے اس منزل سے اپنی جاگیر کی طرف رخصت لی - اور شاہی لشکر خوست کی طرف متوجہ ہوا - اور اُس کے ہر مقام مین کہ سیر گاہ ہوتی تھی یا قابل اُترنے کے جگہ ہوتی ہے قیام فرماتے تھے اور بریان کی راہ سے کابل کو متوجہ ہوئے - اور بریان ایک قلعہ ہے کہ حضرت صاحبقرانی نے (امیر تیمور نے) کتور کے ہندوؤن کے ادب دینے کے بعد تعمیر کیا تھا آنحضرت نے بھی

از سر نو تعمیر کی نظر اُسپر ڈالکر اسلام آباد اُسکا نام رکھا ہے جب اقبال کے جھنڈے اُس سرزمین مین پہنچے پہلوان دوست میر بر کو حکم ہوا کہ قلعہ کے ٹوٹے گرے مقام کی مرمّت کرے۔ اور اُسکا اہتمام سردارون کو تقسیم کرے دس روز وہ حدود دولت کے لشکر کی قیامگاہ رہی یہانتک کہ پہلوان کے اہتمام مین ایک ہفتہ کے اندر بکر کئے گئے قلعہ نے مع دروازے اور کنگرے اور سنگ انداز (قلعہ کے رندے - وہ مقام جہان سے پتھر وغیرہ دشمن پر پھینکتے) کے تمام ہونے کی صورت پائی اور آنحضرت نے پاپک میرک کو وہان کا حاکم کرکے وہان چھوڑا جب جہان کا آراستہ کرنیوالا دل قلعہ کے ضروری کام سے فارغ ہوا نقرہ (چاندی) کی کان کے نزدیک تشریف لے گئے اور ظاہر ہوا کہ آمدنی اس کان کے خرچ کے ساتھ برابر نہین ہوتی اور وہان سے آب پنجہر کے کنارے۔ کوتل اشترگرام کے نزدیک دولت کے جنگل مارنے والے خیمہ کی استادگاہ ہوئی اور جاڑے کے شروع مین کہ زمین برف سے سفید ہو رہی تھی دار الملک کابل کی حدود کا میدان حضرت جہانبانی کی بزرگ تشریف فرمائی سے شوکت اور رونق پانے والا ہوا اور وقت کے پسند فرمانے کے لئے اور مبارک گھڑی کے انتظار مین چند روز شہر کے اطراف مین ٹھیرے رہے اور حضرت میرے شاہنشاہ کہ ہزارون مبارکیان اور نیکبختیان آنحضرت کے مبارک قدم مین ہین اقبال کی طرح استقبال کو گئے آنگہ خان اور بہت سے نزدیک لوگ ملازمت کی دولت سے مشرف ہوئے اور آنحضرت نے اُس علاقت کی آنکھ کی خنکی اور بزرگی کے چہرے کی رونق کو مبارک دیدار سے کہ دونون جہان کی نیکبختی اُنکی پیشانی سے چمکتی تھی خوش اور خوشوقت ہو کر اقبال کی پیشانی کو شکر کے سجدون سے ہمیشہ کی روشنی دی۔ اور جمعہ کے روز دوسری رمضان کو پسندیدہ وقت مین فتح اور مدد الٰہی کے ساتھ اُترنے کا سایہ شہر پر ڈالا اور عاجزی کی زمین پر پیشانی گھسنے والے ہوئے۔ اور مبارکباد کی عرضیان دولت کے سردارون سے پہنچین۔ اور انہین دنون مین سمندر نے کشمیر سے عرضی بھیجی مرزا حیدر اُس ولایت کے تحفون کے ساتھ بادشاہی درگاہ مین لایا اور عرضی کے اندر کشمیر کے میوے اور گل اور بہار و خزان اور آب و ہوا کی تعریف و توصیف دلکش عبارت مین لکھی تھی اور اُس دلکشا میدان کے ہمیشہ بہار رکھنے والی سیر کا التماس بہت مبالغے سے کیا تھا اور ہندوستان کے فتح کرنے کے بارے مین بہت ٹھیک ٹھیک باتین عرض کرکے جہان کی فتح کرنیوالی ہمّت کو اُبھارا تھا یا رغبت دلائی تھی۔ اور آنحضرت نے بہت مہربانی کی وجہ سے فتح اور فتحمندی کا فرمان جسمین طرح طرح کی مہربانیان اور قسم قسم کی عنایتین تھین میرزا کو بھیجا اور باطنی (اندرونی - دلی) توجہ ہندوستان کے فتح کرنے کے لئے اُس فتحمندی کے سرنامہ مین وارد کرنا فرمائی اور دار السلطنت مین ہمیشہ بادشاہت کے کامون کا جاری کرنے کا اور سلطنت کے ضروری کامون کا قوت دینے مین اس طور پر کہ وقتون کی خواہشین خواہان تھین اور ملکی مصلحتین تقاضا کرنے والی پختہ اور درست رائے کے ساتھ مصروف رہے چنانچہ قراچہ خان اور مصاحب بیگ کہ منافقون

(دوردلیون مکّارون) کے سرگروہ (سردار) ہو سکتے تھے اور طرح طرح کی سزا کے حقدار ہوئے تھے انکو مکہ معظمہ
کے سفر کی رخصت دی کہ شاید مسافرت کے وقتون مین کہ نفس امارہ کی بالاتو باتون کی سوہان (ریتی) مین دولت
کے دنون سے یاد و ولادین اور اُس نیک روزی (نیک نصیبی خوشحالی) کی قدر بجا لاکر بُرے عملون (کامون)
سے باز آوین اور انہون نے روانہ ہو کر ہزارہ کے درمیان قیام کیا اور آخر کار حضرت جہانبانی کی مہربانی نے اس
ناشکری جماعت کے نا سُننے کے قابل عذرون کو قبولیت کا درجہ بخشا اور انہین دنون مین دوستی کی بنیادون کا
بنا کرنا اور محبت کے معانی کا پُختہ کرنا کہ جوانمردی اور مروت کے لیے ضرور ہے فرماکر خواجہ جلال الدین محمود کو ایلچی کے
طور پر تحفون اور سوغاتون کے ساتھ عراق کو رخصت فرمایا۔ اور اُن واقعات سے کہ اس سال مین ظاہر ہوئے۔
میرزا الغ بیگ کا شہید ہونا ہے کہ بیٹا محمد سلطان کا تھا اور اس سرگزشت کا مختصر یہ ہے کہ میرزا زمین داور سے کہ
اُسکی جاگیر تھی حضرت جہانبانی کی ملازمت کے ارادے سے بدخشان کی طرف جاتا تھا اور خواجہ معظم بھی آستانہ بوسی
اور تقصیرون عوض کرنے کے ارادے پر میرزا کی ہمراہ تھا جب غزنین کے نزدیک پہنچے۔ بادشاہی لشکر کی فتح کی
خبر اُنکو پہنچی خواجہ معظم میرزا کو بہت کہ سُنکر ہزارہ کے مقابلہ کو لے گیا کہ اس گروہ کی لوٹ مار کہ ہمیشہ رہ ماری اور
لوٹ کھسوٹ مین لگا رہتا ہے کرے اور بے تدبیر ہونے کی وجہ سے کہ اُسکا سبب جوانی کا غرور اور گمان کا دیوانہ پن
۳۱۲ ہوتا ہے لڑائی کے قاعدون کا لحاظ نہ رکھکر لڑنے کو چل پڑے یعنی لڑنے لگے ۔میرزا نے شمشیر کے جام (پیالہ)
سے آخری گھونٹ پیا (مارا گیا) آنحضرت نے تردی محمد خان کا اعتبار بڑھاکر زمین داور وہ حدود اُسکی جاگیر
مین مقرر فرمائی ۔ اور اُن حدود کی بنیادون کے مضبوط کرنے اور انتظام کرنے کے لیے رخصت فرمایا اور اسی
سال مین کاشغر کے حاکم سلطان سعید خان کے بیٹے عبدالرشید خان کے ایلچی آئے اور قیمتی تحفے اور ہدیے بزرگ نظر
مین گزرانے ۔ اور جلد ہی شامل کئے گئے مہربانی کے ہوکر رخصت پانے والے ہوئے ۔ اور اسی زمانے نیکبختی کی
آراستگی رکھنے والے مین عباس سلطان نے کہ اوزبکیہ سلاطین سے تھا آستانہ بوسی سے نیکبختی حاصل کی اور منظور
نظر مہربانی اور پرورش کا ہوا اور اُسکا مرتبہ بلند کرکے پاکدامن گلچہرہ بیگم کے ساتھ کہ آنحضرت کی چھوٹی بہن تھی اُسکا
نکاح کردیا اور اُن واقعات سے جو اس سال مین ظاہر ہوئے میرزا الغ بیگ کے بھائی میرزا شاہ کا شہید ہونا
کہ اختر کراہ سے کہ اُسکی جاگیر مین تھا ارادہ آستان بوسی کا رکھتا تھا جب کوتل منار مین پہنچا حاجی محمد کے
بھائی شاہ محمد نے اُسکے بدلہ لینے کے لئے کہ ہندوستان مین حاجی محمد خان کے چچا کوکی کو میرزا محمد سلطان
نے مار ڈالا تھا گھات لگاکر اُس ٹیلے کے اوپر ایک کلھاڑی ماری اور میرزا اُس گھاٹی مین شہادت کے
بلند درجہ کو پہنچا ۔

حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ) کے پاک جاوید لشکر کا کابل سے کوچ کرنا بلخ کیطرف اور میرزا کامران کی نااتفاقی اور سردارون کے نفاق (دوروئی) کی وجہ سے کابل کیطرف لوٹنا

اگرچہ ہندوستان کے ملکون کا تابع کرنا اور اس باغ (ہندوستان) سے کوڑا کرکٹ باہر نکالنا دور کرنا صاف کرنا
اور اس کام کو یعنی ہندوستان کے فتح کرنے کو سارے کامون پر مقدم رکھنا (آگے یا پہلے کرنا) ملک فتح کرنیوالی
ہمت پر یعنی ہمت کے ذمے روز بروز بڑہنے والے اقبال کی نسبت ضروری باتون سے تہا۔ اور ولایت کشمیر
کی سیر بھی رغبت کی گئی اور پوشیدہ کی گئی دل کی تھی۔ اُس کو دوسرے وقت پر حوالہ فرما کے (رکھکر) بلخ کی
حملہ آور ہونے کو کہ پہلے مضبوط (پکا) ہو چکا تھا اور اسکا سامان یا اسکی تیاری فرما چکے تھے دولت (اقبال و سعادت)
کا قدم ارادے کی رکاب مین رکھکر روانہ ہونے کو تیار ہوئے اور سنہ نوسو چھپن کے شروع مین کہ ہوائین معتدل
تھین بالتو بیگ کو کہ ایک درگاہ کے اعتبار کے لائق (بھروسے کے قابل) لوگون سے تھا میرزا کامران کے پاس
بھیجکر پیغام دیا کہ ہم قرارداد (جو بات مباحثہ کے بعد ٹہیر جاتی ہے) کے موافق بلخ کے ارادہ پر متوجہ ہوئے ہین چاہیئے
کہ وہ اتفاق اور ایک طرفی کو منظور ہمت کرے اور اس بات کو سعادت کا سرمایہ (نیکبختی اور خوش قسمتی کا وسیلہ) سمجھکر
بدخشان کی حدود مین اُبھر جھنڈون کے پہنچنے کے وقت اپنے آپکو بڑے سامان سے بزرگ لشکر کا نزدیک ہونیوالا
بناوے اور اطاعت کئے گئے فرمان میرزا ہندال اور میرزا عسکری اور میرزا ابراہیم کے نام راہ کے تیار کرنے اور ٣١٣
فوج کے آمادہ کرنے اور اپنے آپ کو جلد پہنچانے کے بارہ مین جاری فرمائے اور دولت و اقبال کے ساتھ بلند
جھنڈون کا کوچ ہوا اور کامون کے ترتیب دینے اور بڑے بڑے کامون کے بندوبست کرنے اور حاجی محمد خان
کے غزنین سے آنے کے لئے ایک مہینے کے قریب تک چاراک سرزمین مین ٹہیرنے کا اتفاق ہوا۔ اور اس منزل سے
خواجہ دوست خاوند کو کولاب کی طرف بھیجا کہ میرزا کامران کو شاہی لشکر مین پہنچاوے اور خواجہ قاسم منصرم (منتظم)
اخراجات خانگی کہ پہلے منصب (عہدہ) وزارت کا رکھتا تھا اور خواجہ میرزا بیگ کو کہ دیوان حال تھا اور انکی بے رشدی
(ہدایت نایافتہ ہونا۔ نااہل ہونا) کی وجہ سے خواجہ غازی نے کاروبار کو اپنی کاردانی (تجربہ کاری) کے ذمے
لے لیا تھا۔ اور خواجہ مقصود علی نے کہ درست کرنیوالا اور پراگندہ کرنیوالا یعنی منتظم میرزا کامران کے کاروبار کا تھا اور
کتنے ایک اور لوگون نے میر برکہ کے وسیلے سے خواجہ غازی اور خواجہ روح اللہ کے برخلاف تقریر کی یعنی ظاہر کیا

کہ یہ دونوں خیانت و تغلب کرتے ہین اور منعم خان اور محمد قلی خان برلاس اور فریدون خان اور مولانا عبدالباقی صدر (صدر
ایک منصب دار تھا) وزیرے پیچھے اور سب سے اونچے معاملہ کی تشخیص و تحقیق - جانچ پڑتال، کے لیے مقرر ہوئے - اور
حسین قلی سلطان کہ درگاہ کے مقربون سے تھا اس مہم کا حاصل کرنیوالا ہوا یعنی ان تغلب کرنے والون سے تغلب کو
(تغلب - زبردستی کرکے کسی کا مال لے لینا) وصول کرنے والا ہوا - اور معاملہ کی حقیقت جاننے کے بعد خواجہ غازی
اور خواجہ روح اللہ اور اور لوگون کو کہ تغلب کرنے والے محرّرون سے تھے ماخوذ کیا (پکڑوایا گرفتار کرایا) اور
محمد قلی سلطان کو خواجہ غازی کے مال و دولت کی تحقیق کے لیے مقرر فرمایا اور خواجہ سلطان علی کہ حضرت جہانبانی
کی نوازشون (مہربانیون) سے افضل خانی کے خطاب سے سربلند تھا بیوتات کی مشرفی (یعنی گھر دارہ کی داروغگی
سے دیوانی بیوتات کے منصب پر خاص ہوا اور انہین دنون مین میرزا ابراہیم نے مارا مار آکر آستان بوسی کی اور
عنایتون (مہربانیون) سے سربلند ہوا - اس تلہ اور ی کی ضروریہ مہمون سے خاطر جمع ہونے کے بعد شاہی لشکر نے
استالف میں بزرگی کا اترا کیا اور میان عباس سلطان اوزبک نے بھاگنا اختیار کیا یعنی اس مقام سے عباس سلطان اوزبک بھاگ گیا اور آنحضرت
میرزاون کے پہنچنے پانے کے خیال سے آہستہ چل رہے تھے جبکہ میرزاون کا روانہ ہونا اور میرزا کامران کا سامان جنگ تیار کرنا عزت اور
بزرگی کے کان یعنی شاہی کان مین پہنچا - پنجہر (بعض کتاب مین پنجشیر) کی راہ سے ارادہ کی باگ موڑ کر اندراب کو
عزت کے خیمون کی خیمہ گاہ فرمایا - اور اس منزل مین کہ حضرت صاحبقرانی نے وہان (امیر تیمور نے وہان) بنیاد
رکھی تھی یا ایک عمارت تعمیر کی تھی، آنحضرت کی پیروی کے لیے تین روز تک کا مروا (مقیم) رہے - اور وہان سے
ناری مین اتفاق اترنے کا ہوا - اور کتل (جنگل مین اونچی زمین - ٹیلہ) ناری سے گزر کر دشت نیل بر کی سیر کے لیے
کہ اسکی بہار بدخشان کی ولایت مین امتیاز و اشتہار رکھتی ہے یعنی بہت مشہور ہے متوجہ ہوئے اور اس گلزمین ۳۱۴
(پھول بھری زمین) کے اطراف مین میرزا ہندال اور میرزا سلیمان نے بساط بوسی کی سعادت حاصل کی - اور
قسم قسم کی مہربانیون کے گھرے ہوئے اور میرزا سلیمان کے التماس کے موافق میرزا ابراہیم نے بدخشان کی
رخصت پائی کہ ولایت کی نگہبانی مین اہتمام کرے اور اس ملک کی سپاہ کی سزاولی بھی کرے (سزاول - تحصیل
کرنے والا یعنی سپاہیون پر سزاول کیا کہ جلد حاضر لشکر ہون) بغلان کے اطراف سے میرزا ہندال اور میرزا سلیمان
اور حاجی محمد خان اور بہت سے لڑنے والے بہادرون کو اپنے سے پہلے روانہ فرمایا کہ ایک کو جو بلخ کے متعلقات
سے ہے اور آب و ہوا کی خوبی اور آبادی اور میوہ کی زیادتی سے ممتاز ہے اوزبکون سے چھڑائین - اور اسی
درمیان مین شیر محمد بکینہ کہ ایک نقیبون سے تھا ایک چیتے یا تیندوے کو تیر سے مار کر حضور مین لایا حسین قلی مہردار
نے عرض کیا کہ ترک لوگ لشکرون کے سامنے تیندوے کا مارنا منحوس سمجھتے ہین اور عرض کیا کہ جب مجھکو بیرم اوغلی
قید کرکے بلخ کے حاکم کیبتن قرا کے آگے لایا لے گیا اور وہ جنگ تو بیشہ مین ہراتے کے جانے کا سامان کر رہا تھا

ایک شخص چیتا مار کر لایا اسی وجہ سے لشکر کشی مین دیر واقع ہوئی یعنی وہ کچھ روز تک ٹہیرا رہا اس خیال سے کہ شگون بد
ظاہر ہوا کہ ایک شخص چیتا مار کر اسکے روبرو لے آیا ایسے حال مین کہ وہ حملہ آور ہونا چاہتا تھا حضرت نے اس بات پر کان
نہ دہر کر اسیطرح توجہ بلخ کے تابع کرنے پر پختہ رکھی۔ دوسرے روز ہراول لشکر نے اپنے آپکو ایبک (نام مقام) مین
پہنچایا پیر محمد خان حاکم بلخ نے اپنے اتالیق خواجہ باقی کو کام آنیوالے (بہادر لڑنیوالے) لوگون کے ساتھ جیسے ایل میرزا اور
حسین سعیدی اور محمد قلی میرزا اور جو بک میرزا خبرداری کے لیے ایبک کی طرف بہیجا تھا کہ اُس حدود مین ٹہیر کر
خبرداری کے لازمے بجالاوے انکا پہنچنا ایبک مین فتحمند نشانون کے آنے کے نزدیک ہی ہوا اُن سردارون نے
سوائے ایبک کے قلعہ کے اندر داخل ہوتے اور اسکے مضبوط کرنے کے اور کوئی تدبیر نہ دیکھی۔ آنحضرت نے
بزرگ آنا فرمایا یعنی آنحضرت تشریف فرما ہوئے اور قلعہ کے فتح کرنے کے لازمون مین کوشش فرمائی اور مورچے
تقسیم کیے۔ اور دو تین روز مین قلعہ کے اندر پناہ پکڑنے والے لوگ یا قلعہ بند لوگ امان طلب کر کے بلند آستانے
کے چومنے کو دوڑے اور ایک زبردست سلطنت کے سردارون کے ہاتھ مین آگیا حضرت جہانبانی نے
شاہانہ جشن آراستہ کر کے اتالیق سے ماوراءالنہر کے فتح کرنے کے بارہ مین مشورت طلب کی اتالیق نے جاے عرض
مین پہنچایا کہ اسطرح کی باتین ہم سے پوچھنا کیا ضرور ہے حضرت نے فرمایا کہ راستبازی کے نشان تجھ مین ظاہر
ہین جو کچھ تیرے دل مین آئے بے کھٹکے عرض کر مشار الیہ (جسکی طرف اشارہ کیا جاے۔ مراد اتالیق) نے عرض
کیا کہ پیر محمد خان کے کام آنے والے یعنی بڑے بہادر تجربہ کار لوگ تمہارے ہاتھ مین آپڑے ہین ان لوگون کو
نیستی کے جنگل کا مسافر بنا کر یعنی قتل کر کے فتحمندی کی رکاب مین قدم رکھنا چاہئے۔ کہ ماوراءالنہر بغیر لڑے تصرف
کے احاطہ اور قدرت کی مٹھی مین آجائیگا آنحضرت نے اپنی بلند ہمت پر نظر فرمائی کہ جوانمردی کے مذہب مین ۱۵۳۱ء
عہد (قول و قرار) کا توڑنا کامل لوگون سے ناپسندیدہ ہے یا تعریف کے قابل نہین ہے۔ خاص کر کے بلند
مرتبہ رکہنے والے سلطانون سے کہ اُنسے بہت ہی ناپسندیدہ ہوتا ہے۔ ہمنے اس گروہ کو امان دی ہے۔ اُسکے
خلاف کیونکر دل کے انصاف خانہ مین سمانے کے قابل ہو سکتا ہے۔ اتالیق نے عرض کیا کہ اگر یہ درست
مشورت یا صلاح اور استوار راے آپ عمل مین نہین لاتے ہین تو سردارون کو نگاہ رکھکر یعنی روک کر یا
اپنے پاس رہنے دیکر۔ مصالحہ (مملح) فرماوین کہ خُلق سے اس طرف درگاہ کے ملازمون کے
نام مقرر ہووے اور جبکہ حملہ ہندوستان پر ہووے گا جب لوگ ملازمت مین ہو کر یعنی حضور کے ساتھ
ہو کر پسندیدہ خدمتین پیش پہنچائین گے۔ چونکہ خدا کی مرضی اور قادر مطلق کا ارادہ ان دونون باتون کے برخلاف
تھا تقدیر کے قلم کا لکھا ہوا ارادہ کرنے والون کی نگاہ مین سب آراستہ نظر آیا اور چند روز قیام واقع ہوا۔
اگرچہ ایبک کی آب و ہوا اور میوہ کی زیادتی توقف کا باعث تھی۔ لیکن سب سے بڑا سبب میرزا کامران کا

نہ آنا ہوا اور حساب لگانے والے انجام دیکھنے والے عقلمندون نے یقین کی راہ سے کہتے تھے اگر یہ توقف نہوتا تو
پیر محمد خان کو مقابلے کی طاقت اور لڑنے کی قدرت نہ تھی بیشک جڑ بنیاد سے اکھاڑ ڈالا جاتا۔ یا بادشاہ کے دل
کی خواہش کے موافق صلح کر لیتیا۔ اسلئے عبد العزیز خان اور دوسرے اوزبکیہ خان کمک (مدد) کو نہین پہنچ سکتے
تھے جب دیر تک ٹھیرنا ہوا۔ وہ جماعت فرصت پاکر غلیم (بادشاہ کے دشمن) کی مدد کو آگئی اور اوزبک کے
سردارون کو جو ہاتھ آگئے تھے بادشاہ نے خواجہ قاسم مخلص کے ہمراہ جو ایک درگاہ کے اعتماد کے قابل لوگون سے
تھا کابل کو بھیجدیا اور اتالیق کو ہمراہ لیکر خلم کی راہ سے بلخ کی طرف متوجہ ہوئے اور دو تین روز کے بعد خلم سے
گذر کر مقام بابا شاہو مین بزرگی کا اترنا فرمایا دوسرے روز آستانہ کے نزدیک ایک مشہور سرمنزل ہے دولت
واقبال کا لشکر آراستہ ہوا اور قراولون (پیشیروان لشکر۔ لشکر کے آگے چلنے والے لوگ) نے خبر پہنچائی کہ ایک
بہت بڑی جماعت اوزبکون کی رقاص سلطان اور شاہ محمد سلطان حصاری کی سرداری مین نکلی ہے آنحضرت
نے فوجون کو آراستہ کرکے فتح کی خنگل مارنے والی رکاب مین قدم رکھا اور قراولون کے درمیان تھوڑی سی لڑائی
ہوئی اور شاہی لشکر کے اترنے کے وقت شاہ محمد سلطان حصاری ایک بڑی جماعت کے ساتھ شاہی لشکر پر
حملہ آور ہوا اور بہادر جوانون جیسے محمد قاسم موجی کا بھائی کابلی خان اور شیر محمد بکینہ اور محمد خان ترکمان نے نہایت
جوانمردی سے قدم آگے رکھکر پسندیدہ لڑائی کی چنانچہ کابلی گرا اور مخالف مقابلہ کی تاب (طاقت) نہ لاکر بھاگ
نکلے۔ اور اوبکین اغلان کوکہ نامی اوزبکون سے تھا گرفتار کرکے حضور مین لائے۔ محمد خان ترکمان اور سید محمود بکینہ ۳۱۷
کے درمیان جھگڑا ہوا انمین سے ہر ایک اس غلبہ کی نسبت اپنی طرف کرتا تھا۔ اور حضرت نے حال کی حقیقت اوبکین
سے دریافت فرمائی کہ تمکو کسنے (گھوڑے سے) نیچے اُتارا اُسنے اشارہ محمد خان کی طرف کیا کہ پہلے اُسنے تلوار میرے
ماری مین اس مرد کی تلوار کے خوف سے گھوڑے سے جدا ہوگیا اور جب مین نے اپنے آپکو سیدھا کیا اور کھڑا ہوا
(یعنی سنبھل کر کھڑا ہوا) اس دوسرے مرد نے اشارہ سید محمد بکینہ کی طرف کیا تلوار میرے چہرے پر ماری حضرت
نے سید محمد سے اعتراض فرمایا کہ وہ محمد خان کا گرایا ہوا ہے تونے بےمروتی کی کہ دوسرے کے شکار پر تلوار چلائی اسکا
انعام محمد خان کو عنایت فرمایا اور اوبکین کو پیر محمد آختہ کے حوالہ کیا کہ اُسکے احوال سے خبردار رہے اور اُسکی تیمارداری
(دوا درمن) کرے اور باوجود فتح اور فتحمندی کے نشانون کے نفاق (دوروئی) کے بھیدے بد فاسد دل
دل چھوڑے دیتے تھے اور ہمیشہ جھوٹی خبرین میرزا کامران کی طرف سے ذکر کرتے تھے اور اپنے لوگون مین مشہور
کرتے تھے۔ اگرچہ ہر بری بات کہ میرزا کی طرف نسبت کرین چونکہ مادہ قابل تھا یعنی چونکہ وہ (میرزا) ان باتون
سے گویا بنا ہی ہوا تھا۔ سچ معلوم ہوتی تھی لیکن بیہادی یا اس موقع پر جھوٹی باتین اُسپر باندھتے تھے یا اُسکی
طرف نسبت کرتے تھے۔ حاصل کلام دوسرے روز اوزبکیہ نے ہجوم کرکے بڑی آمادگی کے ساتھ لڑائی

کرنے اور سبقت کرنے پر متفق ہوئے عبداللہ خان، عبید خان کا بیٹا غول (قلب لشکر جسمین بادشاہ ہو) ہوا تھا اور پیر محمد خان
بُرانغار (لڑائی کے وقت بادشاہ کے داہنے ہاتھ کی فوج) اور سلطان حصار جُرانغار (بائین ہاتھ کی فوج) اور
آنحضرت نے بھی لشکر کو جابجا ایستادہ فرماکر قلب (درمیانی فوج) کو اپنی پاک ذات سے بلندی بخشی - اور میرزا سلیمان
کو بُرانغار (دہنے ہاتھ کی فوج) مین مقرر فرمایا اور قراجہ خان اور حاجی محمد خان اور تردی بیگ خان اور منعم خان اور
سلطان حسین بیگ جلائر اپنے بھائیون کے ساتھ ہراول پیشرو لشکر مین مقرر ہوئے اور دوپہر کے بعد صفون
کا برابر کرنا اور فوجون کا آراستہ ہونا تمام ہوکر پہنچا اور شام تک ایک بڑی لڑائی ہوئی لڑنے والے جوانون
نے ہمت کا میدان طے کر کے دلاوری کی داد دیکر (بہادری کا حق ادا کر کے) مخالف کے ہراول (آگے کی فوج)
کو ہٹا کر ہنکا دیا یعنی پیچھے ہٹا دیا اور جوبار (نہرون) سے پار کرا کر بلخ کے کوچہ بند تک پہنچا دیا حضرت جہانبانی
نے اپنی رائے کی پائداری اور دانائی کے موافق چاہا کہ پیچھا کر کے جھنڈون کو نہرون کے پار تک پہنچائین یعنی
وہان تک جائین نفاق پیشہ (مکار) کوتاہ اندیش (ناانجام بین - بدعقل) ہمراہیون نے موافقت کے لباس
مصلحت کے خلاف بات کو ظاہر کیا اور نادان دوستون نے بھی نا سمجھنے کی وجہ سے ان بدعقل بدنصیبون کی مدد
کر کے دشمنون کی رائے اختیار کی اور بادشاہ کو نہرون سے نہ گزرنے دیا اور نادرست کم ہمتون کی سی باتین درمیان
مین لائے کبھی تو اپنے لشکر کے کم ہونے اور دشمن کے لشکر کے بہت ہونے اور میرزا کامران کے کابل کو جانے اور
اپنے بیوی بچون کے قید ہونے کا خیال اور کبھی میرزا کامران کے انتظار کرنے کا حیلہ اور ایسی ہی اور باتون کو سبب
بنا کر لوٹنے کی رغبت دلاتے تھے یا واپس پھرنے کے لیے ابھارتے تھے - اور آخر اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ ۳۱۷
(مجاہدہ - کوشش - جنگ) کر کے اس پر راضی ہوئے کہ دره گز کی طرف کہ استوار جگاہون سے ہے جا کر چند روز
وہان رہین - اور ان حدود کے قبیلون اور دوسرے سپاہی لوگون کو جمع کر کے فتح کے اسباب سرانجام دین
اور اس ٹھیرنے یا دیر کرنے مین میرزا کامران کی خبر بھی ٹھیک پہنچے گی - اور اگر میرزا کامران کابل کی طرف
چلا گیا ہے تو ہمکو اس زمین مین جستجو کرنا وقت کے مناسب نہین ہے اور اسکے بعد دلجمعی کے ساتھ بلخ کا تابع کرنا بلکہ
ماوراء النہر کا آسانی کے ساتھ حاصل ہوگا اور خدا کی مدد سے آج کے روز تک ہر وقت فتح اور فتحمندی شاہی لشکر کے
ہمعنان (باگ کے ساتھ باگ ملائے) اور ہمرکاب (رکاب کے ساتھ رکاب ملائے) رہی ہے اقبال پر اقبال آگے
آتا ہے - بہرحال ہاتھ لڑائی سے روک کر دره گز کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے - آنحضرت سب کے دلون کی نگاہبانی
کے لئے ناچار ہوگئے اسطرف کو توجہ فرمائی اور فتح کئے ہوئے بلخ کو منافقون (دورویون - نگلرون) کی
بے اتفاقی سے ویسا ہی چھوڑ دیا اور شیخ بہلول ہراول (فوج آگے چلنے والی) کے لوٹانے کے لئے کہ پانی
سے گزر چکا تھا اور اوزبک کو رگید تا شہر کی فصیل کے اندر لے گیا تھا بھیجا - میرزا سلیمان اور دوسرے بہت سے

لوگون کو چنداول (چنداول۔ فوج کی پچھاڑی۔ وہ لوگ جو فوج کے پیچھے پیچھے چلتے رہین) مقرر فرمایا چونکہ سارا ارادہ سیاہ دل ناحق شناسون کا سپاہ کے تباہ کرنے کا تھا یہ لوٹنا کہ درہ گز کی طرف تقدیر کے موافق چار وناچار واقع ہوا اور اتفاق سے رُخ کابل کی طرف رکھتا تھا۔ کابل کی طرف لوٹنا مشہور ہوا۔ اور میرزا کامران کا جانا عام لوگون کی زبانون مین مشہور ہوا یعنی عوام الناس کہنے لگے کہ میرزا کامران کابل گیا۔ آدمی پریشان ہوکر ہر طرف کو پراگندہ ہوئے۔ ہرچند حضرت جہانبانی نے حسن قلی سلطان مُہردار کو کہ عزت کے بچھونے کے خاص لوگون سے تھا یعنی بادشاہی معزز لوگون مین تھا۔ اور دوسرے بہت سے مقربون کو اُس پریشان روزگار (بدبخت) جماعت کے لوٹانے کے لئے مقرر فرمایا چونکہ تقدیر موافق تدبیر کے نہ تھی مفید نہوا۔ سچ ہے خداے قادر مطلق کی لکھی ہوئی تحریر اس طور پر تھی کہ ہندوستان کا بڑا ملک ظالمون کے خلل اور ستمگارون کے صدمے سے محفوظ ہونے کی طرف رخ کرے اور پاک ذات برکتون کے اُترنے کی جگہ ہوکر دائمی تخت کا مقام یالازوال دارالسلطنت میرے حضرت شاہنشاہ سایۂ خدا کا ہووے اور ہزارہا نیکیون کے بیج مخلصون کے آرزو کے باغون اور زمین کی کھیتون مین بکھیرے جاوین اور بات کا خلاصہ یہ ہے کہ جہان کے پیدا کرنے والے خدا نے ایسی بڑی مدد کو ایسے حال کے لباس کے اندر کہ ہوشمندون کی دانائی اور عبرت کی زیادتی کا سبب ہو ظہور مین لاکر (ظاہر کرکے) حکمتون اور مصلحتون کے اسباب (سببون) کو سرانجام دیا اسلئے اگرچہ نامناسب یا ناپسندیدہ واقعہ ظاہر ہوتا ماوراءالنہر کے تابع کرنے کے کاروبار یا مشغولی مین ہندوستان کے ہمارون کا کام رکنے مین رہتا۔ اور اِن مُلکون کا سرانجام کہ ساتون اقلیمون کے ۳۱۸

توجہ کرنے والون (آنے والون) کی جاے آرام اور امن ہے۔ تاخیر (دیر کرنے) کے پردے مین پڑتا۔ اور حاصل کلام جب مخالف نے اس ناپسندیدہ بات سے خبر پائی۔ اپنے بگڑے کام کو انتظام دیا اور پیچھا کیا اور حضرت جہانبانی بذات پاک خود بڑی بڑی لڑائیان اور بڑی جنگ جسکا بیان زمانے کی لڑائیون کے سرنامہ ہونے کی لیاقت رکھتا ہے۔ ظہور مین لائے اور اُس لڑائی کے شیرون کے جنگل مین جہان کا گردش لگانیوالا سنہرا گھوڑا کہ جسکا نام نشر الناظرین (دیکھنے والون کو خوش کرتا ہے) تھا اور محمد خان ہرات کے حاکم نے پیشکش کیا تھا (نذر مین دیا تھا) اور آنحضرت اُسپر سوار تھے تیر کے زخم سے گرا اور حیدر محمد آختہ اپنا گھوڑا اُس دولت اور دین کے پیشوا کے روبرو پیش کرکے اس خدمت سے سربلند ہوا اور خدائی نگہبانی نے اس سرداری کے تخت کے صاحب کی حفاظت فرماکر جاے امن مین پہنچایا اور بہت سے ساتھی بدبختی کے نشانون کو اپنی آنکھ سے دیکھکر کمینہ پن اور پست ہمت کے ساتھی بنکر ہر طرف کو پراگندہ ہوئے۔ شاہی برگزیدہ سردارون کی فہرست بیان کے قلم کی لکھی ہوئی ہوتی ہے میرزا ہندال میرزا سلیمان۔ قراجہ خان۔ حاجی محمد خان۔ تردی بیگ خان منعم خان۔ خضر خواجہ سلطان۔ محمد قلی خان جلائر۔ اسکندر خان۔ قاسم حسین خان۔ حیدر محمد آختہ بیگی۔ عبداللہ خان اوزبک۔ حسین قلی مہردار۔ محب علی خان خلیفہ

سلطان حسین خان۔ بابوس سلطان۔ مصاحب بیگ۔ شاہ بداغ خان۔ شاہم بیگ جلایر۔ شاہ قلی نارنجی۔ محمد قاسم موجی
لطف اللہ سہرندی۔ عبدالوہاب اوذجی۔ باقی محمد۔ پروانچی خالدی۔ اور تین روز کے بعد چہار شنبہ کی یخ (جب زمین
کا پانی سردی کی شدت سے جم جاتا ہے تو اُسے یخ بولتے ہین) پر اُترنے کا اتفاق ہوا اور اس منزل مین محمد تقی
شیخ کمال کر اور است پر چلے گئے تھے شاہی لشکر کی خبر سنکر آملے۔ اور اس منزل مین مہربانی کا فرمان پاکی کے پردہ
کی پردہ نشینون اور میرے شاہنشاہ کے بزرگ نام پر کابل کے دارالامان دامن کے گھرانے مین تھے مہربانی کے
قلم کا لکھا ہوا بیگ محمد آختہ بیگی کے ہاتھ روانہ کیا اور رشید خان کاشغر کے حاکم کو کہ ہمیشہ عقیدت اور اخلاص کی
زنجیر کا ہلانے والا تھا مہربانی کا فرمان بھیجکر بہت بزرگ آنے کی خبر لکھی تھی۔ کہ بدبخت بھائی محمد کامران نے
طبیعت کے تقاضے سے نفاق (دو روئی) کی برائی کو موافقت کی خوبی پر ترجیح (غلبہ) دے کر محبت اور خیرخواہی کی
طرف کو بالکل چھوڑ دیا اور ساتھیون سے بہت لوگون کی ہمت نے مردنہ کی ناچار یہ سفر دوستون کی دل کے
چاہنے کے موافق میسر ہوا بلکہ دل کی کدورت (تیرگی، رنج) اور ملال کی زیادتی کا باعث ہوا اور سلامت رہنے
کا شکرانہ ادا کر کے قیمتی (مبارک) نصیحتین کہ محبت کے نسبت رکھنے والے (محبت بھرے) دلون کو تسلی بخش سکین
اُس پاک خط مین داخل ہونے کا نقش پائے تھین۔ اور وہان سے رات درمیان غوربند مین اُترنا اقبال کا فرمایا ۱۶ھ
اور دوسری رات خواجہ سیاران مین اُترنا بزرگی کا فرمایا۔ اور وہان سے قراباغ مین اور وہان سے محمود وال ایک آب
مقام) مین سعادت (خوش قسمتی) کے اُترنے کا اتفاق ہوا اور میرے حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) نے استقبال
سے کامیاب ہو کر اس منزل مین بزرگ ملازمت حاصل فرمائی اور شامل کئے گئے مہربانی کی نظرون کے ہوئے۔ اور
وہان سے مبارک ساعت مین اقبال کے چتر (چھتر) کے ساتھ سایہ بچھانے والے دارالسلطنت کابل کے ہوئے اور
میرزا سلیمان راہ سے بدخشان کو گیا اور میرزا ہندال قندھار کی طرف روانہ ہوا اور منعم خان بھی میرزا کے ہمراہ قندوز مین
آیا اور سب سردار آگے پیچھے کابل مین پہنچے۔ اور شاہ بداغ خان کہ اُسنے دلبری اور مردانگی کی داد دی تھی یا حق ادا کیا
تھا غنیم (دشمن) کی قید مین پڑا اور میر شریف بخشی اور خواجہ ناصرالدین علی مستوفی اور میر محمد منشی اور میر جان بیگ داروغہ
عمارت اور خواجہ محمد امین کتاب کو بھی یہی حال پیش آیا اور باقی سب درگاہ کے ملازم سلامت کی پناہ مین رہے
اور جب اتالیق اور دوسرے لوگ اور بکیہ کے جو ایک مین ہاتھ لگ گئے تھے خلاصی پا کر اپنے وطن مین گئے اور
بادشاہی طرح طرح کی مہربانیان اور عنایتین بیان کین پیر محمد خان تعجب مین رہا اور بادشاہی لوگون کے ساتھ
کہ اُسکے پاس تھے آدمیانہ برتاؤ کر کے دارالملک کابل کی طرف روانہ کیا اور آنحضرت نے دارالسلطنت مین قرار
پکڑا اور اس لوٹ آنے کو دوربینی کی زیادتی سے بالکل دولت و اقبال کے لئے بہتر اور خوب سمجھکر دین اور دولت
کے ضروری کامون کے انتظام مین بلند توجہ خرچ کی گئی کی۔ اور خواجہ جلال الدین محمود کو ایلچی کے طور پر

حاکم ایران کے پاس بھیجا تھا اور خواجہ نے بعض واقعات کی وجہ سے قندہار مین توقف (ٹھیرنا) کیا تھا اُسکے بھیجنے
کو موقوف رکھکر واپس بلایا اور خواجہ عبدالصمد اور میر سید کہ تصویر اور نقاشی کے فنون مین دنیا مین یکتا اور زمانہ مین
نادر تھے دونون نے خواجہ کی ہمراہ بساط بوسی کی سعادت حاصل کی اور بیحد مہربانیان اُنکے شامل حال ہوئین۔ اور
خواجہ سلطان علی کو کہ افضل خانی کے خطاب سے شہرت رکھتا تھا خزانے کی مُشرفی (مشرف حساب کی جانچ کرنے والا
افسر) کے عہدہ سے وزارت کے منصب پر سربلند کرکے دیوانِ خرچ (دیوانِ خرچ۔ مصارف خرچ کا مُہتمم) بنایا اور
دیوانی جمع خواجہ میرزا بیگ کو عطا ہوئے۔ اور میرزا کامران کا حال وہ ہے کہ جب حضرت جہانبانی نے ذاتی عنایت
اور شفقت کی زیادتی سے بڑے بڑے قصور میرزا کامران کے معاف فرمائے اور کولاب اُسکو عطا فرمایا اور سلطان اویس بیگ
کے بیٹے چاکر بیگ کولابی کو میرزا کی ہمراہ کرکے توجہ کا جھنڈا کابل کی طرف بلند کیا۔ کچھ دن بھی نہ گزرے تھے کہ ۳۲۰
میرزا نے چاکر بیگ کے ساتھ بدسلوکی (بُرا برتاو) کرکے اُسکو وہان سے نکالدیا اور ایسی بڑی بخشش کو فراموشی
(بھول) کے طاق پر رکھکر (بھولا کر) بُرے بُرے خیال اپنے دل مین لاکر موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگا
جسوقت کہ حضرت جہانبانی کابل مین انصاف کے آراستگی دینے والے تھے ہمیشہ جھوٹے وعدے اپنے آنے کے
عرض کرتا رہتا تھا اور آنحضرت اپنی طینت (سرشت طبیعت) کی صفائی اور نیک گمانی کی وجہ سے کہ بزرگ نسل
رکھنے والون کی بزرگ خصلت ہے اُسکی جھوٹی باتون کو سچ سمجھکر بلخ کی طرف متوجہ ہوئے۔ میرزا نے اس موقع
یا وقت کو غنیمت (لُوٹ۔ مفت کی دولت۔ برکت) سمجھکر کابل کے جانے کا ارادہ پھر اپنے مکاروبے وفا دلمین پختہ
کیا اور بغاوت (سرکشی) اور فتنہ کا خیال کہ اُسکی سرشت مین داخل تھا ظاہر ہوا اور اُسکے مکر کی زنجیر کے ہلانے کیوجہ
سے وہ سردار جو اخلاص (سچی دوستی۔ وفاداری) کا سرمایہ کم رکھتے تھے اور پست حوصلہ تھے اس حملہ مین جیسا کہ
بیان ہوا طرح طرح کی دورویٔ عمل مین لائے۔ جب آنحضرت نے لوٹ کر انصاف کا سایہ دارالملک کابل پر ڈالا۔
میرزا کامران میرزا عسکری کو کولاب مین چھوڑکر میرزا سلیمان سے لڑنے بھڑنے کو
روانہ ہوا میرزا سلیمان بغیر لڑے طالقان سے قلعہ ظفر کی طرف چلا گیا میرزا کامران نے
بابوس بیگ کو طالقان سونپ کر خود قلعۂ ظفر کی طرف متوجہ ہوا۔ میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم نے لڑنے کو وقت
کے موافق نہ دیکھکر اسحٰق سلطان کو قلعۂ ظفر مین چھوڑا اور خود تنگ بدخشان (ترکستان) کو چلے گئے اور موضع جرم مین پہنچکر
خدا کے بدلہ لینے کا انتظار کرنے لگے۔ میرزا کامران قدرے (ایک قسم کی) میرزا سلیمان کی طرف سے بیفکری
حاصل کرکے قندوز کی طرف متوجہ ہوا اور میرزا ہندال کے ساتھ پہلے دوستی ظاہر کرنے والے فریب کے راستے سے
داخل ہوکر یکطرفی (دوستی) کا حرف (ذکر) درمیان لایا میرزا ہندال اُسکی باتون پر کان نہ دھرکر اپنے قول و قرار
کی پائداری پر قائم رہا اور میرزا کامران نے بڑے سامان کے ساتھ قندوز کا محاصرہ کیا میرزا ہندال نے جنگ

اور قلعہ داری کے قاعدونمین مطلق کمی نہ کی اور میرزا کامران جب کوئی کام نہ کرسکا تو اوزبکیہ سے میل کرکے اُنسے مدد چاہی
اور بہت سے لوگ اوزبکیہ سے اُسکی مدد کو آئے اور محاصرہ کرنے مین شریک ہوئے۔ میرزا ہندال نے مخالفون کے
دہوکہ دینے اور رخنہ ڈالنے کے لئے کہ درحقیقت مقصود کی شاہراہ کیطرف رہنمائی کرنا ہے ایک پسندیدہ تدبیر عمل مین لایا۔
اور ایک خط میرزا کامران کی طرف سے اپنی طرف یا اپنے نام لکہا کہ ہمین اتفاق کے قول و اقرار کا نباہ کرنا اور اوزبکیہ
کا فریب دینا تھا اور تجربہ کار لوگون کے طریق پر اُس فریب نامہ کو ایک قاصد کے حوالے کیا کہ اُسنے قصداً اپنے آپکو
اوزبکیہ کے ہاتھ مین ڈالا۔ قاصد کے تلاش کرنے یعنی قاصد کی تلاشی لینے کے بعد جب خط ظاہر ہوا اور اُسکا مضمون
ظاہر ہوا کہ وہ آپسمین اتفاق کرکے اوزبکیہ کو بلا کے تیر کا نشانہ اور بلا مین مبتلا ہونے کی کمند کا قیدی بنانا چاہتے
۳۲۱ ہین۔ اوزبکیہ اسکے پڑہنے سے ناراض ہوئے اور محاصرہ کو چھوڑ دیا اور اپنی ولایت کو لوٹ گئے اور قلعہ کا کام تمام
رہا اور اسی وقت مین یہ خبر پہنچی کہ جاکر بیگ نے کولاب کا محاصرہ کرلیا ہے اور میرزا عسکری شکست کہاکر قلعہ
مین داخل ہوگیا ہے یعنی قلعہ مین پناہ پکڑنے والا ہوا ہے۔ اور میرزا سلیمان اسحٰق سلطان کے ساتھ ایک
ہوکر قلعہ ظفر کو اپنے قبضے مین لایا ہے اور اسحٰق سلطان کو کہ اُسکے ساتھ اتفاق کرنے والا ہوا تہا قید کرلیا ہے
میرزا کامران اِن خبرون سے پریشان ہوا اور قندوز کے کام سے ناامید ہوکر لیسرم دولت اور بابوس کو بہت سے
لوگون کے ساتھ میرزا سلیمان کے مقابلے کو بہیجا اور خود کولاب کی حدود کی طرف روانہ ہوا جاکر بیگ علیحدہ ہوگیا
میرزا عسکری نے آکر میرزا کامران کو دیکہا اور اشارہ کئے گئے یعنی میرزا عسکری کو ہمراہ لیکر میرزا سلیمان کے دفع کرنے کو متوجہ ہوا اور رستاق
کے نزدیک اُترا تہا کہ اوزبکیہ کے بہت سے لوگ کہ سعید کی سرداری مین خچرون پر گہاس لادنے کو آئے تہے انکا گذر میرزا کے لشکر
مین ہوا اور اُسکا سب لوٹ لیا۔ میرزا کامران اور میرزا عسکری اور میرزا عبداللہ مغل گنتی کے آدمیون کے
ساتہ طالقان مین آئے اور سعید ذکر کئے گئے نے کام کی حقیقت پر واقف ہوکر اہل وعیال کو بڑی عزت
کے ساتہ اپنے اعتماد کے قابل لوگون کی ہمراہ میرزا کے پاس بہیجا۔ اور لوٹے ہوئے اسباب سے عذر چاہا۔
میرزا ہندال اور میرزا سلیمان غنیمت سمجہکر میرزا کامران کے دفع کرنے کو متوجہ ہوا میرزا نے اپنا بدخشان مین ٹہیرنا
مناسب نہ سمجہکر خوست کی طرف متوجہ ہوا کہ ضحاک اور بامیان کے راستے سے اپنے آپکو ہزار پہنچائے اور وہان
سے کابل کا حال واقعی طور پر جانکر کابل کی طرف آنا یا دوسری حدون کی طرف جانا قرار دیوے چونکہ مکار امیر
حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) کے ہمیشہ میرزا کو کابل کے آنے کی حرص دلاتے تہے یا آمادہ کرتے تہے اُسنے
فریب اور جہوٹی باتون کی زیادتی سے ایلچیون کو حضرت جہانبانی کی درگاہ مین بہیجکر عرض کیا کہ میری غرض آنے
سے وہ ہے کہ گزری باتون کا عذر چاہون۔ اور آنحضرت کی خدمت کرون امید کہ میرے قصور اور خطائین بادشاہی
مہربانیون سے معاف فرمائین۔ ترجمہ شعر کا پہر آیا ہون کہ اُس قدم کی خاک کو سجدہ کرون۔ اگر کوئی طاعت

(فرمانبرداری) قضا ہوگئی ہے یعنی بجا نہین لایا ہون تو اُسکو ادا کرون۔ امید کہ اس مرتبہ (بار) نیک خدمت کرنیکے وسیلے سے شرمندگی کے بھاری بوجھ سے نجات (چھٹکارا) پاؤن۔ آنحضرت نے پاکیزہ خصلت کی وجہ سے اُسکے ملمع کئے ہوئے تانبے کو خالص سونے کے برابر تصور فرماکر سچائی کے ساتھ نزدیک کیا گیا یعنی سچا سمجھا

حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ کی پاک جلوسی فوج کا کابل سے کوچ کرنے اور میرزا کامران کے ساتھ لڑائی اور دوسرے عبرت بڑھانیوالے واقعات کا بیان ۳۲۲

جب میرزا کامران کا کابل کی حدود مین آنا نزدیک ہوا۔ دُوربین دولتخواہون کی جماعت نے جاے عرض مین پہنچایا۔ کہ پاک خصلتی اور نیک گمانی کی ایک حد اور ایک انتہا ہوتی ہے۔ جبکہ مکر وفریب اور بیوفائی اور شرمندگی اس حق ناشناس (ناشکرگزار یعنی میرزا کامران) کی اتنی مرتبہ (بار) تجربہ مین آچکی ہے دولت (اقبال وسعادت) کے لائق اور ہوشیاری کے موافق وہ ہے۔ کہ دوسری بار (اب) خبرداری کو ہاتھ سے نہ دے کر حکم ہووے کہ اقبال کا خیمہ باہر کھڑا کرین اور فتحمندی کا جھنڈا بیوفا لوگون کے دفع کرنے کے لئے بلند کرین اور فتحمند سپاہ سامان کامل مہیا کرے جبکہ خیال اس کام کا کیا جائے گا بیوفائی اور فریب سے بخوبی حال ہوگی۔ اگر فی الواقع (سچ مچ) اپنے نادرست کرتوتون سے پشیمان ہوکر یکجہتی (موافقت۔ درستی) کا راستہ اختیار کریگا اور بساط بوسی (فرش چومنے) کی عزت کے ساتھ نیکبختی پائیگا تو بیشک بادشاہی طرح طرح کی مہربانیون اور قسم قسم کی نیکیون کے ساتھ خاص ہوتا پائیگا اور اگر اس بار بھی وہی بیہودہ جنون اُسکے غرور کے دماغ مین قرار پکڑنے والا ہے تو اس طرف سے خبرداری کے مرتبون کا لحاظ کیا گیا ہوا ہوگا آنحضرت (ہمایون شاہ) کا ان سلطنت کے بنیاد رکھنے والے کلمون (فقرون) کے سُننے سے بلند کوچ کرنیکا ارادہ غوربند کی طرف جو میرزا کے آنے کا راستہ تھا پختہ ہوا اور ۹۵۷ھ نوسوستاون ہلالی کے وسط (درمیان) مین کابل سے ارادہ کا جھنڈا بلند کرکے اُس نیک جانب کی طرف رُخ کرنے والے ہوئے اور اُس بلند ذات نیک خصلت یعنی میرے شاہنشاہ (اکبر شاہ) کو بہت مہربانی کے سبب سے کابل کے اندر آرام کے ساتھ تخوین کا مسند نشین اور سلطنت کی مسند کا گدی بیٹھنے والا کیا اور کابل کا انتظام اور بندوبست محمد قاسم خان برلاس کے سپرد فرمایا۔ اور قراجہ خان اور مصاحب بیگ اور اکثر دوسرے لوگ دل کے تاریک باہر کے روشن کہ ہمیشہ فتنہ فساد برپا کرنا

اُنکی فتنہ بھری ہمت (تُوجہ دلی) کے آگے رکھا ہوا (منظور پسندیدہ) تھا خوشدل ہوئے اور حق ناشناسی (ناشکرگزاری) کی باتین لکھکر میرزا کامران کو کابل آنے کی سخت تاکید کی کہ ہم بہت سے لوگون کے ساتھ آکر تمسے ملین گے اور بادشاہی موافق لوگون کو نادرست خیالون کے سمجھانے سے جُدا کرینگے اور آسانی کے ساتھ ملک کابل ہاتھ آجائیگا۔ ایک عجیب کام ہے کہ نہایت درجہ ناانصاف ہونے کے سبب سے جو باتین کہ اپنے ہمسرون اور برابر والون سے اپنے ساتھ روا (جائز) نہین رکھتے ہین۔ عہد شکن ہونے اور نادرست ہونے اور بداندیش ہونے کے سبب سے اُن سب باتون کو بے دھڑک اپنے آقا اور زمانے کے بادشاہ کے ساتھ عمل مین لاتے ہین۔ اور اپنی نابینا آنکھ کو اُسکی برائی پر نہین کھولتے ہین۔ بلکہ اُن برائیون کو خوبیون سے شمار کرتے ہین اور ۳۴۴
اپنی چالاکیون اور تدبیرون سے گنتے ہین اگرچہ اخلاص اور دُرست معاملہ ہونے کے معنی سمجھے ہوئے ہین اور اپنے نوکرون سے اُسکی امید رکھتے ہین لیکن اپنی تباہ (بد) خصلت کے مغلوب ہوکر اسطرح کی بیوفائی کی گوٹ اور وہوکے بازی کی چال ایسے پاکباز آقا کے ساتھ کھیلتے ہین یا چلتے ہین تعجب ہے اور سو ہزار بار تعجب ہے یہ کیا سیاہ دل ہونا ہے اور یہ کیا خیرہ رائے (بےحیا) ہونا ہے مین نے مان لیا کہ اس پاک ذات کی بزرگیون کی بڑائیان اور خوبیون کی بزرگیان معلوم نہین کرتے ہین یا نہین جانتے ہین لیکن معمولی (رواجی) معاملہ فہمی کو کیا ہو گیا کہ جس بات کی کہ اپنے نوکرون سے امید رکھتے ہین اپنے احسانون کی مقدار کے موافق خود کہ ایسی ایسی عنایتون اور مہربانیون کے اُترنے کی جگہ ہین کہ ایک ہی اُنمین سے ساری عمر کی حق گزاری (شکرگزاری) کے لئے کافی ہے اپنے صاحب اور مُربّی کے ساتھ اُسکے برخلاف برتاؤ کرتے ہین۔ اور بےفکر ہونے اور بدرائے ہونے کی وجہ سے اُسکے مقابلے مین اسطرح پیش آتے ہین بیشک (سچ ہے) جو شخص کہ مخالفت اور شرارت سے مخلوط (ملا ہوا) ہے اُس سے ایسی باتون کا ظاہر ہونا کیا دُور (عجیب) ہے اور اندھے مادرزاد کو آفتاب کی روشنی سے کیا خوشی (مل سکتی ہے) اس قوم کی اخلاص کی آنکھ دُورُولی کے ڈھلکے (وہ بیماری جسمین ہر دم آنکھون سے پانی بہتا ہے) کے سبب سے بےنُور (اندھی) ہوگئی ہے۔ اور اس فرقہ (گروہ) کی محبت کا سینہ غرور کے وَرَم (سُوجن) سے تنگ ہو گیا ہے۔ (سوج گیا ہے) آقا کے نعمتون کے حقون کو کہان پہچان سکتے ہین۔ اور ولی نعمت کے احسانون کی قدر کب دریافت کر سکتے ہین۔ اُن بے انتہا نعمتون کے شکر کا مقام کیا۔ اِن خود غرضون کے نفس امارہ کا سرکش گھوڑا ایسا خودرائے (من موجی۔ بے لگام) نہین ہے کہ ملامت کے بازو کے زور سے اُسکی لگام کو کھینچ سکین۔ اور نصیحت کے پنجے کی قوت سے اُسکی باگ کو موڑ سکین۔ بہرحال آسمانی سرنوشت (تقدیر کے لکھے) کے موافق کابل سے کوچ فرماکر قراباغ کو پاک جلوسی فوج کی اُترنے کی جگہ بنائی اور وہان سے جاریکاران کی طرف اور وہان سے آب باران کی طرف کوچ فرمایا اتفاقاً اس منزل مین ایک پانی کی

ٹھہری حضرت (ہمایون شاہ) نے سواری گھوڑا چلایا اور بہت سے نوکر جو اطراف مین تھے ابھی بُری زمین کے دیکھنے
کے بہانے سے اطراف مین جاکر خویشتن داری (مآل اندیشی - انجام سوچنے - تن پرور ہونے - فراغت دوست ہونے) کی راہون
مین چلنے والے ہوئے یعنی اپنی اپنی جانین لیکر ہر طرف کو کہ موقع اٹھا چکے دئے تاکہ بیفکری اور آرام سے اپنی زندگی گزارین
آنحضرت (ہمایون شاہ) کو یہ ناپسندیدہ طریقہ پسند نہ آیا اس تفرقہ آئین (جدائی پسند کرنے والے) فرقہ (گروہ)
کی سرزنش (ملامت کرنے - برا کہنے) کے لئے شاہ اسمعیل صفوی کے قربان ہونے والے جان صدقے کرنیوالون
کے اخلاص (یعنی وفاداری) کی شرح (مفصل بیان) کہ انہون نے اپنے آپکو آسمان ایسی پہاڑ کی بلند چوٹی
سے ایک رومال کے پکڑنے کے لئے زمین کی نیچائی پر ڈالا اور خاک کے برابر ہوگئے (یعنی شاہ اسمعیل کا رومال
پہاڑ سے گرا اسکے پکڑنے کو وفادار نوکر کود پڑے اور خاک ہو گئے) اور نیکنامی اور جان صدقے کرنے کی بنیاد
بلند کرنے کے حقیقت (سچائی) کی عمارت اٹھانے والے یا بنانے والے ہوئے مبارک زبان پر لائے - آنحضرت کا ۲۲۴
نیک گمان اپنے بندون (نوکرون) کے حق (بارے) مین اس مرتبہ مین - اور بدنصیبون کی خویشتن داری
کی بیچوں زاریان اس درجے مین - قصہ کوتاہ سیاہ بخت (بدقسمت) قراچہ اور دو رو مصاحب (قراچہ اور مصاحب
دونون نام پہلے آچکا کر اوپر ہو چکا) اور دوسرے لوگ کہ شرارت (بدکاری) کے شرارے (آگ کی چنگاری)
شعلہ روشن کر دیا ہے انہون نے بغیر کسی بہکے وسیلے یا بغیر درمیانی یا ایلچی کے یعنی بذات خود عرض کی جگہ
مین پہنچایا کہ پہاڑ کا معاملہ یعنی پہاڑ کی آڑ یا روک درمیان ہے یا یہ مطلب ہے کہ پہاڑ ہمارے سامنے مین اور
پہاڑون کی گھاٹیان یا درے چند در چند یا کتنے ایک ہین - اور میرزا گنتی کے (معدود) آدمیون کے ساتھ
ہوگا - جان نچھاور کرنے والے خیر خواہون کو مختلف راستون پر مقرر کر دینا چاہئے کہ میرزا کسی راہ سے باہر نہ جاوے
اور ان بداندیشون کا سارا خیال یہ تھا کہ جمع کی ہوئی فوج کو پراگندہ اور متفرق کرین تاکہ میرزا کامران کا کام خوبی کے
ساتھ سرانجام پاوے یعنی میرزا کامران اپنی مراد پر مقصدور ہووے - حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) نے کہ اپنی
خصلت کی پاکیزگی اور طبیعت کی خوبی کے سبب سے آدمیون کے حق مین نیک گمان کے سوا راستہ نہین لیجاتے
تھے ان نمک حرامون بدنصیب کی تدبیر کو ٹھیک خیال فرماکر حاجی محمد کوکی اور میر برکہ اور میرزا حسن خان اور بہادر خان
اور خواجہ جلال الدین محمود اور چلپی بیگ اور محمد خان بیگ ترکمان اور شیخ بہلول اور حیدر قاسم کوہ بر اور شاہ قلی نارنجی
کو ضحاک اور بامیان کی طرف بھیجا اور منعم خان اور بہت سے اخلاص کے آستانہ کے نوکرون کو سالی النگ (النگ
سبزہ زار کو کہتے) کی راہ کی طرف مقرر فرمایا اور قراچہ اور مصاحب اور قاسم حسین سلطان اور وہ لوگ جو پاک حضور
مین رہتے تھے - وہ بادشاہی اقبال کے ملے احوال کے روزنامچہ کو لکھکر روز بروز میرزا کامران کو بھیجتے تھے اور
ہمیشہ کر و فریب اور جھوٹ موٹ حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) سے عرض کرتے تھے کہ میرزا کامران کے اس راہ

سوائے ارادہ خدمتگاری کے اور کوئی بات دل مین جمی نہین ہے جبکہ وفادار سچے بندے حضور کے ساتھ کم رہگئے اور
دور و مکارون کا جمگھٹا کہ جو عقیدے کے لباس مین (دوستداری کی صورت مین) حیلے کرنے والے (داؤن کھیلنے
والے۔ فریب کرنے والے۔) تھے گرم (رونق دار۔) ہوا۔ یعنی اب انکی بن آئی۔ میرزا کامران نے کہ بادشاہی شوکت
اور لشکر کی کثرت سے حیرت کے جنگل مین سرگردان ہوکر نہ راستہ خدمت کے چھوڑنے کا اور نہ موںھ ملازمت کے حاصل
کرنے کا رکھتا تھا اس بے شوکت گروہ کے نفاق (دوروئی۔ مکاری) سے آگاہ ہوکر منافقون کی رہنمائی کے موافق
ضحاک اور بامیان کے راستہ سے قبچاق کے درّہ کی جانب کہ توابع (جمع تابع۔ پیچھے آنیوالی چیزین۔ تعلق رکھنے
والے مقامون) غوربند (نام مقام) سے ہے توجہ کی اور یسین دولت اور مقدم کوکہ اور بابا سعید کو ہراول (پیشرو
فوج) بنایا اور خود غول (وہ فوج جسمین انکا سردار بھی موجود ہو۔ فوج درمیانی) ہوا اور اپنے سارے آدمیون کو
دو توپ (دو فریق) کرکے روانہ ہوا ایک دوپہر کے وقت یکایک ایک شخص نے ان حدون کی رعایا سے آکر
میرزا کامران کے آنے اور اسکی بداندیشی سے خبر بزرگ سماعت (شاہی کان) مین پہنچائی۔ قراچہ نے کہ بداندیشون
کا سرغنہ (مکھیا) تھا عرض مین پہنچایا کہ اس طرح کے لوگون کی باتون پر کان دھرنا اور ایسی جھوٹی خبرون پر دل
۳۲۵ رکھنا اس جماعت کے وہم مین ڈالنے (ڈرانے) کا سبب اور دل کی پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ اور اگر اس خبر
کے موافق لڑائی کا ارادہ اور جنگ کا سامان کیا جاوے بیشک جب یہ خبر میرزا کامران کو پہنچے گی تو حاضر ہونے کی
خواہش سے باز رہنے والا ہوگا اسی حرف وحکایت مین (یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی) میرزا کے آنے اور اسکے نادرست
قصد کی خبر برابر اور لگاتار پہنچی سبحان اللہ (خدا پاک ہے۔ کلمہ تعجب) اتنک نفاق (دوروئی) اور تہ دلی (مکاری)
نے ان سیاہ دل رکھنے والے ناموافقون کی باطن کے آئینہ (بادشاہ ہمایون کے روشن دل) پر روشنی
دینے کا عکس نہین ڈالا ہے اور پاک دل مین سوائے نیک گمان کے اور کوئی بات نہین گزری ہے۔ یہانتک
کہ مخالف (میرزا کامران) کا آنا مخالفت کے قصد پر یقین اور ثابت ہوگیا شاہی حکم نے جاری ہونے کی بزرگی
پائی کہ جو لوگ کہ ساتھ مین سوار ہووین اور خود بدولت نے پاؤن ہمّت کا دلیری کی رکاب مین رکھا تھوڑے عرصے
مین لڑائی کا میدان گرم ہوا پیر محمد آختہ کہ درگاہ کے فدائیون (جان نچھاور کرنے والون) سے تھا اور محمد خان
جلایر اور اور بہت سے لوگ جان دینے والون یکّون (بہادر لڑنے والون) سے آگے روانہ ہوئے اور پیر محمد آختہ نے
کہ جان نچھاور کرنے کے شربت کا پیاسا جگر رکھنے والا تھا لڑائی کے دائرے مین قدم ڈالکر اسفند (دشمنون کی جان
لینے دمارنے۔) مین لڑائی کی تلوار کو آب (چمک) دی کہ اسی کام کے خیال مین روانہ ہوا یعنی مارا گیا دوسرے
میرزا قلی نے رستمی (بہادری) کے گھوڑے کو لڑائی کے میدان مین ایسا دوڑایا کہ اس بدنصیب گروہ کے
زمانے یا زندگی سے ہلاک پر لاکر (نکالک) اس کھینچا کھینچی کی بھیڑ بھاڑ اور مار کوٹ کے انبوہ مین زخمی ہوکر گھوڑے

سے جدا ہوا (گر پڑا) اُسکا بیٹا دوست محمد اُسکو دشمن کے مقصد کے موافق نہ دیکھ سکا اُسکی مدد کے لئے دوڑا اور باپ
کی زندگی ہی مین اُسکے دشمن کا کام تمام کردیا (مار ڈالا) اور اس قدر کوشش کی اور تلوار سے لڑا کہ خود بھی پامال
اور معدوم (نیست و نابود) ہوگیا اور حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) سراوپچا کئے موافق اور مخالف فوج کا
اندازہ کر رہے تھے یا قدرت اور قوت کو دیکھ رہے تھے۔ یہانتک کہ درگاہ کے ملازمون کے مرنے اور اُنکے گروہ
گروہ مخالف کیطرف جانے کے طرز سے اُن بدبخت بدنصیبون کے مکر و فریب کی حقیقت اُس پاک حقیقت رکھنے والے
کو معلوم ہوئی۔ ذاتی بہادری اور پیدائشی جوانمردی جوش مین آئی جان لینے والا نیزہ قہر کی راہ اور غضب
کے غلبہ سے پکڑ کر خود مخالف کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور دشمن کی فوج اُس بلند شوکت رکھنے والے بادشاہ کے
ڈر سے متفرق (پراگندہ) ہوگئے ایک گوشہ سے ایک تیر شاہی گھوڑے کے آکر لگا اور بیباک یا بابے کولابی لئے
جانے ہوئے یا نہ جانے ہوئے پیچھے سے آکر تلوار ماری آنحضرت نے مڑ کر قہر (غضب) کی نظر اُسپر ڈالی اور
اُسی نگاہ تیز سے اُسکے ہاتھ پاؤن تھرتھرا گئے اور جھتر سکاہی نے کہ فرحت خان کے نام سے مشہور ہے آکر اُس
بدنصیب کو بھگایا۔ میرزا نجات نے ابلقی گھوڑا کہ جسپر وہ سوار تھا پاک نظر سے گزرانا۔ آنحضرت اُس نیکبختی یا اقبال ۳۲۶
کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنا گھوڑا میرزا نجات کو عنایت فرمایا اسی درمیان مین عبدالوہاب نے کہ اعتبار
کے لائق چوبدارون (نقیبون) سے تھا آکر سردارون کے ملنے کا بیان میرزا کامران کے ساتھ عرض کرکے
شاہی گھوڑے کی لگام پکڑ لی (اور کہا) کہ کیا حملہ آور ہونے کا وقت ہے۔ پیدائش کے روز سے یون ہی آیا ہے
کہ کبھی مراد کا ڈول آرزوؤن کے شربت سے لبریز ہے اور کبھی چرخی ایسی گردش کرنے والے آسمان کی گردش سے
خالی ہوکر اوندھا ہو نار کھتا ہے۔ بیشک ازلی تقدیر (خدائی حکم) کہ انتظام کرنیوالی درویشی اور بادشاہی کے سلسلہ
کی ہے اور ترتیب دینے والی سفیدی اور سیاہی (خوشی اور غم) کے دائرہ کی ہے بندشون (رکاوٹون) کو کشادگیون
کی کنجی کئے ہوئے ہے اور سربلندیون کو افتادگیون کا نتیجہ بنائے ہوئے ہے اسلئے کہ جب تک کہ اندھیری راتون
کے تاریک مکان مین نہ گزارین گے عالم کے روشن کرنے والے آفتاب کی جہان روشن کرنے کی قدر نہ جانین گے
جب تک تلاش کے جنگلون کے سراب (بالو۔ جو دور سے پانی نظر آوے) کے پیاسا ہونٹ رکھنے والے نہ ہونگے
مقصود کے چشمے کی سیرابی تک نہ پہنچین گے۔ اس حال کا سچا گواہ اور اس گفتگو کی سچی دلیل بھی واقعہ ہے کہ
اس روز کے اندر حضرت جہانبانی کے نیک انجام احوال کی تاریخ مین داخل ہوا ہے۔ آنحضرت ضحاک اور بامیان
کی جانب کہ وفادار سردارون سے بہت سے لوگون کو اُس طرف بھیجا تھا متوجہ ہوئے اور عبدالوہاب اور
فرحت خان اور محمد امین اور سبدل خان اور کتنے ایک اور کہ فتحمندی کے چنگل مارنے والی رکاب مین تھے محمد امین
اور عبدالوہاب کو حکم ہوا۔ کہ چنداولی (وہ فوج جو لشکر کے پیچھے چلے) کرکے آتے رہین اور مردی اور بہت

کوشش کرنے یا لڑنے اور زخم کے صدمے کے سبب سے جیبہ (زرہ بکتر) کو ملبند قد سے اُتار کر سبدل خان کے سپرد
کیا اُنے سادہ لوحی (بیوقوفی) سے شاہی زرہ کو کہین پھینکدیا دوسرے روز بہت سے درگاہ کے ملازم آکر حاضر باشی
کی سعادت سے نیکبخت ہوے ایک روز شاہ بداغخان اور تولک قوچین اور مجنون قاقشال کو کہ وہ سب دس شخص
تھے چنداول (جو فوج لشکر کے پیچھے محافظ ہو) ہونے اور خبر لینے کو کابل کی طرف بھیجا سواے تولک قوچین
کے کوئی ایک پلٹ کر نہ آیا اور وہ اُس امتحان کے روز بازار (روز بازار کے معنی - رونق - گرم بازاری - پینٹھ
لگنے کا دن - ہین) مین شاہی مہربانی کا شامل کیا گیا ہوا اور قوربیگی (داروغۂ سلاح خانہ) کے عہدے پر سربلند
ہوا اور بادشاہ نے اعتبار کے قابل لوگون کو بُلاکر مشورہ کیا حاجی محمد خان نے کہ غزنی اُسکی جاگیر تھی اور نفاق
(دورُوئی - مکاری) کو دل کے آتشدان (بھٹی) مین بہ نسبت دوسرے لوگون کی زیادہ بجا ہوا رکھتا تھا
قندھار جانے کی صلاح دی مگر قبول نہ ہوئی اور ایک دست بینون کی جماعت نے بدخشان کی طرف جانے
اور میرزا سلیمان اور میرزا ہندال اور میرزا ابراہیم کو ہمراہ لینے اور لشکر کا سر انجام کر کے کابل کی طرف توجہ فرمانے کی صلاح
دی - اور ایک جان صدقے کرنے والے بہادرون کی جماعت نے اپنی دلیری اور بہادری کی قوت کے
موافق بات کہی کہ آجکے دن کہ میرزا کامران تنگ حوصلہ (کم ہمت) کو تا اندیشون (نا انجام بینون - نادانون) کے ٣٢٧
نفاق (مکاری - دوروئی) کی تلچھٹ ملی ہوئی شراب سے غفلت (بے خبری) کا مست اور متوالا ہے - اور ہم جان
صدقے کرنے کی بارگاہ اور سچائی اور وفاداری کے میدان کے نیکبخت بندے حضرت کے قدم مین ہین - اور کونسے
روز کام آوینگے اقبال کے لائق وہ ہے کہ سب ایک دل اور ایک طرف ہو کر فتحمند رکاب کے ساتھ ساتھ کابل
کی دار السلطنت کی طرف متوجہ ہووین - مضبوط (پختہ - پائدار) امید ہے کہ بغیر بدخشان کے گئے میرزا کامران کا
کام تمام اور انجام پذیر ہو جاوے چونکہ درگاہ کے پرورش یافتہ لوگون سے بہت سے لوگون کا مکر و فریب تازگی
کے ساتھ (حال ہی مین) معلوم ہو چکا تھا اس راے (صلاح) پر اعتماد نہ فرما کر دور اندیشی اور خبرداری بدخشان کی
طرف جانے مین وقت کے مناسب سمجھ کر یکاولنگ کے راستے سے کوچ فرمایا حاجی محمد خان نے شاہ محمد اپنے بھائی
کو اپنے آدمیون کے ساتھ ایسے وقت مین رخصت لیکر غزنی کی طرف بھیجا - آنحضرت نے اپنے پاک خط سے اپنی
سلامتی کا فرمان میرے حضرت شاہنشاہ کو لکھکر اُسکے حوالہ کیا کہ جس طرح سے ہو سکے پہنچاوے اور زبانی بھی فتح
اور فتحیابی کے پیغام اور ملبند شاہی لشکر کے پہنچنے کے اچھے وعدے دیئے اور حکم فرمایا کہ بہت جلد اپنے آپکو غزنی
پہنچاوے اور ہمارے واپس آنے کے وقت تک کہ اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد حاصل ہوگا غزنی کی نگہبانی مین
اچھی کوشش کرے اگرچہ سچے وفادار بندون نے پاک عرض مین پہنچایا کہ منافق (دورو) لوگون کو ایسے نازک وقت مین اپنے سے جدا
کرنا نفاق (دوروئی) کے کامونکی باگ ان ناپائدارون (بے وفاؤن) کے ہاتھ مین سونپنا ہے یعنی انکی مکاریون کو اور بھی تقویت دینا ہے

اور مفلس بدخواہون کے کام کی دُرستی کو عمل مین لاتا ہے یعنی بے وفا بدخواہون کے کام کو رونق دینا
ہے اور سب سنے ان باتون کو اشارةً اور صاف صاف عرض رکھا کہ وہ اپنے بھائی کو
میرزا کامران کے پاس بھیجتا ہے اور خود چاہتا ہے کہ گھر مین مخبر بنے اور کم اعتقاد رکھنے والے
احمقون کا فریب دینے والا ہووے آنحضرت نے ان باتون پر کان نہ دہر کر شاہ محمد کو رخصت فرمایا دوسرے روز
کہمرد کی جانب ارادہ کی باگ موڑی بہت سے بے حقیقت آدمی بزرگ ملازمت سے جدا ہوگئے اور جو لوگ اخلاص
(سچی دوستی) کی حدون کی نگہبانی کرنے والے اور سچائی کے قانون کے محافظ تھے بزرگ ملازمت مین موجود رہے
اور انہون نے خدمت کا کمربند پاپیکا درست و پائدار ارادے کے ساتھ وفاداری کی کمر پر باندھا اس راستہ مین
تین روز کے بعد ایاق تولکچی - سانقاچی - (ترکون کے خاندانون کے نام ہین) کے سردارون یا بڑے لوگون نے
کہ اس حدود مین وطن رکھتے تھے گھوڑے اور بھیڑ بکری اور جو کچھ کہ انکی قدرت مین تھا نذرانہ لائے اور ایسے وقت
مین لائق یا معقول خدمت پیش پہنچائی یا بجا لائے اور رات کو ان لوگون کی بود و باش کی جگہ کے نزدیک
ٹھیرنے کا اتفاق ہوا - جب اگلی صبح کو دولت و اقبال کے ساتھ سوار ہوئے یہ خبر پہنچی کہ ایک بڑا قافلہ
میر سید علی سبزواری کی سرداری مین پہنچا ہے - خراسان اور عراق کے سوداگر گھوڑے اور بہت سا اسباب ہمراہ ۳۲۸
لیکر ہندوستان کے سفر کے ارادے پر کوشش کی کمر باندھے ہوئے تھے دن ڈھلے یا تیسرے پہر قافلہ
کے برگزیدہ لوگ یا اعتماد کے قابل آدمی یا شریف آدمی دولت کی رکاب کے چومنے کی نیکبختی سے سربلند ہوئے -
اس غیبی وفود (وفود جمع وفد کی ہے - قوم کی طرف سے قاصد - قاصد لوگ) کا آنا آسمانی فتوحات کا مقدمہ
(پیش خیمہ) ہوا یعنی ان سوداگرون کا ایسے موقعہ پر یہان پہنچنا گویا کہ خدا کی طرف سے فتح پانے اور مقصد پر کامیاب
ہونے کا سامان تھا - اور انجام دیکھنے والے دانشمند سوداگرون نے ایسے بڑے بادشاہ کی مدد اور اعانت کرنا
اپنے زمانے کی سعادت سمجھکر سارے گھوڑون اور سامان کو نذر گزران دیا اور آنحضرت نے اسکو دائمی (خدائی)
مددون سے سمجھکر بعضے اسباب اور چیزون کو قیمت دہ [۱۰] - چہل [۴۰] اور دہ [۱۰] پنجاہ [۵۰] مقرر فرما کے خرید لیعنی دس [۱۰] کی چیز چالیس [۴۰]
اور پچاس کے حساب سے خریدی - اور سارے ملازمان رکاب دولت یعنی سارے ہمراہیون اور نزدیکی کے چھوٹے
کے نزدیکیون یعنی ساتھیون کو تقسیم کیے اور حصہ بدخشان کے میرزایون سے ہر ایک کا جدا فرمایا اور باقی کو آق جماعت
(سوداگرون) کو دے دیا کہ اپنے طور پر جہان کہ چاہین فروخت کرین دوسرے روز کہمرد (نام مقام) شاہی
لشکر کے اترنے کا مقام ہوا امیر خسرو کا بیٹا طاہر محمد وہان تھا وہ بزرگ آنے (شاہ کے وہان آنے) کو بڑی نعمت
پہچانکر خدمت کے لئے دوڑا لیکن بخیلی کی وجہ سے یا مفلسی کی وجہ سے کہ رکھتا تھا ضیافت کے آداب (طریقہ) کا
مین شرمندگی کے عرق (پسینے) کو بندگی کے چہرے سے پاک (صاف - دور) نہ کر سکا اور وہان سے ایک

رات میان آب نگی کے کنارے دولت کا اُترنا فرمایا اور اُس منزل مین آب (دریا نحفر) کے اُس طرف سے ایک شخص نے
فریاد (شور) کرتے ہوتے آواز بلند کی کہ اے قافلہ والو تمہارے درمیان کچھ بادشاہ کی خبر ہے جب یہ آواز پاک کان
(بادشاہ کے کان) مین پہنچی فرمایا کہ کچھ ہماری خبر بتاؤ اور اُس سے پوچھو کہ تو کون ہے اور کس کا بھیجا ہوا ہے۔ اور تمہارے
درمیان بادشاہ کی کیا خبر ہے اُسنے جواب دیا کہ مین بھیجا ہوا یا قاصد نظری سال النگ کا ہون (نظری نام زمیندار النگ
النگ کا ہے) کہ اُسنے بادشاہ کی خبر کی تحقیق کے لیے مجھکو بھیجا ہے اور ہمارے درمیان یہ خبر مشہور ہے کہ بادشاہ زخمی
ہوکر میدان جنگ سے نکلے پھر کسی نے اُنکو نہین دیکھا میرزا کامران کے آدمی بادشاہی زرہ کہ اُس روز مین پہنے ہوئے
تھے پاکر میرزا کے پاس لے گئے ہین میرزا نے اِس واقعے سے بڑی خوشیان منائی ہین اور جلسے آراستہ کیے ہین حضرت نے
اُسکو پاک حضور مین طلب فرماکر فرمایا کہ تو مجھے پہچانتا ہے اُسنے عرض کیا کہ خدا کی دی ہوئی شوکت پوشیدہ نہین رہتی ہو
آنحضرت نے کہا جا نظری کو خوشخبری پہنچا اور کہو کہ مستعد اور آمادہ تیار رہے کہ لوٹتے کے وقت ملازمت (ہمارے حضور)
مین حاضر ہوکر پسندیدہ خدمتین بجالاوے اور دوسرے روز پایاب (ایسا پانی کہ پاؤن پیدل اُس سے گزر سکین)
سے عبور (گزرنا) فرماکر موضع اوبخلجان مین اُترے اور اس منزل مین میرزا ہندال ملازمت (حاضر باشی) کی دولت سے
سر بلند ہوا۔ اور نذرانے کی رسمین پیش کرکے سرفراز ہوا اور وہان سے اندراب مین اقبال کے خیمے استادہ ہوئے
میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم کورنش (آداب بجالانے) کی سعادت سے مشرف ہوکر اخلاص اور عقیدت (سچی) دوستی اور
وفاداری کے لازمے (ضروری باتین) بجالائے اور جب بات یہان تک پہنچی۔ اس سے پہلے کہ حضرت جہانبانی
لشکر کا سرانجام فرماکر کابل کے مُطیع کرنے کے لئے متوجہ ہون قلم کو میرزا کامران کا احوال اُسکے فریب کے آغاز
سے اُسکے کابل سے نکلنے تک کا کہ اُسکے کام کے بدلے کا مقدمہ یا نتیجہ ہے لکھنا ضرور ہے یا قلم کا بیان کامران میرزا
کے احوال مین فریب کے شروع سے اُسکے کابل سے نکلنے تک کا کہ اُسکے کام کے بدلے کا مقدمہ (نتیجہ) ہے ضروری ہے
یعنی قلم کو میرزا کامران کا احوال لکھنا اُسوقت سے کہ اُسنے فریب کیا اُسوقت تک کہ کابل سے نکلا ضرور ہے۔ تاکہ سخن
(بات) کے جنگل کے پیاسا لب رکھنے والون یعنی بات کے مُشتاق لوگون کو اس بقیہ بیان کے چشمے سے سیرابی حاصل
ہو۔ جبکہ قضا و قدر کے کارگزار بادشاہی کی دائمی دولت کی بنیادون کے مضبوط کرنے اور منافق (دورُو) لوگون
کی بُنیاد کے ویران کرنے کے لئے ایسے بڑی فتح شکست کے لباس مین اور اُس طرح کی خوشی غم کی صورت مین پوشیدگی
کی جگہ سے ظاہر ہونے کی جگہ مین لائے۔ اور حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) جان صدقے کرنے والے سچے خیرخواہون
اہتمام (کوشش کرنے۔ کہنے سُننے) سے ضحاک اور بامیان کی طرف متوجہ ہوئے۔ میرزا کامران اس عجیب بات کے
سُننے سے جو اُسکے خیال مین بھی نہ گزری تھی تعجب مین رہا اور منافق (دورُو) لوگ توپ توپ (گروہ گروہ یغٹ
غٹ) آکر اُس سے ملے اور وہ معاملہ کا نہ سمجھنے والا (میرزا کامران) ان بے وفا بیہودہ کاروان کے آنے سے

بہت بیہودہ اور خوش ہوا۔ ظلم کا ہاتھ وفادار لوگوں پر کہ بادشاہ کے اخلاص کے کنگورے کو بڑی پائداری سے پکڑے ہوئے تھے یعنی بادشاہ کے بڑے سچے خیر خواہ تھے۔ کھولا۔ اور اسی لڑائی کے موقع پر بابا سعید بدبخت قراچہ کو زخمی میرزا کے روبرو لایا اور میرزا اسکے ساتھ نیکی سے پیش آیا اور اسکے بد انجام حال کی حقیقت پوچھی اُسنے جواب دیا کہ یا یاتیہ نے نہ جانے ہوئے مجھے زخمی کیا آخر اُسنے (میرزا کامران نے) ناپائدار نجومیوں سے اُس بے وفا مکار کو تسلی دی جسکے بعد حسین قلی مہردار کو [illegible] خیر خواہ جان صدقے کرنے والوں (شاہی) سے تھا بابا دوست یساول (نقیب) ور اوہ لوب پکڑ لائے اور اُس حق ناشناس (ناشکرگزار) ظالم مراد میرزا کامران نے ایسے درگاہ کے سچے وفادار کو اپنے ہاتھ سے تلوار مار کر فرمایا کہ اُسکے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور وہ وفاداری کے خزانہ کا سرمایہ رکھنے والا۔ اپنے ولی نعمت کی راہ میں جانے والی جان اور نابود ہونے والی زندگانی کو وفا کے نقد کی عوض ہمیشہ (پائدار قیامت) تک اس دائمی سعادت کے ساتھ سچے خیر خواہوں کی محفل کا آراستہ کرنے والا ہوا۔ اور لوگ تاخچی بیگ کو کہ حقیقی اعتبار کے قابل سرداروں سے سچے شاہی خیر خواہوں کے گروہ میں گنا گیا تھا لائے اُسنے (میرزا نے) بے ملاحظہ (بے دھڑک) اُسکو تلوار سے ہلاک کر دیا اسکے بعد بیگ بابائے کولابی نے آکر حضرت (ہمایون شاہ) کے زخمی ہونے کی حقیقت بیان کی میرزا نے تنگ دل ہونے کی وجہ سے خوش ہو کر یسین دولت اور مقدم کوکہ اور بہت سے لوگوں کو بھیجا کر کے کے لیے سقر کیا قاسم حسین سلطان کہ جسنے تمکرامی اور کوردلی (سیاہ دلی۔ دل کے اندھے ہونے) کی داد اُس دن میں دی تھی اس خوف اور ڈر سے کہ با دست منافقوں کا دامن پکڑنے والا ہے پہاڑ کے دامن میں پناہ لیکر کھڑا ہوا۔ اور اور پریشانی اور حیرانی کی وجہ سے نہ جانے کا موقع کرتا تھا اور بھاگنے کا ارادہ جسم صدر اور بہت سے لوگوں کو بھیجا اور وہ دلاسا دیکر اور غمخواری کرکے لے آئے۔ اور میرزا لڑائی کے مقام سے کوچ کرکے چاریکاران میں جا اترا۔ اور اس جگہ میں ایک شخص آنحضرت کی شاہی زرہ میرزا کے آگے لایا میرزا نے اس زرہ کے پہننے سے اپنے دل میں بیہودہ نامعقول خیالوں کو رستہ دیا اور خوشی کی زیادتی سے جامہ میں نہ سمایا اور وہاں سے کوچ کرکے کابل کا محاصرہ کیا قاسم خان برلاس کہ میر حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کی ملازمت میں تھا قلعداری کی بنیادوں کی استواری (مضبوطی) میں کوشش کی اور اگرچہ [illegible] دکھائی دینے والے جھوٹے وعدوں سے فریب دیتا تھا وہ حضرت جہانبانی کی سچی وفاداری کی مضبوط رسی کو نہیں توڑتا تھا یہانتک کہ اُسنے (میرزا نے) جان گھٹانے والی جھوٹی بے بنیاد باتوں کو مشہور کیا اور آنحضرت کی خبر بھیجی۔ آخر کار اُسنے (میرزا نے) سو عہد و پیمان اور فریب بھری باتوں سے ذریعہ دیگر قلعہ کو لیا اور اس موجودات کے چمن کے نئے پودے اور دنیا کی بہارستان کے گلدستہ یعنی میرے حضرت شاہنشاہ کو کہ روز بروز بڑھنے والے اقبال کی خوشبوؤں سے زمانے کی ہمیشہ کے دماغ عطر (خوشبو) بخشتا تھا اور خدا کے خلیفہ ہونے کی روشنیاں اُسکے اقبال کی پیشانی کے آئینے سے چمکتی تھیں نافہمیدگی اور کوتاہ بینی سے مقید کیا لیکن خدا کی حمایت (نگہبانی) کہ آنحضرت کے احوال کے قریب ہونے والی ہے

قدیم دستور کے موافق اُس صورت (دیکھنے) مین چھوٹے اور معنی (حقیقت) مین بڑے کو باطن کے اعتبار سے اپنی آنکھ یا نی
کی سیاہی مین اور ظاہر کے اعتبار سے اپنی مہربانی کی پناہ مین رکھکر ہمیشہ نگاہبانی کرتا تھا میرزا کامران دارالسلطنت کابل مین رہکر
اپنے احوال کے انتظام مین مشغول تھا اور [illegible] انجام کرتا تھا اور میرزا عسکری کو جو بے شاہی کوکا اب مہرے حضرت شاہنشاہ
کے بزرگ لقب کے ساتھ بلند نصیبی کی نسبت رکھنے والا [illegible] آباد کے نام سے مشہور ہے جاگیر کیا یعنی میرزا عسکری کو جو بے
شاہی جاگیر مین دیا۔ یہ ایک موضع ہے دلکشا دلخوش [illegible] اور ایک برزخ (وہ چیز جو دو چیزون کے درمیان حائل ہو)
ہے درمیان ہندوستان اور ولایت کے۔ شامل ہے ہندوستان کی خوبیون پر اور ولایت کی ناپسندیدہ چیزون سے پاک
صاف ہے کہ منعم خان نے پاک نام کے ساتھ (بادشاہ اکبر کے نام کے ساتھ) منسوب کرکے ایک بڑا شہر بنایا ہے۔ اور غزنین
اور اُسکی حدون کو قراچہ خان کو دیا غوربند اور اُس اطراف کو اُس دولت کو مقرر کیا اور اسیطرح سے اپنے آدمیون کو جاگیر
اور علوفہ (کھانے کی چیزیں خوراک۔ وظیفہ) تقسیم کرکے بادشاہی سردارون نے (زمانہ [illegible]) کے دریے ہوا خواجہ سلطان
اور کچہری کے کارکنون کو قید کرلیا اور درازدستی (ظلم) کا ہاتھ کھولکر زمد اور گھڑی کی چھڑی سے [illegible] (روپیہ) و جنس
(گہنا پاتا کپڑا لتہ) لیکر اپنی بد سرانجامی کے سرانجام مین ہوا اور ہمیشہ بادشاہی لشکر کی توجہ کے [illegible] ایکروز
قرار اور آرام سے نہ گزرا اور جھموون کا دارو ملا قراچہ اور خواجہ قاسم مہربونات پر بڑا اور ظلم اور درازدستی کی راہ [illegible]
کہ بے سامانیون کا خلاصہ ہو حاصل کیا۔ اس سے بے خبر کہ شعر کا ترجمہ۔ زور سے درم لینے والے اور زر گوشہ مین لگا
والے یا خرچ کرنیوالے۔ عمر کی بنیاد کھو دینے والے ہین اور محتاجی کی چھت لیپنے والے یعنی عمر کو برباد کرنے والے اور
اپنی محتاجی کا سامان کرنے والے ہین۔ تین مہینے کے قریب اس حال مین گزرے یہانتک کہ حضرت جہانبانی کے بلند
لشکر کے کوچ کرنے کا کروفر (آوازہ) بدخشان سے کابل کی طرف بلند ہوا میرزا ایک سپاہ زمیندار ہزارہ وغیرہ سے جمع
لاکر بڑی آمادگی کے ساتھ روانہ ہوا بابا جوجک اور ملا سقائی کو کابل مین چھوڑا اور حضرت شاہنشاہی کو کہ سعادت اور
اقبال کے نشان اُسکی دولت کی پیشانی سے اسقدر ظاہر تھے کہ جسکے اقرار اور دریافت کرنے مین چھوٹا بڑا دوست دشمن سب کے سب ایک
زبان اور ہم کلام تھے ذات کی مبارکی اور قدم کی برکت کے لیے یا احتیاط (خبرداری) کی زیادتی اور کسی اور مصلحت سے اپنے لشکر
کے ہمراہ لیا اور اُسنے نہ جانا کہ خدا جان کے بخشنے والے۔ جہان کے پیدا کرنیوالے نے دونون جہان کی مبارکیون اور برکتون کو کہ
پاک ذات مین امانت رکھا ہے اُسکی آنکھین دوستون کیطرف رحم (آنیوالی) ہین نہ دشمنون پر اندھون کو سرمہ سے کیا روشنی
چونکہ کلام طفیلی (وہ بات جو طفیل مین کہی گئی ورنہ اُسکے لکھنے کی ضرورت نہ تھی) تمام ہونے کو پہنچا مقصود کا سلسلہ ملانا اور
حضرت جہانبانی کی پاک باقی ماندہ خبرون کو اختصار کے ڈورے مین پرونا ضرور ہے۔

شعر



